۷۸۶

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمد للہ والمنۃ کہ این کتاب
لاجواب یادگار شاعر مکرم و معظم
مسمّٰی بہ

نسخۂ صحیحہ گلستانِ مترجم اردو

برائے فرم

حاجی ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
و تاجرانِ کتب اشاعت منزل بل روڈ کشمیری بازار، چوک انار کلی لاہور
"پاکستان"

ملک محمد عارف پرنٹر پبلشر نے اپنے دین محمدی پریس لاہور
میں چھپوا کر کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

منّت[1] خدای[2] را عزّ و جلّ کہ طاعتش موجب قربتست[3] و
احسان خدا کے تئیں ہے کہ غالب اور بزرگ ہے کہ بندگی کرنا اُسکا سبب نزدیک ہونے کا ہے اور

بشکر[4] اندرش[5] مزید نعمت ہر نفسے کہ فرو می رود مُمِدّ
بیچ شکر اُسکے کے زیادہ ہونا نعمت کا ہے جو سانس کہ نیچے جاتی ہے بڑھانے والی

حیاتست و چون بر می آید مفرّح ذات پس در ہر نفسے
زندگی کی ہے اور جو اوپر آتی ہے خوشی دینے والی ذات کی پس بیچ ہر ایک دم کے

دو[6] نعمت موجودست و بر ہر نعمتے شکرے واجب بیت
دو نعمتیں موجود ہیں اور اوپر ہر نعمت کے ایک شکر واجب ہے

از دست و زبان کہ بر آید | کز عہدۂ شکرش بدر آید
ہاتھ اور زبان کس کے سے بر آوے | کہ حق شکر اس کے سے باہر آوے

اِعْمَلُوْٓا آلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؕ وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۔ قطعہ
عمل کرو تم اے آل داؤد شکر کر اور تھوڑے ہیں بندوں میرے سے شکر کرنیوالے

سلہ[1] منت نعمت و نیکی و احسان کسی نہادن شکر نعمت بلفظ منت ابلغست از لفظ شکر چہ شکر در ہر جا اطلاق میتواں کرد بخلاف منت کہ خاصہ حضرت جل علاست چہ حقتعالے در کلام بندگاں را از منت نہادن منع میفرماید و برائے خود اثبات میکند جائیکہ میگوید قل للذین علیکم اے بلکہ خدا احسان مے نہد بر شما معلوم شد کہ منت نہادن درحق بندگاں منہی عنہ است و درحق او تعالے مستحسن و مقبول و نیز معلوم شد کہ دریں افتتاح تلمیست باتباع آیت مذکورہ و حاصلش آنکہ منت کہ با نعمت بر دیگرے نہادن منعم علیہ را رہین احسان خود داشتن باشد و ایں خاصہ حضرت جل و علا راست دریں وصف غیر او تعالے را شرکتے نیست و ازیں تقریر وجہ اختیار حمد بلفظ منت کہ دلالت بر اختصاص محمود علیہ وارد ہویدا شد چہ حمد بو صیغہ النسب است کہ غیر را دراں مدخلے نباشد ۱۲ ہکذا شرح الفاضل الاحراری مع بعض الزیادات ۱۲ سلہ[2] خدای بیا بعد الف یے یا نامحیت از ناچہائے باریتعالے حقیقۃ یعنے خود آیندہ کہ کنایت است از واجب الوجود و مجازا بمعنے صاحب مالک بہمیں معنے شہرت گرفتہ و معنے اول متروک شدہ ۱۲ سلہ[3] از لفظ قربت اشارت است بہ آیہ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اے بکن سجدہ و قریب نزدیک خواہی شد ۱۲ احراری سلہ[4] و لبشکر ہائے زائد برائے تحسین لفظ است و بمعنے اندر شکر خدا کذا فی السروری صاحب خیاباں گفتہ کہ ایں مذہب جمہور است و می تواند کہ لفظ اندر زائد نباشد مفید معنی ظرفیت باشد و نیز در سروریست بمعنے بلکہ بسبب ہم گفتہ اند و بریں تقدیر مصدر میمی بمعنے زیادت است اے بسبب شکرش زیادت نعمت است یعتواند کہ مزید بضم میم باشد نامناسبت حاصل شود و بموجب دریں صورت لفظ اندر زائدہ است ۱۲ سلہ[5] در ذکر دست اشعار با آں کہ مورد شکر عام است دل و زبان و جوارح دیگر و اورا اینجا دانستی کہ عطف دریں جا بہتر است از اضافت دست بسوئے زبان ۱۲ سلہ[6] کہ بکاف و ہائے ہوز برائے ذی العقول آید و ہر دو بمعنے کدام ست سروری ۱۲

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش بندے کو وہی بہتر کہ تقصیر اپنی سے ورنہ سزاوار خداوندیش اور جو نہیں لائق صاحبی اسکی کے	عذر بدرگاہِ خدا آورد عذر بیچ درگاہ خدا کے لاوے کس نتواند کہ بجا آورد کوئی نہیں سکتا ہے کہ بجا لاوے

باران رحمت بیحسابش ہمہ[۱] را رسیدہ و خوانِ نعمت بید
مینہ رحمت بے حساب اسکی کا سب کو پہنچا اور خوان نعمت بے
ریغش ہمہ جا کشیدہ پردۂ ناموس[۲] بندگان بگناہ فاحش
افسوس اسکے کا سب جگہ کھینچا پردہ غیرت بندوں کا بسبب گناہ کے
ندرد و وظیفہ روزی بخطائے منکر[۳] نبرد قطعہ
نہ پھاڑے اور روزینہ روزی کھانیوالوں کا ساتھ خطائے بد کے نہ کاٹے

ای کریمی کہ از خزانۂ غیب اے کریم ایسا ہے تو کہ خزانہ غیب سے دوستان را کجا کنی محروم دوستوں کے تئیں کہاں کرے تو محروم	گبر و ترسا وظیفہ خور داری گبر اور ترسا کو بھی روزینہ کھانیوالا رکھتا ہے تو تو کہ با دشمنان نظر داری تو ایسا ہے کہ ساتھ دشمنوں کے رکھتا ہے تو

فراش باد صبا را گفتہ تا فرشِ زمردین بگسترد[ن۲] و دایۂ
فراش بادِ صبا کے تئیں کہا تو فرش سبز رنگ کا بچھاوے اور دایہ
ابر[ن۳] بہاری را فرمودہ تا بنات را در مہد زمین بپرورد[ن۴]
ابر بہار کے تئیں فرمایا تو لڑکیوں روئیدگی کے تئیں بیچ جھولے زمین کے پالے
و درختان را بخلعت[۵] نوروزی قبائے استبرق[ن۵]
اور درختوں کے تئیں ساتھ خلعت نوروزی کے قبا سبز ریشم کی
در بر گرفتہ[ن۶] و اطفال شاخ را بقدوم موسم[ن۶] ربیع کلاہ
پہنائی اور لڑکوں شاخ کے تئیں بسبب آنے فصل بہار کے

[۱] یعنی اگر در ادائے شکر عذرے کہ متضمن اعتراف تقصیر خود باشد میکند در حق بندہ خوب بہتر نیست زیرا کہ شکر کہ سزاوار آنجناب باشد و درخور نعمتہائے بیحساب او تواند بود محال اوست کہ ادا کند ۱۲ [۲] پردہ دریدن کنایہ از شرمندہ ساختن است ۱۲ ش [۳] گناہ فاحش گناہے کہ از حد درگذرد و زیادہ یائے تحتانیہ کہ در لفظ گناہ ہمچنیں در لفظ خطا بعد ہمزہ کہ در اکثر نسخہ مسطور است از اں است کہ قدما در موصوف زیادت میکردند برائے رفع اشتباہ از مضاف والحال ایں رسم خط متروک است ۱۲ [۴] دایہ ابر بہاری و بنات در مہد زمین در طفال شاخ ادارہ آن ایں بیت قبل اضافت بنہ جنسیت نور اللہ الاہری ۱۲ [۵] عادت سلاطین است کہ بروز نوروز نوکراں و غلاماں را خلعت میدہند ۱۲

ن۱ ہمہ را یعنی سب کو
ن۲ بگسترد بچھاوے
ن۳ ابر بہار
ن۴ بپرورد پالے
ن۵ استبرق ریشم
ن۶ گرفتہ تر و تازہ موسم گل

شگوفہ بر سر نہادہ عصارۂ تاکے بقدرتِ او شہد فائق شدہ و
ٹوپی کلی کی اوپر سر کے رکھی نچواڑ مکھی کا بسبب قدرت اسکی کے شہد فوقیت رکھنے والا ہی
تخم خرمائے بہ تربیتِ او نخل باسق گشتہ قطعہ
اور بیج خرمی کا بسبب پرورش اسکی کے درخت بلند ہوا

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
بادل اور ہوا اور چاند اور سورج اور آسمان بیچ کام کے ہیں
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار
سب واسطے تیرے کوشش کرنیوالے اور حکم اٹھانیوالے ہیں

تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
اسلئے کہ ایک روٹی بیچ ہتھیلی کے لاوے تو اور ساتھ غفلت نہ کہاوے تو
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری
شرط انصاف کی نہ ہووے کہ تو حکم نہ لیجاوے تو

در خبر ست از سرور کائنات مفخر موجودات رحمت
حدیث میں وارد ہے سردار دوجہان کے فخر مخلوق سے رحمت واسطے
عالمیان صفوت آدمیان تتمہ دور زمان بیت
عالم کے رہنے والوں کے اور برگزیدہ آدمیوں کے اور ذخیرہ گردش زمانے کی

شَفِیْعٌ مُطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ
شفاعت کرنیوالے اطاعت کی خبر دینے والے بزرگ
قطعہ بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
پہنچے بلندی کو بسبب کمال مرتبے اپنے کے
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
نیک ہیں تمام خصلتیں ان کی

قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ
قسمت کرنیوالے صاحب جسم پاکیزہ و شگفتہ صاحب حسن
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
دور ہوئی اندھیریاں ظلم اور کفر کی بسبب جمال انکے کے
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بیت
درود ہو جو اوپر انکے اور اولاد انکی کے

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان
کیا غم دیوار امت کے تئیں کہ رکھے مانند تیری پشت کا نگاہ رکھنے والا
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان
کیا ڈر لہر دریا سے انکے تئیں کہ ہووے نوح کشتی کا نگاہ رکھنے والا

۱ ایں قطعہ مبنی براں ست کہ از شدت حرارت آفتاب بخارات زمین میل علو کردہ نزد کرۂ زمہریر رسد و منجمد گردد و ہوا محرک آں گردید و بیبارد آں باران موجب نشو نمائے حیوانات میباشد ۱۲ ۲ ای بغفلت نخوری و شکر کنی کما ورد فی الخبر خلقت الاشیاء لاجلکم و خلقتکم لاجلی ای پیدا کردم اشیائے را برائے شما و پیدا کردم شمارا برائے خود لے برائے شکر خود ۱۲ ۳ صفوت یعنی مقبول و برگزیدہ و سروری ایں را بفتح گفتہ و صاحب کنز بالکسر آوردہ و صاحب منتخب بہر سہ حرکت اول آوردہ ۱۲ ۴ تتمہ مصدر است بروزن تفعلہ از تمام در ینجا بمعنی فاعلیت یعنی باتمام یعنی بادو تمام شدہ را رسالت زیراکہ نیست ہیچ نبی بعد او کذا یفہم من سروری ایضاً ۱۲ ۵ مطاع بضم اول کسیکہ طاعت و فرمانبرداری او کنند یعنی یعنی ۱۲ ۱۲

کہ یکے از بندگان گنہگار پریشان روزگار دست انابت بامید اجابت

کہ ایک بندوں گنہگار سرگشتہ روزگار سے ہاتھ توبہ کا ساتھ امید قبول ہونے کے

بدرگاہ خداوند جل و علا بردارد ایزد تعالے دروی نظر نکند

بیچ درگاہ بزرگ اور برتر کے اٹھائے اللہ برتر بیچ اس کے نظر نہ کرے

بازش بخواند بار دیگر اعراض فرماید بازش بتضرع وزاری

پھر اُسکو پکارے دوسری بار رُوگردانی اور چشم پوشی فرمائے پھر اسکو ساتھ رونے اور رونے کے

بخواند حق سبحانہ و تعالے گوید یا ملائکتی قد استحییت

پکارے اللہ پاک اور برتر کہتا ہے اے فرشتو میرے ہر آئینہ شرم رکھتا ہوں ہیں

من عبدی و لیس لہ غیری دعوتش را اجابت کردم و امیدش بر

بندے اپنے سے اور نہیں ہے واسطے اسکے سوائے میرے دعا اُسکی کے تئیں قبول کیا میں نے اور امید اسکی بر

آوردم کہ از بسیاری دعا و گریہ بندہ ہمی شرم دارم بیت

لایا میں کہ بہت دعا اور رونے بندے سے شرم رکھتا ہوں میں

کرم بین و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار
کرم دیکھ اور مہربانی خداوند تعالے کی	گناہ بندے نے کیا ہے اور وہ شرمندہ ہے

عاکفان کعبۂ جلالش بہ تقصیر عبادت معترفند کہ ما

گوشہ بیٹھنے والے کعبہ بندگی اُسکی کے ساتھ تقصیر بندگی کے اقرار کرنے والے ہیں کہ نہیں

عبدناک حق عبادتک و واصفان حلیۂ جمالش بتحیر

عبادت کی ہم نے تیری حق عبادت کرنے تیرے کا اور صفت کرنیوالے صورت جمال اسکی کے ساتھ حیرت

منسوب کہ ما عرفناک حق معرفتک ۔ قطعہ

نسبت کئے گئے ہیں کہ نہیں پہچانا ہے ہم نے تجھ کو حق پہچاننے تیرے کا

گر کسے وصف او ز من پرسد	بیدل از بی نشان چہ گوید باز
جو کوئی وصف اسکا مجھ سے پوچھے	بیہوش بے پتے سے کیا کہے پھر

۱ بازش سرورے برد و ضمیر شین را زغافل قرار دادہ راجع بسوے بندہ کردہ است و ظاہر عبارات اینست کہ ضمیر مفعول راجع او بسوے او تعالے باشد ۱۲ ۲ استحیا کہ بمعنی انقباض نفس ہست از خود و خجالت در اینجا بمعنے خود نیست بلکہ مراد ازلازم آنست کہ اثر و نتیجہ او بودہ باشد قاضی بیضاوی تصریح نمودہ است کہ این صفات در حق واجب سبحانہ بطریق مجاز بمعنے آثار و لوازم استعمال یافتہ ۱۲ نور اللہ احراری ۱۲ ۳ بہ زیادت لفظ گار بمعنے خاوند در خداوند رائے نسبت آید و با لفظ را بیشتر در جائیکہ لفظ بندہ مذکور شود استعمال کنند ۱۲ عبد الواسع ۴ سا لفظیست کہ مفید معنے کثرت بود چوں کوہسار بمعنی بسیار کوہ و بسیا شاخ ۱۲ عبد اضحی ۱۲ ۵ یعنے اگر کسے وصف از من پرسد آن بیدل یعنے عاشق از بے نشان چہ گوید الا نکہ عاشقان الخ ۱۲

عاشقان کشتگانِ معشوقند عاشق مارے ہوئے معشوق کے ہیں	برنیاید ز کشتگان آواز نہیں نکلتی ہے مرے ہوئے سے آواز

یکے از صاحبدلان سر بجیب[۱] مراقبہ فرو بردہ بود و در بحرِ
ایک صاحبدلوں سے سر بیچ گریبان[۲] مراقبہ کے نیچے لے گیا تھا اور بیچ دریائے
مکاشفہ مستغرق شدہ حالے کہ ازان معاملت[۳] باز آمد یکے[۴]
مکاشفہ کے ڈوبنے والا ہوا جسوقت کہ اس معاملے سے پھر آیا ایک نے
از محبان گفت ازین بوستان کہ بودی[۵] چہ تحفہ کرامت
دوستوں سے کہا اس باغ سے کہ تھا تو کیا تحفہ عنایت کیا
کردی اصحاب را گفت بخاطر[۶] داشتم کہ چون بدرخت
تونے یاروں کے تئیں کہا صاحبدل ارادہ رکھتا تھا میں جب پاس درخت
گل برسم دامنے پر کنم ہدیۂ[۷] اصحاب را چون برسیدم
گل کے پہنچوں میں دامن بھروں میں تحفہ واسطے یاروں کے جو پہنچا میں
بوی گل چنان مست کرد کہ دامنم ازدست برفت قطعہ
تو خوشبوئے گل نے ایسا مست کیا مجھ کو کہ دامن میرے ہاتھ سے گیا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز اے چڑیا صبح کی عشق پروانے سے سیکھ	کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد[۶] کہ اس جلے ہوئے کے تئیں جان گئی اور آواز نہ آئی
این مدعیان در طلبش بیخبرانند یہ دعوے کرنیوالے بیچ طلب اس کی کے بیخبر ہیں	کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد جس کسی کو کہ خبر ہوئی خبر اسکی پھر نہ آئی

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم اے خدا تو برتر ہے خیال اور اندازے اور شک اور وہم سے	وز ہرچہ گفتہ اند شنیدم و خواندہ ایم اور جس چیز سے کہ کہا ہے لوگوں نے سُنا ہی ہمنے اور پڑھا ہی ہم نے

نسخہ: گریبان — نسخہ ۲: حالت — نسخہ: یکے از اصحاب بطریق انبساط گفت — نسخہ ۵: در تو بودی ما را چہ — نسخہ ۶: بخاطر چنان — نسخہ ۷: چنان

۱ یعنے عاشقِ صادق ہرگز اظہار آثار عشق خود نمایند بلکہ مثل مردہ خاموش میباشند زیرا کہ کشتہ معشوق اند و شور و شغب دلیل کم ظرفی بے استقلالی است چنانچہ جائے دیگر گفتہ قطعہ اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز و کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد و این مدعیان در طلبش بیخبرانند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ۱۲ ۲ صاحبدل در اصطلاح اہل تصوف را گویند و این لفظ درین کتاب ہر جا کہ واقع شد مصنف خود را داشتہ ۱۲ اش ۳ ہدیہ بفتح اول و کسر دال تشدید یا تحتانیہ تحفہ و در فارسی بسکون دال مے آید ۱۲ ۴ از مرغ سحر مراد عندلیب است بسبب بیدار بودنش چہ مرغ سحر خوانند ۵ عیش اتصالی نون مہلت رعایت اذن است ملاش ۶ حال آنکہ تو دیدن ختن نالہ و فریاد میکنی ۱۲ ۷ خیال بفتح پندار و صورتیکہ در خواب آمدہ شود یا در بیداری تخیل کردہ شود ۱۲ اس ۱۲

دفترؔ۱ تمام گشت وبپایان رسید عمر	ماہمچنان در اوّل وصف تو ماندہ ایم
دفتر تمام ہوا اور آخر کو پہنچی عمر	ہم ویسے ہی بیچ سے وصف تیرے کے رہے ہم

ذکر محامد پادشاہ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد زنگی نوّر اللہ تربتہٗ

ذکر صفتوں بادشاہ اسلام اتابک ابوبکر بیٹے سعد بیٹے زنگی کا روشن کرے اللہ تربت

ذکر جمیل سعدیؔ۲ کہ در افواہ عام افتادہ است وصیت سخنش کہ

اُسکی ذکر خوب سعدی کا کہ بیچ منہ خلق کے پڑا ہے اور شہرہ سخن اُسکے کا کہ

در بسیط زمین رفتہ وقصبؔ۳ الجیبؔ ن۲ حدیثش کہ ہمچو شکر ن۳

بیچ کشادگی زمین کے گیا اور قصب الجیب حدیث اسکے کا کہ مانند شکر

می خورند ورقعہ منشآتش کہ ہمچو کاغذ زر می برند بر کمال

کے کھاتے ہیں اور ٹکڑہ تصنیف اسکے کا کہ مانند کاغذ زر کے لے جاتے ہیں اوپر کمال

فضل وبلاغت او حمل نتوان کرد بلکہ خداوند جہان وقطب

بزرگی اور علمیت اسکے گمان نہ سکئے کرنا بلکہ صاحب جہان کا اور قطب

دائرہ زمان وقائم مقام سلیمان ن۴ وناصر اہل ایمان اتابک اعظم

دائرہ زمان کا اور قائم مقام سلیمانؑ کا اور یاری دینے والا صاحب ایمان کا اتابک بڑا

مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد بن زنگی ظلّ اللہ

بادشاہ بڑا ظفر پایا گیا دُنیا اور دین بیٹے ابوبکر بیٹا زنگی گا سایہ خدا

تعالےٰ فی ارضہٖ ربِّ ارضَ عنہُ وارضِہٖ

تعالےٰ کا بیچ زمین اسکی کے اے رب میرے راضی ہو اس سے اور راضی رکھو اس کو

بعین عنایت نظر کردہ است وتحسین بلیغ فرمودہ و

اس بادشاہ نے طرف میرے بخشش سے نظر کیا اور شاباش بہت فرمائی اور خواہش

ارادت صادق نمودہ لاجرم کافۂ انام از خواص وعام بمحبت او

کی خواہ مخواہ گروہ خلق نے خاصوں اور عاموں سے بسبب محبت اسکی کے

ن۱ مجلس
ن۲ الحبیب
ن۳ نیشکر
ن۴ غضنفر دوران

۱ در اکثر نسخ بجائے دفتر مجلس مہمان داری خوان کشی کہ میزبان جہان نمودہ بود تمام شد دیدہ شد ۱۲ ۲ سعدی نسبت بسوئے سعد بن ابی بکر آنانکہ مداحش بود ونام زیش مصلح الدین بن عبد اللہ شیرازی کہ از افاضل صوفیہ است ۱۲ تحفۃ الاصفیا ۱۲ ۳ بدانکہ شراح گلستان را در لفظ قصب الجیب اختلاف است بعضے از ناظرین این کتاب حبیب بروزن فعل بمعنے محبوب خواندہ اند اضافت تصیب بسوئے آواز قبیل اضافت موصوف بسوئے صفت دانستہ اے قصبیکہ محبوب است ہمچو مسجد الجامع ومراد از نیشکر است واز تقریر فاضل سروری نیز قصب الجیب بجائے مہملہ مستفاد میشود وگفتہ اند کہ آنرا در فارسی نیشکر گویند ۱۲

گرائیدہ اندکہ اَلنَّاسُ عَلیٰ دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ رباعی

خواہش کی ہے کہ لوگ اوپر دین بادشاہوں کے ہیں

زانکہ کہ ترا برمن مسکین نظر است

جب سے کہ تیرے تئیں اوپر مجھ غریب کے نظر شفقت کی ہے

گر خود ہمہ عیبہا بدین بندہ درست

اگر تحقیق سب عیب بیچ اس بندے کے ہیں

آثارم از آفتاب مشہور ترست

نشانیاں میری یعنی شعر میرے آفتاب سے مشہور زیادہ ہیں

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است

اگرچہ ہر عیب کہ بادشاہ پسند کرے ہنر ہے

قطعہ

گِلےؔ[1] خوشبوی در حمام روزے

ایک مٹی خوشبودار بیچ حمام کے ایک روز

بدو گفتم کہ مشکی[2] یا عبیری

مٹی سے کہا میں نے کہ مشک ہے تو یا عنبر ہے تو

بگفتا من گلے ناچیز بودم

کہا اُس مٹی نے میں ایک مٹی ناچیز تھی میں

جمال ہمنشین در من اثر کرد

خوبی ہمنشین نے یعنی صحبت پھول نے بیچ میرے اثر کیا

رسید از دست محبوبے بدستم

پہنچی ہاتھ ایک معشوق سے بیچ ہاتھ میرے کے

کہ از بوئی دلاویز[3] تو مستم

کہ خوشبوئے دلاویز تیری سے مست ہوں میں

ولیکن مدتے با گل نشستم

اور لیکن تھوڑے دنوں ساتھ پھول کے صحبت کی میں نے

وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

وگرنہ میں وہی خاک ہوں کہ جانتے ہیں مجھ کو

اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ

بارخدایا برخوردار کر مسلمانوں کو بسبب دراز ہونے عمر اسکی کے - اور دو چند کر پاداش خوبی اُس

جَمِیْلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ دَرَجَ اَوِدَّآئِہٖ وَوُلَاتِہٖ

کی کا اور نیکیاں اُسکی کا اور بلند کر درجے دوستوں اور نوکروں اُسکے کے اور

وَدَمِّرْ عَلیٰٓ اَعْدَآئِہٖ وَشُنَاتِہٖ[4] - بِمَا تُلِیَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ

ہلاکی لا اوپر دشمنوں اور دشمنی رکھنے والے اُسکے کے - برکت اسچیز سے جو تلاوت کیجاتی ہے بیچ قرآن کے

[1] این حکایت بطریق تمثیل است ومقصود مصنف از ایراد تن است کہ من شخصے حقیر بودم ہرگاہ ہمنشین این سلطان شدم نامم در اطراف عالم رسید ۱۲ اش [2] گل بکسر کاف فارسی بدانکہ در ولایت رواجست کہ وقتیکہ گلاب میکنند دہن دیگ از گل محکم کنند چنانکہ در ہندوستان با آرد آن گل از تر گلاب خوشبودار میشود پس آن گل را در حمام نگہدارند ومرادیش چون شوئیند ۱۲ [3] مشک بضم میم وشین معجمہ فارسی وبکسر میم وسین مہملہ عربی است ودرینجا ہر دو وجہ توان خواند واقتصار بریکے تقصیرست ۱۲ اش [4] دلاویز آنکہ طبع بدو متعلق باشد واین صفت ترکیبی ست از آویختن واگرچہ این الف با لام متصل نوشتہ میشود تا اتصال علی دلیل بر ترکیب معنوی باشد ۱۲ [5] شنات بفتح اول جمع تکسیر شانی بمعنے دشمنی دارندگان ۱۲ شہاب ۱۲

قطعه اٰیَاتِهٖ وَاٰمِنْ بَلَدَهٗ یَارَبِّ وَاحْفَظْ وَلَدَهٗ

آیتوں سے اور چین میں رکھ شہر اُسکا ای پروردگار میرے اور پناہ میں رکھ اولاد اُس کی کو

لَقَدْ سَعِدَ الدُّنْیَابِهٖ دَامَ سَعْدُهٗ ¹
تحقیق نیک ہوئی دنیا ساتھ اس کے ہمیشہ ہووے نیکی ساتھ اسکے

وَاَیَّدَهُ الْمَوْلٰی بِاَلْوِیَۃِ النَّصْرِ
اور مدد کرے اُسکی مولی ساتھ نیزوں فتح کے

كَذٰلِكَ تَنْشَاُ لِیْنَةٌ ² هُوَ عِرْقُهَا
جیسا نشوو نما پاتا ہے درخت ویسی ہی ہوتی ہیں شاخیں اُسکی

وَحُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ کَرَمِ الْبَذْرِ ³
اور خوبی روئیدگی زمین کی بزرگی بیج کی سے ہے

ایزد تعالیٰ و تقدس خطۂ پاک شیراز را بہیبت حاکمان عادل و ہمت
خدائے برتر اور پاک شہر شیراز کو ساتھ ہیبت حاکموں عادل اور توجہ

عالمان عامل تا زمان قیامت در امان سلامت نگہدارد **قطعه**
عالموں باعمل کے تازمان برپا ہوئے قیامت کے بیچ پناہ سلامت کے نگاہ رکھے

اقلیم پارس را غم از آسیب دہر نیست
ولایت پارس کے تئیں غم آفت زمانے سے نہیں ہے

تا بر سرش بود چو توای سایۂ خدا
جب تک اوپر سر اُسکے رہیگا تجھ ایسا بادشاہ

امروز کس نشان ندہد در بسیط خاک
آج کے دن کوئی پتہ نہیں دیتا ہے بیچ کشادگی زمین کے

مانند آستان درت مامن رضا
مانند چوکھٹ دروازے تیری کی جائے آرام خوشنودی کے

بر تست پاس خاطر بیچارگان و شکر
اوپر تیرے ہے اے بادشاہ نگاہ رکھنا خاطر بیچاروں کا اور شکر

بر ما و بر خدای جہان آفرین جزا
اور ہم لوگوں کے اور اوپر خدای جہان پیدا کرنیوالے کی بدلہ نیکی کا

یا رب ز باد فتنہ نگہدار خاک پارس
ای پروردگار ہوائے فتنہ سے نگاہ رکھ شہر شیراز کے تئیں

چندانکہ خاک را بود و باد را بقا
جب تک کرہ زمین کا ہے اور ہوا کے تئیں زندگی ہووے

در سبب تالیف کتاب
ذکر بیچ سبب تصنیف کتاب گلستان کے

یک شب تامل ایام گذشتہ می کردم و بر عمر تلف کردہ
ایک رات کو خیال بیچ زمانے گذرے ہوئے کے کرتا تھا میں اور اوپر عمر تباہ کی ہوئی کے

¹ لقد جواب قسم محذوف ست و انسب و ظاہر آن است کہ ہر سہ ضمیر کہ درین شعر واقع ست راجع بسوی ابوبکر باشد و کسیکہ ضمیر لو تا ملک ہو ظاہر لطیف در دام سعدہ حاصل شود مناسبتی با خاتم الیہ پیدا کردد و انتشار ضمائر لازم نیاید ۱۲ ش ² لینۃ بالکسر و سکون یا الوعی حد درخت خرما ³ بذر بدال معجمہ و بہملہ بمعنی تخم مزارع ہیچ خطہ بالکسر زمینے کہ بجہت بنا گرد اگرد بر خط کشیدہ باشند و حد بید آگردد ۱۲ اقلیم بکسر ہفتم حصہ زمین کہ معمور ست و آن ربع مسکون نیز گویند و پارس بسکون را و سین موقوف نام ملکے کہ بنام پارس ابن پہلو بن سام شہرت گرفتہ نیز اکرد و بتعرف او بود چنانکہ در فارس نامہ مرقوم ست کہ در قدیم ایام .. پارس میگفتند لیکن چیاست سا سلیمان لاکہ از نوحی اصفہا ست پہلوی میگفتند و چنین گبران کہ ساکنان قدیم ایرانند پارسیان گویند ۱۲ ح

تاسف میخوردم و سنگلاخهٔ دل را بالماس آب دیده می سفتم
افسوس کھاتا تھا میں اور پتھر جیسے اپنے کا ساتھ الماس آبدیدہ کے پروتا تھا میں

واین بیتها مناسب حال خود می گفتم مثنوی
اور یہ بیتیں مناسب حال اپنے کے کہتا تھا میں

هر دم از عمر میرود نفسے
ہر وقت عمر سے جاتا ہے ایک دم

چون نگه میکنم نماند بسے
جو دیکھتا ہوں میں بغور تو نہیں رہی ہے بہت

ایکه پنجاه رفت و در خوابی
اے سعدی کہ پچاس برس گئے اور تو بیچ خواب کے ہے

مگر این پنج روز دریابی[1]
مگر یہ پانچ روز پالے تو

خجل آنکس که رفت و کار نساخت
شرمندہ وہ شخص کہ گیا اور کچھ کام نہ کیا

کوس رحلت زدند و بار نساخت[2]
نقارہ کوچ کا بجایا اور اسباب نہ لادا

خواب نوشین بامداد رحیل
نیند میٹھی صبح کوچ کرنے کی

باز دارد پیاده را ز سبیل
پیچھے رکھتی ہے پیادے کے تئیں راہ سے

هر که آمد عمارت نو ساخت
جو کہ آیا ایک عمارت نئی بنائی

رفت و منزل بدیگرے پرداخت[3]
جب مر گیا وہ عمارت واسطے دوسرے کے خالی کی

وان دگر پخت همچنین[4] هوسے
اور اس دوسرے نے پکائی اسیطرح ہوس

وین عمارت بسر نبرد[5] کسے
اور یہ عمارت سر پر نہ لے گیا کوئی

یار ناپائدار[6] دوست مدار
معشوق بغیر قیام کو دوست مت رکھ

دوستی را نشاید این غدار
دوستی کے نہیں لایق ہے یہ بے وفا

مادهٔ عیش[7] آدمی شکم ست
اصل زندگی آدمی کی یہ پیٹ ہے

تا بتدریج میرود چه غم ست
اگر آہستہ سے جاتا ہے تو کیا غم ہے

گر به بندد چنانکه نکشاید
اگر بند ہووے ایسا کہ نہ کھلے

گو دل از عمر برکند شاید
جو دل عمر سے اٹھادے تو لایق ہے

۱؎ دریابی اے حاصل کنی یعنی بفهمی و از خواب بیدار شوی ۱۲ اش ۲؎ بار نساخت اے پشته را از خود درست نکرد و از خود نه بست ۱۲ ۳؎ پرداختن بمعنے خالی کردن و بائی بدیگری بمعنے برائے است یعنی برائے دیگرے یا بمعنی را یعنی دیگری را ۱۲ ۴؎ ای هیچو اول قصد بنائے دیگر کرد ۱۲ اش ۵؎ بسر بردن کنایت از اتمام رسانیدن و روزگار گذرانیدن و سازگاری نمودن ست ۱۲ اش ۶؎ ناپائدار وصف ترکیبی از پائیدن بمعنی جاوید بودن ۱۲ اش ۷؎ غرضیکه زندگی آدمی موقوف بر تحلیل و هضم غذا ست و در صورت بستگی شکم بطوریکه ثقل غذا نریزد مرگ آدمی متیقن ست و بدین قیاس در صورت اسهال و ظاهر ست تحلیل و هضم غذا چند روزه است و همچنین حیات بر وی موقوف محمد علی ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ور کشاید چنانکہ نتوان بست
اور جو کھلے ایسا کہ نہ بند ہو سکے

چار طبع مخالف و سرکش
چار طبیعتیں ضد کرنے والی اور نفرت کرنیوالی

گر یکے زین چہار شد غالب
جو ایک ان چاروں خلط سے غالب ہوا

لاجرم مرد عارف کامل
اس لئے مرد خدا شناس صاحب کمال

نیک و بد چون ہمی بباید مرد
نیک اور بد آخر کار مریں گے

برگ عیشی بگور خویش فرست
سامان زندگی کا بیچ قبر اپنی کے بھیج

عمر برفست و آفتاب تموز
عمر شکل برف کے ہے اور دھوپ بھادوں کی سی

اندکے ماند و خواجہ غرہ ہنوز
تھوڑی سی رہی ہے اے خواجہ غرور کب تک کریگا

ای تہیدست رفتہ در بازار
اے خالی ہاتھ گیا ہوا بیچ بازار کے

ترسمت پر نیاوری دستار
ڈرتا ہوں میں بھری ہوئی نہ لاویگا تو پگڑی

ہر کہ مزروع خود خورد بخوید
جو شخص نے کھیتی کھائی اپنی کچی

وقت خرمنش خوشہ باید چید
وقت خرمن کے اسکو لایق ہے بالی چننا

پند سعدی بگوش دل بشنو
نصیحت سعدی کی کان دل سے سن

رہ چنین ست مرد باش و برو
راہ ایسی ہے مردانہ وار ہو اور چل

گو بشو از حیات دنیا دست
کہ اس شخص کو زندگی دنیا سے ہاتھ دھو

چند روزے بوند با ہم خوش
کتنے دنوں رہتی ہیں آپس میں خوش

جان شیرین بر آید از قالب
جان میٹھی نکل جائے تن سے

ننہد بر حیات دنیا دل
نہیں رکھتا ہے اوپر زندگی دنیا کے دل

خنک آنکس کہ گوی نیکی برد
خوشا وہ شخص کہ گیند نیکی کا لے گیا

کس نیارد زپس تو پیش فرست
کوئی نہ لاوے تیرے پیچھے سے تو آگے بھیج

بعد از تامل مصلحت آن دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم
بعد فکر کرنے اس بات کے مصلحت وہ دیکھی میں نے کہ بیچ آشیانہ گوشہ نشینی کے بیٹھوں میں

لہ آب مخالف آتش ست و باد مخالف خاک ۱۲ ؎ غالب بفتح لام کالبد و کفش و خشت زدن لقوہ وبزآن بو بالکسر لام نیز آمدہ کذا فی المنتخب ۱۲ و درینجا بکسر لام باید خواند باختلاف توجیہ نشود و توجیہ حرکت ماقبل روی ست و نشاید کہ مختلف گردد ۱۲ نور اللہ احرارے ؎ خنک بفتحتین بمعنے سرد بعض ہوائے خنک بمعنی خوش عیش و مراد درینجا ہمین است ۱۲ ؎ یعنی اے کسے بعد مردن تو اسباب عیش نخواہد آورد لاجرم از پیش من باید فرستاد ۱۲ ؎ اے عمر سریع الزوال ست ۱۲ ؎ تموز بفتح اول و ثانی معموم گرمائے سخت و نام ماہ از اول تابستان ۱۲ ؎ غرہ بکسر غین است وبفتح اول از تصرفات اہل فرس است ۱۲ ؎ اے کہ تہیدست بازار دنیا رفتہ و عملے نداری اے اندک استعداد کہ داری نیز برباد کنی و خراب خود سوار جوع آن عالم ستدابی ۱۲ ارع ۱۲

ودامن صحبت فراہم چینیم و دفتر از گفتارہای پریشان بشوئیم
اور دامن صحبت سے چنوں میں اور دفتر باتوں پریشان سے دھوویں میں

ومن بعد پریشان نگوئیم بیت
اور اس سے پیچھے پریشان باتیں نہ کہیں میں

زبان بریدہ بکنجے نشستہ صمٌ وبکمٌ
زبان کٹا ہوا بیچ ایک گوشے کے بیٹھا بہرہ اور گونگا

بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم
بہتر اس شخص سے نہ ہووے زبان اسکی بیچ حکم کے

تا یکے از دوستان کہ در کجاوہ ہمنشین من بودے و در حجرہ جلیس!
تو ایک دوستوں سے کہ بیچ کجاوے کے ہمنشین میرا تھا اور بیچ کوٹھڑی کے پاس بیٹھنے والا

برسم قدیم از در در آمد چندانکہ نشاط ملاعبت کرد و بساط مداعبت
ساتھ رسم قدیم کے دروازے سے آیا جسقدر کہ خوش مزاجی اور خوش طبعی اور بازی کرنے کی ہے اور بچھونا بازی کیسا بچھایا

گسترد جوابش نگفتم و سر از زانوئے تعبد برنگرفتم رنجیدہ نگہ کرد و گفت قطعہ
جواب اُسکا نہ کہا میں نے اور سر زانوے عبادت سے نہ اٹھایا میں نے رنجیدہ ہو کر دیکھا اور کہا

کنونت کہ امکان گفتار ہست
اب تجھکو کہ طاقت بات کرنے کی ہے

بگوای برادر بلطف و خوشی
کہ اے بھائی ساتھ مہربانی اور خوشی کے

کہ فردا چو پیک اجل دررسد
کہ کل جو قاصد موت کا پہنچیگا

بحکم ضرورت زبان درکشی
خواہ نخواہ زبان بند کرے گا تو

کسے از متعلقان منش برحسب واقعہ مطلع گردانید کہ فلان عزم
کسے نے علاقہ داروں میرے سے اسکو اوپر موافق احوال کے خبردار کیا کہ فلانے نے قصد

کردہ است و نیّت جزم کہ بقیّت عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند
کیا ہے اور نیت مضبوط کہ باقی عمر اعتکاف میں بیٹھے اور خاموشی قبول کرے

تو نیز اگر توانی سر خویش گیر و مجانبت پیش گفتا بعزّت عظیم و
تو بھی اگر ہو سکے راستہ اپنا لے اور کنارہ آگے کہا قسم ہے بزرگی خدا کی اور

ا؎ صم وبکم جمع اصم وابکم ست کر ہا وگنگہا واطلاق جمع برای مفرد از راہ مبالغہ در کثرت ست چنانکہ شما بجای تو جہت تعظیم و تحقیق آنست
کہ فارسیاں بعضے جاہا جمع را بملاحظہ معنی در مقام مفرد استعمال نمایند چنانکہ حور بمعنی حوراء ست یعنی زن سیاہ چشم ۱۲ ۲؎ کجاوہ معرب
کژاوہ بفارسی بمعنی ہودج ۱۲ ۳؎ یعنی ہم در سفر و ہم در حضر یار و مصاحب من بودی ۴؎ یعنی خواست کہ آنچہ پیشتر از وے بلطیفہ بذلہ
بود باز بمیان آید ۱۲ ۵؎ کنوں مخفف اکنوں بفتح ہمزہ و سکون کاف بعد حذف ہمزہ کاف مضموم شد بر ہیئت نون ۱۲ ۶؎ اش چوں
موت نزدیک ست آن وقت را بفردا تعبیر کردند ۱۲ ۷؎ حسب بفتح اول و سکون ثانی شمردن و بفتحتین اندازہ و شمار چیزی بدیں
معنے و سکوں معنے مہملہ نیز آمدہ ۱۲ اس

صحبت قدیم کہ دم بر نیارم و قدم بر ندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود
قسم ہے صحبت قدیم کی سانس نہ لوں گا میں اور قدم نہ اٹھاؤں گا مگر اسوقت کہ بات کہی جاوے
بعادت مالوف و طریق معروف کہ آزردن دل دوستان
ساتھ عادت الفت کی گئی کے اور راہ پہنچائی گئی کے کہ آزردہ کرنا دل دوستوں کا
جہل ست و کفارت[1] یمین سہل خلاف راہ صواب ست و عکس رائے
نادانی ہے اور بدلہ قسم کا آسان ہے خلاف راہ نیک کے ہے اور خلاف
اولی الالباب[2] ذوالفقار[3] علیؓ در نیام و زبان سعدی در کام قطعہ
عقل صاحبوں دانائی کے تلوار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیچ میان کے ہے اور سعدی کی تالو میں

زبان در دہان خردمند چیست — **کلید در گنج صاحب ہنر**
زبان بیچ منہ عقلمند کے کیا ہے — کنجی دروازے خزانے صاحب ہنر کی
چو در بستہ باشد چہ داند کسے — **کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور[4]**
جو دروازہ بند ہووے کیا جانے کوئی — کہ یہ دوکان جوہری کی ہے یا بساطی کی

قطعہ

اگرچہ پیش[5] خردمند خامشی ادب ست — **بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی**
اگرچہ آگے عقلمند کے خاموشی ادب ہے — لیکن وقت مصلحت کے وہ بہتر ہے کہ بیچ بات کے کوشش کرو
دو چیز طیرہ[6] عقل ست دم فرو بستن — **بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی**
دو چیزیں سبکی عقل کی ہیں چپکے رہنا — وقت بولنے کے اور بولنا وقت چپکے رہنے کے

فی الجملہ زبان از مکالمت او در کشیدن قوت نداشتم و روی از محادثت[7]
حاصل کلام زبان کلام کرنے باہم اسکے سے کھینچنا طاقت نہ رکھی میں نے اور منہ بات کرنے سے
بگردانیدن مروت ندانستم کہ یار موافق بود و محب صادق بیت
پھیر لینا جوانمردی نہ جانی میں نے کہ یار موافق کرنے والا تھا اور دوست سچا

۱ یعنی اگر قسم خوردہ باشی کفارہ آں سہل گفتہ اند کہ خاص است بتقدیر شرط زیرا کہ وابستن دل یاری او باز گسستن و سکوت کردن آن ہمچنیں نقض ہمیں ہست برآں ۱۲ ۲ اولو بالضم یعنی صاحبان الباب جمع لب بالضم و تشدید بمعنی عقل و خرد ۱۲ ۳ ذوالفقار بفتح فا نام شمشیر کہ بر عند و دست عاص بود چوں کشتہ شد بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم رسید و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین علی را بخشید و اینکہ بکسر فا شہرت دارد خطا است ۱۲ ۴ پیلہ ور بروزن شیشہ گر شخصیکہ دارد اجناس عطاری سوزن و ابریشم و مہرہ و امثال آں خانہ بخانہ گردیدہ بفروشد و بلفظ فارسی پیش در طبیب دارو فروش را گویند ۱۲ بربان ۵ طیرہ بالفتح بمعنی خفت و طیش ۱۲ ۱۲ در اینجا بمعنی خفت مناسب ۱۲ ۱۲ ۱۲

چو جنگ آوری با کسے بر ستیز جو لڑائی لاوے تو ساتھ اُس شخص کے لڑائی کر	کہ از وے گزیرت بود یا گریز کہ اس سے چارہ تجھکو ہووے یا بھاگ جانا

بحکم ضرورت سخن گفتم و تفرج کنان بیرون رفتم در فصل ربیعی
ساتھ حکم ضرورت کے بات کی میں نے اور خوشی کرتا ہوا باہر گیا میں بیچ فصل بہار کے
کہ آثار صولت برد آرمیدہ بود و اوان دولت ورد رسیدہ قطعہ
کہ شدت جاڑے نے آرام کیا تھا اور وقت دولت گلاب کا پہونچا

اول اردی بہشت ماہ جلالی اول اردی بہشت مہینا جلالی کا بر گل سرخ از نم افتادہ لآلی اوپر گل سُرخ کے شبنم سے پڑے ہوئے موتی	بلبل گوئندہ بر منابر قضبان بلبل بولنے والی اوپر منبروں شاخوں کے ہمچون عرق بر عذار شاہد غضبان جیسے عرق اوپر رخسار معشوق غضبناک کے

شب را ببوستان با یکے از دوستان اتفاق مبیت افتاد
شب کو بیچ ایک باغ کے ساتھ ایک کے دوستوں سے اتفاق رات کے رہنے کا پڑا
موضعے خوش و خرم و درختان دلکش درہم گفتے کہ خردہ
ایک مکان خوش اور سبز اور درخت دل کھینچنے والے اور گنجان گویا کہ ٹکڑے
مینا بر خاکش ریختہ و عقد ثریا از تاکش اویختہ قطعہ
سبز شیشے کے اوپر خاک اس کی کے گرائے ہیں اور ہار ثریا کا انگور اس کے لٹکایا ہے

رَوْضَۃٌ مَاءُ نَھْرِھَا سَلْسَالُ باغ پانی نہروں اُس کی کا جاری آن پر از لالہ ہای رنگارنگ وہ بھرا ہوا لالوں رنگ رنگ سے باد در سایۂ درختانش ہوا نے بیچ سائے درختوں اُس کے	دَوْحَۃٌ سَجْعُ طَیْرِھَا مَوْزُوْنُ درخت برابر چڑیاں اچھی بولنے والیں وین پر از میوہ ہای گوناگون اور یہ بھرے ہوئے میووں طرح طرح سے گسترانید فرش بوقلمون بچھایا فرش رنگ برنگ کا

۱؎ ای اگر جنگ میکنی با کسے جنگ مکن کہ آخر بران کس غالب خواہی شد یا ازان خواہی گریخت و اگر از ہر دو یکے صورت نہ بندد و پیش وران مقام جنگ سود ندارد ۱۲ ۲؎ اوان ہمچو زبان لفظ معرب بمعنی دوران و بالمد غلط است کذا فی السر در کے وغیرہ پس آنچہ شارح فاضل ممدود جمع آن گفتہ در کتب لغت نشان اثری پیدا نیست ۱۲ ۳؎ اردی بہشت روز اول ماہ دوم است از بہار اول ثور ست و ماہ فروردین را نیز گویند ۱۲ ۴؎ مبیت مصدر میمے بمعنی بیتوتت یعنی شب گذرانیدن در جائے ۱۲ ۵؎ خردہ بالضم ریزہ و مینا بکسر میم آبگینہ را گویند و آبگینہ الوان ہم گویند کہ یاقوت و زمرد و جواہر داشتہ باشد و در مرصع کاری بکار رند ۱۲ ۶؎ ثریا چند ستارہ است باہم مجتمع چون خوشہ انگور مولف گوید کہ بدرجہا خوبی اسلوب گستے از شعرائے عرب و عجم این مضمون نہ بستہ ۱۲ ۱۲

بامدادان کہ خاطر باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش
صبح کو کہ ارادہ پھرنے کا اوپر تدبیر بیٹھنے کے غالب آیا دیکھا میں نے اُس دوست کو

دامنی گل وریحان[1] وسنبل وضیمران[2] فراہم آوردہ وآہنگ
رومال گل اور ریحان وسنبل اور ضمیران کا جمع لایا اور ارادہ

رجوع کردہ گفتم گل بوستان را چنانکہ دانی بقائی وعہد
پھرنے کا کیا کہا میں نے گل باغ کے تئیں جیسا کہ جانتا ہے تو کچھ قیام اور زمانہ

گلستان را وفائی نباشد وحکیمان گفتہ اند ہرچہ نپاید
باغ کے تئیں اور وفا نہیں ہے اور دانایوں نے کہا ہے جو چیز بہت دنوں نہ ٹھہرے

دلبستگی را نشاید گفتا طریق چیست گفتم برای نزہت ناظران و
دل باندھنے کو نہ چاہیئے کہا راہ کیا ہے کہا میں نے واسطے تازگی دیکھنے والوں کے اور

فسحت حاضران کتاب گلستان توانم تصنیف کردن
کشادگی حاضروں کے کتاب گلستاں بنانا کر سکتا ہوں میں

کہ بادِ خزان را بر ورق او دست تطاول نباشد وگردش
کہ باد خزانوں کے تئیں اوپر ورق اس کے دست درازی نہ ہووے اور گردش

زمان عیش ربیعش را بہ طیش[3] خریف مبدّل نکند قطعہ
زمانے کی خوشحالی بہار اُس کی کو بسبب سبکی خزاں کے بدلہ کیا گیا نہ کرے

بچہ کار آیدت ز گل طبقے
کیا کام آوے تیرے گل سے ایک طبق

از گلستان من ببر ورقے
گلستاں میری سے لیجا ایک ورق

گل ہمیں پنج[4] روز وشش باشد
گل یہی پانچ چھ روز رہے گا

وین گلستان ہمیشہ خوش باشد
اور یہ کتاب گلستاں ہمیشہ سرسبز رہے گی

حالی کہ من این حکایت بگفتم دامن گل ریخت ودر دامنم آویخت
جس دم کہ میں نے یہ بات کہی دامن پھولوں کا گرا دیا اور بیچ دامن میرے کے اُلجھا

[1] ریحان ناز بو وہر گل کہ در اوّل بہار روید ۱۲ [2] ضمیران در صراح بفتح میم نوعی از گلہا وشارح فاضل ضمیران بفتح ضاد وسکون میم وبر فتح یای تحتانیہ وضیمران بفتح ضاد وسکون یای وضم میم ودر مدار الافاضل ضومران وضیمران بضم سیر عم دودر حل لغات بتقدم تحتانی بر میم ومیم بر تحتانی ہر دو صحیح ست بمعنے گیای زرد رنگ کہ رنگ عاشقان را بدو تشبیہ دہند وآن ہموارہ در آب روید ۱۲ [3] طیش در صراح سبکی وخطا کردن تیر از نشانہ دریں صورت تجوز نحل فردی شود پس مراد از طیش بید اوست کہ بسبب آن سبکی وخفت باشد تا بقایا عیش درست باشد ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲۰ ۱۲ ۱۲

کہ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ فصلے[1] درہمان روز اتفاق بیاض[2] افتادہ

کہ سخی نے جس وقت وعدہ کیا پورا کیا فصل وو اُسی روز اتفاق لکھنے کا پڑا

درحسن معاشرت وآداب محاورت در لباسے کہ متکلمان[3] را

بیچ خوبی صحبت داری کے ہمیگہ گفتگو کرنے کے بیچ اُس عبارت کے کہ عالموں

بکار آید و مترسلان را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستان بقیتی

کے تئیں کام آوے اور منشیوں کو واقفیت زیادہ کرے حاصل کلام ابتک گلستان سے کچھ باقی

ماندہ بود کہ کتاب گلستان تمام وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَ اَحْکَمُ بِالصَّوَابِ

رہا تھا کہ کتاب گلستان تمام ہوئی اور اللہ عالم تر ہے اور حاکم تر ہے بیچ نیکی کے

ذکر پادشاہزادہ جہان سعد بن ابی بکر بن سعد نَوَّرَ اللّٰہُ قبرہٗ

ذکر بادشاہ زادہ جہان سعد بیٹے ابی بکر بیٹے زنگی کا روشن کرے اللہ قبر اُس کی

وتمام آنگہ شود بحقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہ جہان پناہ

اور تمام اسوقت ہووے بیچ حقیقت کے کہ پسندیدہ آوے بیچ بارگاہ جہان پناہ

سایۂ کردگار[4] پرتو لطف پروردگار و ذخر زمان و کہف امان

ظل اللہ روشنی لطف پروردگار کا اور ذخیرہ زمان اور پناہ امان کا

اَلْمُؤَیَّدُ مِنَ السَّمَآءِ اَلْمَنْصُوْرُ عَلَی الْاَعْدَاءِ عَضُدُ الدَّوْلَۃِ

تائید پایا گیا آسمان سے نصرت پایا گیا اوپر دشمنوں کے قوت بازو دولت

اَلْقَاہِرَۃِ سِرَاجُ الْمِلَّۃِ الْبَاہِرَۃِ جَمَالُ الْاَنَامِ مُفْخِرُ الْاِسْلَامِ

غالب کا چراغ مذہب روشن کا خوبی خلق کا فخر اسلام کا

سَعْدُ بْنُ الْاَتَابَکِ الْاَعْظَمِ شَہِنْشَاہُ الْمُعَظَّمُ مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ

سعد بیٹا اتابک بڑے کا بادشاہ بادشاہوں بڑے کا مالک گردنوں امتوں کا

مَوْلےٰ مُلُوْکِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ سُلْطَانُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَارِثُ

صاحب بادشاہوں عرب اور عجم کا بادشاہ خشکی اور تری کا وارث

---

[1] فصل آنچہ در کتابہا مینویسند وآن مطالب چند است کہ علیحدہ علیحدہ آوردہ شود ۱۲ اش [2] یعنی واقع شدہ دربیاض اوراق ولیکہ گفتہ ای برلوراق و بیاض ترکیب غیر ظاہر شد چہ از کلام سابق ولاحق مصنف معلوم میشود کہ قبل از وعدہ مسودہ این کتاب واقع نشدہ ۱۲ اش [3] متکلمان سخن گویندگان و مترسلان نامہ نویسندگان وایں کنایہ ازین ست کہ برائے تحریر تقریر نفع و فائدہ آرد ۱۲ ان درخت[4] یعنی زمان بہار ہنوز باقی بود و اوان خزان نرسیدہ [5] سایہ کردگار یعنی ظل اللہ سرورے گوید کہ ظل بمعنی نعمت یا حفظ بدست است میتواند کہ بمعنی حقیقی باشد زیرا کہ پادشاہ مناسبت بہ پروردگار میدارد بحکایت او مے کند در نظام خلائق چنانچہ بدست باریتعالی واللہ ہست ہمچنین بدست شاہ نیز متعلق بہ باشد و نیز چنانچہ از گرمائے آفتاب تفیئت میکند ہمچنیں پادشاہ از حوادث دوران محفوظ میدارد چنانچہ فاضل جامی نوشتہ ۱۲

مُلکِ سُلَیمَانَ مُظَفَّرِ الدِّینِ سَعدُ ابنِ اَبی بَکرِ بن سَعدِ بنِ زَنگی اَدَامَ
ملک سلیمانؑ کا فتح پایا گیا دین کا سعد بیٹا ابوبکر بیٹا سعد بیٹا زنگی کا ہمیشہ کرے

اللّٰہُ اِقبَالَھُمَا[۱] وَضَاعَفَ اِجلَالَھُمَا وَجَعَلَ اِلٰی کُلِّ خَیرٍ
اللہ اقبال اُن دونوں کا اور دوچند کرے بزرگیاں اُن دونوں کی اور کرے ہونے کی کے

مَآلَھُمَا۔ بکرشمۂ لطفِ خداوندی مطالعہ فرماید قطعہ
کے مال اُن دونوں کا ساتھ مہربانی خداوندی کے پڑھنا فرماوے

گر التفات خداوندیش بیارا ید
جو توجہ خداوندی اُسکے کی آراستہ کرے اس کتاب کو

امید ہست کہ روی ملال درنکشد
امید یہ ہے کہ روئے ملال نہ کھینچے

علی الخصوص کہ دیباچۂ[۲] ہمایونش
خصوصاً یہ ہے کہ دیباچہ مبارک اُس کا

نگارخانہ چینی و نقش ارژنگیست
تو نگارخانہ چین اور نقش ارژنگ ہے

ازین سخن کہ گلستان نہ جای دلتنگیست
بلکہ اس بات کے کہ گلستان نہ جگہ دلتنگی کی ہے

بنام[۳] سعد ابوبکر سعد بن زنگیست
ساتھ نام سعد ابی بکر سعد بن زنگی کے ہے

ذکر امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہ
تعریف سردار بڑے فخر الدین ابی بکر بیٹے ابی نصر کی دراز کرے اللہ عمر اُس کی

دیگر عروس[۴] فکر من از بے جمالی سر بر نیارد و دیدہ یاس
پھر دولھن فکر میری کی بے جمال ہونے سے سر نہیں اٹھاتی ہے اور آنکھ نومیدی کی

از پشت پائی خجالت بر ندارد و در زمرہ صاحب نظران متجلی نشود
پیٹھ پاؤں شرمندگی سے نہیں اٹھاتی ہے اور بیچ گروہ صاحب نظروں کے جلوہ کرنے والی

مگر آنکہ متحلی گردد بزیور قبول امیر کبیر عالم عادل مؤید مظفر و
نہیں ہوتی ہے مگر اسوقت کہ آراستہ ہو ساتھ زیور قبول امیر بڑے کے عالم عادل ظفر پایا گیا

منصور ظہیر سریر سلطنت مشیر تدبیر مملکت کہف الفقراء
اور یاری پایا گیا پشت پناہ سلطنت کا مشورہ دینے والا تدبیر بادشاہت کا پناہ کی جگہ فقیروں

۱ قولہ اقبالہما اقبال پسر کہ سعد ابی بکر نام دارد و پدر او کہ ابوبکر سعد ست ۱۲ ۲ دیباچہ بجیم عربی مصغر دیبا کہ نام حریر است کہ پوشش مہ طلعتان عجم بود خطبۂ کتاب را مجازاً باعتبار آنکہ زینت کتاب بداں ست دیباچہ گویند ۱۲ کذا فی الرشیدی ۳ بدانکہ سعد نام شہزادہ ابن ابوبکر بن سعد ست پادشاہ نام پسر بنام پدر خود تیمناً نہادہ و مصنف کہ سعدی تخلص خود قرار دادہ منسوب است بسوئے ہمیں سعد و نام وزیر شاہ نیز ابوبکر ست مصنف اول مدح ابوبکر بن سعد و بعد مدح سعد فرزند شاہ کردہ از آنکہ کتاب بنامش تالیف نمود پس ازاں وزیرش را مدح می نماید ۴ عروس بالفتح زن و مرد کذا بالضم غلط ست جمع نساء عرائس رجل عرس بفتحتین ۱۲ ۱۲ ۱۲

ملاذ الغربا مربی الفضلا محب الاتقیا افتخار آل پارس یمین الملک

کا جائے پناہ مسافروں کا پالنے والا فاضلوں کا دوست پرہیزگاروں کا فخر کرنا بسبب اسکے اہل ایران کا قوت ملک کا

ملک الخواص باربک فخر الدولۃ والدین غیاث الاسلام والمسلمین

فرشتے کی خاصیتیں امیر بزرگ فخر دولت اور دین کا فریادرس اسلام اور مسلمین کا

عمدۃ الملوک والسلاطین ابی بکر بن ابی نصر اطال

سردار بنایا ہوا بادشاہوں اور شاہزادوں کا یعنی ابی بکر بیٹا ابی نصر کا دراز

اللّٰہُ عُمْرَہٗ وَاَجَلَّ قَدْرَہٗ وَشَرَحَ صَدْرَہٗ وَضَاعَفَ اَجْرَہٗ

کرے اللہ عمر اس کی اور بزرگ ترکرے قدر اس کی اور کشادہ کرے سینہ اسکا اور زیادہ کرے اجر اس کا

کہ ممدوح اکابر آفاق ست و مجموع مکارم اخلاق شعر

کہ مدح کیا گیا بزرگوں عالم کا ہے اور جمع کیا گیا بزرگیوں خلقوں کا

ہر کہ در سایہ عنایت اوست جو کوئی بیچ سایہ بخشش اسکی کے ہے	گنہش طاعتست و دشمن دوست گناہ اس کا طاعت ہے اور دشمن دوست ہے

بر ہر یک از سائر بندگان و حواشی خدمتی متعین ست کہ اگر در اداى برخی

اوپر ہر ایک کے سب بندوں سے اور کنارے بیٹھنے والوں مجلس سے ایک خدمت معین ہے اگر بیچ ادا کرنے تھوڑی

ازان تہاون و تکاسل روا دارند در معرض خطاب آیند در محل عتاب

اس کی سے ڈھیل اور سستی روا رکھیں بیچ جگہ بازپرس کے آویں اور بیچ جگہ غضب کے

مگر برین طائفہ درویشان کہ شکر نعمت بزرگان واجبست و ذکر جمیل

مگر اوپر گروہ ان فقیروں کے کہ شکر نعمت بڑے آدمیوں کا واجب ہے اور بیان کرنا خوبی بڑے آدمیوں کا

و دعائی خیر و اداى چنین خدمت در غیبت اولی ترست از در حضور کہ

اور دعائے خیر اور ادا کرنا ایسی خدمت کا بیچ پیٹھ پیچھے کے بہتر ہے نہ سامنے منہ کے

آن بہ تصنع نزدیکست و این از تکلف دور باجابت مقرون باد قطعہ

کس لئے کہ وہ ساتھ بناوٹ کے نزدیک ہے اور یہ بناوٹ اس سے دور ہے ساتھ قبولیت کے نزدیک ہو دعائیں

۱ یمین یعنی قوت از انکہ تقویت بادشاہان از وزرا میباشد ۱۲ ۲ باربک یعنی بزرگ و بگ بکاف عربی یعنی صاحب و امیر عربیست و قیل ترکی ۱۲ کذا فی بہار الافاضل ۳ عمدہ بالضم آنکہ بر او اعتماد کنند ۱۲ ۴ شرح مشابہ قوم از انکہ مشہور ست بر نقصان ممدوح مقصود ۵ حواشی جمع حاشیہ یعنی زمرہ خادم ای بہ جمیع بندگان و خدام ۱۲ ۶ خطاب اگرچہ بمعنی سخن رو برو گفتن ست در عرف بمعنی عتاب مستعمل است ۱۲ ۷ اس کے یعنی بر طائفہ درویشان کہ شکر و سپاس نعمت بزرگان و ذکر جمیل و دعائے خیر انہا بر ایشان واجب ست واداے شکر و سپاس و غیرہ در غیبت بہتر است از حضور چرا کہ در حضور نوعی از تصنع ست و در غیبت از تکلیف دور ست باوجود وقوع تکاہل از ایشان در اداے شکر نعمت وغیرہ بحضور حضور و چہ در غیبت عتاب خطاب روا نداد ۱۲ شرح

پشت[1] دوتای فلک راست شد از خرمی
پیٹھ خم کھائی ہوئی آسمان کی سیدھی ہوئی خوشی سے
تا چو تو فرزند زاد مادر ایام را
جب کہ تجھ ایسا لڑکا پیدا ہوا مادر زمانہ کے تئیں

حکمت محضست اگر لطف[2] جہان آفرین
حکمت خاص ہے اگر مہربانی اللہ تعالےٰ کی
خاص کند بندۂ مصلحت عام را
خاص کرے ایک بندے کو واسطے مصلحت عام کے

دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست
دولت ہمیشہ کی پائی جو شخص نیک نام جیا
کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را
کہ پیچھے اُسکے سے ذکر نیک اُسکا زندہ کرتا ہے نام کے تئیں

وصفِ ترا گر کند ور نکند اہل فضل
تعریف تیری اگر کرے یا نکرے صاحب علم
حاجت مشاطہ[3] نیست روئے دلارام را
ضرورت مشاطہ کی نہیں ہے روی دلارام کے تئیں

ذکر تقصیر خدمت و موجب اختیار عزلت
بیان کرنا تقصیر خدمت کا اور سبب اختیار کرنے گوشے کا

تقصیر[4] و تقاعدے کہ در مواظبت خدمت بارگاہ خداوندی میرود بنا بر
تقصیر اور بیٹھ رہنا یعنی سستی کرنا جو بیچ ہمیشگی خدمت بارگاہ صاحب اپنے کے کہ جاتی ہے بنیاد اوپر
آنست کہ طائفۂ از حکمای ہندوستان در فضائل بزرجمہر[5] سخن می گفتند
اس کے کہ ایک گروہ حکیموں ہندوستان سے بیچ فضیلتوں بزرجمہر کے بات کہتے تھے
باآخر جز این عیبش ندانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ بسیار ہمیکند
آخر سوائے اس کے عیب اُسکا نہ جانا کہ سخن کہنے میں سُست بہت ہے یعنی ڈھیل بہت کرتا ہے
و مستمع را بسی منتظر می باید بود تا وے تقریر سخنی کند بزرجمہر بشنید
اور سُننے والے کے تئیں بہت انتظار چاہیئے ہے کھینچنا تو وہ بیان کسی سخن کا کرے بزرجمہر نے سُنا
و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم **نظم**
اور کہا اندیشہ کرنا کہ کیا کہوں میں بہتر ہے پشیمانی کھانے سے کہ کیوں کہا میں نے

سخندان پروردہ پیر کہن
بات کا جاننے والا تجربہ کیا ہوا بڑا پرانا
بیندیشد انگہ بگوید سخن
فرمانے سے پہلے فکر کرتا ہے اسوقت بات کہتا ہے

[1] پشت دوتا مرکب ست یعنی شخصیکہ کوز پشت باشد و اضافت آن بفلک تشبیہ و دریں صورت حمل بر سبیل مبالغہ دعا خواہد بود ۱۲ [2] لفظ اگر میتواند کہ حرف شرط باشد و صحیح دریں صورت مشروط خواہد بود و سیر سد کہ لفظ اگر زائد بود و دریں وقت لطف جہاں مبتدا مونرہ خاص کند بیان قول لو حکمت محض است ۱۲ ش [3] مشاطہ بالفتح و تشدید شین و گاہ بہ تخفیف نیز آمدہ و آن بمعنے زن شانہ کنندہ و مجازا من ارائش دہندہ آمدہ و در عرف حال زن و لالہ را گویند ۱۲ ش [4] حاصل اعتذار مصنف در قلت ملازمت دائر و حکایت آنکہ اگر من کثرت ملازمت و مکالمت دائمہ ترتیش روا می داشتم ہم آئینہ گہ با لغزہا کثیر من در حضور من سر زدے و ثمرہ اش بجز بر آئے چیزی نیستی کی ابو لہذا عزلت بمواظبت خدمت اختیار افتاد ۱۲ ش [5] بزرجمہر بزرگ مہر نام وزیر نوشیرواں ۱۲ غیاث

مزن بے تامّل بگفتار دم
مت مار بے فکر بات کے دم

بیندیش وانگہ برآور نفس
اندیشہ کر اور اس دم بر لا دم

بنطق آدمی بہترست از دواب
ساتھ بولنے کے آدمی بہتر ہے چار پایوں سے

نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم
نیک کہہ اگر دیر میں کہے تو کیا غم ہے

وزان پیش بس کن کہ گویند بس
اور اس سے آگے موقوف کر بات کہنا کہ کہیں چپ رہ

دواب[1] از تو بہ گر نگوئی صواب
چار پائے تجھ سے بہتر جو نہ بولے تو درست

فکیف[2] در نظر اعیان حضرت خداوندی عزّ نصرہ کہ مجمع اہل[3] دل ست
پس کس طور بیچ نظر سردار حضرت خداوندی کے غالب ہے نصرت اسکی کہ جائے جمع ہونے صاحبان دل کی ہے

و مرکز علمای متبحر اگر در سیاقت سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم و بضاعت
اور جائے قرار عالموں بڑے علم کی کہ اگر بیچ روانی سخن کے دلیری کروں میں شوخی کیا ہوا ہوں میں اور اسباب

مزجات[4] بحضرت عزیز آوردہ شبہ[5] در بازار جوہریان جوی نیرزد و چراغ پیش
ناقص بیچ درگاہ بزرگ کے لایا ہوا ہوں اور پوت بیچ بازار جوہریوں کے قیمت جو کے برابر بھی نہیں رکھتی ہے اور

آفتاب پرتوی ندارد و منارۂ بلند بر دامن کوہ الوند پست نماید مثنوی
چراغ آگے آفتاب کے کوئی روشنی نہیں رکھتا ہے اور منار بلند آگے کوہ الوند کے نیچا معلوم ہوتا ہے

ہر کہ گردن بدعوی افرازد
جو کوئی گردن دعوے سے بلند کرتا ہے

سعدی افتادہ است و آزادہ
سعدی ایک افتادہ ہے اور بے تعلق

اوّل اندیش وانگہی گفتار
پہلے اندیشہ کر بعد ازاں بات کر تو

نخل بندم ولے نہ در بستان
باغبانی جانتا ہوں میں اور لیکن نہیں بیچ باغ کے

خویشتن را بگردن اندازد
اپنے تئیں گردن کے بل ڈالتا ہے

کس نیاید بجنگ افتادہ
کوئی نہیں آتا ہے واسطے لڑائی افتادہ کے

پائی پیش آمدست و پس دیوار
نیو آگے آئی ہے اور پیچھے دیوار

شاہدم من ولے نہ در کنعان
معشوق ہوں میں اور لیکن نہیں کنعان میں

---

[1] دواب بہ تشدید با جمع دابہ بتشدید باست مشتق از دب بمعنے جنبیدن و مراد ازان چارپایہ ہاست و در عرف حال بر اسپ و استر و شتر استعمال کنند و در فارسی بہ تخفیف مستعمل شود چہ قائدہ کلیہ فارسیست کہ ہر کہ لفظ شد والاصل بود او بتخفیف استعمال کنند ۱۲ [2] پس چگونہ کلام کنم در محضر ایشاں کہ مجمع اہل دل است ۱۲ اش [3] اہل دل کسانے را گویند کہ از کسے رنجیدہ نشوند و نہ کسی را رنجانند و در اصلاح صوفیاں سالکان راہ طریقت را گویند کہ در ہمہ حال با ہمہ کس خوش شدند و ہمہ کس را فرسودہ ایندو بادین و مذہب کسے کار ندارند ۱۲ [4] مزجات اسم مفعول از ازجا بمعنی چیزی را بسہولت از جائے بہ جائے بردن و چوں متاع قلیل بسہولت نقل کردہ میشود لہذا آنرا بضاعت مزجات گویند [5] اے کلام من ہیچو شبہ بیقدر ست در بازار نقاداں سخن اعتبارے ندارد ۱۲ ۱۲ ۱۲

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایان کہ تا جائی نہ بینند پای نہ
لقمان کے تئیں کہا کہ حکمت کس سے سیکھی تم نے کہا اندھوں سے کہ جبتک دیدۂ باطن سے جگہ نہیں دیکھتے ہیں پانوں نہیں رکھتے
نہند قَدِّمِ الخُرُوجَ قَبلَ الوُلُوجِ مصرع مردیت بیازمای وانگہ زن کن قطعہ
ہیں مقدم رکھ تو نکلنے کو بیٹھنے سے مردی اپنی آزما اُس وقت جورو کر

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ
اگرچہ چالاک ہوتا ہے مرغ بیچ لڑائی کے
چہ زند پیش باز روئیں چنگ
لیکن کیا کر سکے آگے باز سخت چنگال کے

گربہ شیر ست در گرفتن موش
بلی شیر ہے بیچ پکڑنے چوہے کے
لیک موش ست در مصاف پلنگ
لیکن خود مثل چوہے کے ہے بیچ لڑائی چیتے کے

اما با عتماد وسعت اخلاق بزرگان کہ چشم از عوائب زیردستان بپوشند و در
لیکن بسبب بھروسے اور کشادگی خلق بزرگوں کے کہ آنکھ عیبوں زیردستوں سے چھپاتے ہیں اور بیچ ظاہر کرنے
افشای جرائم کہتران نکوشند کلمۂ چند بطریق اختصار از نوادر و امثال و شعر و حکایات
گناہوں چھوٹوں کے نہیں کوشش کرتے ہیں باتیں کتنی بطور مختصر کرنیکے نادرات سے اور مثالوں سے اور شعر اور حکایتوں
و سِیَر ملوک ماضی رحمہم اللہ درین کتاب درج کردیم و برخی از عمر گرانمایہ برو
سے اور خصلت بادشاہوں گذرے ہوؤں کی سے رحمت اللہ تعالیٰ کی انہوں کو بیچ اس کتاب کے لکھا ہم نے اور تھوڑی سی عمر بیش قیمت کو
خرج موجب تصنیف کتاب این بود وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق قطعہ
اور اُسکے خرچ کیا سبب تصنیف کرنے کتاب کا یہ تھا اور اللہ سے ہے توفیق

بماند سالہا این نظم و ترتیب
رہے گی برسوں یہ نظم اور ترتیب
ز ما ہر ذرّہ خاک افتادہ جائے
ہم سے ہم ذرہ خاک کا پڑیگا جا بجا

غرض نقشی است کز ما یاد ماند
غرض ایک نقش ہے کہ ہم سے یاد رہے گا
کہ ہستی را نمی بینم بقائی
کسلیئے کہ زندگی اپنی کو نہیں دیکھتا ہوں میں کوئی قیام

مگر صاحبدلے روزے برحمت
شاید کوئی صاحبدل ایک روز ساتھ مہربانی کے
کند در کار درویشان دعاے
کرے بیچ کام فقیروں کے کوئی دعا

۱ سیر بکسر سین و فتح یای تحتانیہ جمع سیرت بمعنی طریقہ حمیدہ باشد خواہ و مسیمہ ہوش ۲ گرانمایہ بکسر کاف فارسی دو معنی دارد یکی ثقیل و دیگر بیش بہا ایں معنے گرانمایہ ثقیل الثمن و کثیر القیمۃ خواہد بود ۱۲ ش ۳ خرج بجیم عربی متقابل دخل و آنچہ بجیم پارسی شہرت گرفتہ غلط است ۱۲ قاموس ۴ ذرہ خاک باضافت ہمزہ تنبیہ کہ برائے ضرورت وزن حذف شدہ و ظاہر از سوق کلام مصنف ۵ توصیفش آنست کہ معنے ایں مصراع چنیں ست کہ نظم و ترتیب ایں کتاب مانند ذرہ ہای خاک کہ در ہر یک جا افتادہ باشند از ما باقی بماند و بعضے گفتہ اند کہ مصراع ثانی از موضع حال است ای ایں نظم و ترتیب سالہا بماند و حال آنکہ از اعضای ما ہر ذرۂ خاک در ہر جا متفرق و پریشان افتادہ باشد ۱۲ ۶ مگر صاحبدلی الخ اشارہ است کہ تصنیف برائے پائداری نام نیست بلکہ غرض از او نیست کہ شاید قبول صاحبدلے شود و دعائے خیر در حق من کند تا موجب ترقی درجات بہشت گردد ۱۲

امعان نظر در ترتیب کتاب و تہذیب ابواب ایجاز سخن را مصلحت دید تا مرا این

غور کرنے نظر نے بیچ درستی کتاب اور آراستہ کرنے بابوں کے مختصر کرنا سخن کو مصلحت دیکھا تو اس باغ

روضۂ غنا و حدیقۂ غلبا را چون بہشت ہشت باب اتفاق افتاد ازین سبب

سرسبز اور بلغ درختوں گنجان کے تئیں مانند بہشت کے بیچ آٹھ باب کے اتفاق پڑا اس سبب سے مختصر

مختصر آمد تا بملالت نینجامد واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب

ہو گئی تو ساتھ رنج کے نہ انجام پاوے اور اللہ عالم تر ہے اوپر نکوئی کے اور طرف اس کے ہے جائے رجوع اور جائے بازگشت

باب اول در سیرت پادشاہان

باب پہلا بیچ حال بادشاہوں کے

باب دوم در اخلاق درویشان

باب دوسرا بیچ عادت فقیروں کے

باب سوم در فضیلت قناعت

باب تیسرا بیچ بزرگی قناعت کے

باب چہارم در فوائد خاموشی

باب چوتھا بیچ فائدوں چپ رہنے کے

باب پنجم در عشق و جوانی

باب پانچواں بیچ محبت اور جوانی کے

باب ششم در ضعف پیری

باب چھٹا بیچ ناتوانی اور بڑھاپے کے

باب ہفتم در تاثیر تربیت

باب ساتواں بیچ اثر کرنے تربیت کے

باب ہشتم در آداب صحبت

باب آٹھواں بیچ آداب صحبت کے

مثنوی

دران مدت کہ ما را وقت خوش بود

بیچ اس مدت کے کہ ہمارے تئیں وقت خوش تھا کہ کتاب گلستان تصنیف کی

ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود

ہجرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھ سو چھپن سال تھے

مراد ما نصیحت بود و گفتیم

مراد ہماری نصیحت تھی اور کہی ہم نے

حوالت با خدا کردیم و رفتیم

سپرد ساتھ خدا کے کیا ہم نے اور گئے ہم

باب اول در سیرت پادشاہان

باب پہلا بیچ حال بادشاہوں کے

حکایت پادشاہی را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد بیچارہ دران

ایک بادشاہ کے تئیں سنا میں نے کہ واسطے مارنے ایک قیدی کے اشارہ کیا بیچارے نے بیچ اس

۱ غنا قریۂ کہ بسیار مردم داشتہ باشد روضۂ غنا باغیچہ کہ بسیار گیاہ سبز دارد ۱۲ صحاح ۲ حدیقۂ غلبا باغیکہ درختانش سر بر ہم آوردہ باشد ۱۲ کذا فی الصحاح والصراح وشرح السروری ۳ معنی بادشاہ این کہ باد بمعنی پایندگی و دارندگی و شاہ بمعنی اصل و خداوند مے تواند کہ باد بمعنی تخت و پاس باشد یعنے خداوند تخت و پاس ۱۲

حالت نومیدی ملک را دشنام[1] دادن گرفت و سقط گفتن کہ گفتہ اند
حالت نومیدی کے بادشاہ کو گالی دینا پکڑا اور بیہودہ کہنا کسی نے کہا ہے

ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید - بیت
کہ جو کوئی ہاتھ جان سے دھوتا ہے جو کچھ بیچ دل کے رکھے کہتا ہے

وقت ضرورت چو نماند گریز[2]	دست[3] بگیرد سر شمشیر تیز
وقت ضرورت کے جو نہ رہے بھاگنا	ہاتھ پکڑ لیتا ہے سر تلوار تیز کا
اِذَا یَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُہٗ	کَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ[4]
جس دم ناامید ہوتا ہے آدمی دراز ہوتی ہے زبان اس کی	جیسا کہ بلی عاجز ہوتی ہے حملہ کرتی ہے اوپر کتے کے

ملک پرسید کہ چہ میگوید یکی از وزرای نیک محضر گفت ای خداوند ہمیگوید
بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے ایک نے وزیروں نیک خصلت سے کہا اے صاحب یہی بات کہتا

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ملک را رحمت آمد و از سر
ہے جو شخص کھانے والے ہیں غصے کے اور بخشنے والے ہیں آدمیوں سے بادشاہ کے تئیں رحمت آئی اور خیال

خون او در گذشت وزیر دیگر ضد او بود گفت ابنای[5] جنس ما را نشاید در حضرت
خون اسکے سے درگذرا وزیر دوسرا کہ خلاف وزیر اول کے تھا کہا بھائیوں ہمارے کے تئیں نہیں لائق ہے درگاہ

پادشاہان جز براستی سخن گفتن این ملک را دشنام داد و ناسزا گفت ملک روی
میں بادشاہوں کے سوائے سچ کے بات کہنا اس نے بادشاہ کو گالی دی اور باتیں نالائق کہیں بادشاہ

ازین سخن درہم کشید و گفت آن دروغ کہ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازین
نے منہ اس بات سے درہم کھینچا اور کہا وہ جھوٹ کہ اس نے کہا پسندیدہ زیادہ آیا مجھکو اس سچ سے

راست کہ تو گفتی کہ روی آن در مصلحتے بود و بنائی این بر خبث جنانتے
کہ تو نے کہا اس لئے کہ منہ اس کا بیچ ایک مصلحت کے تھا اور بنیاد اس سچ کی اوپر بدی اور

و خردمندان گفتہ اند دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز شعر
ایک گناہ کے اور داناؤں نے کہا ہے جھوٹ مصلحت کا ملا ہوا بہتر سچ فتنہ اٹھانے والے سے

---

[1] دشنام بضم دال مہملہ و سکون شین معجمہ بد گفتن و این لفظ مرکب است از دش بالضم بمعنی زشت و نام بمعنی اسم چون دشمن کہ مرکب است از دش و من بمعنے دل ۱۲ [2] گریز بکسر کاف فارسی و بضم ہم است بمعنی گریختن [3] دست بگیرد یعنی وقتیکہ مجال قرار نماند لا علاج بدست میگیرد پس عبارت محمول بمعنی و ایصال باشد ۱۲ [4] الخ وقتیکہ ناامید میشود آدمی دراز میشود زبان او و این کنایت است از عدم مراعات ادب و راندن کلمات نحس بر زبان چنانکہ گربہ مغلوب حملہ کند بر سگ [5] لفظ ابنا جمع ابن است و دین جا اگرچہ آن شخص حکایت کردہ ولیکن بر سبیل کنایت نقضیہ کلیہ گفتہ این نوعی از بلاغت است چنانچہ اگر فاضلے مرتکب امری نامناسب شود و دیگری گوید لائق علما نیست چنین فعل ۱۲ خیابان

هر که شاه آن کند که او گوید جو کوئی کہ شاہ اس کو کرے کہ وہ کہے	حیف باشد که جز نکو گوید ظلم ہووے کہ سوائے نیک بات کے کہے

لطیفہ بر طاق[1] ایوان[2] فریدون[3] نوشتہ بود مثنوی

اوپر طاق محل فریدوں کے لکھا تھا

جهان ای برادر نماند بکس جہاں اے بھائی نہیں رہتا ہے ساتھ کسی کے	دل اندر جهان آفرین بند و بس دل بیچ جہان پیدا کرنے والے کے مشغول کر اور کفایت ہے اس قدر کام
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت مت کر تکیہ اوپر ملک دنیا کے اور پیٹھ	که بسیار کس چون تو پرورد و کشت کہ انہیں نے تجھ ایسے بہت شخص پالے اور مارے
چو آهنگ رفتن کند جان پاک جب قصد جانے کا کرے جان پاک	چه بر تخت مردن چه بر روئے خاک کیا اوپر تخت کے مرنا کیا اوپر منہ خاک کے

حکایت

یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین[4] را بخواب دید که جمله وجود او ریخته بود و خاک شده مگر چشمانش که همچنان در چشمخانه همے گردید و نظر میکرد سائر حکما از تاویل آن فرو ماندند مگر درویشے که بجا آورد و گفت هنوز نگران ست که ملکش با دگران ست قطعہ

ایک نے بادشاہوں خراساں کے سے سلطان محمود سبکتگین کو بیچ خواب کے دیکھا کہ سب بدن اسکا متفرق ہوا تھا اور خاک ہوگیا تھا مگر آنکھیں اسکی کہ اسی طرح سے بیچ خانہ چشم کے پھرتی تھیں اور نظر کرتا تھا سب دانا تعبیر اس خواب کی سے حیران رہے مگر ایک فقیر نے کہ دریافت کیا اور کہا کہ اب تک حیرت سے دیکھنے والے ہیں کہ ملک اسکا ساتھ اوروں کے ہے

بس نامور بزیر زمین دفن کرده اند بہت سے ناموروں کو نیچے زمین کے گاڑا ہے	کز هستیش بروئے زمین بر نشان نماند کہ ہستی انکی سے اوپر منہ زمین کے کچھ نشان نہ رہا
آن پیر لاشه را که سپردند زیر خاک اس بڈھے لاشے کو کہ سونپا نیچے خاک کے	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند خاک نے اس کو ایسا کھایا کہ اس سے ہڈی نہ رہی

[1] طاق بمعنے محراب و آنکہ دراں چراغ افروزند ۱۲ [2] ایوان بکسر ہمزہ عربی است و بفتح آں فارسی بمعنی مکان مرتفع کہ سلاطین برائے جلوس خود اختیار کنند و دریچہ وصفہ عظیمہ ۱۲ [3] فریدوں بکسر اول نام پادشاہے است کہ پانصد سال و در اکثر ولایات حاکم و متصرف ماند ۱۲ [4] سبکتگین مرکب از سبک بکاف تازی است نام غلام کہ از چالاکے و چستی بایں نام موسوم شد آخر سلطان پادشاہ گردید محمود غزنوی فرزند اوست فتح و ضم تائے سبکتگین ہم درست است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

زندہ ست نام فرخ نوشیروان بخیر
زندہ ہے نام مبارک نوشیرواں کا بسبب بھلائی کے

گرچہ بسی گذشت کہ نوشیروان نماند
اگرچہ بہت گذرا کہ نوشیرواں نہ رہا

خیری کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
ایک نیکی کر اے فلانے اور غنیمت گن عمر کو

زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
اس سے پہلے نیکی کر کہ آوازہ آوے کہ فلانا نہ رہا

حکائیت ملکزادۂ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادران ش بلند و
ایک بادشاہ شاہزادے کو سنا میں نے کہ کوتاہ تھا اور کم رو اور دوسرے بھائی اُسکے بلند اور

خوبروی بارے پدر بکراہت و استحقار دروی نظر ہمیکرد پسر بفراست و
خوبصورت ایک بار باپ ساتھ کراہت اور استحقار کے بیچ اُسکے نظر کرتا تھا لڑکے نے ساتھ دانائی اور

استبصار بجای آورد و گفت ای پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند نہ ہر
بینائی کے دریافت کیا اور کہا اے باپ کوتاہ دانشمند بہتر جاہل بلند سے نہیں ہے یہ بات قطعی کہ جو چیز

چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ اَلشَّاۃُ نَظِیفَۃٌ وَالْفِیلُ جِیفَۃٌ شعر
ساتھ قد کے بڑی قیمت میں بہتر بکری حلال ہے اور ہاتھی حرام ہے

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَّاِنَّہٗ
چھوٹا زیادہ پہاڑوں زمین سے طور ہے اور ہر آئینہ

لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَدْرًا وَّمَنْزِلًا
خاص کر بڑا ہے نزدیک اللہ کے از روئے قدر اور مرتبے کے

قطعہ آن شنیدی کہ لاغر دانا
وہ سُنا تو نے کہ دبلے دانا نے

گفت بارے بابلہے فربہ
کہا ایک مرتبہ ساتھ ایک احمق موٹے کے

اسپ تازی اگر ضعیف بود
گھوڑا تازی اگر ضعیف ہووے

ہمچنان از طویلہ خر بہ
اسی طرح حالت ضعیفی میں طویلۂ خر سے بہتر

پدر بخندید و ارکان دولت بپسندیدند و برادران بجان برنجیدند قطعہ
باپ ہنسا اور سرداروں دولت نے پسند کیا اور بھائی ساتھ جان کے رنجیدہ ہوئے

تا مرد سخن نگفتہ باشد
جب تک مرد نے بات نہ کہی ہووے

عیب و ہنرش نہفتہ باشد
عیب اور ہنر اُس کا چھپا رہتا ہے

اے نوشیرواں در بعضے نسخ مشدید در بعضے نوشیرواں و تصحیح انوشیرواں بالفتح ہمزہ و کسر شین یا ضمۂ آں و سکون را چنانچہ در بعضی نسخ تصحیح کردہ اند و بود نوشیرواں شاہ عادل و اجود و اطیب و اجمل و مدت سلطنتش چہل و ہشت سال بود در سال چہلم سلطنتش پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم متولد شدہ و ہشت سال عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بود کہ نوشیرواں فوت کرد ۱۲ ؎ ہنر است بالکسر یعنی بزرگی بالفتح اول یعنی دانائے بہ امور خویش ۱۲ ؎ یعنی بلکہ گاہے چیز کہ بقامت اصغر باشد در قدر و منزلت اکبر می باشد ۱۲ ؎ طویلہ بالفتح اول و کسر ثانی در کشف اللغات رسن دراز و سبط کہ دراں اسپان بند و در عرف اصطبل را گویند و مصنف از طویلہ خر در ینجا مجاز آنگاہ خر ارادہ کردہ فاضل سرورے و خان آرزو و فاضل شارح نسخہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست　باشد کہ پلنگ خفتہ باشد
ہر جنگل میں گمان مت لے جا کہ خالی ہے رہے　ہووے کہ چیتا سوتا ہو

شنیدم کہ ملک را دران قرب دشمنی صعب روی نمود چون لشکر از ہر دو طرف روئے
سنا میں نے کہ بادشاہ کو بیچ اس نزدیکی کے ایک دشمن سخت نے منہ دکھلایا جب لشکر دونوں طرف سے منہ
درہم آوردند و قصد مبارزت کردند اول کسیکہ بمیدان در آمد آن پسر بود و گفت قطعہ
آپس میں لائے اور ارادہ لڑائی کا کیا پہلے جو کوئی کہ میدان میں آیا وہ لڑکا تھا اور کہا

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من　آن منم گر در میان خاک و خون بینی سرے
وہ نہیں ہوں میں کہ دن لڑائی کے دیکھے تو پیٹھ میری　وہ ہوں میں کہ درمیان خاک اور خون کے دیکھے تو ایک سر
کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی می کند　روز میدان وانکہ بگریزد بخون لشکری
جو شخص کہ لڑائی لاتا ہے ساتھ خون اپنے کے بازی کرتا ہے　دن لڑائی کے وہ شخص کہ بھاگ جاتا ہے ساتھ خون ایک لشکر کے

این بگفت و بر سپاہ دشمن زد و تنی چند مردان کاری بکشت چون پیش پدر آمد زمین خدمت ببوسید و بگفت
یہ کہا اور اوپر سپاہ دشمن کے مارا اور تن کتنے مردوں کاری کو مارا جب آگے باپ کے آیا زمین خدمت کی چومی اور کہا

قطعہ　ای کہ شخص منت حقیر نمود　تا درشتی ہنر نپنداری
اے کہ جسم میرا تجکو دبلا دکھائی دیا　ہرگز موٹائی کو ہنر نہ جانئے تو
اسپ لاغر میان بکار آید　روز میدان نہ گاؤ پرواری
گھوڑا دبلی کمر کا کام آتا ہے　روز میدان کے نہ بیل پروار کا

آوردہ اند کہ سپاہ دشمن بسیار بود و اینان اندک و جماعتی آہنگ گریز کردند پسر نعرہ بزد
کہتے ہیں کہ سپاہ دشمن کی بہت تھی اور یہ تھوڑے اور ایک جماعت نے قصد بھاگنے کا کیا لڑکے نے بلند ماری
وگفت ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید سواران را بگفتن او تہور
اور کہا اے مردو کوشش کرو تم ہرگز جامہ عورتوں کا نہ پہنو سواروں کے تئیں بسبب کہنے اسکے کے بہادری
زیادہ گشت و بیکبار حملہ کردند شنیدم کہ ہمدران روز بر دشمن ظفر یافتند پدر
زیادہ ہوئی اور یکبارگی حملہ کیا سنا میں نے کہ خاص کر اسی روز اوپر دشمن کے فتح پائی باپ نے

لہ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست یعنی ہر نیستان کہ مسکن و ماوائے درندگان باشد خالی از شیران و دیگر سباع گمان مبر چہ محتمل کہ پلنگ در انجا خفتہ باشد فاضل سروری گوید مسموع اساتذہ در معنی بیت ہمیں است و شارح از فضلائے پورب در معنیش چنین گوید کہ بیشہ بر ابلق سفید آمیختہ کہ بعربیش ابلق گویند و غال بمعنے شکار ہم آید و پلنگ جانوریست معروف و جانورے کہ دشمن شیر است و چیزہائے ملون یعنی ہر ابلق را گمان مبر کہ شکار ست زیرا کہ شاید ابلقے را کہ در شکار تصور میکنی پلنگ خفتہ باشد ۱۲ لہ یعنی ہر کہ جنگ کند بخون خویش بازی میکند و ہر کہ می گریزد بخون لشکری بازی می کند باین معنی کہ گریختنش موجب ہزیمت جماعت میشود لہذا فرار از جنگ کفار گناہ کبیرہ شمردہ اند ۱۲ ح

سر و چشم را ببوسید و در کنار[1] گرفت و ہر روز نظر بیش کرد تا ولیعہد خویش کرد برادران

سر اور آنکھ اس کی چومی اور گود میں لیا اور ہر روز نظر زیادہ کرتا تو ولیعہد اپنا کیا بھائی اس کے

حسد بردند و زہر در طعامش کردند خواہرش از غرفہ بدید و دریچہ[2] برہم زد پسر دریافت دست

ڈالے گئے اور زہر بیچ کھانے اس کے کیا بہن اسکی نے حجرے سے دیکھا اور کھڑکی کا پٹ اُسیں مارا لڑکے نے دریافت کیا ہاتھ

از طعام باز کشید و گفت محالست کہ ہنرمندان بمیرند و بی ہنران جای ایشان گیرند

کھانے سے کھینچا اور کہا مشکل ہے کہ ہنرمند مرجاویں اور بے ہنر مرتبہ اُن کا لیویں

شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم[3] | ور ہمان از جہان شود معدوم

کوئی نہ آوے نیچے سائے الّو کے | اور اگر ہما جہان سے ہووے ناپید

پدر را ازین حال آگہی داوند برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب داد پس

باپ کے تئیں اوس حال سے خبر دی بھائیوں اسکے کو بلایا اور گوشمال خوب دی پس

ہر یکے را از اطراف بلاد حصّہ مرضی معین کرد تا فتنہ فرو نشست و نزاع

ہر ایک کو طرفوں شہروں کے سے حصہ پسندیدہ مقرر کیا تو فساد بیٹھا اور جھگڑا

برخاست کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند قطعہ

اٹھا کہ دس فقیر ایک کملی میں سوتے ہیں اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماتے ہیں

نیم نانے گر خورد مرد خدای | بذل درویشان کند نیمی دگر

آدھی روٹی اگر کھاتا ہے مرد خدا کا | صرف فقیروں کو کرتا ہے آدھی دوسری

ملک اقلیمے بگیرد پادشاہ | ہمچنان در بند اقلیمے دگر

ملک تمام ایک اقلیم کا اگر لیوے بادشاہ | ویسا ہی بیچ فکر ولایت دوسری کے رہے

حکایت طائفہ دزدان عرب بر سر کوہی نشستہ بودند و منفذ کاروان بستہ

ایک گروہ چوٹیوں عرب کا اوپر سر ایک پہاڑ کے بیٹھا تھا اور راہ قافلے کی بند کی

و رعیّت بلدان از مکاید ایشان مرعوب و لشکر سلطان مغلوب بحکم آنکہ ملاذے

اور رعیت شہروں کی مکروں انہوں کے سے ترسناک اور لشکر بادشاہ کا عاجز بسبب اس کے کہ جائے پناہ

[1] در کنار گرفتن کنایت است از حالت وصلت چنانچہ تفریح کردہ اند و شخصے کہ معنیش در آغوش در گرفت نوشتہ مرادش بمعنی لغوت و غافل است از اصطلاح [2] دریچہ در خرد کہ در دیوار بام بود صاحب خیابان گوید کہ زیادت یا قبل حرف تصغیر یعنی چہ سوہی دریچہ و باغیچہ در دیگر جا نیلدہ و کسے وجہ زیادت آن نوشتہ [3] بوم جانور یست معروف کہ عرف او را منحوس دانند و ہما جانور یست مشہور کہ در ہوائی ماند و بیضہ می دہد و آنجا نیز بچہ پیدائی شود و آن دران ہوا قیام نماید و در ہوائے میر دو داراخاصیت ست کہ بر سر کسے سایہ اش آید بادشاہ می شود یا بسیار مالدار میگوید کہ اگر احیاناً ہما کہ مشبہ بہ ہنرمندان است از جہان معدوم و ناپید اشود دیگران پیش بوم کہ مشبہ بہ بے ہنران است بحاجت فرو ند کار خود را از دست شان نگیرند ۱۲ منہ

منیع از قلهٔ کوہے گرفتہ بود و ملجا و ماوای خود کردہ مدبران ممالک آن طرف

بلند چوٹی ایک پہاڑ سے بیچ ہاتھ کے لائے تھے اور جگہ پناہ اور جگہ بسنے اپنے کی تدبیر کرنیوالوں سلطنت اسطرف کی

در دفع مضرت ایشان مشاورت کردند کہ اگر این طائفہ ہمبرین نسق

بیچ دور کرنے نقصان اُنکے کے مشورت کی کہ اگر یہ گروہ اوپر اسی طرح کے

روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد ا مثنوی

ایک مدت ہمیشگی کریں برابری ساتھ انہوں کے منع کی گئی ہو

درختی کہ اکنون گرفتست پای — بہ نیروی شخصی برآید زجای

جس درخت نے اب پکڑی ہے جڑ — ساتھ زور ایک شخص کے اکھڑے جگہ سے

وگر ہمچنان روزگارے ہلی — بگردونش از بیخ برنگسلی

اور جو اسی طرح ایک زمانہ چھوڑے تو — ساتھ چرخی کے اُسکے تئیں جڑ سے نہ اکھیڑے تو

سر چشمہ شاید گرفتن بمیل — چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

سرچشمہ کو چاہیے بند کرنا سلائی سے — جو بہت ہوا نہ چاہیئے گذرنا اوپر ہاتھی کے

سخن برین مقرر شد کہ یکے تجسس ایشان بر گماشتند و فرصت نگاہ

بات اوپر اُسکے ٹھہری کہ ایک شخص کو واسطے جاسوسی انہوں کے مقرر کیا اور وقت فرصت کا نگاہ

میداشتند تا وقتیکہ بر سر قومی راندہ بود و مقام خالی ماندہ تنی چند مردان واقعہ

رکھتے تھے اُسوقت تک کہ اوپر ایک قوم کے دوڑے تھے واسطے غارت کے تھے اور جگہ بسنے انہوں کی خالی رہی کتنے مرد لڑائی

دیدہ و جنگ آزمودہ رابفرستادند تا در شعب جبل پنہان شدند شبانگاہی کہ

دیکھے ہوئے اور جنگ آزمودہ کے تئیں بھیجا تو بیچ کھاٹی پہاڑ کے چھپنے والے ہوئے رات کے وقت کہ

دزدان باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند و رخت غنیمت

پھر آئے سفر کیے ہوئے اور لوٹ لائے ہوئے ہتیار بدن سے کھولے اور اسباب لوٹ کا رکھ دیا

بنہادند نخستین دشمنی کہ بر سر ایشان تاختن آورد خواب بود چندانکہ پاسی از شب درگذشت

پہلے جو دشمن کہ اوپر سر انکے کے دوڑ لایا نیند بھی اتنا کہ ایک پہر رات سے گذرا

۱ ظاہر آنست کہ مراد از گرداں و اینجا چرخے باشد کہ اسباب جر ثقیل ست برین تقدیر بمعنے چنین باشد کہ بزور گردوں ہم درخت مذکور را از بیخ نشکنی مخفی نماند کہ گردوں مرکب است از گرد بمعنی گردیدن و واو و نون در اصل الف و نون بود پس گردوں بمعنی گرداں باشد و تبدیل حرف علت ہم بسیار ست ۱۲ خیابان ۲ پر شدن بمعنی بسیار شدن سعدی فرمایہ کہ عشرہ چو پر شد بزند پیل را ۱۲ ن ۳ مفعوم مقدم ست مفعوله گماشتن ۴ شعب بکسر تیش و سکون عین راہ کوہ کہ پائین او باشد بہندی کھاٹی گویند ۱۲ زیرا کہ برای ہلاک و دفع دشمناں حیلہ و کر حیلہ ست کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الحرب خدعۃ ۵ ملجا جای پناہ و ماوے جائے بود و باش ۱۲ روز و خسب ۱۲ ع مدبران جمع مدبر بطریق فارسی بمعنی تدبیر کنندہ د انجام کار و بنیدہ صیغہ اسم فاعل است از باب افعل ۱۲

شعر قرص خورشید در سیاہی شد — یونس اندر دہان ماہی شد

گردہ آفتاب کا بیچ سیاہی کے گیا — یونس علیہ السلام بیچ منہ مچھلی کے گئے

مردان دلاور از کمینگاہ بدر جستند و دست یگان یگان بر کتف بستند

مرداور گھات کی جگہ سے کودے اور ہاتھ ایک ایک کا اوپر مونڈھے کے باندھا

بامدادان بدرگاہ ملک حاضر آوردند ہمہ را بکشتن فرمود اتفاقاً دران میان جوانی بود

وقت صبح کے بیچ درگاہ بادشاہ کے حاضر لائے سب کو واسطے مارنے کے فرمایا اتفاقاً بیچ اُن چوہوں کے ایک مرد تھا کہ

که میوہ عنفوان شبابش نو رسیدہ و سبزہ گلستان عذارش نو دمیدہ یکی از وزیران پایہ تخت ملک

میوہ شروع جوانی اُسکی کا گدرایا ہوا اور سبزہ رخسارے اُسکے کا نیا اُگا ایک نے وزیروں سے تخت بادشاہ کو

را بوسہ داد و روی شفاعت بر زمین نہاد و گفت این پسر ہنوز از باغ زندگانی بر نخوردہ است

بوسہ دیا اور منہ واسطے بخشانے کے اوپر زمین کے رکھا اور کہا اس لڑکے نے باغ زندگانی سے پھل نہیں کھایا ہے

و از ریعان جوانی تمتع نیافتہ توقع بکرم اخلاق خداوندی آنست کہ ببخشیدن

اور اول جوانی سے برخورداری نہیں پائی توقع ساتھ بخشش اور خلقوں صاحب کے یہ ہے کہ بسبب بخشنے

خون او بر بندہ منت نہد ملک روی ازین سخن درہم آورد و موافق رای بلندش نیامد و گفت

خون اُسکے کے اوپر بندے کے احسان رکھیں بادشاہ نے منہ اس بات سے درہم کھینچا اور موافق عقل بلند اُسکی کے نہ آیا اور کہا

فرد پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست — تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبدست

روشنی نیکوں کی نہ پکڑے جو شخص کہ بنا اسکی بد ہے — تربیت کرنا نالائق کو جیسے اخروٹ گنبد پر ہے

نسل و بنیاد اینان منقطع کردن اولی ترست کہ آتش کشتن و اخگر

نسل اور بنیاد ان کی قطع کرنا بہتر زیادہ ہے کیلئے کہ آگ کو بجھانا چنگاری کو

گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست **قطعہ**

چھوڑنا اور سانپ کو مارنا اور بچے اسکے کو نگاہ رکھنا کام داناؤں کا نہیں ہے

ابر گر آب زندگی بارد — ہرگز از شاخ بید بر نخوری

بدلی اگر آب حیات برسا دے — ہرگز شاخ بید سے پھل نہ کھاوے تو

لہ مؤید الفضلا مصرع دوم کنایت از رفتن روز و آمدن شب ست و بعضی گویند یونس علیہ السلام عبارت از خواب و ماہی اشارت بچشمان و زندان یعنی خواب در چشم و زندان آمد و ظاہر آنست کہ اینجا تشبیہ رفتن خورشید ست در سیاہی برفتن یونس علیہ السلام در دہان ماہی و گذشتن بلے ازشب راو لیکن اول خل نیست محض تشبیہ در رفتن خورشید ست بسیاہی و در رفتن یونس علیہ السلام در دہان ماہی ۱۲ یعنی فرو رفتن ایشان در خواب مثل فرو رفتن آفتاب وو آمدن یونس علیہ السلام در شکم ماہی بود ۱۲ کمین پنہان شدن بقصد دشمن یا شکار و جائے پنہان شدن را کمین گاہ گویند لیکن در قاموس ست کمین گاہ گوشہ لیکن در قاموس کمین کسیکہ بقصد پنہان شدن نشیند پس ماخوذ باشد از کون بمعنی پنہان شدن ۱۲ ط الف و نون زائد است کمالم صبکاهان ۱۲ خیابان

با فرومایه روزگار مبر ساتھ کمترین اصل کے اوقات ضائع مت کر	کز نئے بوریا شکر نخوری کہ نرکل بوریا کے سے شکر نہ کھاوے گا تو

وزیر این سخن بشنید طوعاً و کرهاً بپسندید و بر حسن رای ملک آفرین
وزیر نے یہ بات سنی اور ازروی فرمانبرداری اور کراہیت کے پسند کیا اور اوپر خوبی عقل بادشاہ کے شاباش
خواند و گفت آنچه خداوند دام ملکه فرمود عین حقیقت ست که اگر در صحبت
پڑھی اور کہا جو کچھ صاحب نے ہمیشہ ہو جیو ملک اُسکا فرمایا نہایت سچ ہے اور اگر بیچ صحبت
آن بدان تربیت یافتی طینت ایشان بگرفتی و یکے از ایشان شدی
ان بدوں کے تربیت پاتا سرشت اُن کی پکڑتا اور ایک انھوں سے ہوتا
اما بنده امیدوار بود که بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوے
لیکن بندہ امیدوار تھا کہ بیچ صحبت نیک بختوں کے پرورش قبول کرے اور عادت
خردمندان گیرد که هنوز طفل ست و سیرت بغی و عناد آن قوم در نهاد
داناؤں کی پکڑے کہ اب تک لڑکا ہے اور خو نافرمانی اور دشمنی اس قوم کی بیچ اصل
او متمکن نشده و در حدیث ست کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ وَ
اسکی کے جگہ پکڑنے والی نہیں ہوئی اور حدیث میں آیا ہے ہر ایک پیدا کیا گیا پیدا ہوتا ہے اوپر طور دانائی اصلی کے اور
اَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ وَ یُنَصِّرَانِهٖ وَ یُمَجِّسَانِهٖ قطعه
ماں باپ اُسکے یہودی کرتے ہیں اُس کو اور نصرانی کرتے ہیں اُس کو اور مجوسی کرتے ہیں اُس کو

پسر نوح با بدان بنشست لڑکا نوح علیه السّلام کا ساتھ بدوں کے بیٹھا	خاندان نبوتش گم شد گھرانا پیغمبری اُن کی کا گم ہوا
سگِ اصحاب کهف روزے چند کتے اصحاب کہف نے دن کتنے ایک	پے نیکان گرفت و مردم شد پیچھا نیکوں کا کیا آدمی ہوا

این بگفت و طائفه از ندمای ملک با او بشفاعت یار شدند تا ملک از
یہ کہا اور ایک گروہ مصاحبوں بادشاہ سے ساتھ اُس کے واسطے شفارش کے مددگار ہوئے تو بادشاہ

۱ لفظ این حدیث در صحیحین چنین واقعست ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه و ینصرانه و یمجسانه و قائل بر جنین ادعای
مولود الا قد یولد علی الفطرة الاسلامیة لکن ابواه یهودانه و ینصرانه و یمجسانه و این لفظ کتاب چنین ست که هیچ بینی و چون فقها روایت بمعنی
جائز داشته اند لهذا روایت فاضل سروری مندرج این کتاب هم درست میتوان شد و معنی حدیث چنین ست که نیست از مولود که پیدا
کرده شود بر طریق اسلام پس والدین او یهودی میکنند او را یا نصرانی یا مجوسی ۱۲ ۲ شارح فاضل نبوت تقدیم نون بمعنی پیغمبری
بتقدیم بای موحده یعنی پسرها هم جائز داشته و بر مصنف پیداست که گم شدن خاندان پسرے معنے ندارد و اگر ازان اراده
معنوی باشد پس راجع بسوی معنی نبوت بمعنی پیغمبری خواهد بود ۱۲ احیاء بان

سر خون او در گذشت و گفت بخشیدم[۱] اگرچہ مصلحت ندیدم رباعی

خون اُسکے سے گذرا اور کہا بخشا میں نے اگرچہ مصلحت نہ دیکھی میں نے

دانی کہ چہ گفت زال[۲] با رستم گرد	دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد
جانتا ہے تو کہ کیا کہا زال نے رستم پہلوان سے	دشمن کو نہ سکیئے دُبلا اور بیچارہ گننا
دیدیم بسی کہ آب سر[۳] چشمہ خرد	چون بیشتر آمد شتر و بار ببرد
دیکھا ہم نے بہت کہ پانی سرچشمہ چھوٹے کا	جب زیادہ آیا اونٹ اور بوجھ لے گیا

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت بر آوردند و استاد[۴] ادیب را بتربیت او نصب کردند

حاصل کلام لڑکے کو ساتھ ناز و نعمت کے پرورش کیا اور استاد ادب دینے والے کو واسطے سکھانے اُس کے مقرر کیا

تا حسن خطاب و رد جواب و آداب خدمت ملوکش در آموختند و در نظر ہمگنان

تو خوبی بات پوچھنے کی اور پھیرنا جواب کا اور آداب خدمت بادشاہوں کے اسکو سکھائے اور بیچ نظر سبھوں کے

پسند آمد باری وزیر از شمائل او در حضرت سلطان شمۂ میگفت کہ تربیت عاقلان

پسند آیا ایک بار وزیر عادتوں اسکی سے بیچ درگاہ بادشاہ کے تھوڑا کہتا ہے کہ تربیت داناؤں کی نے

در او اثر کردہ است و جہل قدیم از جبلت او بدر بردہ ملک را ازین سخن تبسم آمد و گفت

بیچ اسکے اثر کیا ہے اور نادانی قدیم کو خلقت اس کی سے باہر لے گئی بادشاہ کو اس بات سے ہنسی آئی اور کہا

بیت عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود
آخر کو بھیڑئیے کا بچہ بھیڑیا ہوتا ہے	اگرچہ ساتھ آدمی کے بزرگ ہوتا ہے

سال دو برین بر آمد طائفہ اوباش محلت در وی پیوستند و

برس دو اوپر اسکے آئے گروہ رندوں محلے کے ساتھ اُس کے ملے اور

عقد موافقت بستند تا بوقت فرصت وزیر را و ہر دو پسرش را

گرہ ساتھ دینے کے باندھی تو بوقت فرصت کے وزیر کو اور دونوں بیٹوں اُسکے کو

بکشت و نعمت بیقیاس برداشت و در مغارہ دزدان بجائے پدر بنشست

مارا اور دولت بہت اٹھائی اور بیچ غار چوروں کے بجائے باپ کے بیٹھا

۱ یعنی بخشیدنش بلرای من موافق نیامد و تحقیق بعد ازین رای وزیر در ای ملک آنست کہ آنچہ وزیر از تبدیل اخلاق و نصیحت صلحا ذکر کردہ امریست قلیل الوقوع و آنچہ شاہ مرحوم امریست کثیر الوقوع و مقتضای احتیاط نیست کہ بسوی قلیل الوقوع میلے نمایند و کذا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الحزم فی سوء الظن ۱۲ ۲ زال بمعنی زن پیر و نام پدر رستم ۱۲ ۳ سر درین لفظ بمعنی سرچشمہ زائد است چون سر زمین ۱۲ ۴ استاد بذال معجمہ بوزن استاد بدال مہملہ است و این استاد فارسی را تخفیف او ستاد گفتہ اند چہ استاد در لغت فرس بمعنی کتاب و بواو مفتوحہ و دال مہملہ بمعنی دانا آمدہ و ترکیب مقلوب از قبیل گلاب و استاد در تخفیف شدہ و اوستاد باشباع ضمہ بواو استاد نیز می گویند ۱۲ ن

وعاصی شد ملک دست تحسر بدندان گرفت وگفت قطعہ

اور نافرمانی والا ہوا بادشاہ نے ہاتھ افسوس کرنے کا دانتوں سے دابا اور کہا

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسی

تلوار اچھی لوہے برے سے کیونکر بنائے کوئی

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

مینھ کہ بیچ پاکیزگی طبیعت اُسکی کے خلاف نہیں ہے

قطعہ زمین شورہ سنبل بر نیارد

زمین کھاری سنبل کو نہیں اوگاتی ہے

نکوئی با بدان کردن چنان ست

نیکی ساتھ بدوں کے کرنا ایسا ہے

ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس

نااہل ساتھ تربیت کے نہووے اے حکیم لائق والا

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

بیچ باغ کے لالہ اُگتا ہے اور بیچ کھاری زمین کے گھاس

درو تخم عمل ضائع مگردان

بیچ اُسکے بیج کام کا تباہ مکر

کہ بد کردن بجائی نیک مردان

کہ بد کرنا بیچ جگہ نیک مردوں کے

حکایت سرہنگ زادہ را دیدم بر سرای اغلمش کہ عقل و کیاست و فہم و فراستے

ایک سپاہی کے لڑکے کو دیکھا میں نے اوپر دروازے سرائے اغلمش کے عقل اور بزرگی اور فہم اور دانائی

زائد الوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیہ او پیدا فرد

زیادہ وصف سے رکھتا تھا بھی زمانہ چھوٹے پن سے نشانی بڑائی کی بیچ پیشانی اسکی کے ظاہر

بالائی سرش ز ہوشمندی

اوپر سر اسکے کے ہوشمندی سے

می تافت ستارۂ بلندی

چمکتا تھا ستارہ بلندی کا

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و معنی داشت و خردمندان گفتہ اند

حاصل کلام قبول کیا گیا نظر بادشاہ کے آیا کہ خوبی ظاہر اور باطن کی رکھتا تھا اور دانائیوں نے کہا ہے

توانگری بدل است نہ بمال و بزرگی بعقل ست نہ بسال ابنائی جنس او بر منصب

توانگری بسبب دل کے ہے نہ بسبب مال کے اور بزرگی ساتھ عقل کے ہے نہ ساتھ برس کے بھائی برابر کے اوپر منصب

او حسد می بردند و بخیانتے متہم کردند و در کشتن او سعی بیفائدہ نمودند ع

اوسکے حسد کرتے تھے اور ایک خیانت کے ساتھ متہم کیا اور اسکے مار ڈالنے میں کوشش بیفائدہ کی

۱ یعنی در جمیع امکنہ وازمنہ فیضش یکساں ست و از خصوصیت امکن و اراضی اختلاف در طبع آن نشود و ہیچکس در لطافت او خلاف کردہ باشد ۱۲ ۲ دو بدو از روئیدن و بعضی لازم ست ای در باغ لالہ بروید و بعضی بدو بارند سعدی خلاف ظاہر ست کہ اقال الہ ہے ۱۲ ۳ شورہ بمعنی کہ نمک از و بر آوند ۱۲ ۴ سنبل سا نیکہ زلف خوبان را بدان تشبیہ و ہند یعنی چوں زمین شور قابل سبز کردن نبات نباشد کاشتن تخم گل دروعبث و لغوست ۱۲ ۵ اغلمش بفتح اول و سکون دوم و لام و شین معجمہ نام بادشاہ ہے ہ خ و بعم ہمزہ دوم و فتح میم و سکون غین معجمہ و شین منقوطہ نام بادشاہ ہے است از پادشاہان عجم و این لفظ ترکیست ۶ کیاست بکسر کاف تازی بزرگے و دانائے و اینکہ بکاف فارسی در عوام شہرت دارد خطا ست چنانکہ انکبت بکاف تازی ست و بکاف فارسی غلط فاحش خیابان ۱۲

دشمن چه زند چو مهربان باشد دوست
دشمن کیا مارے مہربان ہووے دوست

ملک پرسید که موجب خصمی ایشان در حق
بادشاہ نے پوچھا کہ سبب دشمنی انہوں کا بیچ حق تیرے کے

تو چیست گفت در سایهٔ دولت خداوندی دام ملکه همگنان را راضی کردم مگر
کیا ہے کہا بیچ سایہ دولت صاحب کے ہمیشہ رہیو ملک اُسکا سبھوں کو راضی کیا میں نے مگر

حسودان که راضی نمیشوند الا بزوال نعمت من و دولت و اقبال خداوندی باقی باد قطعه
دشمن کہ راضی نہیں ہوتے ہیں مگر اوپر جلتے رہتے نعمت میرے کے اور دولت اور اقبال صاحب کا ہمیشہ باقی ہو جیو۔

توانم آنکه نیازارم اندرون کسے
سکتا یعنی چاہتا ہوں میں وہ کہ نہ آزردہ کروں میں دل کسیکا

حسود را چه کنم کو ز خود برنج درست
دشمن کو کیا کروں میں کہ وہ آپ سے بیچ رنج کے ہے

بمیر تا برہی ای حسود کین رنجیست
مر تو چھوٹے تو اے دشمن کہ یہ وہ رنج ہے

که از مشقت وی جز بمرگ نتوان رست
کہ رنج اس کے سے سوائے موت کے نہ سکیے چھوٹنا

قطعه شوربختان بآرزو خواهند
بدبخت ساتھ آرزو کے چاہتے ہیں

مقبلان را زوال نعمت و جاه
صاحب اقبالوں کا دور ہونا دولت اور مرتبے کا

گر نه بیند بروز شپره چشم
اگر نہ دیکھے بیچ دن کے آنکھ چمگادڑ کی

چشمهٔ آفتاب را چه گناه
چشمہ آفتاب کو کیا گناہ ہے

راست خواهی هزار چشم چنان
سچ چاہے تو ہزار آنکھیں ایسی

کور بهتر که آفتاب سیاه
اندھی بہتر نہ آفتاب جب سیاہ

حکایت یکی را از ملوک عجم حکایت کنند که دست تطاول بمال رعیت
ایک کو بادشاہوں عجم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ہاتھ ظلم کا اوپر مال رعیت کے

دراز کرده بود و جور و اذیت آغاز تا بجائی که خلق از مکائد فعلش بجهان برفتند
دراز کیا تھا اور ظلم اور ایذا دینا آغاز کیا اس حد تک کہ خلق مکروں ظلم اس کے سے پراگندہ ہوئی

و از کربت جورش راه غربت گرفتند چون رعیت کم شد ارتفاع ولایت
اور رنج و ظلم اس کے سے راہ مسافرت کی پکڑی جب رعیۃ کم ہوتی محصول بادشاہت تے

لصواب دعائیست بر سلطان وبعد عرض حال خود در نسخه سعدی و دیگر نسخ معتبرات دولت و اقبال خداوندی باقی باد آمده و این واضح تر ست و مراد ازین دعائیست که مرا از حاسدان غمی نیست در سایهٔ اقبال خداوندی محفوظ ۱۲ در اخلاق ناصری مرقوم است که صاحب حسد پیوسته رنجور آید رنج او هرگز زائل نیگردد الا بمرگ بسبب آنکه حاسد زوال نعمت حسب خواهش او از هر کسے ممکن نیست پس مراد حاسد حسب دلخواه بر نمی آید ۱۲ شرح ۵ گور بخت آنکه غیر منتظم الاحوال باشد دخاں بآرزو گفته که اگر راست خواهی گویم که هزار چشم چنان کو بهتر است نه زوال نعمت و جاه مقبلان زیرا که از زوال نفع جمهور انام ست گو لطیفے را بطنز ضمن آن اخری است ۱۲ سید جامع اللغات ارتفاع بلند شدن و از جا بر آمدن و غله که از مزارع بر آورند و دوراه این باب بمعنی بهره افکن غله یعنی محصول است چنانچه در ارسی معنی بمعنی برداشتن

نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماند و دشمنان طمع کردند و زور آوردند قطعہ

نقصان قبول کیا۔ اور خزانہ خالی رہا اور دشمنوں نے طمع کی اور غلبہ لائے

ہر کہ فریادرس روز مصیبت خواہد
جو کوئی فریادرس روز مصیبت کے چاہے

گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش
کہ بیچ زمانے سلامت کے ساتھ جوانمردی کے کوشش کر

بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود
بندہ فرمانبردار کو اگر نہ سرفراز کرے تو جاوے

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
مہربانی کر مہربانی کر بیگانہ ہووے فرمان بردار

بارے در مجلس او کتاب شاہنامہ میخواندند در زوال مملکت ضحاک و عہد فریدوں
ایک بار بیچ مجلس اس کی کے کتاب شاہنامہ پڑھتے تھے بیچ دور ہونے سلطنت ضحاک اور زمانے فریدون کے

وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ توان دانستن کہ فریدون کہ گنج و ملک و حشم نداشت چگونہ
وزیر نے بادشاہ کو پوچھا کہ کچھ سکیے جاننا کہ فریدون کہ گنج اور ملک اور خادم اور مرتبہ نہیں رکھتا تھا کس طور

مملکت برو مقرر شد گفتا چنانکہ شنیدے خلقی بروے بتعصب گرد آمدند و تقویت کردند
بادشاہی اوپر اس کے مقرر ہوئی کہا جیسا کہ سُنا تو نے ایک خلق اوپر اس کے بسبب طرفداری کے جمع آئی اور مدد کی

پادشاہی یافت گفت اے ملک چون گرد آمدن خلقی موجب پادشاہیست
پادشاہی پائی کہا اے بادشاہ جو جمع آنا خلق کا سبب بادشاہی کا ہے

تو خلق را برائے چہ پریشان میکنی مگر سر پادشاہی کردن نداری فرد
تو خلق کو کس لئے پریشان کرتا ہے شاید خیال بادشاہی کرنے کا نہیں رکھتا ہے

ہمان بہ کہ لشکر بجان پروری
وہ بہتر ہے کہ لشکر برابر جان کے پرورش کرے تو

کہ سلطان بہ لشکر کند سروری
کہ بادشاہ بسبب لشکر کے کرتا ہے سرداری

ملک گفت موجب گرد آمدن سپاہ و رعیت و لشکر چہ باشد گفت پادشاہ را کرم
بادشاہ نے کہا سبب جمع آنے سپاہ اور رعیت اور لشکر کا کیا ہووے کہا بادشاہ کو کرم

باید تا برو گرد آیند و رحمت تا در پناہ دولتش ایمن نشینند و ترا این ہر دو نیست مثنوی
چاہیئے تو ساتھ اسکے جمع آئیں اور مہربانی تو بیچ پناہ دولت اس کی کے بیخوف بیٹھیں اور تیرے تئیں ان دونوں سے ایک بھی نہیں ہے

۱؎ خزینہ در کتب لغت دیدہ نشد شاید کہ فارسیان امالۂ خزانہ بالکسر کردہ باشند چنانچہ در امالۂ امان ایمن مے گویند ۱۲ ۲؎ شاہنامہ کتابیست مشہور فردوسے را گویند کہ از آخر چہار ہزار بیت باقی ماندہ بود نظر بپیری خود حکیم اسدے را با تمام آن تکلیف داد بعد دو سہ روز چہار ہزار شعر بقیہ قصہ برو خواند فردوسی آفرینہا کرد ۳؎ گرد بکسر کاف فارسی بسہ معنی مے آید یکے مدور دوم جانب طرف چیزے سوم جمع و مراد در ینجا بمعنے ثالث است و قرینہ برین انگست کہ بمعنی جمع باز آمدن و شدن مستعمل می شود ۱۲ اسدوے ۴؎ لفظ ایمن بمعنے من مستعمل فارسیان است ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

نکند جور پیشہ سلطانی
نہیں کرے ظالم بادشاہی

کہ نیاید ز گرگ چوپانی
کہ نہیں آتی ہے بھیڑیے سے چرواہی

پادشاہے کہ طرح ظلم افگند
جس بادشاہ نے کہ نقشہ ظلم کا ڈالا

پای دیوار ملک خویش بکند
جڑ دیوار ملک اپنے کی کھود دی

ملک را پند وزیر ناصح موافق طبع مخالف نیامد روی از سخنش درہم کشید
بادشاہ کو صحبت وزیر نصیحت کرنے والے کی موافق طبع مخالف کے نہ آئی اور منہ بات اس کی سے پھیر لیا

و بزندان فرستاد و بسی بر نیامد کہ بنی عمان سلطان بمنازعت برخاستند
اور قید خانے میں بھیجا اور بہت دن نہ گذرے کہ بیٹے چچاؤں بادشاہ کے واسطے جھگڑا کرنے کے اٹھے

و بمقاومت لشکر آراستند و ملک پدر خواستند قومیکہ از دست تطاول
اور واسطے مقابلے کے لشکر آراستہ کیا اور ملک باپ کا چاہا ایک قوم کہ ہاتھ ظلم

این بجان رسیدہ بودند و پریشان شدہ بر ایشان گرد آمدند و تقویت
اس کے سے عاجز ہوئی تھی اور پریشان ہو کے اوپر انہوں کے جمع آئی اور مدد

کردند تا ملک از تصرف این بدر رفت و بر آنان مقرر شد مثنوی
کی تو ملک قبضے اس کے سے باہر گیا اور اوپر انہوں کے مقرر ہوا

پادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست
وہ بادشاہ کہ جائز رکھے ظلم اوپر زیر دست کے

دوستدارش روز سختی دشمن زور آور است
دوست دار اس کا روز سختی کے دشمن زبردست ہے

با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین
ساتھ رعیت کے صلح کر اور لڑائی دشمن سے بیخوف بیٹھ

زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است
اسلئے کہ بادشاہ عادل کو رعیت بجائے لشکر کے ہے

فرد غم زیر دستان بخور زنہار
غم زیر دستوں کا کھا خواہ مخواہ

بترس از زبردستی روزگار
ڈر زبردستی زمانے سے

حکایت پادشاہے با غلامی عجمی در کشتی نشست و غلام ہرگز دیگر دریا را ندیدہ بود
ایک بادشاہ ساتھ ایک غلام عجمی کے بیچ کشتی کے بیٹھا اور غلام نے کبھی دریا کو نہ دیکھا تھا

ف۱ روئے از چیزے درہم کشیدن کنایہ بے دماغ شدن از چیزی است ۱۲ بہار عجم ف۲ ایشان ضمیر جمع غائب وگاہے بجہت تقسیم بر ضمیر واحد غائب نیز آرند ۱۲ ف۳ اصل شاہنشاہ شاہان بود بہ ترکیب مقلوب وتخفیف یک الف وگاہی بتخفیف ہر دو الف مستعمل میشود ۱۲ ف۴ عبد الواسع السعدی گوید کہ گشتی بکاف فارسی ویائے تحتانی علے بمعنی گشت کنندہ فاضل سروہے گوید کہ کشتی بکاف عربی مفتوح ویائے اصلی بمعنی سفینہ لغتی است برابر حق با فاضل سروریست ف۵ چوپان بفتح جیم فارسی و واو مجہول ویائے موحدہ ویائے فارسی ہر دو ۱۲ ف۶ طرح بفتح اول وسکون دوم وسوم ہر سہ اینجا بمعنی بنائے آمدہ ۱۲

و محنت کشتی نیازموده گریه و زاری درنهاد و لرزه بر اندامش افتاد ملک را عیش ازو
اور محنت ناؤ کی نہیں آزمائی تھی رونا اور رونا شروع کیا اور لرزہ اوپر بدن اس کے پڑا بادشاہ کو خوشی
منغص شد بود که طبع نازک تحمل امثال این صورت نه بندد و چاره ندانستند حکیمی
اس کی وجہ سے مکدر تھی کہ طبیعت نازک بادشاہوں کی بوجھ اٹھانا ایسی باتوں کا گوارا نہیں کرتی ہے اور کوئی علاج نہ جانا ایک حکیم
دران کشتی بود ملک را گفت اگر فرمان دهی من اورا بطریقی خاموش گردانم گفت
بیچ اس کشتی کے تھا بادشاہ کو کہا اگر حکم دے تو میں اس کے تئیں ایک حکمت سے چپ کرادوں بادشاہ نے کہا
غایت لطف و کرم باشد بفرمود تا غلام را بدریا انداختند چند نوبت غوطه خورد
نہایت مہربانی اور بخشش ہوگی فرمایا تو غلام کو بیچ دریا کے پھینک دیا کئی مرتبہ غوطے کھائے
ازان پس مویش گرفتند و پیش کشتی آوردند و بدو دست در سکان کشتی
بعد اس کے بال پکڑے اور آگے کشتی کے لائے اور دونوں ہاتھوں کے بل بیچ دنبالہ کشتی کے
آویختند چون بر آمد بگوشه بنشست و قرار یافت ملک را عجب آمد پرسید
لٹکایا جو باہر آیا بیچ ایک گوشے کے بیٹھا اور قرار پایا بادشاہ کو تعجب معلوم ہوا پوچھا
که حکمت چه بود گفت از اول محنت غرق شدن ندیده بود و قدر سلامت
کہ حکمت کیا تھی کہا پہلے سے محنت ڈوبنے کی نہ دیکھی تھی اور مرتبہ سلامتی
کشتی ندانسته همچنین قدر عافیت کسے داند که بمصیبتے گرفتار آید. قطعه
ناؤ کا نہ جانا اور اسی طرح مرتبہ آرام کا وہ شخص جانتا ہے کہ جو بیچ کسی مصیبت کے گرفتار آتا ہے

ای سیر ترا نان جوین خوش ننماید
اے آسودہ بچہ کو روٹی جو کی اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے
معشوق منست آنکه بنزدیک تو زشتست
معشوق میرا ہے وہ جو نزدیک تیرے برا ہے
حوران بهشتی را دوزخ بود اعراف
حوران بہشتی کو دوزخ ہے اعراف
از دوزخیان پرس که اعراف بهشتست
دوزخ والوں سے پوچھ کہ اعراف بہشت ہے
فرقست میان آنکه یارش در بر
فرق ہے درمیان اس شخص کے کہ یار اس کا بغل میں ہے
با آنکه دو چشم انتظارش بر در
اس شخص سے جسکی دونوں آنکھیں انتظار اسکے کی دروازے پر ہوں

۱ گریه بکسر کاف فارسی بکا لیکن آواز نداشته باشد و زاری بکا لیکہ با آواز بلند کا آنرا ناله هم گویند کذا فهم من تقریر بالسروری ۲ سکان بضم سین مهمله و تشدید کاف بمعنے دنباله کشتی و بعضی گفته اند جمع ساکن نیز در بنیاد درست می شود و این خطا هست ۳ اویخت ماضی مجهول است از آویختن بس بکه اور آویخت معلوم خوانده و لفظ خود تقریر کرده اند کتاب تکلیف صریح ۴ پیش کے نزد استعمال و جاری کو ہے که بمعنے آبرا سلامت بلیئ زاید کنند و الف نوید ۵ حور بالضم جمع حورا بر وزن حمرا آنکه سپیدی و سیاهی چشمش سیاه باشد و فارسیان بمعنی مفرد استعمال کنند لهذا جمعش وحون واو ادار ند و جمع عربی را بفارسی جمع کردن شل اکابران مشایخان و کلبها در رفایت پر کارکنان است

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکایت یکی از ملوک عجم رنجور بود در حالت پیری و امید زندگانی قطع کرده

ایک بادشاہوں عجم سے بیمار تھا بیچ حالت بڑھاپے کے اور امید زندگانی کی قطع کی تھی

که سوارے از در درآمد و بشارت داد که فلان قلعه را بدولت خداوند بکشادیم و

کہ ایک سوار دروازے سے آیا اور خوشخبری دی کہ فلانے قلعے کو ساتھ اقبال صاحب کے فتح کیا ہم نے

دشمنان اسیر آمدند و سپاه و رعیت آنطرف بجملگی مطیع فرمان گشتند ملک

اور دشمن قید آئے اور سپاہ اور رعیت اس طرف کی سب اطاعت کرگرائی حکم کی ہوئی بادشاہ

نفسے سرد برآورد و گفت این مژده مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثان مملکت را

ایک سانس ٹھنڈی برلایا اور کہا یہ خوشخبری مجھ کو نہیں ہے بلکہ دشمنوں میرے کو ہے یعنے وارثوں بادشاہی کو

قطعه درین امید بسر شد دریغ عمر عزیز
تمام اس امید میں آخر ہوئی افسوس عمر عزیز
که آنچه در دلم ست از درم فراز آید
کہ جو چیز بیچ دل میرے کے ہے دروازے میرے سے آگے آوے
امید بسته برآمد ولے چه فائده زانکه
امید بندھی ہوئی برآئی اور لیکن کیا فایدہ اس سبب سے
امید نیست که عمر گذشته باز آید قطعه
کہ امید نہیں ہے کہ عمر گذری ہوئی پھر آوے
کوس رحلت بکوفت دست اجل
نقارہ کوچ کا بجایا ہاتھ موت کے نے
ای دو چشمم وداع سر بکنید
اے دونوں آنکھیں میری رخصت سر کو کرو
ای کف دست وساعد و بازو
اے ہتھیلی ہاتھ کی اور کلائی اور بازو
همه تودیع یکدگر بکنید
تمام رخصت کرو ایک دوسرے کو
برمن اوفتاده دشمن کام
اوپر مجھ عاجز دشمن کام کے
آخر ای دوستان گذر بکنید
آخر اے دوستو گذرنا کرو
روزگارم بشد بنادانی
زمانہ میرا گیا ساتھ نادانی کے
من نکردم شما حذر بکنید
میں نے نہ کیا تم خوف کرو

حکایت هرمز را گفتند از وزیران پدر چه خطا دیدی که بند فرمودی

ہرمز کو کہا وزیروں باپ سے کیا گناہ دیکھا تو نے کہ قید فرمایا تو نے

لہ شد صیغہ ماضی است از شدن ترجمہ ضرورت یا بمعنی رفتن و بمرد و تقدیر بمعنی تمام شدن باشد ۱۲ ش ۲ یعنی آنچہ در دل ام و امید و حصول آن میدارم از در من درآید یعنی بحصول موصول شود ۱۲ نور ۳ ہرمز نام پسر نوشیرواں کہ دوازدہ سال حکومت نمود وزرائے پدر را بے سبب نظر بند ساخت ۔ است دور بعضے نسخ شاہزادہ نیست ۱۲ ان ع وارثان مملکت را دشمن از ان سبب گفت کہ ایشان خواہان اعیال سلطنت و موت سلطان می باشند ۱۲ ہ دشمن کام کسیکہ حال او موافق مراد دشمن باشد و ظاہر است کہ دشمن البتہ مردن مخالف خود می خواہد ۱۲ منہ

ہرگاہ مقید

گفت گناہی معلوم نکردم ولیکن بیقین دانستم کہ مہابت[1] من در دل ایشان

کہا کوئی گناہ دریافت نہ کیا میں نے ولیکن ساتھ یقین کے جانا میں نے کہ خوف میرا دل میں ان کے

بیکرانست[2] و بر عہد من اعتماد کلّی ندارند ترسم کہ از بیم گزند[3] خویش آہنگ

بہت ہے اور اوپر قول میرے کے بھروسہ پورا نہیں رکھتے ہیں ڈرتا ہوں میں کہ دہشت آزار اپنے سے قصد

ہلاک من کنند پس قول حکما را بستم کہ گفتہ اند قطعہ

ہلاک کرنے میرے کا کریں پس قول حکیموں کو عمل کیا میں نے کہ کہا ہے

ازان کز تو ترسد بترس اے حکیم
اس شخص سے جو تجھ سے ڈرے ڈرایئے حکیم
ازان مار بر پائے راعی[5] زند
اس سبب سے سانپ اوپر پاؤں چرواہے کے مارتا ہے
نہ بینی کہ چون گربہ عاجز شود
نہیں دیکھتا ہے تو کہ جب بلی عاجز ہوتی ہے

وگر با چنو صد[4] بر آئی بجنگ
اور اگر ساتھ ہم ایسے سو کے غالب آوے تو لڑائی میں
کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ
کہ ڈرتا ہے سر اس کے کو کچلے ساتھ پتھر کے
بر آرد بچنگال چشم پلنگ
نکالتی ہے چنگل سے آنکھ چیتے کی

حکایت بابالین تربت یحیی پیغمبر علیہ السّلام معتکف بودم در جامع[6] دمشق

اور سرہانے قبر یحیی پیغمبر علیہ السّلام کے گوشے میں بیٹھنے والا تھا میں بیچ مسجد دمشق کے

کہ یکے از ملوک عرب بہ بے انصافی منسوب بود در آمد و نماز و دعا کرد و حاجت خواست

کہ ایک بادشاہوں عرب سے کہ ساتھ بے انصافی کے نسبت کیا گیا تھا آیا اور عاجزی اور دعا کی اور حاجت چاہی

فرد درویش و غنی بندۂ این خاک درند
فقیر اور دولتمند بندے اس دروازے کی خاک کے ہیں
آنان کہ غنی ترند محتاج ترند
اور وہ لوگ کہ دولتمند زیادہ ہیں محتاج زیادہ ہیں

انگاہ مرا گفت از انجا کہ ہمت[8] درویشانست و صدق معاملہ ایشان خاطرے ہمراہ من کنید کہ از

اسوقت مجکو کہا بحکم اس بات کے کہ دعا فقیر کی ہے اور سچا معاملہ ان کا ایک توجہ ساتھ میرے کرد کہ

دشمنی صعب اندیشناکم گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن تا از دشمن قوی زحمت نہ بینی

ایک دشمن سخت سے اندیشہ کرنیوالا ہوں میں کہا میں نے اسکو اوپر رعیت ضعیف کے مہربانی کر تو دشمن زبردست سے سختی نہ دیکھے

۱ مہابت مصدر میمی بمعنی ہیبت است ۱۲ ۲ کران بفتح کاف عربی اش کرانہ بمعنی حد و نہایت ۱۲ ۳ گزند بر وزن کمند بمعنی آسیب و آفت و رنج ۱۲ ۴ چنو مخفف چون او ۱۲ کذا فی البرہان ۱۲ ۵ راعی بمعین ہمہ میرسادہ و نگاہ دارندہ مواشی کہ لفارسی چوپان خوانند و تخصیص نہ دان مار بر پائے راعی از ان ست کہ کار راعی اکثر بیابانست بسبب ہلن و دور صحرا و مرغزار ہا ۱۲ ۶ پس گاہے می شود کہ ضعیف با قوی ہم پنجہ می شود از جہت دفع ضرر کہ لاحق می شود آں ضعیف را از قوی ۱۲ ۷ و این جامع دمشق بالفعل بجامع بنی امیہ شہرت دارد دمشق بکسر دال و فتح میم بروزن مسطر نام شہر است از ولایت شام نام بانی خود ش ۸ ہمت در اصطلاح تصوف و مراد انان توجہ باطنی خیابان خادانی آورده ۱۲

نظم بازوان توانا و قوت سر دست | خطاست پنجۂ مسکین و ناتوان بشکست[1]
ساتھ بازوؤں زورآور اور قوت پنجہ کے | خطا ہے پنجہ غریب اور ناتوانوں کا توڑنا

نترسد آنکہ بر افتادگان نہ بخشاید | کہ گر ز پای در آید کش نگیرد دست
کیوں نہیں ڈرتا ہے وہ شخص جو اوپر عاجزوں کے رحم نہیں کرتا ہے | کہ اگر پاؤں سے گریگا کوئی اس کا نہ پکڑے گا ہاتھ

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت | دماغ بیہدہ پخت[2] و خیال باطل بست
جس شخص نے کہ بیج بدی کا بویا اور امید نیکی کی رکھی | دماغ بیہودہ پکایا اور خیال جھوٹا باندھا

ز گوش پنبہ برون آر و داد خلق بدہ | و گر تو می ندہی داد روز دادی[3] ہست
کان سے روئی باہر لا اور فریاد خلق کی دے | اور جو تو نہیں دیتا ہے فریاد ایک دن فریاد کا ہے

مثنوی بنی آدم اعضای یکدیگر اند | کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
بیٹے آدم کے ہاتھ پاؤں ایک دوسرے کے ہیں | کس لئے کہ بیچ پیدائش کے ایک اصل سے ہیں

چو عضوے بدرد آورد روزگار | دگر عضوہا را نماند قرار
جو ایک عضو کو بیچ درد کے لاوے زمانہ | دوسرے اعضا کو نہ رہے قرار

تو کز محنت دیگران بے غمی | نشاید کہ نامت نہند آدمی
تو کہ محنت اوروں سے بے فکر ہے تو | نہ چاہیئے کہ نام تیرا رکھیں آدمی

حکایت درویشے مستجاب الدعوات در بغداد پدید آمد حجاج یوسف را خبر کردند
ایک فقیر قبول کیا گیا دعا کا بیچ بغداد کے ظاہر آیا حجاج یوسف کو خبر کی
بخواندش و گفت دعای خیری بر من کن گفت خدایا جانش بستان گفت
بلایا اس کو اور کہا دعائے خیر مجھ پر کر کہا اے خدا جان اس کی لے کہا
از بہر خدا این چہ دعاست گفت این دعائی[4] خیر ست ترا و جملہ مسلمانان را
واسطے خدا کے یہ کیا دعا ہے کہا یہ دعائے خیر ہے تجھ کو اور سب مسلمانوں کو

مثنوی ای زبردست زیردست آزار | گرم تا کے بماند این بازار
اے زبردست زیردست کے آزار دینے والے | گرم کب تک رہے گا یہ بازار

لہ بشکست بمعنی شکستن ہمچو آمد و رفت بمعنی آمدن و رفتن ۱۲ ان ۲ دماغ بیہودہ پختن کنایت از فکر کثیر ۱۲ خ ۳ مراد از روز داد روز قیامت است تنکیر روز از انکہ معلوم تمام عام است و اشارت بدان ست کہ گویا مخاطب کہ ظلم میکند از راہ غفلت نمیداند ۱۲ خیابان ۴ با بخیر بودن این دعا برائی حجاج یوسف از انکہ باز ماند از کسب مظالم و خیر بودنش در حق مسلمانان آنکہ . . .

. . . رہید از دست جور او بدانکہ ظلم و جور ازیں ظالم بحدے رسیدہ بود کہ در شرح فقہ اکبر لعن بر وے داشت از فاضل بردی حکایتے از ابو المنصور می آرد کہ من در مسجد کوفہ معتکف بودم تا آنکہ در آمد روزے غلام ہندی ۲ ان مسجد و نماز گزارد بکمال خشوع و خضوع آنگہ بدر مسجد دست نمود آمد و رفت در مسجد تا یک ماہ کامل سلام کردم بر وے کرد جواب بر من نکرد چون روز دیگر بمسجد آمد گفت و علیکم السلام پرسیدم کہ دریں چہ حکمت بود گفت برائے من مالکے است کہ بے اجازت او کلمہ نگویم دکانے نکنم امروز اجازت برائے رد جواب سلام تو از و حاصل کردم ۱۲

بچہ کار آیدت جہان داری — مُردنت بہ کہ مردم آزاری

نہیں کس کام کے آوے تیری جہانداری — مرنا تیرا بہتر کہ مردم آزاد ہے تو

حکایت یکی از ملوک بی انصاف پارسائی را پرسید کہ کدام عبادت

ایک نے پادشاہوں بے انصاف سے ایک فقیر کو پوچھا کہ کون عبادت

فاضلترست گفت ترا خواب نیمروز تا دران یک نفس خلق را نیازاری قطعہ

فضیلت زیادہ رکھتی ہے کہا تیرے تئیں سور ہنا دوپہر کا تو بیچ اس ایک دم کے خلق کو نہ ستاوے تو

ظالمی را خفتہ دیدم نیم روز — گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ

ایک ظالم کو سویا دیکھا میں نے دوپہر کو — کہا میں نے یہ فتنہ ہے نیند اس کو لے گئی بہتر

وانکہ خوابش بہتر از بیداریست — آنچنان[۱] بد زندگانی مُردہ بہ

اور وہ شخص کہ سونا اس کا بہتر جاگنے سے ہے — ایسا بد زندگانی کا مرا بہتر

حکایت یکے از ملوک شنیدم کہ شبی در عشرت روز کردہ بود و در پایان مستی می گفت

ایک کو بادشاہوں سے سنا میں نے کہ ایک رات بیچ صحبت ولہو کے دن کیا تھا اور بیچ نہایت مستی کے کہتا تھا

بیت ما را بجہان خوشتر ازین یکدم نیست — کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست

ہم کو بیچ جہان کے خوش زیادہ اس سے ایکدم نہیں ہے — کہ نیک اور بد سے اندیشہ اور کسی سے غم نہیں ہے

درویشے برہنہ بسرما بیرون خفتہ بود گفت بیت!

ایک فقیر ننگا جاڑے میں باہر سوتا تھا کہا

ای آنکہ باقبال تو در عالم نیست — گیرم[۲] کہ غمت نیست غم ما ہم نیست

اے وہ کہ اقبال تیرے سے بیچ جہان کے کہیں نہیں ہے — قبول کیا ہم نے کہ غم تجھکو نہیں ہے غم ہمارا بھی نہیں ہے

ملک را خوش آمد صرۂ[۳] ہزار دینار از روزن بیرون کرد و گفت دامن بدار

بادشاہ کو خوش آئی بات اس کی تھیلی ہزار دینار کی جھروکے سے باہر کی اور کہا دامن رکھ

ای درویش گفت دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم ملک را بر ضعف حال او رحمت

اے فقیر کہا دامن کہاں سے لاؤں میں کہ جامہ نہیں رکھتا ہوں میں بادشاہ کو اوپر ضعف حال اس کے رحمت

۱؎ آنچنان آہ بد زندگانی اے کسیکہ زندگے او چنین باشد مردن او بہتر است تا دیگران مہدی زود واز گناہ محفوظ ماند ۱۲ ۲؎ گیرم کہ غمت اہ یعنے فرض کردم کہ ترا غم خویشتن نیست غم ما ہم نیست وگرفتن در اصطلاح بہ معنے فرض کردن آمدہ است ۱۲ ۳؎ صرہ بالضم کیسۂ خرد دہند گ درہم را استعمال مے کنند و ہندی ہمیانی را نیز گویند۔ غیاث اللغات ۱۲ منہ

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

زیادت شد و خلعتی بران مزید کرد و پیش درویش فرستاد درویش آن
زیادہ ہوئی اور ایک خلعت اور پہناوے کے زیادہ کیا اور آگے فقیر کے بھیجا فقیر نے اس
نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشان کرد و باز آمد بیت
نقد اور جنس کو تھوڑی مدت میں کھایا اور پریشان کیا اور پھر آیا

قرار بر کف آزادگان نگیرد مال	نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال[1]
قرار اوپر ہاتھ آزادوں کے نہیں پکڑتا ہے مال	نہ صبر بیچ دل عاشق کے نہ پانی بیچ چھلنی کے

در حالتیکہ ملک را پروای او نبود حال بگفتند بہم بر آمد و روئی از و درہم کشید و ازینجا
بیچ اس حالت کے بادشاہ تئیں پروا اس کی نہ تھی حال اس کا کہا بادشاہ غصے میں آیا اور منہ اس سے غصے میں
گفتہ اند اصحاب فطنت[2] و خبرت[3] کہ از حدت و صولت پادشاہان بر حذر باید بودن کہ
کھینچا اور اسی جگہ سے کہا ہے صاحبوں دانائی اور ہشیاری کے نے کہ تیزی اور دبدبے بادشاہوں سے حذر میں چاہیئے رہنا کہ
غالب ہمت ایشان بمعظمات امور مملکت متعلق باشد و تحمل از دحام[4] عوام نکنند
اکثر ہمت انکی ساتھ بڑے کاموں بادشاہی کے علاقہ گیگی رہتی ہے اور برداشت زحمت انبوہ خلق کی نہیں کرتے ہیں

مثنوی حرامش[5] بود نعمت پادشاہ	کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ
حرام اس شخص کو ہو نعمت بادشاہ کی	کہ وقت فرصت کا نہیں رکھتا ہے نگاہ
مجال[6] سخن تا نہ بینی ز پیش	بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش
قدرت بات کی جب تک نہ دیکھے تو آگے سے	ساتھ بیہودہ کہنے کے مت لے جا مرتبہ اپنا

گفت این گدای شوخ چشم مبذر را کہ چندین نعمت بچندین مدت بر انداخت برانید
بادشاہ نے کہا اس فقیر گستاخ فضول خرچ کو اتنی نعمت اتنی مدت میں ضائع کی نکالو کہ
کہ خزینہ بیت المال لقمہ مساکین ست نہ طعمہ اخوان الشیاطین بیت
خزانہ بیت المال کا لقمہ مسکینوں کا ہے نہ کھانا ہے بھائیوں شیطان کا

ابلہی کو روز روشن شمع کافوری نہد	زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ
جو احمق کو روز روشن کو شمع کافوری ہے	جلد دیکھیگا تو اسکو رات کو تیل نہ ہوگا بیچ چراغ کے

[1] غربال بکسر غین معجمہ و سکون رائے مہملہ و بائے ابجد و الف و لام بمعنی پرویزن و مرد سخن چین بمعنی و ف ۱۲ [2] بدانکہ فطنت عبارت است از حدت فہم چیزے و سرعت ادراک و ضد مقابل آن غباوت است و کاوت قوتیست کہ بسبب او قادر شود انسان بدریافت فہم کلیات و مقابل او بلادت است انیست فرق ما بین ہر چہار ۱۲ [3] خبرت بالکسر در صحاح بمعنی آزمائش سوم مشہور و شارح ناظم ملا اسعد خبرت بالضم بمعنی آگاہی گفتہ لیکن در صحاح بدین معنی خبر است بالضم بدون تای فوقانی و خبرت بتائے فوقانی حصہ از مال ہے و مایہ تقسیم کنند باہم گوشت ۱۲ [4] از دحام بروزن افتعال از زحمت بمعنی انبوہ کردن و انبوہ شدن در اصل از تحام بود تا را بدال بدل کردند و آنچہ بر زبانہائے فارسی والے بوزن مشہور ست غلط است ۱۲ [5] ۱۲ [6] ۱۲

یکی از وزرای ناصح گفت ای خداوند مصلحت آن می بینم که چنین کسان را وجه
ایک نے وزیروں نصیحت کرنیوالوں سے کہا اے صاحب مصلحت وہ دیکھتا ہوں میں کہ ایسے آدمیوں کو وجہ
کفاف بتفاریق مجرا دارند تا در نفقه اسراف نکنند اما آنچه فرمودی از زجر و منع مناسب
روزینہ کی تھوڑی تھوڑی جاری رکھیں تو بیچ خرچ روزنہ کے فضول خرچی نکریں لیکن جو کچھ فرمایا تو نے جھڑکی اور منع کی سے مناسب
ارباب همت نیست که یکی را بلطف امیدوار گردانیدن و باز بنومیدی خسته کردن هست
صاحبوں ہمت کے نہیں ہے کہ ایک کو ساتھ مہربانی کے امیدوار کرنا اور پھر ساتھ نومیدی کے پریشان کرنا

بروی خود در طماع باز نتوان کرد	چو باز شد بدرشتی فراز نتوان کرد
اوپر منہ اپنے کے دروازہ لالچ کرنیوالوں کا نہ سکیے کھولنا	جو کھل گیا ساتھ سختی کے بند نہ سکیے کرنا
قطعه کس نه بیند که تشنگان حجاز	برلب آب شور گرد آیند
کوئی نہیں دیکھتا ہے کہ پیاسے حجاز کے	اوپر کنارے پانی کھاری کے جمع آتے ہیں
هر کجا چشمهٔ بود شیرین	مردم و مرغ و مور گرد آیند
جس جگہ کوئی چشمہ ہووے میٹھا	آدمی اور چڑیاں اور چیونٹیاں جمع آویں

حکایت یکی از پادشاهان پیشین در رعایت مملکت سستی کردے و
ایک بادشاہوں اگلوں سے بیچ نگاہ رکھنے بادشاہی کے سستی کرتا اور
لشکر را بسختی داشتی لاجرم دشمنے صعب روی نمود همه پشت بدادند مثنوی
لشکر کو سختی سے رکھتا خواہ مخواہ ایک دشمن زبردست نے منہ دکھایا سب نے پیٹھ دی

چو دارند گنج از سپاهی دریغ	دریغ آیدش دست بردن به تیغ
جو رکھیں خزانہ کو سپاہی سے ہٹا کر کے	افسوس آوے اس کو ہاتھ لے جانا اوپر تلوار کے
چه مردی کند در صف کارزار	که دستش تهی باشد و کار زار
کیا مردانگی کرے بیچ صف لڑائی کے	جو ہاتھ اسکا خالی ہووے اور کام تباہ

یکے را از آنان که غدر کردند با من دوستی بود ملامت کردم و گفتم دو نست
ایک کو انہوں سے کہ بیوفائی کی ساتھ میرے دوستی تھی ملامت کی میں نے اور کہا میں نے کہ کمینہ ہے

۱ اینجا دو نسخه دیگر است یکی بے تکلف درست مشهور یکے آنکه بر لفظ یکے با کاف علت با فید فقط ترکیبش آنچه فرمودی از زجر و منع تنبیہ باشد و مناسب ارباب همت نیست خبر و این نسخه قوی است چنانچه فاضل سروری و خان آرزو گفته و نسخه دیگر در صورتیکه کاف علیت بر لفظ یکے نباشد بعد قول او و خسته کردن لفظ لائق مر اہل مروت نباشد ضرور باید پس درین صورت بر وہ جمله علیحده باشد و جمله ثانی اول است کذا فی خیابان ۲ در بعض نسخ اطماع بفتح شده و اطماع بالکسر انداختن و بالفتح جمع طمع درینجا هر دو درست مے شود چنانچه شارح فاضل نوشته و نتوان کرد درینجا خبر ست بمعنی انشا یعنی باید که باز نکند چنانچه نور الله احراری و فاضل سروری نوشته که بمعنی غیر یعنی ممکن نیست زبان بکشاید نوشته و در بعضے حجاز نام ملکے مدینه و حوالی آں از شهرها و قریه هاست ۱۲

و نابے سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیر حال از مخدوم قدیم برگردد و
اور بے شکر ہے اور کمینہ اور ناحق پہچاننے والا کہ بیچ تھوڑی تباہی حال کے صاحب قدیم سے پھرے اور حق دولت

حق نعمت سالہا در نوردد گفت اگر بکرم معذور داری شاید کہ اسپم بی جو بود و نمد زینم
برسوں کا لپیٹے کہا اگر ساتھ کرم کے معاف رکھے تو لایق ہے کہ گھوڑا میرا بے جو تھا اور نمد زین میرا

بگرو سلطان کہ بزر با سپاہی بخیلی کند با او بسر جوانمردی نتوان کرد　فرد
گروی بادشاہ کہ ساتھ زر کے سپاہی سے بخیلی کرے ساتھ اس کے سر سے جوانمردی نہ سکے کرنا

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بنہد	وگرش زر ندہی سر بنہد در عالم
زر دے مرد سپاہی کو تو سر رکھ دے	اور جو اس کو زر نہ دیگا تو سر رکھیگا وہ بیچ عالم کے
شعر اِذَا شَبِعَ الْکَمِیُّ یَصُوْلُ بَطْشًا	وَخَاوِی الْبَطْنِ یَبْطَشُ بِالْفِرَارِ
جب آسودہ ہوتا ہے ولاور حملہ کرتا ہے پکڑنے کو	اور خالی پیٹ اختیار کرتا ہے بھاگنے کو

حکایت یکی از وزرای معزول شدہ بحلقہ درویشان درآمد و برکت صحبت
ایک وزیروں سے کہ وزارت سے وہ موقوف ہو گیا تھا بیچ گروہ فقیروں کے آیا اور برکت صحبت

ایشان دروی سرایت کرد و جمعیت خاطرش دست داد ملک بار دیگر باد
انہوں کی نے بیچ اس کے پیوستگی کی اور خاطر جمع اس کو حاصل ہوئی بادشاہ نے پھر ساتھ اس کے

دل خوش کرد و عمل فرمود قبولش نیامد و گفت معزولی بہ کہ مشغولی　رباعی
دل خوش کیا اور وزارت کیلئے حکم دیا قبول اس کو نہ آیا اور کہا موقوف رہنا بہتر کہ مشغول ہونا

آنانکہ بکنج عافیت بنشستند	دندان سگ و دہان مردم بستند
وہ لوگ کہ گوشہ سلامتی میں بیٹھے	دانت کتے کے اور منہ آدمیوں کا بند کیا
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند	وز دست و زبان حرفگیران برستند
کاغذ پھاڑا اور قلم کو توڑا	اور ہاتھ اور زبان عیب گیروں سے چھوٹے

ملک گفت ہر آئینہ ما را خردمندی کافی باید کہ تدبیر مملکت را بشاید گفت
بادشاہ نے کہا۔ تحقیق ہم کو ایک عقلمند کامل چاہیئے جو واسطے تدبیر بادشاہی کے لائق ہو وزیر نے کہا

۱ نور دیدن بفتح نون و فتح واو بمعنی پیچیدن و نسبت وردیدن بسوئے نعمت مجاز است مراد آں تغافل نمودن و درگذشتن است ۲ سر بنہد بنون نفی اے طاعت بجائے نکند آوردہ فاضل شارح بنہد بباے اثبات بمعنی برآمدہ میرود روایت کردہ ۱۲ ۳ یعنی معزول بودن بہتر کہ مشغول الذمہ باشم و تعلق خاطر بچیزے پابستہ داشتہ باشم ۱۲ خ ۴ عافیت اسمی است بمعنی دور کردن خدا مکروہات و از بندہ و حاصل آنکہ کسانیکہ بگوشہ متوجہ بسوئے حق نشستند دندان سگ یعنی مکروہات دنیا و طعنہ مردمان نجاحت چاقتند ہمچنیں آناں کہ کاغذ قلم انداختند کسی حرفگیری ایشاں نمود ۱۲ ۵ شاید مضارع شائستن بمعنی لائق باشد ۱۲ ش چہ عہدہا ئے سلاطین ہرچہ کہ احتیاط تمام انجام کند لیکن خالی از مظالم نمے باشد ش ۱۲

نشان خردمند کافی آنست کہ بچنین کارہا تن در ندہد فرد

پتہ صاحب عقل کفایت کرنیوالے کا وہ ہے کہ ایسے کاموں میں راضی نہ ہووے

همای بر همہ مرغان ازان شرف دارد | کہ استخوان خورد و جانور نیازارد
هما اوپر تمام چڑیوں کے اس سبب سے بزرگی رکھتی ہے | کہ ہڈی کھاتی ہے اور صاحب جان کو نہیں ستاتی ہے

حکایت سیاہ گوش را گفتند ترا ملازمت شیر بچہ وجہ اختیار افتاد گفت تا

سیاہ گوش کو کہا کہ تجھ کو ملازمت شیر کی کس سبب سے پسند آئی کہا

فضلہ[1] صیدش میخورم و از شر دشمنان در پناہ صولتش زندگانی میکنم گفتندش

جھوٹا شکار اس کے کھاتا ہوں اور بدی دشمنوں سے بیچ پناہ دبدبے اس کے کے زندگانی کرتا ہوں کہا اسکو اب

اکنون کہ بظل حمایتش در آمدی و بشکر نعمتش اعتراف کردی چرا نزدیکتر نیائی تا بحلقہ

اس کو کہ بیچ سایہ حمایت اسکی کے آیا تو اور ساتھ شکر نعمت اس کی کے اقرار کیا تو نے کس لیئے نزدیک تر نہیں آتا تو گروہ

خاصان درآورد و از بندگان مخلص شمارد گفت از بطش وی ہمچنان ایمن نیستم

خاص میں تجھ کو لاوے اخلاص بندوں سے تجھ کو گنے کہا حملے اس کے سے ایسا بے خوف نہیں ہوں میں

فرد اگر صد سال گبر آتش فروزد[2] | اگر یک دم درو افتد بسوزد
اگر سو برس آتش پرست آگ کو روشن کرے | جو ایک دم بیچ اسکے پڑے جل جاوے

افتد کہ ندیم حضرت سلطان زر بیابد و باشد کہ سر برود[3] و حکما گفتہ[4] اند از تلوّن طبع

اتفاق ہوتا ہے کہ مصاحب بادشاہ کا زر پاتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سر جاتا ہے اور حکیموں نے کہا ہے رنگا رنگ طبیعت

پادشاہان بر حذر باید بود کہ وقتی بسلامی برنجند و دیگر وقت بدشنامے

بادشاہوں سے پرہیز میں چاہیئے رہنا کہ ایک وقت سلام سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور دوسرے وقت ایک گالی دینے سے

خلعت دہند و گفتہ اند ظرافت[5] بسیار ہنر ندیمان ست و عیب حکیمان فرد

خلعت دیتے ہیں اور کہا ہے خوش طبعی بہت کرنا ہنر ہمنشینوں کا ہے اور عیب حکیموں کا

تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار | بازی و ظرافت بہ ندیمان بگذار
تو اوپر سر مرتبے اپنے کے رہ اور عزت کے | بازی اور خوش طبعی ہم نشینوں کو چھوڑ

[1] فضلہ بالفتح در لغت وافزون شدن وبالضم غلط است ۱۲ [2] سوزد مضارع از سوختن کہ لازم ومتعدی ہر دو آمدہ پس فاعلش آتش بود ومفعولش گبر محذوف وبدانکہ ایراد این حکایت بطریق تمثیل است ومراد از سیاہ گوش ملازم صحبت بادشاہ ومراد از شیر بادشاہ است ۱۲ [3] بدانکہ حذف فاعل جائز نیست مگر گاہے بسبب عدم مقصود بودنش حذف نمایند چنانچہ در مثل گفتہ اند زیرا کہ مقصود از ایراد این کلمہ فقط سقوط ایشان ہست نہ ذات آنہا فافہم کذا فی السعدی ۱۲ [4] [5] ظرافت در پنجا بمعنے کلام صریح گفتن بتکلف نمودن وکلام ضحک وخندہ فرا آوردن وسروری وبفتح اوّل دانائی وزیرکی وخوش طبعی ۱۲ منتخب

(ج ۱) اگر لازم ست فاعلش ہماں گبر ست واگر متعدی ست

حکایت یکی از رفیقان شکائیت روزگار نامساعد[ع] بنزد من آورد که کفاف[ع] اندک

ایک یاروں سے گلہ زمانہ ناموافق کا نزدیک میرے لایا کہ روزی تھوڑی

دارم و عیال[ا] بسیار و طاقت بار فاقہ نمی آرم[ن] و بارہا در دلم آمد کہ باقلیمی دیگر نقل کنم تا

رکھتا ہوں میں اور لڑکے بالے بہت اور طاقت بوجھ فاقے کی نہیں لاتا ہوں میں اور اکثر بیچ دل میرے کے آیا کہ طرف ولایت دوسری کے کوچ کروں

[ن۲ در ہر صورت]
دران صورت کہ زندگانی کنم کسے را بہ نیک و بد من اطلاع نباشد بیت

میں تو بیچ اس صورت کے کہ زندگانی کروں نہیں کسی کو اوپر نیک اور بد میرے کے خبر نہ ہو

بس گرسنہ[ت] خفت و کس ندانست کہ کیست	بس جان بلب آمد کہ بروکس نگریست
بہت بھوکے سوئے اور کسی نے نہ جانا کہ کون ہیں	بہت جان اوپر لب کے آئیں کہ اوپر ان کے کوئی نہ رویا

بازاز شماتت[ث] اعدامی اندیشم کہ بطعنہ در قفای من بخندند و سعی مرادر

پھر بدگوئی دشمنوں سے ڈرتا ہوں میں کہ ساتھ طعنے کے پیچھے میرے ہنسیں اور دوا دوش میری کو بیچ

حق عیال بر عدم مروّت حمل کنند و گویند قطعہ

حق جورو لڑکے میرے کے اوپر نہ ہونے جوانمردی کے قیاس کریں اور کہیں

بہ بین آن بی حمیت را کہ ہرگز	نخواہد دید روی نیک بختی
دیکھ اس بے حیا کو کہ ہرگز	نہ دیکھے گا منہ نیک بختی کا
کہ آسانی گزیند خویشتن را	زن و فرزند بگذارد بہ سختی
کہ واسطے آرام قبول کرتا ہے واسطے اپنے	جورو اور لڑکوں کو چھوڑتا ہے سختی میں

[ن۳ در]
و درین علم محاسبت چنانکہ معلوم ست چیزے دانم اگر بجاہ شما شغلی

اور بیچ اس علم محاسبہ کے جیسا کہ معلوم ہے تمکو کچھ جانتا ہوں میں اگر سبب مرتبہ کنارے کے کوئی خدمت

معین شد کہ موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عہدۂ شکر آن بیرون آمدن

مقرر ہووے کہ سبب جمعیت خاطر کی ہو تو باقی عمر نے شکر اس کے سے باہر آنا نہ سکوں میں

نتوانم گفتم عمل پادشاہان ای برادر دو طرف دارد امید ست و بیم یعنی امید نان

کہا میں نے کام بادشاہوں کا اے بھائی دو طرف رکھتا ہے امید ہے اور دہشت یعنی امید روٹی کی

ا؎ عیال بکسر عین مہملہ جمع عیل بمعنی زن و فرزند و ہر کہ نفقہ مؤنث او بذمہ خود باشد و عیال بفتح اوّل غلط است و یک اول ہیچ گفتہ اند ۱۲ ن؎ بار بسکون را بمعنی مرات و ہر کہ بفتح خواندہ غلط کردہ است ۱۲ ت؎ گرس بالضم ترجمہ جوع و گرسنہ ترجمہ جائع و ہمیں تعدیہ کلمہ نہ دریں ترکیب برائے نسبت باشد مثل تشن و تشنہ کہ بمعنی عطش و گرسنہ بفتح دوم نیز لغۃ واپس نوع از تصرف است ۱۲ بہار عجم ث؎ شماتت بفتح اول عمر ورد و فرحت بر بلائے دشمن ۱۲

ع؎ نامساعد بضم میم و کسر عین مہملہ بمعنی ناموافق ۱۲ کفاف بالفتح بمعنی روزینہ ۵؎ حمل بفتحتین اینجا بمعنی است ۱۲ ۱۲

وبیم جان و خلاف رائی خردمندان باشد بہ امید متعرض این بیم شدن
اور دہشت جان کی اور خلاف تدبیر داناؤں کے ہووے اور اس امید کے اٹھانے والا اس دہشت کا ہونا

قطعہ کس نیاید بخانہ درویش — کہ خراج زمین و باغ بدہ
کوئی نہیں آتا بے ہیچ گھر فقیر کے — کہ محصول زمین اور باغ کا دے

یا بہ تشویش و غصہ راضی شو — یا جگر بند پیش زاغ بنہ
یا بہ رنج اٹھانے اور غصہ کے راضی ہو — یا کلیجہ آگے کوے کے رکھ

گفت این موافق حال من نگفتی و جواب سوال من نیاوردی
کہا یہ موافق حال میرے کہ نہ کہا تو نے اور جواب سوال میرے کا نہ لایا تو

نشنیدۂ کہ ہر کہ خیانت ورزد دستش از حساب بلرزد فرد
نہیں سنا ہے تو نے کہ جو کوئی چوری اختیار کرتا ہے ہاتھ اس کا نامردی سے کانپتا ہے

راستی موجب رضائی خدا است — کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
سچ بولنا سبب خوشنودی خدا کا ہے — کوئی نہ دیکھا نے سے کہ گم ہوا راہ سیدھی سے

حکما گویند کہ چہار کس از چہار کس بجان برنجند حرامی از سلطان و دزد از پاسبان
حکیم کہتے ہیں کہ چار آدمی چار آدمیوں سے جان سے رنجیدہ ہوتے ہیں ٹھگ بادشاہ سے اور چور چوکیدار سے

و فاسق از غماز و روسپی از محتسب آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک
اور بدکار چغلخور سے اور فاحشہ رنڈی ڈنڈے سے جس شخص کو کہ حساب پاک ہے محاسبہ سے کیا خوف ہے

قطعہ مکن فراخ روی در عمل اگر خواہی — کہ روز رفع تو باشد مجال دشمن تنگ
مت کر کشادہ روئی بیچ عمل بادشاہی کے اگر چاہتا ہے تو — کہ وقت حساب دینے تیرے کے ہووے قدرت دشمن کی تنگ

تو پاک باش و مدار ای برادر از کس باک — زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ
تو پاک رہ مت رکھ اے بھائی کسی سے خوف — مارتے ہیں کپڑے ناپاک کو دھوبی اوپر پتھر کے

گفتم حکایت روباہی مناسب حال تست کہ دیدندش گریزان و بی خویشتن
کہا میں نے حکایت ایک لومڑی کی مناسب حال تیرے کے ہے کہ دیکھا اسکو بھاگتے ہوے اور حیران

لہ در صراح است خراج بفتحتین باج و در فارسی بکسر شہرت دارد بدانکہ طور فارسیان است کہ مصدر باب التفصیل کہ بروزن فعال بفتح اول باشد بکسر خوانند و بعض اضبع چنانچہ وداع و خراج و علاج ہمہ مفتوح الاول بودند چنانچہ حذف تای مفاعلت دازالاخرۃ تعص شل طلمات و محاکات و مواسات بود و است ۲ لہ جگر بند مجموع دادہ باشد کوشش و سپر زکہ با تامی گلو آویختہ بیاشد و اہل ہند بیکلجی میگویند و جگر بند پیش زاغ بنہادن کنایت از تن بہلاکت نہادن است کہ کنایت از قبول خدمت و گرفتار آمدن بدست متصدیان کشش زاغ و حکام و ش جگر بندمی افتند و در مقام مواخذہ و مضائقہ بودہ باشد نور اللہ خود بدرالانافضل جگر بند عبارت از فرزند نوشتہ در لطایف اللغات بمعنی مال و فرزند آوردہ و زاغ عبارت از پیادگان در صورت معنی چنین باشد کہ اگر طمع ورزی اختیار کنی باخود تصدق کنی یا فرزند خود را عوض خود بدہی یا آنکہ مال را بہ پیادگان بسیار دادہ باشے تا ترا ایذا کم رساند خیابان ۱۲

افتان وخیزان کسی گفتش چہ آفتست کہ موجبِ مخافتست گفتا شنیدم کہ شتران
افتان وخیزان کسی نے کہا اس کو کیا آفت ہے کہ سبب اتنے خوف کا ہے کہا سنا میں نے کہ شیر کو
را بسخرہ میگیرند گفت ای کہ شتر را با تو چہ مناسبت ست و ترا با او چہ مشابہت
بیگار میں پکڑتے ہیں کہا اے نادان شیر کو تجھ سے کیا مناسبت ہے اور اس کے تئیں ساتھ تیرے کیا مشابہت ہے
گفت خاموش اگر حسودان بغرض گویند کہ این ہم شتر بچہ است و گرفتار آیم
کہا چپ رہ اگر حسد کرنے والے دشمنی کیلیے کہیں کہ یہ بھی شیر کا بچہ ہے اور پکڑی جاؤں میں
کرا غم تخلیص من باشد کہ تا تفتیش حال من کند و تا تریاق از عراق آوردہ شود
کسکو غم خلاص کرنے میرے کا ہو کہ کھوج حال میرے کا کرے اور جب تک زہر مہرہ اصفہان سے لایا جاوے
مار گزیدہ مردہ بود ترا ہمچنین فضل ست و دیانت و تقوی و امانت ولیکن
سانپ کا کاٹا ہوا مردہ ہووے تجھ کو ویسی ہی بزرگی ہے اور دینداری اور پرہیزگاری اور ایمانداری اور لیکن
متعنتاں درکمینند و مدعیان گوشہ نشین اگر آنچہ سیرت تست بخلاف آن
بدگوئی کرنیوالے گھات میں ہیں اور مدعی گوشہ بیٹھنے والے اگر جو کچھ خصلت تیری ہے برخلاف اس کے بیان
تقریر کنند در معرض خطاب پادشاہ آئی دران حالت کرا مجال مقالت باشد
بیان کریں اور بیچ جگہ بازپرس بادشاہ کے آوے تو بیچ اس حالت کے کس کو قدرت بات کہنے کی ہووے
پس مصلحت آن بینم کہ ملک قناعت را حراست کنی و ترک ریاست گوئی فرد
پس مصلحت وہ دیکھتا ہوں میں کہ ملک قناعت کو نگہبانی کرے تو اور چھوڑنا رئیس ہونے کا کہے تو

بدریا در منافع بیشمار ست
دریا میں نفع بہت ہے
اگر خواہی سلامت بر کنار ست
اگر چاہتا ہے تو سلامتی اور کنارے کے ہے

رفیق این سخن بشنید و بہم برآمد و روئی از حکایتِ من درہم کشید و سخنہائے
یار نے یہ بات سنی اور غصے میں ہوا اور منہ حکایت میری سے آپس میں کھینچا اور باتیں
رنجش آمیز گفتن گرفت کہ اینچہ عقلست و کفایت و فہم و درایت و قول حکما درست آمد
رنجش ملی ہوئی کہنا اختیار کیں کہ یہ کیا عقل اور بس کرنا ہے اور سمجھ اور دانائی بات حکیموں کی درست آئی

۱ سخرہ بالضم کار بے مزد و ہندی بیگار ۱۲ ۲ حسود بفتح اول بمعنی حاسد و اگر بالضم خوانند جمعش دالف و نون درست نباشد زیرا کہ بالضم خود جمع حاسد است بارخدایا مگر از عالم حوران باشند ۱۲ ۳ قولہ کہ تا تفتیش بیان وارد است کہ غم تخلیص بران دارد کہ تا از احوال من بپرسید دریں ... صورت ان کاف کہ مراد جنس خواہد بود اے کسے را غم تخلیص من نباشد و کاف کہ بعد قولہ وارد واقع شدہ بمعنی بل باشد زیرا کہ کافے کہ بعد نفی واقعہ مے شود بمعنی بل باشد ۱۲ فافہم ۴ تریاق بالفتح معرب تریاک پاز ہر را گویند و بکسر اول غلط آمدہ ۱۲ اب ۵ متعنت بضم و فتح دوم و کسر و تشدید نون از لت جوئندہ و در نسخہ سروری بجاپیش حسودان واقع شدہ ۱۲ ۱۲

که گفته اند دوستان در زندان بکار آیند که بر سفره همه دشمنان دوست نمایند قطعه

کہ کہا ہے دوست بیچ قید خانے کے کام آتے ہیں کس لئے کہ اوپر دستر خوان کے سب دشمن دوست دکھلائی دیتے ہیں

دوست مشمار آنکه در نعمت زند | لاف یاری و برادر خواندگی
دوست مت گن اس کو کہ بیچ نعمت کے مارے | کلمہ یار ہونے کا اور بھائی چارے کا
دوست آن باشد که گیرد دست دوست | در پریشان حالی و درماندگی
دوست اس کو جانتا ہوں میں کہ پکڑے ہاتھ دوست کا | بیچ پریشان حالی اور عاجزی کے

دیدم که متغیر میشود نصیحت من بغرض می شنود نزدیک صاحب دیوان رفتم بسابقه
دیکھا میں نے کہ آزردہ ہوتا ہے اور نصیحت میری ساتھ دشمنی کے سنتا ہے نزدیک صاحب دفتر کے گیا میں ساتھ پہلی
معرفتیکه درمیان ما بوده صورت حالش بگفتم و اهلیت و استحقاقش بیان کردم
اس پہچان کے درمیان ہمارے اور صاحب دیوان کے تھی صورت حال اسکے کی کہی میں نے اور اہلیت اور طلب حق اسکے کی بیان
تا بکارے مختصر نصب کردند چندے برین بر آمد لطف طبعش را بدیدند و حسن
کی میں نے تو ساتھ ایک کام تھوڑے کے اسکو قایم کیا تھوڑی مدت اوپر اس کی برآئی پاکیزگی طبیعت اسکی کو دیکھا اور نیک
تدبیرش را پسندند کارش ازان درگذشت و بمرتبه والاتر ازان ممکن گشت
تدبیر اسکی کو پسند کیا کام اسکا اس سے درگذرا اور ساتھ مرتبہ بلند زیادہ کے متمکن ہونے والا ہوا
همچنان نجم سعادتش در ترقی بود تا باوج ارادت برسید و مقرب حضرت
ایساہی ستارہ نیک بختی اس کی کا بیچ ترقی کے تھا تو اوپر بلندی خواہش کے پہنچا اور نزدیک درگاہ
سلطان و معتمد علیه گشت بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم فرد
بادشاہ کے ہوا اور اس پر اعتماد ہوا اوپر سلامت حال اس کے کے خوشی کی میں نے اور کہا میں نے

ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار | که آب چشمه حیوان درون تاریکیست
کام بند ہے ہوئے سے مت اندیشہ کر اور دل شکستہ مت کر | کہ پانی چشمہ آبحیات کا درمیان تاریکی کے ہے
شعر الا لا یجارن اخا البلیة | فللرحمن الطاف خفیة فرد
آگاہ ہو چاہیئے کہ نالہ کرے بھائی بلا کا | پس واسطے خدا کے ہیں مہربانیاں پوشیدہ

۱ اے تصور می نماید کہ درین نصیحت غرضے دارم و آن رفتم پیش مرا برائے سعی کار بحضور ۲ دیوان بمعنی حساب و کتاب اللہ و اصلش دوّاد بود یکے را بیا بدل کردند و مراد از صاحب دیوان وزیر و دیگر اہلکار باشد بر سلطان اعلاقش مجوز نیست ۳ اوج بالم قطعہ بعید الیست واند و نقطہ کہ اسفلین را حضیض گویند و مراد درینجا از بلند لیست ۴ ش ۵ و در تمامی نسخ و شرح فاضل لاتجزعن بصیغہ نہی مخاطب و درین نسخہ لایجارن بصیغہ انہی غائب از جوار بمعنی نالیدن و تضرع کردن کذافی الصحاح پس درین نسخہ معنی بیت چنین است آگاہ باشید بایدکہ ننالد و تضرع نہ نماید صاحب بلا یعنی کسیکہ ملازم مصاحب و مبتلا بو بلا ست چرا کہ مر خدا تعالیٰ را مہربانی ہاست پوشیدہ ۱۲

منشین ترش از گردش ایام که صبر مت بیٹھ کھٹا گردش زمانے سے کہ صبر	تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد کڑوا ہے اور لیکن پھل میٹھا رکھتا ہے

دران قربت مرا با طائفه یاران اتفاق سفر افتاد چون از زیارت مکه باز آمدم
بیچ اس نزدیکی کے مجھ کو ساتھ گروہ یاروں کے اتفاق سفر کا پڑا جو زیارت مکہ سے پھر آیا میں

یک دو منزلم استقبال کرد ظاهر حالش دیدم پریشان و در هیأت درویشان گفتم
ایک دو منزل میرا استقبال کیا ظاہر حال اسکے کا دیکھا میں نے پریشان اور بیچ شکل فقیروں کے کہا میں نے

چه حالت ست گفت آنچنانکه تو گفتی طائفه حسد بردند و بخیانتم منسوب کردند و
کیا حالت ہے کہا جیسا کہ کہا تو نے ایک گروہ حسد لے گئے اور ساتھ خیانت کے مجھکو نسبت کیا گیا کیا اور

ملک دام ملکه در کشف حقیقت آن استقصا نفرمود و یاران قدیم و دوستان
بادشاہ نے ہمیشہ ہو جیو ملک اُس کا بیچ کھولنے حقیقت اُسکے کے انتہا سے زیادہ پوچھنا نہ فرمایا اور یاران قدیم اور دوستان

صمیم از کلمهٔ حق خاموش شدند و صحبت دیرین فراموش کردند قطعه
گرم محبت کلمۂ حق سے چپ ہو گئے اور صحبت قدیم بھلانا کیا

نه بینی که پیش خداوند جاه نہیں دیکھا ہے تو نے کہ آگے صاحب مرتبہ کے	ستایش کنان دست بر بر نهند صفت کرتے ہوئے ہاتھ اوپر سینے کے رکھتے ہیں
دگر روزگارش در آرد ز پای اگر زمانہ اُس کو گرا دے پاؤں سے	همه عالمش پای بر سر نهند تمام عالم پاؤں اوپر سر اس کے کے رکھیں

فی الجمله بانواع عقوبت گرفتار شدم تا درین هفته که مژده سلامت
حاصل کلام قسم قسم عذاب میں گرفتار ہوا میں تو اس ہفتے میں کہ خوشخبری سلامتی

حجاج برسید از بند گرانم خلاص کرد و ملک موروثم خاص گفتم
حاجیوں کی پہونچی قید بھاری سے مجھ کو خلاص کیا اور ملک میراث میرے کا خاص کیا کہا میں نے

دران نوبت اشارت من قبولت نیامد که گفتم عمل پادشاهان چون
بیچ اُس وقت کے اشارہ میرا قبول تجھ کو نہ آیا کہ کہا میں نے کام بادشاہوں کا مانند

۱ صبر را تلخ باز داشتن نفس از خروج کسوا انتقام و کسر باز و اقیست معروف مراطا باد بائے موحدہ ساکن نیشود گر بضرورت ۱۲ ش ۲ استقصا همه فرا گرفتن و کار را بنهایت رسانیدن ای کشفش چنان نمود که منقطع میر سید ۱۲ ۳ قدیم صفت یاران و بدانکه در فارسی مطابقت در صفت و موصوف اختیار نمیکنند ۱۲ سروری ۵ بعد نسخه سروری و دیگر نسخ این قطعه چنین واقعه شد. قطعه بقهر خدا چون کسی او فتاد همه عالمش پای بر سر نهند چو بینند کاقبال دستش گرفت ستایش کنان دست بر سر نهند ستایش کنان وصف ترکیبی ست و ستایش هم مصدر است یعنی ستودن و کنان صفت مشبهه است از کردن ۱۲ سروری ۶ ای ملک که منتقل شده از آبای من بطور ارث یعنی فقیر فاقه و شارح فاضل بمعنی ملک قناعت میگوید و صاحب خیابان گفته که دیں نظر است چه از سابق بود که این کس قناعت نه داشت ۱۲

سفر دریاست خطرناک و سودمند یا گنج برگیری یا در طلسم[۱] میری فرد
سفر دریا کے ہے خطرناک اور فائدہ مند یا دولت لیوے تو یا طلسم میں مرے تو

یا زر بہر دو دست کند خواجہ[۲] در کنار
یا نہ دونوں ہاتھ سے کرے صاحب بیچ گود کے

یا موج روزی افگندش مردہ بر کنار
یا لہر ایک دن ڈالے اسکو مردہ اوپر کنارے کے

مصلحت ندیدم ازین بیش ریش درویش را بملامت خراشیدن و نمک
مصلحت نہ دیکھی میں نے اس سے زیادہ زخم فقیر کو ملامت سے چھیلنا اور نمک

بر جراحت پاشیدن برین دو کلمہ اختصار کردم قطعہ
اوپر زخم کے چھڑکنا اوپر ان دو باتوں کے تمام کیا میں نے

ندانستی کہ بینی بند بر پائے
نہ جانا تو نے کہ دیکھے گا تو قید اوپر پاؤں کے

دگر رہ گر نداری طاقت نیش
دوسری بار جو نہ رکھے تو طاقت ڈنک کی

چو در گوشت نیامد پند مردم
جو بیچ کان تیرے کے نہ آوے نصیحت آدمی کی

مکن انگشت در سوراخ کژدم
مت کر انگلی بیچ سوراخ بچھو کے

حکایت تنی چند از روندگان[۳] در صحبت من بودند ظاہر ایشان بصلاح
کئی شخص چلنے والوں سے بیچ صحبت میری کے تھے ظاہر ان کا صلاحیت سے

آراستہ و یکی را از بزرگان در حق این طائفہ حسن ظنی بلیغ بود و ادراری[۴] معین
آراستہ اور ایک کو بڑے آدمیوں سے بیچ حق اس گروہ کے ایک خیال بہت نیک تھا اور ایک روزینہ مقرر

کردہ تا[۵] یکے از ایشان حرکتی کرد نا مناسب حال درویشان ظن آن شخص فاسد
کیا تو ایک نے انہیں سے ایک حرکت کی نا مناسب حال فقیروں کے گمان اس شخص کا بد ہوا اور

شد و بازار اینان کاسد خواستم تا بطریقی کفاف یاران مستخلص گردانم آہنگ خدمتش کردم
بازار ان کی کھوٹی ہوئی چاہا میں نے تو کسی طریق سے روزینہ یاروں کا چھڑاؤں میں قصد خدمت اس کی کا کیا میں نے

دربانم رہا نکرد و جفا کرد معذورش داشتم کہ لطیفان گفتہ اند قطعہ
دربان نے مجھ کو چھوڑا نہ گیا اور سخت کہا معاف اس کو رکھا میں نے کہ خوش طبعوں نے کہا ہے

[۱] طلسم بکسرتین صورتے کہ از عمل نیر نجات راست کنند تا کسے از حد تجاوز نکند و آن طرف رفتن نتواند [۲] خواجہ در قرآن دل القلب ساوات است و در کنار کردن بمعنی مال جمع نمودن و در لفظ کنار تجنیس تام ست و آن آوردن دو لفظ متحد الصورة و اللفظ و مختلف المعنی کنار آغوش بالکسر بعضے بفتحہ ہم گفتہ اند [۳] اوراد اہل لغت بمعنی جاری ساختن ست اما در عرف عام بمعنی وظیفہ مستعمل مے شود وجہ صحت آں ست کہ مصدر بمعنی مفعول بسیار مے آید [۵]
[۳] گان بمعنی سالکان یعنے اہل تصوف و از لفظ صحبت بودند یافتہ می شود شاگرد مرید مصنف بودند

در میر و وزیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن
دروانے امیر اور وزیر اور بادشاہ کے تئیں	بے وسیلے مت پھر آس پاس
سگ و دربان چو یافتند غریب	این گریبانش گرفت و آن دامن
کتے اور دربان نے جو پایا غریب کو	یہ گریبان اس کا پکڑے اور وہ دامن

چندانکہ مقربان حضرت آن بزرگ بر حال من وقوف یافتند و باکرامم
یہاں تک کہ نزدیکوں درگاہ اس بزرگ کے نے اوپر حال میرے کے خبر پائی اور ساتھ عزت کے مجھ کو
در آوردند و برتر مقامی معین کردند اما بتواضع فروتر نشستم و گفتم فرد
لائے اور اونچا ایک مقام مقرر کیا لیکن ساتھ فروتنی کے نیچے زیادہ بیٹھا میں اور کہا میں نے

بگذار کہ بندۂ کمینم	تا در صف بندگان نشینم
چھوڑ کہ بندہ کمینہ ہوں میں	تو صف بندوں میں بیٹھوں میں

گفت اللہ اللہ چہ جائے این سخن ست فرد
کہا اوس نے اللہ اللہ کیا جگہ اس بات کی ہے

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی
جو اوپر سر اور آنکھ میری کے بیٹھے تو	ناز تیرا کھینچوں میں کہ نازنین ہے تو

فی الجملہ نشستم و از ہر دری سخن پیوستم تا حدیث زلت یاران در میان آمد و گفتم
حاصل کلام کا بیٹھا میں اور ہر ایک مقدمہ کی بات ملائی میں نے یہاں تک کہ بات لغزش یاروں کی درمیان میں آئی اور کہا میں نے

قطعہ چہ جرم دید خداوند سابق الانعام	کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد
کیا گناہ دیکھا صاحب اگلے بخشش کرنیوالے نے	کہ بندے کو بیچ نظر اپنی کے ذلیل رکھتا ہے
خدای راست مسلم بزرگواری و حلم	کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد
خدا کو ہے مقرر بڑائی اور بردباری	کس لئے کہ گناہ دیکھتا ہے اور روٹی برقرار رکھتا ہے

حاکم این سخن را عظیم بپسندید و اسباب معاش یاران فرمود تا باز بر قاعدۂ ماضی
حاکم نے اس بات کو بہت پسند کیا اور اسباب زندگی کرنے یاروں کا فرمایا تو پھر اوپر قاعدے گذرے ہوئے کے

۱؎ لفظ گریبان کو بفتح اول خوانند غلط است صحیح بکسر اول ست ۱۲ ۲؎ لفظ حضرت درین مقام مطابق لغت بمعنی حضور مستعمل شود وگاہے کنایت از ذات شخص نیز آمدہ ۱۲ ۳؎ تکرار نام اللہ اللہ نزد فارسیان در مقام تعجب مستعمل می شود و از قبیل تحذیر ہیچو الطریق الطریق در تراکیب عربی شائع است ای احذر اللہ در جائیکہ کسے کارے نکند یا خوے نگیرد کہ مناسب دے نبودہ باشد استعمال می نمایند ۱۲ ۴؎ پیوستن درینجا متعدی است و آن لازم و متعدی ہر دو آمدہ چنانچہ شکستن و گسستن و خفتن و افروختن و نمودن و فزودن و دیدن و بریدن لازم و متعدی ہر دو آمدہ و معنی لازم درینجا غیر مستقیم می نماید و چسپان سخن در دو پیوستہ زبان می شود ۱۲

مهیّا دارند مؤنت[1] ایام تعطیل وفا کنند شکر نعمت بگفتم و زمین[2]
موجود رکھیں اور روزینہ دنوں بیکاری کا پورا کریں شکر نعمت کا کہا میں نے اور زمین
خدمت ببوسیدم و عذر جسارت[3] بخواستم و گفتم قطعه
خدمت کی چومی میں نے اور عذر دلیری کا چاہا میں نے اور کہا میں نے

چو کعبه قبلهٔ حاجت شد از دیار بعید
جو کعبۂ معظم قبلہ حاجت کا ہوا شہروں دور سے
روند خلق بدیدارش از بسے[4] فرسنگ
جاتے ہیں لوگ واسطے دیدار اسکے کے بہت کوسوں سے
ترا تحمل امثال ما بباید کرد
تجھ کو برداشت ہم ایسے لوگوں کی چاہیے کرنا
که هیچکس نزند بر درخت بے بر سنگ
کسلیئے کہ کوئی نہیں مارتا ہے اوپر درخت بے پھل کے پتھر

حکایت ملکزاده گنج فراوان از پدر میراث یافت دست کرم برکشاد
ایک بادشاہزادے نے مال بہت باپ سے میراث پایا اور ہاتھ بخشش کا کھولا
وداد سخاوت بداد و نعمت بیدریغ (بے اندازہ) بر سپاه و رعیت بریخت قطعه
اور داد سخاوت کی دی اور نعمت بہت اوپر سپاہ اور رعیت کے بخشش کی

نیاساید مشام[5] از طبلهٔ عود
نہ آسودہ ہووے دماغ ڈبے عود کے سے
بر آتش نه که چون عنبر ببوید
اوپر آگ کے رکھ کہ مانند عنبر کے خوشبو دیوے
بزرگی بایدت بخشندگی کن
بزرگی چاہیئے تجھ کو بخشش کر
که دانه تا نیفشانی نروید
کہ دانے کو جب تک پریشان نہ کریگا تو نہ جمیگا

یکے از جلسای بےتدبیر نصیحتش آغاز کرد که ملوک پیشین مر این نعمت را بسعی
ایک نے ہمنشینوں بے تدبیر سے نصیحت اسکو شروع کی کہ بادشاہوں اگلوں نے خاص کر اس نعمت کو ساتھ کوشش کے
اندوخته اند و برای مصلحتے نهاده دست ازین حرکات کوتاه کن که واقعها
جمع کیا ہے اور واسطے ایک مصلحت کے رکھا ہاتھ ان حرکتوں سے کوتاہ کر کہ مشکلیں
در پیش ست و دشمنان از پس نباید که بوقت حاجت فروماندگی (درماندگی) باشد قطعه
آگے ہیں اور دشمن پیچھے نے نہ چاہیئے کہ وقت حاجت کے عاجزی ہو

[1] لفظ مؤنث بوزن معونت در اصل لغت بمعنے بار و مشقت است و در عرف بمعنی خرج استعمال نمایند بجهت آنکه باریست بر دست کسیکه متکفل آن می شود ۱۲ [2] زمین خدمت بوسیدن نوعے از تعظیم بود لے تعظیم او بجا آوردم چنانکه واب ارباب ادب ست ۱۲ [3] جسارت دلیری نمودن یعنی عذر دلیری که درین مقدمه کرده بودم خواستم یا دلیری که از یاران راز نکاب امرے غیر مرضی بوقوع آمده بود خواستم ۱۲ [4] بیابان نه می تواند که از بسے فرسنگ تاکید از دیار بعید بود پس حاجت بحذف عاطف نباشد [5] مشام جمع اشم محل بوئیدن اے موضعے که در دست قوت شامه ۱۲ سر در رے۔

اگر گنجے کنی بر عامیان بخش
اگر ایک گنج کرے تو اوپر رعیت کے بخشنا

رسد مر ہر گدائے را برنجے
پہونچے گا ہر ایک صاحب گھر کے تیئں ایک چاول

چرا نستانی از ہر یک جوے سیم
کس لئے نہیں لیتا ہے تو ہر ایک سے ایک جو چاندی

کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے
کہ اکٹھا ہووے تجکو ہر روز ایک خزانہ

ملک زادہ روے ازین سخن درہم آورد و موافق طبع بلندش نیامد
بادشاہزادے نے منہ اس بات سے درہم کھینچا اور موافق طبیعت اس کی کے نہ آیا

و مرا و راز جر فرمود و گفت خداوند تعالیٰ مرا مالک این ممالک
اور خاص کر اس کو جھڑکنا فرمایا اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھکو مالک اس بادشاہت کا

گردانیدہ است تا بخورم و بہ بخشم نہ پاسبانم کہ نگہدارم بیت
کیا ہے کہ تا کھاؤں میں اور بخشوں میں نہ چوکی دار ہوں میں کہ نگاہ رکھوں میں

قارون[2] ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
قارون ہلاک ہوا کہ چالیس کوٹھڑیاں خزانے کی رکھتا تھا

نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت
نوشیرواں نہیں مرا کہ نام نیک چھوڑ گیا

حکایت آوردہ اند کہ نوشیروان عادل را در شکارگاہے صیدے کباب میکردند
نقل کرتے ہیں کہ نوشیرواں عادل کے واسطے بیچ ایک شکارگاہ کے ایک شکار کا کباب کرتے تھے

و نمک نبود غلامے را بروستا دوانیدند تا نمک آرد نوشیروان گفت بقیمت بستان
اور نمک نہ تھا ایک غلام کو طرف گاؤں کے دوڑایا تو نمک لادے نوشیرواں نے کہا ساتھ قیمت کے لینا

تا رسمی نگردد و دہ خراب نگردد گفتند ازین قدر چہ خلل زاید گفت بنیاد ظلم اوّل در
تو ایک رسم نہ ہووے اور گاؤں اجاڑ نہ ہو کہا اس اندازے سے کیا خلل پیدا ہوئے کہا بنیاد ظلم کی بیچ جہان کے

جہان اندک بودہ ست ہر کس کہ آمدہ بر آن مزید کردہ تا بدین غایت قطعہ
پہلے تھوڑی ہوئی ہے اور جو کوئی کہ آیا اوپر اسکے زیادہ کیا تو اس نہایت کو پہونچا

اگر ز باغ رعیّت ملک خورد سیبے
اگر باغ رعیت سے بادشاہ ایک سیب کھاوے

بر آورند غلامان او درخت از بیخ
اکھاڑیں غلام اُس کے درخت جڑ سے

[1] کدخدا در اصل بمعنی مرد متاہل و متزوج و درینجا مراد از ہر یک کس است ۱۲ [2] قارون پسر عم موسیٰ علیہ السلام کہ ہم داماد ایشان بود و نزد حضرت موسیٰ علیہ السلام بہ تقرب و خدمت آوردہ علم کیمیا آموخت پس جمع خود زدادہ اموال کثیرہ تا آنکہ کلید ہائے خزائن او بار صد شتر بودو در روایتے بار ہفتاد شتر مجاہد رحمۃ اللہ گفتہ کہ در زن ہر کلید بقدر یک دام بود و ہفتاد دار از یک کلید می کشاد ۱۲ [3] یعنی رسم و عادت نشود کہ ہر سلطان کہ پسین بسبب آن نمک طلبیدہ شود این محبت کہ رسم سابق ست ۱۲ [4] لفظ دہ در اصل دہ ہفتاد کہ بے بہائے تکثیر می آید عدد معین مراد نمی باشد و درینجا بمعنی ست ۱۲ [5] اشعار بمعنی برائی ۱۲ [6] دہ روستائے قریۂ آبادان ۱۲ اشش۔

بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد — زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

ساتھ پانچ انڈے کے اگر بادشاہ ظلم روا رکھے — ماریں سپاہی اُسکے ہزار مرغ اور سیخ کے

حکایت عاملے را شنیدم کہ خانۂ رعیت خراب کردی تا خزینۂ سلطان آبادان

ایک وزیر کو سنا میں نے کہ گھر رعیت کا خراب کرتا اسلئے کہ خزانہ بادشاہ کا آباد

کند بیخبر از قول حکما کہ گفتہ اند ہر کہ خدائے عزوجل را بیازارد تا دل خلقی

کرے بیخبر قول حکیموں سے کہ کہا ہے جو کوئی خدائے بزرگ اور غالب کو آزردہ کرے اسلیئے کہ دل ایک بندے کا

بدست آرد خداوند تعالیٰ ہمان خلق را بر گمارد تا دمار از روزگارش بر آرد

بیچ ہاتھ کے لاوے اللہ تعالیٰ اسی بندے کو اوپر اسکے مقرر کرتا ہے تاکہ ہلاکی زمانے اُسکے سے بر لاوے

بیت آتش سوزان نکند با سپند — آنچہ کند دودِ دل مستمند

آگ جلانے والی نہ کرے اوپر سپند کے — جو کچھ کرتا ہے دھواں دل محتاج کا

سر جملہ حیوانات گویند کہ شیر است و اذل جانوران خر و باتفاق خر باربر بہ کہ شیر مردم درنده

سردار تمام جانوروں کا کہتے ہیں کہ شیر ہے اور ذلیل جانوروں کا گدھا اور ساتھ اتفاق کے گدھا بوجھ اٹھانیوالا بہتر ہے کہ شیر آدمی کا پھاڑنیوالا

مسکین خر اگرچہ بی تمیز است — چون بار ہمی برد عزیز است

غریب گدھا اگرچہ بے شعور ہے — جو بوجھ لے جاتا ہے عزیز ہے

گاوان و خران باربردار — بہ ز آدمیان مردم آزار

بیل اور گدھے بوجھ اٹھانے والے — بہتر آدمیوں ایذا دینے والوں سے

باز آمدیم بحکایت وزیر غافل گویند ملک را طرفے از ذمائم اخلاق او

پھر آیا میں اوپر ذکر وزیر غافل کے کہتے ہیں بادشاہ کو تھوڑا سا برائیوں خلق اُسکے سے

بقرائن معلوم گشت در شکنجہ کشید و بانواع عقوبت بکشت قطعہ

ساتھ قرینوں کے معلوم ہوا بیچ شکنجے کے کھینچا اور ساتھ قسم قسم عذاب کے مارا

حاصل نشود رضای سلطان — تا خاطر بندگان نجوئی

حاصل نہ ہوگی خوشنودی بادشاہ کی — جب تک خاطر بندوں کی نہ ڈھونڈے گا تو

لہ لفظ پنج برائے تقلیل عدد آید ہچو ہفتاد و ہشتاد برائے تکثیر آن و عدد معین درینجا مراد نیست و نظیرش آنچہ در قول حضرت شیخ واقع ست گما این بیخبر و زد ربائی اے امام قلیل ۱۲ ؎۲ سیخ بیائے معروف سیخ آہنی کہ بران کباب بریان می سازند بہار ۱۲ ؎۳ دمار بالفتح نزد عرب بمعنی ہلاک استعمل می شود کذافی منتخب الصحاح و در فارسی بمعنی انتقام آید کذافی بحر الغرائب کذافی لسروری ۱۲ ؎۴ بہ بفتح امر ست از بودن بالضم و فتح آن بنا بر دفع التباس ست و بالضم مشتق از بریدن ۱۲ ؎۵ تمیز مصدر ست بر وزن تفعل با تخفیف یک با خاصۂ پارسیان ست ۱۲

خواہی کہ خدائے بر تو بخشد | با خلق خدائی کن نکوئی
چاہتا ہے تو کہ خدا اوپر تیرے بخشے | ساتھ خلق خدا کے کر نیکی

آوردہ اند کہ یکی از ستمدیدگان بر سر او بگذشت در حال تباہ وی تامل کرد و گفت قطعہ
کہتے ہیں کہ ایک ظلم دیکھے ہوئے سے اوپر سر اُسکے کے گذرا بیچ حال تباہ اُسکے کے فکر کی اور کہا

نہ ہر کہ قوت بازوی منصبی دارد | بہ سلطنت بخورد مال مردمان بگزاف
نہیں جو کوئی قوت بازو ایک مرتبے کی رکھتا ہے | ساتھ غلبے کے کھاتا ہے مال لوگوں کا ساتھ دھمکانیکے
توان بحلق فرو بردن استخوان درشت | ولے شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف
سکیے بیچ خلق کے نیچے لے جانا ہڈی سخت کا | اور لیکن پیٹ پھاڑیگی جب تھمے گی بیچ ناف کے
بیت نماند ستمگار بد روزگار | بماند برو لعنت پائیدار
نہ رہے ظالم بد زمانہ | رہتی ہے اوپر اُسکے لعنت ہمیشہ

حکایت مردم آزارے را حکایت کنند کہ سنگے بر سر صالحی زد درویش را
ایک آدمی ستانے والے کو نقل کرتے ہیں کہ ایک پتھر اوپر سر ایک نیک بخت کے مارا فقیر کو
مجال انتقام نبود سنگ را نگاہ میداشت تا زمانیکہ ملک را بران لشکری
قدرت بدلہ لینے کی نہ تھی پتھر کو نگاہ رکھتا تھا یہاں تک کہ بادشاہ کو اوپر اس سپاہی کے
خشم آمد و در چاہ کرد درویش بیامد و سنگ بر سرش کوفت گفتا تو کیستی و
غصہ آیا اور بیچ کنوئیں کے قید کیا فقیر آیا اور پتھر اوپر سر اسکے کے ٹھونکا کہا تو کون ہے اور
این سنگ چرا زدی گفت من فلانم و این ہمان سنگست کہ در فلان تاریخ بر
یہ پتھر کس واسطے مارا تو نے کہا میں فلانا ہوں میں اور یہ وہی پتھر ہے کہ فلانی تاریخ اوپر
سر من زدی گفت چندین روزگار کجا بودی گفت از جاہت اندیشہ
سر میرے کے مارا تو نے کہا اتنی مدت کہاں تھا تو کہا مرتبے تیرے سے اندیشہ
میکردم اکنون کہ در چاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم مثنوی
کرتا تھا میں اب کہ کنوئیں میں تجھ کو دیکھا میں نے فرصت کو غنیمت جانا میں نے

لہ سلطنت بمعنی قہر و غلبہ پس گزاف بیان این خواہد بود یعنی نہ ہر کہ بازوئے منصبے دارد مال بقہر و غلبہ کہ گزاف ست میخورد و نفی درینجا حکم نہی دارد ۱۲ لہ گزاف بضم کاف فارسی سخن بیہودہ و آنچہ از موارد استعمال معلوم میشود در اصل لغت برائے تخمین کار و گفتار بے تفحص موضوع ست و حاصلش بے باکانہ کارے کردن و سخن گفتن و بیہودگی ہم شعبہ از ان ست و فارسیان معرب کنند جزاف بکسر اول گویند و جزافست نیز از انداز عالم مقال و مقالات ست ۱۲ لہ دریدن شکم عبارت از درد کردن شکم ست یعنی چوں دانی کہ محل قعر معدہ است اثر کند و جا گزیند شکم را بدرد آورد ۱۲ ع شرط محذوف ست یعنی اگر خواہی کہ خدای عز و جل بر تو بخشد ۱۲

ناسزائے را کہ بینی ؎ بخت یار
ایک نالایق کو کہ دیکھے تو صاحب نصیب
عاقلان تسلیم کردند اختیار
داناؤں نے صبر کیا ہے اختیار

چون نداری ناخن درندہ تیز
جو نہ رکھے تو ناخن پھاڑنے والا تیز
با بدان آن بہ کہ کم گیری ستیز
ساتھ بدوں کے وہ بہتر کہ کم اکھڑے تو لڑائی

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
جس کسی نے ساتھ سخت بازو کے پنجہ کیا
ساعدِ مسکین خود را رنجہ کرد
کلائی غریب اپنی کو رنجیدہ کیا

باش ؎ تا دستش ببندد روزگار
رہ یعنی صبر کر تو ہاتھ اس کا باندھے زمانہ
پس بکامِ دوستان مغزش برآر
پس ساتھ مقصد دوستوں کے مغز اس کا نکال

حکایت یکے را از ملوک مرضے ہائل بود کہ اعادت ذکر آن ناکردن اولے
ایک کو بادشاہوں سے ایک مرض ہولناک تھا کہ تکرار ذکر اسکے کی نہ کرنا بہتر
طائفہ از حکمائے یونان متفق شدند کہ مر این درد را دوائی نیست مگر زہرہ ؎ آدمی
ایک گروہ حکیموں یونان کے سے اتفاق کرنے والے ہوئے کہ تحقیق اس درد کی کوئی دوا نہیں ہے مگر پتہ ایک آدمی کا
کہ بچندین صفت موصوف باشد بفرمود تا طلب کردند دہقان ؎ پسری را یافتند
کہ ساتھ اتنی صفت کے صفت کیا گیا ہو فرمایا طلب کرنا ایک گاؤں والے لڑکے کو پایا
بران صورت کہ حکیمان گفتہ بودند پدر و مادرش را بخواندند و بنعمت بیکران
اوپر اس صورت کے کہ حکیموں نے کہا تھا باپ اور ماں اسکے کو بلایا اور ساتھ نعمت بہت کے
خوشنود گردانیدند و قاضی فتوی داد کہ خون یکی از رعیت ریختن سلامت
خوش کیا اور قاضی نے حکم دیا کہ خون ایک کا رعیت سے گرانا تندرستی
نفس پادشہ را روا باشد جلاد قصد کرد پسر سر سوی آسمان برآورد و تبسم کرد
ذات بادشاہ کیواسطے روا ہوئے جلاد نے ارادہ مارنے کا کیا لڑکے نے سر طرف آسمان کے بر لایا اور مسکرانا کیا
ملک پرسید کہ درین حالت چہ جای خندیدنست گفت ناز فرزند بر پدر و مادر باشد و دعوے
بادشاہ نے پوچھا کہ بیچ اس حالت کے کیا جگہ ہنسنے کی ہے کہا ناز لڑکوں کا اوپر باپ اور ماں کے ہوتا ہے اور دعوے

ؐ بدانکہ در تمامی نسخ درینجا بجای کاف بیانی چہ حرف شرط واقع شدہ دخان آرزو و نور اللہ احراری تکلف در معنی آن نمودہ بحذف جز آقاش شدہ اند و تقدیر عبارت چنین گفتہ اند اگر ناسزاے راہ صاحب بخت بینی تسلیم کن زیرا کہ عقلا تواضع و تسلیم اختیار کردہ اند ۱۲
ؐ اے باش بحال خود یعنی صبر کن و بر کوہ در ترجمہ اش خاموش باش و حافظ باش گفتہ براہ بعید رفتہ ۱۲ اشل ؐ آنچہ بد بای تنکیر آدمی باشد و اگر بدون یاے وحدت تنکیر آدم ملاحظہ نمایند خالی از مسامحت نیست چہ فرد انسانے آدمی ست منسوب بآدم نہ آدم مگر بطریق مسامحت کہ فرزند گویا آدم ست وکذا فی الشرح والاحراری خان آرزو و خیابان ۱۲ ؐ دہقان بالکسر رعیت کندہ در عیس قریہ معرب دہگان بکاف فارسی ۱۲ اش۔

پیش قاضی برند و داد از پادشاه خواهند اکنون[۱] پدر و مادر بعلت حطام دُنیا

آگے قاضی کے لیجاتے ہیں اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں اب باپ اور ماں نے بسبب تھوڑے مال دنیا

مرا بخون در سپردند و قاضی بکشتنم فتویٰ داد و سلطان مصالح خویش اندر

کے میرے تئیں واسطے مارنے کے سونپا اور قاضی نے واسطے مارنے میرے کے حکم دیا اور بادشاہ مصلحت اپنی بیچ

ہلاک من می بیند بجز خدای عز و جل پناہی نمی بینم[۲] بیت

ہلاک میرے کے دیکھتا ہے سوائے خدائے عز و جل کے کوئی پناہ نہیں دیکھتا ہوں میں

پیش کہ بر آورم ز دستت فریاد　　ہم پیش تو از دست تو گر خواہم داد

آگے کس شخص کے لاؤں میں ہاتھ تیرے سے فریاد　　بھی آگے تیرے ہاتھ تیرے سے کس سے چاہوں میں داد

سلطان را دل ازین سخن بہم بر آمد و آب در دیدہ بگردانید و گفت ہلاک من

بادشاہ کے تئیں دل اس سخن سے گھبرایا اور پانی دیدے کے بھر آیا اور کہا ہلاک ہونا میرا

اولیٰ تر کہ خون چنین طفلے ریختن بیگناہ سر و چشمش ببوسید و در کنار گرفت و آزاد

بہتر زیادہ ہے خون ایک ایسے لڑکے کا گرانا بیگناہ سر اور آنکھ اس کی چومی اور گود میں لیا اور چھوڑنا

کرد و نعمت بی اندازہ بخشید　　گویند ہمدران ہفتہ صحت یافت قطعہ

کیا اور دولت نہت بخشی　　نقل کرتے ہیں کہ اسی ہفتے میں تندرستی پائی

ہمچنان[۳] در فکر آن بیتم کہ گفت　　پیلبانے بر لب دریائی نیل

ویسے ہی میں بیچ فکر اس بیت کے ہوں کہ کہتا تھا　　ایک مہاوت اوپر کنارے دریائے نیل کے

زیر پایت گر بدانی حال مور　　ہمچو حال تست زیر پائی پیل

نیچے پاؤں اپنے کے جو جانے تو حال چیونٹی کا　　ویسا ہی حال تیرا ہے نیچے پاؤں ہاتھی کے

حکایت یکے از بندگان عمرو لیث[۴] گریختہ بود کسان در عقبش برفتند

ایک بندہ عمرو لیث سے بھاگا تھا لوگ پیچھے اُس کے گئے

و باز آوردند وزیر را با وے غرضے بود اشارت بکشتن کرد تا دیگر بندگان

اور پھر لائے وزیر کے تئیں ساتھ اسکے ایک دشمنی تھی اشارہ واسطے مارنے اسکے کے کیا اسلئے تو اور بندے

---

۱ اکنون بمعاولی و نثر درین عبارت نظر بعبارت ناز فرزندان واقع ست ۱۲ ح یعنی بدستور سابق تاحال بیتے کہ فیلبان گفتہ بسبب لطافت مضمون و معانی آن باندیشہ آں از مادم نہ رفتہ و تواند بود کہ توجیہ آں چنیں باشد کہ ہمچنان یعنی بر حسب گذشت چنین در اندیشہ بعض مضمون بیت آیندہ ہستم کہ پیلبان آن مضمون بر لب نیل گفتہ ۱۲ ش ۵ ۳ لفظ عمر در یجا بفتح اول ست و ابتدا در آخر آن واو می نویسند چنانچہ در کتب عربیہ مرقوم ست عمر و لیث باضافت وحذف لفظ ابن ست ابن حذف در فارسی شائع ست ۱۲ - لطیفہ شخصے پیش صالحے گفت تعجب دارم از گریختن غلامان از حضرت سلاطین گفت گریختن بندگان در گاہ خدائے تعالیٰ ازان عجیب تر است ۱۲ اشس م

چنین فعل نیارند بنده سر پیش عمرو لیث بر زمین نهاد و گفت فرد
ایسے فعل نہ لاویں بندے نے سر آگے عمرو لیث کے اوپر زمین کے رکھ دیا اور کہا

هر چه رود بر سرم چو تو پسندی رواست	بنده چه دعوی کند حکم خداوند راست
جو کچھ جاوے اوپر سر میرے کے جو تو پسند کرے روا ہے	غلام کیا دعوے کرے حکم واسطے صاحب کے ہے

اما[1] بموجب آنکه پرورده نعمت این خاندانم نخواهم که در قیامت بخون
لیکن بسبب اسکے کہ پالا ہوا نعمت اس خاندان کا ہوں نہیں چاہتا ہوں کہ بیچ قیامت کے بسبب خون
من گرفتار آئی اجازت فرمائی تا وزیر را بکشم پس آنگه بقصاص او
میرے کے گرفتار آوے تو حکم دے تو وزیر کو مار ڈالوں میں پس اُس وقت بیچ عوض اِس کے
بفرمائی خون من ریختن تا بحق کشته باشی ملک را خنده گرفت
کے حکم دے میرے خون گرانے کا تو حق سے مارا ہووے تو نے بادشاہ کے تئیں ہنسی سے پکڑا
وزیر را گفت چگونه مصلحت می بینی وزیر گفت ای خداوند جهان مصلحت
وزیر کو کہا کس طرح مصلحت دیکھتا ہے تو وزیر نے کہا اے صاحب جہان کے معلحت
آن می بینم که از بهر خدا و به صدقه گور پدرت آزاد کن تا مرا نیز در بلائی
وہ دیکھتا ہوں میں کہ واسطے خدا اور صدقہ قبر باپ کے اسکے تئیں چھوڑ دے تو میرے تئیں بھی بیچ کسی بلا کے
نیفگند گناه از منست و قول حکیمان معتبر که گفته اند قطعه
نہ ڈالے گناہ مجھ سے ہے اور قول حکیموں کا اعتبار کیا گیا کہ کہا ہے

چو کردی با کلوخ انداز پیکار[2]	سر خود را بنادانی شکستی
جو کی تو نے ساتھ نشانہ انداز کے لڑائی	سر اپنے کے تئیں ساتھ نادانی کے توڑا تو نے
چو تیر انداختی بر روی دشمن	چنان دان کاندر آماجش[3] نشستی
جو تیر پھینکا تو نے مقابل دشمن کے	ایسا جان کہ بیچ نشانے اسکے کے بیٹھا ہے تو

حکایت ملک زوزن[4] را خواجه بود کریم النفس و نیک محضر که همگنان را
بادشاہ زوزن کے تئیں ایک وزیر تھا بزرگ ذات نیک دل کہ سبھوں کے تئیں

[1] بیگار بالفتح و کاف عربی بمعنی جنگ از کشف و در برہان نوشتہ کہ بیگار بکاف فارسی ست و بکاف عربی شہرت دارد و در بہار عجم بکاف عربیت علی التقدیرین معنی ترکیبی آن امر کہ نسبت داشتہ باشد بیا دآن عبارتست از اثبات قدم و انشرجیل یا کہ از لوازم جنگ ست ۱۲ ع [2] ۵ آماج بدہدف و نشانہ ۱۲ اش فاضل گوید آماج بجیم فارسی بمعنی خاک تو دہ کہ بران نشانہ تیر نصب کنند و تقاضہ از انیز گویند ۱۲ [3] زوزن بروزن اسوسن شہر یست مابین ہرات نیشاپور و بعضے نام بادشا ہے گفتہ اند ظاہر شہر مذکور بنا کردہ ہمین شاہ باشد ۱۲ خ [4] خواجہ داد لہ خداوند خانہ و شیخ و حاکم سوید ع ۵ در بعضی نسخ این نسخہ زائدہ آمدہ اگر بیگمان این بندہ خدا ہی گشتے ای تباویل تاریخ اش تا در روز قیامت مواخذہ نباشی گفت تا وبل چگونہ کنم ۱۲ اعت الخوان من آہ دانکہ بکشتن بندہ بر موے قصاص نباشد گر روز قیامت البتہ مواخذہ خواہد بود ۱۲ اسے ۵ قصاص بار بحنت سے

داد لبوض خون کسے مطابق کہ سبز رخت ع ۱۲

درمواجہہ حرمت داشتی ودر غیبت نیکو گفتی[الفلاّ] از وحرکتے در نظر ملک نا

روبرو حرمت رکھتا تھا اور پیچھے نیک کہتا از روئی شدنی کے ایک حرکت بیچ نظر بادشاہ کے نا

پسند آمد مصادرت فرمود و عقوبت کرد و سرہنگان بادشاہ بسوابق نعمت

پسند آئی ڈانڈ فرمایا اور عذاب کیا اور پیادے بادشاہ کے بسبب اگلی نعمت

او معترف بودند و بشکر آن مرتہن در مدت توکیل او رفق و

اس کی کے اقرار کرنے والے تھے اور ساتھ شکر اس کے کے احسان کئے گئے بیچ مدت موکلی اسکی کے نرمی اور

ملاطفت کردندے وزجر و معاقبت روا نداشتندے قطعہ

لطف کیا کرتے تھے اور جھڑکنا اور عذاب کرنا جائز نہ رکھتے تھے

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ کہ ترا
صلح ساتھ دشمن کے اگر چاہتا ہے تو جو وقت کہ تیرے تئیں
سخن[۱] آخر بدہان میگذرد موذی را
سخن آخر بیچ منہ کے گذرتا ہے ایذا دینے والے کے تئیں

در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن
پیچھے عیب کرے بیچ نظر اس کی کے تعریف کر
سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن
سخن اس کا کڑوا نچاہے تو منہ اس کا میٹھا کر

آنچہ مضمون خطاب[۲] ملک بود از عہدہ بعضے بیرون آمد و بقیتی در زندان

جو کچھ مضمون غصہ ملی ہوئی بات بادشاہ کا تھا امکان سے بعضوں کے باہر آیا اور باقی عمر کے لئے بیچ قید خانے کے

بماند آوردہ اند کہ یکی از ملوک نواحی در خفیہ پیغامش فرستاد کہ ملوک آنطرف در

رہا نقل کرتے ہیں کہ ایک تے بادشاہوں اطراف سے بیچ پوشیدگی کے پیغام اُسکو بھیجا کہ بادشاہوں اُس طرف کے نے مرتبہ

چنان بزرگوار ندانستند و بیعزتی کردند اگر رای عزیز فلان[احسن اللہ خلاصہ]

ایسے بزرگوار کا نہ جانا اور بے حرمتی کی اور عقل عزیز فلانے کی نیک کرے اللہ

بجانب ما التفاتے کند در رعائت خاطرش ہرچہ تمامتر سعی

خلاصی اسکی کو طرف ہمارے ایک مہربانی کرے بیچ نگہبانی خاطر اس کی کے جو کچھ بہ پورے طور پر کوشش

کردہ شود کہ اعیان این مملکت بدیدار او مفتقر[۳] ند و جواب این حروف را

کی جاوے اور سردار اس بادشاہت کے واسطے دیدار اسکے کے محتاج ہیں اور جواب ان باتوں کے

[۱] اے از زبان مفسد سوائے بدگوئی چیزے دیگر نمی آید و ہرچہ سعی بکار رود آخر بدہان موذی سخن بد میگذرد پس اگر سخن تلخ شنیدن نخواہی دہنش را شیرین کن یعنی نیکی و احسان بہ نسبت او مرعی دار و بہ سخاوت اور اخوش ساز و میتوان گفت کہ معنی چنیں باشد کہ سخن تلخ او را گو بشیرین زبانی و انعام دہنش شیرین کن ۱۲ قس ۱۲ [۲] خطاب بالکسر با کسے سخن گفتن و در استعمال این لفظ درجائیکہ گور عتاب باشد بیشتر ست ۱۲ [۳] احسن اللہ خلاصہ اے نیک کند خدا رہائی آن را داین دعاست برای خواہ محتاجند یعنی مشتاق اند از جہت شدت اشتیاق باحتیاج تعبیر کردہ اند ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲

منتظر خواجه چون برین وقوف یافت از خطر اندیشید و در حال جوابی مختصر که اگر
انتظار وزیر نے جو اوپر اسکے آگاہی پائی آفت سے اندیشہ کیا جلدی ایک جواب تھوڑا سا کہ اگر

برملا افتد فتنه نباشد بر قفائی ورق نوشت و روان کرد یکے از متعلقان
ظاہر ہووے فتنہ نہووے اوپر پیٹھ ورق کے لکھا اور روانہ کیا ایک نے علاقہ داروں سے

که برین واقف بود ملک را اعلام کرد که فلان را که حبس فرموده با ملوک نواحی
کہ اوپر اسکے واقف تھا بادشاہ کو خبر کرتا کیا کہ فلانے کے تئیں کہ قید کیا ہے تو نے ساتھ بادشاہوں اطراف کے

مراسلت دارد ملک بهم بر آمد و کشف این خبر فرمود قاصد را بگرفتند و رسالت
کتابت رکھتا ہے بادشاہ خفا ہوا اور دریافت کرنا اس خبر کا فرمایا قاصد کے تئیں پکڑا اور خط

برخواندند نبشته بود که حسن ظن بزرگان بیش از فضیلت ماست و تشریف
پڑھا لکھا تھا کہ نیکی گمان بزرگوں کی زیادہ فضیلت ہماری سے ہے اور خلعت

قبولی که فرمودند بنده را امکان اجابت آن نیست بحکم آنکه پروردهٔ نعمت این
قبول کا فرمایا بندے کے تئیں طاقت قبول کرنے اسکے کی نہیں ہے موافق اسکے کہ پالا ہوا دولت اس

خاندانست و باندک مایه تغیر خاطری با ولی نعمت قدیم بیوفائی نتوان کرد فرد
گھرانے کا ہے اور ساتھ تھوڑی آزردگی خاطر کے ساتھ بادشاہ قدیم کے بے وفائی نہ سکیے کرنا

آن را که بجای تست هر دم کرمی اس شخص کے تئیں کہ بیچ جگہ تیری کے ہے ہر دم ایک کرم	عذرش بنه ار کند بعمری ستمی معاف اسکو رکھ جو کرے عمر بھر میں ایک ظلم

ملک را سیرت حق شناسی او خوش آمد و خلعت و نعمت بخشید و عذر
بادشاہ کے تئیں خصلت حق شناسی اس کی کی خوش آئی اور خلعت اور نعمت بخشی اور عذر

خواست که خطا کردم که ترا بیجرم و خطا بیازردم گفت ای خداوند
چاہا کہ گناہ کیا میں نے کہ تجھ کو بے قصور اور گناہ کے آزردہ کیا میں نے کہا اے صاحب

بنده درین حالت مر خداوند را خطائی نمی بیند بلکه تقدیر خداوند تعالی
بندہ بیچ اس حالت کے خاص کر صاحب کے تئیں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ہے بلکہ تقدیر اللہ برترکی

ل قوله برملا انجمن و محفل ۱۲ نور الله احراری ۲ رسالت اگرچه در اصل نعت بمعنی فرستادن است و امثال این مقام مصدر بمعنی مفعول مستعمل ست و در عرف عام اطلاق آن بر اوراق مکتوبه که چندان طول نداشته باشد شائع شده ۱۲ نور الله احراری ۱۲ ۳ تشریف بزرگ کردانیدن و بزرگ داشتن کسے را و خلعت و در نیجا هر دو معنی صحیح میشود ۱۲ ۴ گفته اند لفظ جائے در چنین مقام برائے تحسین زائد است و معنی بجائے تو بتو باشد ظاهر آن که از جائی کس آن کس مراد است و لطف ملاغت پوشید است ۱۲ مولینا یادعلی مرحوم ۱۲ ع ۵ لے از خوف اطلاع مضمون بادشاه یا از امر عظیم که همان اطلاع است ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

رب اغفر لکاتبه

چنین بود کہ مر این بندہ را مگر ویہے رسد پس بجست تو اولی تر کہ سوابق نعمت
ایسی تھی کہ خاص کر اس بندے کو ایک زبونی پہونچے پس تیرے ہاتھ سے بہتر کہ اگلی نعمت

بریں بندہ داری و ایادی[1] منت و حکما گفتہ اند **مثنوی**
اوپر اس بندے کے رکھتا ہے تو اور ہاتھ احسان کے اور داناؤں نے کہا ہے

گر گزندت[2] رسد ز خلق مرنج
جو آزار تجھ کو پہونچے خلق سے مت رنج کر

کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
کہ نہ راحت پہونچے خلق سے نہ رنج

از خدا دان خلاف[3] دشمن و دوست
خدا سے جان خلاف دشمن اور دوست کو

کہ دل ہر دو در تصرف اوست
کہ دل دونوں کا بیچ اختیار اُسکے کے ہے

گرچہ تیر از کمان ہمیگذرد
اگرچہ تیر کمان سے گزرتا ہے

از کماندار بیند اہل خرد
کماندار سے دیکھتا ہے صاحب عقل

حکایت یکی را از ملوک عرب شنیدم کہ با متعلقان میگفت کہ مرسوم
ایک کو بادشاہوں عرب کے سے سنا میں نے کہ ساتھ علاقہ داروں کے کہتا تھا کہ جیبنہ

فلان را چندانکہ ہست مضاعف کنید کہ ملازم درگاہ ست و مترصد
فلانے کے تئیں جتنا کہ ہے دوچند کرو کہ نوکر درگاہ کا ہے اور نگاہ رکھنے والا

فرمان و دیگر خدمتگاران بلہو و لعب مشغول و در ادائے خدمت متہاون
حکم کا اور دوسرے خدمتگار ساتھ بازی اور کھیل کے مشغول اور بیچ ادا کرنے خدمت کے سستی کرنیوالے

صاحبدلے بشنید فریاد و خروش از نہادش بر آمد پرسیدندش کہ چہ دیدی گفت
ایک صاحبدل نے سُنا فریاد اور شور ذات اُسکی سے بر آیا پوچھا اسکو کہ کیا دیکھا تو نے کہا

مراتب بندگان بدرگاہ خدائے تعالیٰ ہمین مثال دارد **قطعہ**
مراتب بندوں کے بیچ درگاہ خدائے برتر کے یہی مثال رکھتے ہیں

دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ
دو صبحدم جو کوئی آوے بیچ خدمت بادشاہ کے

سوم ہر آئینہ دروی کند بلطف نگاہ
تیسری صبح خواہ مخواہ بیچ اسکے کرے ساتھ مہربانی کے نگاہ

[1] ایادی جمع ایدی ست و ایدی جمع ید ست دید در اصل نعمت بمعنی دست ست اما بطریق مجاز بمعنی قدرت و نعمت مستعمل شدہ و اینجا بمعنی نعمت است و اضافت از عالم اضافت سبب بمسبب ست یعنی نعمتہا کہ بسبب منت ہشود و منت بمعنی معروف باشد کہ شمار نعمت و نہادن بار آن بر منعم علیہ ست و اگر منت چنانچہ فارسیان اطلاق کردہ اند بمعنی سپاس داشتہ شود ہم صورت میگردد یعنی نعمتہائے کہ وسیلہ و ذریعہ سپاس داشتن میگردد ۱۲ [2] گزند بفتح اول و فتح ثانی بمعنی خراب دش ۱۲ [3] یعنی موافقت و موافقت کار دوست و مخالفت کار دشمن ست و دریں ہر دو خلاف ست کہ از جانب خدا است بعضی شارحان گویند سایر بمعنی ہمہ و شارح فاضل گوید کہ بمعنی باقی ست و لہذا بقیۃ الطعام را سایر گویند و بمعنی جمیع ہم مستعمل می شود ۱۲

امید هست پرستندگان مخلص را
امید ہے پرستش کرنے والوں دوستوں کو
مثنوی مهتری [۱] در قبول فرمان ست
سرداری بیچ قبول کرنے حکم کے ہے
هر که سیمائی راستان دارد
جو کوئی پیشانی سچوں کی رکھتا ہے

که نا امید نگردند ز آستان اله
کہ نا امید نہ ہوویں چوکھٹ خدا سے
ترک فرمان دلیل حرمان ست
چھوڑنا حکم کا راہ دکھانیوالا بے نصیبی کا ہے
سر خدمت بر آستان دارد
سر خدمت کا اوپر چوکھٹ کے رکھتا ہے

حکایت ظالمی را حکایت کنند که هیزم درویشان خریدے بحیف [۲] و
ایک ظالم کے تئیں نقل کرتے ہیں کہ لکڑیاں فقیروں کی مول لیتا تھا ساتھ ظلم کے اور
توانگران را دادے بطرح [۳] صاحبدلے برو گذر کرد و گفت بیت
دولتمندوں کے تئیں دیتا تھا ساتھ تھوڑی قیمت کے ایک صاحبدل نے اوپر اُس کے گذر کیا اور کہا

ماری تو که هر که را بینی بزنی
سانپ ہے تو کہ جس کسی کے تئیں دیکھے تو مارے تو
زورت ار پیش میرود با ما
زور تیرا جو آگے جاتا ہے ساتھ ہمارے
زور مندی مکن بر اہل زمین
زور مندی مت کر اوپر صاحب زمین کے

یا بوم [۴] که هر کجا نشینی بکنی قطعه
یا الو کو جس جگہ بیٹھے تو کھودے تو
با خداوند غیب دان نرود
ساتھ صاحب غیب جاننے والے کے نہ جاوے
تا دعائی بر آسمان زود
تو ایک دعا اوپر آسمان کے نہ جاوے

حاکم از گفتن او برنجید و روی از نصیحتش درهم کشید و برو التفات نکرد تا شبی
حاکم کھیجے اس کے سے آزردہ ہوا اور منہ نصیحت اس کی سے درہم کھینچا اور ساتھ اُسکے مہربانی نہ کی تو ایک رات
آتش مطبخ در انبار هیزمش [۵] افتاد و سائر املاکش بسوخت و از بستر نرمش بر خاکستر
آگ باورچی خانے کی بیچ ڈھیر لکڑیوں کے پڑی اور تمام مال اور اسباب اُسکا جلایا اور بچھونے نرم سے اسکو اوپر راکھ
گرمش [۶] اتفاقاً همان شخص برو بگذشت دیدش که با یاران همیگفت
گرم کے بٹھلایا اتفاقاً وہی شخص اوپر اُسکے گذرا دیکھا اُس کو کہ ساتھ رفیقوں کے کہتا تھا

۱ مهتری بکسر میم و بسکون ها بمعنی بزرگتر و آزا دو یا در آخرش مصدرے ست اے سیادت و بزرگی و قرب و عظمت در قبول زبان بہت چنانچہ مشہور است مع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ۱۲ سرورے ۲ حیف لفظ عربے ست بمعنی ظلم و در فارسی بمعنی دریغ مستعمل مے شود ۳ رسانے طرح چیزے انداختہ کہ کسے را بوے حاجت نباشد ۱۲ ۴ بلغ اے خراب و ویران سازی بوم جانورے ست کہ در ویرانہا باشد و خرابہ را دوست دارد و کسیکہ در معیشش چنین گفتہ کہ از صفت بوم آنست کہ ہر جا آواز کند و نشیند ویران نماید این علت صحیح نیست در نفس الامر ۱۲ ۵ و مضمون بقیہ آیت کہ نجا جہنم در دنیا نمودار شد ۱۲ ۶ اش و بقیہ آیت بئس المهاد ہم در دنیا ظاہر شد۔

ندانم کہ این آتش از کجا در سرای من افتاد گفت از دود دل درویشان **قطعہ**
نہیں جانتا ہوں میں کہ یہ آگ کہاں سے بیچ گھر میرے کے پڑی کہا دھوئیں دل فقیروں کے سے

حذر کن ز دود درونہای ریش	کہ ریش درون عاقبت سر کند
پرہیز کر دھوئیں دلوں زخمی سے	کہ زخم اندر کا آخر کو اُبھرتا ہے
بہم بر مکن تا توانی دلے	کہ آہے جہانے بہم بر کند
رنجیدہ مت کر جب تک ہو سکے تجھ سے دل کسی کا	کہ ایک آہ ایک جہان کو زیر و زبر کرتی ہے

لطیفہ بر تاج کیخسرو نوشتہ بود **قطعہ**
ایک لطیفہ اوپر تاج کیخسرو کے لکھا تھا

چہ سالہای فراوان و عمرہای دراز	کہ خلق بر سر ما بر زمین بخواہد رفت
کیا برس بہت اور کیا عمریں بڑی	کہ خلق اوپر سر ہمارے کے اوپر زمین کے جائے گی
چنانکہ دست بدست آمدست ملک بما	بدستہای دگر ہمچنین بخواہد رفت
جیسا کہ ہاتھوں ہاتھ آیا ہے ملک طرف ہمارے	بیچ ہاتھ اوروں کے اسی طرح جائے گا

حکایت یکے در صنعت کشتی گرفتن سر آمدہ بود سہ صد و شصت بند
ایک شخص بیچ پیشہ کشتی لڑنے کے غالب آیا تھا تین سو ساٹھ داؤں
فاخر دانستی و ہر روز ازان بنوعی گرفتی مگر گوشۂ خاطرش با جمال یکے از
بزرگ جانتا تھا اور ہر روز اس سے ساتھ ایک طرح کے لڑتا تھا مگر گوشہ خاطر اُسکی کا ساتھ جمال ایک
شاگردان میلے داشت سہ صد و پنجاہ و نہ بندش در آموخت مگر یکے بند
شاگردوں کے میل رکھتا تھا تین سو پچاس اور نو داؤں اس کو سکھلائے مگر ایک داؤں
کہ در تعلیم آن دفع انداختی و تاخیر کردے فی الجملہ پسر در قوت و صنعت
کہ بیچ سکھلانے اس کے کے دوری ڈالتا تھا اور تاخیر کرتا تھا حاصل کلام لڑکا بیچ قوت اور پیشے کے غالب
سر آمد و کسی را در زمان او با او امکان مقاومت نبودے تا بحدے کہ پیش ملک
آیا اور کسی کے تئیں بیچ زمانے اس کے کے ساتھ اُسکے قدرت لڑنے کی نہ تھی یہاں تک کہ آگے بادشاہ

(۵) درونہاے ریش وصف ترکیبی ست ہمچو درویش پس جائز ست سکون یا کسر آن درینجا برائے ضرورت وزن ست و وصف جمع بمفرد در ترکیب فارسی جائز ست و آنکہ در معنیش گفتہ اند ریش درونہا معنیش نہ فہمیدہ و کسیکہ گفتہ احتمال دارد کہ از قبیل اضافت موصوف بسوی صفت باشد بر سبیل مبالغت گویا کہ دلہارا نفس جراحت گردانیدہ چنانکہ در قول ایشان زید عدل ست پس این کلام ست بر ترکیب عربیہ و گویا این قائل پردہ اقرار کردہ کہ ما نفاق فارسی آگاہی ندارد چنانچہ حکیم خان سلطان از ابن سید علی پرسید کہ تو گلستان را کہ در زبان فارسی ست چرا شرح کردہ گفت کہ من فارسی را مانند اہل زبان حسب حال شرح ادیا قرار او معلوم شد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

آن روز گا گفته بود که اُستاد را فضیلتے که بر منست از روی بزرگیست و حق
اس زمانے کے کہا تھا کہ استاد کے تئیں وہ فضیلت کہ اوپر میرے ہے از روے بزرگی کے ہے اور حق

تربیت وگرنہ بقوت ازو کمتر نیستم و بصنعت با او برابرم ملک را این سخن دشوار
پرورش کرنے کا اور جو نہیں ساتھ قوت کے اس سے کمتر نہیں ہوں میں اور ساتھ پیشے کے اوس سے برابر ہوں میں بادشاہ کو یہ بات سخت

آمد فرمود تا مصارعت کنند مقامے متسع ترتیب کردند و ارکان دولت
آئی فرمایا تو کشتی کریں ایک مقام کشادہ درست کیا اور سردار دولت کے

و اعیان حضرت و زور آوران روی زمین حاضر شدند پسر چون پیل مست
اور سردار درگاہ کے اور زور آور روئے زمین کے حاضر ہوئے لڑکا مانند ہاتھی مست کے

در آمد بصدمتی که اگر کوه رویین بودے از جائے بر کندی استاد دانست که جوان
آیا ساتھ اس دبدبے کے کہ اگر پہاڑ اژدھات کا ہوتا جگہ سے اکھاڑتا استاد نے جانا کہ جوان

بقوت ازو برترست بدان بند غریب که ازوے پنہان داشته بود با وے
ساتھ قوت کے اس سے زیادہ ہے ساتھ اس داؤں نادر کے کہ اس سے پوشیدہ رکھا تھا ساتھ اس کے

در آویخت پسر دفع آن ندانست و بہم بر آمد استاد از زمینش بدو دست بالائے
الجھا لڑکے نے آثار اس کا نہ جانا اور گھبرایا استاد زمین سے اسکو ساتھ دونوں ہاتھ کے اوپر

سر برد و بر زمین زد غریو از خلق برخاست ملک فرمود استاد را خلعت و
سر کے لے گیا اور اوپر زمین کے ٹپکا شور خلق سے اٹھا بادشاہ نے فرمایا اُستاد کے تئیں خلعت اور

نعمت دادن پس پسر را زجر فرمود و ملامت کرد که با پرورندهٔ خویش
نعمت دینا پس لڑکے کے تئیں جھڑکنا فرمایا اور ملامت کی کہ ساتھ تربیت کرنیوالے اپنے کے

دعوئ مقاومت کردی و بسر نبردی گفت اے پادشاه روئے زمین بزور آوری
دعوئ برابری کا کیا تو نے اور غالب نہ نکلا تو کہا اے بادشاہ روئے زمین کے ساتھ زور آوری کے

بر من دست نیافت بلکه مرا از علم کشتی دقیقه مانده بود و همه عمر از من
اوپر میرے غالب نہ ہوا بلکہ میرے تئیں علم کشتی سے ایک باریکی رہی تھی اور تمام عمر مجھ سے

له بزرگی در سن و سال و تربیت و تعلیم پیشتر ۲ے در عرف این جملہ را در برابری و مساوات استعمال کنند و در ینجا ملو غلبہ است بقرینہ مقابلہ با قول او بصنعت با او برابرم ۱۲ ش ۳ے غریب معروف و عند معروف و فارسیان بمعنی عجیب و غریب و نادر و لطیف استعمال کنند ۱۲ صادق ۴ے غریو بفتح اول علیائے مجہول آواز نرم در گلو با گریہ این صدر حل لغات است ۱۲ مدار و بکسر تین و یائے مجہول شور و غوغا ۱۲ غ ۵ے یعنی باز داشتن چیزے در آنکه ن تیز ۱۲ ص ۶ے بسر نبردی اے بانتہا نرسانیدی ۱۲ کا دست نیافت اے غالب نشد و فاعل این فعل پسر در سنہ باشد کہ بہ جملہ سابقہ مذکورست ۱۲ ش ۸ے دقیقہ بمعنی باریکی اسے عیان
بالفتح بمعنی سرداران و جهگان ۱۲ صدمہ بالفتح بمعنی حملہ آوردن ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دریغ میداشت امروز بدان دقیقہ بر من غالب آمد گفت بہر چنین
افسوس رکھتا تھا آج کے روز ساتھ اس باریکی کے اوپر میرے غالب آیا کہا واسطے اسی
روزے نگہ میداشتم کہ زیرکان گفتہ اند دوست را چندان قوت
روز کے نگاہ رکھتا تھا میں کہ داناؤں نے کہا ہے دوست کے تئیں اتنی قوت
مدہ کہ اگر دشمنی کند تواند نشنیدۂ کہ چہ گفت آنکہ از پروردۂ خویش جفا دید
مت دے کہ جو دشمنی کرے زبردست ہووے نہیں سنا ہے تو نے کہ کیا کہا اُس نے کہ پالے ہوئے اپنے سے ظلم دیکھا

قطعہ

یا وفا خود نبود در عالم
یا وفا تحقیق نہ تھی بیچ عالم کے
کس نیاموخت علم تیر از من
کس نے نہ سیکھا علم تیر کا مجھ سے

یا مگر کس درین زمانہ نکرد
یا شاید کسی نے بیچ اس زمانے کے نہ کی
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد
کہ میرے تئیں آخر کو نشانہ نہ کیا

حکایت درویشے مجرد بگوشۂ صحرائے نشستہ بود بادشاہی بروے
ایک فقیر تنہا بیچ گوشہ ایک جنگل کے بیٹھا تھا۔ ایک بادشاہ اوپر اُس کے
بگذشت درویش ازان کہ فراغ ملک قناعت ست بدو التفات نکرد
گذرا فقیر نے اس سبب سے کہ فراغت ملک قناعت میں ہے اور اس کے مہربانی نہ کی
سلطان ازانجا کہ سطوت سلطنت ست برنجید و گفت این طائفۂ خرقہ پوشان
بادشاہ اس جگہ سے کہ دبدبہ سلطنت کا ہے خفا ہوا اور کہا یہ گروہ گدڑی پہننے والوں کا
کہ امثال بہائم اند و اہلیت و آدمیت ندارند وزیر نزدیکش آمد و گفت اے
کہ مانند چارپایوں کے ہے اور لیاقت اور آدمیت نہیں رکھتے پس وزیر نزدیک اُس کے آیا اور کہا اے
جوانمرد سلطان روئے زمین بر تو گذر کرد چرا خدمتے نکردی شرائط ادب بجا نیاوردی
جوانمرد بادشاہ روئے زمین کے اوپر تیرے گذر گیا کوئی خدمت نہ کی تو نے اور شرطیں ادب کی بجا نہ لایا تو
گفت سلطان را بگوئی تا توقع خدمت از کسی دارد کہ توقع بہ نعمت او دارد
کہا بادشاہ سے کہیو کہ توقع خدمت کی اُس سے رکھے کہ امید ساتھ نعمت اُسکی کے رکھے

له زیرکان بلول بکسر رو یائی معروف دو معنی دارد اول فہیم زیرک و صاحب ہوش را گویند دوم فولاد جوہر دار درایں دو معنی امیر خسرو نظم کردہ است چہ غلبہا زیبہ کہ بہ ہند کا رے پورا زیرکان دو استواری داز مصرع اول یعنی ثانی واز مصرعہ ثانی معنی اول لو دست جہانگیری لکه خود بضم و معطوف معنی او نیز در بعضے بجائے زائدہ برائے تکیہ کلام آید شیخ سعدی فرماید شعر اگر سایۂ خود برفت از سرش تو در سایہ اش رفتن بعد ازین [illegible] قناعت باکسر راضی شدن بانچہ رسد و فراغ اینجا بمعنی بے فکریست کہ کنایت است از بے پروائی درویش سے پروائی از ملک قناعت حاصل نمودہ در مراح فراغ بمعنی فراخ نیز آوردہ در نصورت معنی چنین باشد و از بس کہ ملک قناعت فراخ است درویش توجہ بملک تنگ دنیا نہ کرد و میل بسوئے بادشاہ ننمود

ودیگر بدانکه ملوک از بہر پاس رعیّت اند نہ رعیّت از بہر طاعت ملوک قطعہ

اور دوسرے یہ سمجھ کہ بادشاہ واسطے نگہبانی رعیت کے ہیں نہ رعیت واسطے بندگی بادشاہ کے

پادشہ پاسبان درویش ست
بادشاہ چوکیدار فقیر کا ہے

گرچہ رامش بفر دولت اوست
اگرچہ آسودگی ساتھ دبدبے دولت اسکی کے ہے۔

گوسپند از برائی چوپان نیست
بکری واسطے چرواہے کے نہیں ہے

بلکہ چوپان برائی خدمت اوست
بلکہ چرواہا واسطے خدمت اسکی کے ہے

قطعہ یکے امروز کامران بینی
ایک کو آج کے روز مقصد ور دیکھے تو

دیگرے را دل از مجاہدہ ریش
دوسرے کے تئیں دل کوشش کرنے سے زخمی

روز کے چند باش تا بخورد
روز تھوڑے صبر کر تو کھاوے

خاک مغز سر خیال اندیش
خاک گودا سر خیال اندیشہ کرنے والے کا

فرق شاہی و بندگی برخاست
فرق بادشاہی اور بندگی کا اٹھا

چون قضائی نبشتہ آمد پیش
جو قضا لکھی ہوئی آئی آگے

گر کسے خاک مردہ باز کند
جو کوئی خاک مردے کی کھودے

نشناسد توانگر از درویش
نہ پہچانتے امیر کو فقیر سے

ملک را گفتن درویش استوار آمد گفت از من تمنائے بکن گفت آن ہمیخواہم

بادشاہ کے تئیں کہنا فقیر کا معتبر آیا کہا مجھ سے کوئی آرزو کر کہا وہ چاہتا ہوں میں

کہ دگر بارہ زحمت بمن ندہی گفت مرا پندے دہ گفت بیت

کہ دوسری بار رنج مجھے نہ دے تو کہا میرے تئیں ایک نصیحت دے

دریاب کنون کہ نعمت ہست بدست
پہچان اب کہ دولت تیرے ہے بیچ ہاتھ کے

کین دولت و ملک میرود دست بدست
کہ یہ دولت اور ملک جاتا ہے ہاتھوں ہاتھ

حکایت یکے از وزرا پیش ذوالنون مصری رفت و ہمت خواست

ایک وزیروں سے آگے ذوالنون مصری کے گیا اور دعا چاہی

لہ فر بکسر... در فارسی بمعنی شان و شوکت و زینندگی آمدہ است ای اگرچہ درویش مطیع بادشاہ بسبب شان و شوکت و دولت او بحسب ظاہر است اما بتحقیق بادشاہ پاسبان درویش ست و آن در صورتیست کہ رامش بمعنی ضمیر بود چنانچہ مسموع است ۱۲ لہ لفظ خاک را بتکلف اضافت فاعل بخورد و مغز مفعول ملاحظہ باید نمود ۱۲ نور اللہ احرار ... کند بضم اوّل مضارع از کندن و بعضے تا و اتفاق کنند بفتحتین از کندن خوانند اصلی ندارد ۱۲ اس کہ باب امراز در یافتن یعنی بشناس و بامداد و معاونت دیگران بر دلت ۱۲ عہ کامران ... کار رایش برآید ۱۲ اس عہ مجاہدہ کوشش کردن در رنج کشیدن ۱۲ اس

کہ روز و شب بخدمت سلطان مشغول می باشم و بخیرش امیدوارد

کہ دن اور رات بیچ خدمت بادشاہ کے مشغول رہتا ہوں میں اور ساتھ خیر اس کی کے امید وار

از عقوبتش ترسان ذوالنون بگریست و گفت اگر من از خدائے عزّوجلّ چنان

اور عذاب اُس کے سے ڈرنے والا ذوالنون بیچ رونے اور کہا اگر میں خدائے عزوجل

پرستیدمی کہ تو سلطان را از جملۂ صدیقان[1] بودے قطعہ

کے تئیں ایسی عبادت کرتا میں کہ تو بادشاہ کے تئیں گر وہ صدیقوں سے ہوتا میں

گر نہ[2] امید و بیم و راحت و رنج

جو نہ ہوتی آرزو اور دہشت اور خوشی اور رنج

گر وزیر از خدا بترسیدے

جو وزیر خدا سے ڈرتا

پای درویش بر فلک بودے

پاؤں فقیر کا اوپر آسمان کے تا

ہمچنان کز ملک مَلَک بودے

جیسا کہ بادشاہ سے فرشتہ ہوتا

حکایت پادشاہے بکشتن بیگناہی اشارت کرد گفت ای

ایک بادشاہ نے واسطے مارنے ایک بے گناہ کے اشارہ کیا کہا اے

ملک بموجب خشمی[3] کہ ترا بر من ست آزار خود مجوئی کہ این عقوبت

بادشاہ سبب اس غصے کے کہ تیرے تئیں اوپر میرے ہے آزار اپنا مت ڈھونڈھ کہ یہ عذاب

بر ما بیک نفس بسر آید و بزہ آن بر تو جاوید بماند قطعہ

اوپر میرے ایک دم میں گذر جاویگا اور گناہ اُسکا اوپر تیرے ہمیشہ رہے گا

دوران بقا[4] چو باد صحرا بگذشت

زمانہ زندگی کا مانند ہوا جنگل کے گذرا

پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد

جانا ظالم نے کہ ظلم اوپر ہمارے کیا

تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت

کڑوا اور خوش اور زبوں اور اچھا گذرا

در گردن او بماند و بر ما بگذشت

بیچ گردن اس کی کے رہا اور اوپر ہمارے گذرا

ملک را نصیحت او سودمند آمد و از سر خون او برخاست

بادشاہ کے تئیں نصیحت اس کی فائدہ مند آئی اور خیال خون اس کے درگذرا

[1] صدیق بسیار راست گو و آنکہ گفتار خود را بکردار راست کردہ باشد و نزد صوفیای کرام نام مرتبہ الیست از مراتب ولایت ۱۲ جان آرزود

[2] و از بعضے نسخہ صحیحہ بخط شیخ جنان دیدہ شد ع گر نبودی خیال راحت و رنج
و اما آنچہ در نسخ مشہور ست ع گر نبودے امید راحت و رنج پس ظاہر آنست کہ لفظ ہم از ما قبل رنج بقرینہ
دلالت لفظ بر آن حذف شدہ ۱۲

[3] یای سببیت از بالاکش محاورۂ عراق محذوف است و یای خشمی مجہول است ای بسبب
آن خشم کہ ترا است و یائی مصدری گرفتن خالی از غرابت نیست مولانا محمد باری علیہ الرحمۃ

[4] بقا بالفتح بمعنے دیر ماندن و از بعضے
اساتذہ بسیح دیدہ کہ بقا نام پادشاہے ظالم بود ۱۲

حکایت وزرائی نوشیروان در مہمّے از مصالح مملکت اندیشہ

وزیر نوشیرواں کے بیچ ایک کام سخت کے مصلحتوں بادشاہت سے اندیشہ

ہمیکردند و ہریک ازایشان دگر گونہ رائے ہمیزدند و ملک ہمچنان

کرتے تھے اور ہر ایک انہوں میں سے دوسری طرح تدبیر مارتا تھا اور بادشاہ نے بھی

تدبیرے اندیشہ کرد بزرجمہر را رائی ملک اختیار آمد وزیران در نہانش

ایک تدبیر اندیشہ کی بزرجمہر کے تئیں تدبیر بادشاہ کی اختیار آئی وزیروں نے بیچ پوشیدگی کے اس کو

گفتند رای ملک را چہ مزیت دیدی بر فکر چندین حکیم گفت

کہا تدبیر بادشاہ کے تئیں کیا زیادتی دیکھی تونے اوپر فکر اتنے حکیموں کے کہا

بموجب آنکہ انجام کار معلوم نیست ورای ہمگنان در مشیّت ست

موافق اس کے کہ آخر کار کا معلوم نہیں ہے اور تدبیر سبھوں کی بیچ ارادہ الٰہی کے ہے

کہ صواب آید یا خطا پس موافقت رای ملک ولی ترست تا اگر خلاف

کہ درست آوے یا چوک جاوے پس موافق ہونا تدبیر بادشاہ کے معتبر زیادہ ہے اسواسطے جو بر عکس

صواب آید بعلت متابعت از معاتبت ایمن باشم کہ گفتہ اند مثنوی

درستی کے آوے بسبب تابعداری کرنے کے غصہ کرنے اس کے سے بے ڈر ہوں گا میں کہ کہا ہے

خلاف رای سلطان رائے جستن
برخلاف عقل بادشاہ کے تدبیر ڈھونڈھنا

بخون خویش باشد دست شستن
بیچ خون اپنے کے ہووے ہاتھ دھونا

اگر شہ روز را گوید شب ست این
اگر بادشاہ دن کے تئیں کہے رات ہے یہ

بباید گفتن اینک ماہ و پروین
چاہیے کہنا یہ ہے اب چاند اور تارے

حکایت سیاحے گیسو بافت یعنی علویست وبا قافلہ حجاز بشہر در آمد

ایک مکار نے گیسو بٹے یعنی اولاد علی سے ہے اور ساتھ قافلہ مکہ معظمہ کے بیچ شہر کے آیا

وچنان نمود کہ از حج می آید و قصیدۂ نکو پیش ملک برد و دعوی کرد

اور ایسا ظاہر کیا کہ حج سے آتا ہے اور ایک قصیدہ اچھا آگے بادشاہ کے لے گیا اور دعوی کیا

لہ مہم بالضم میم و بکسر ہا و میم دوم مشدد ست یعنے آنچہ در غم انداز و ہمت را بریج کند ۱۲ لہ مشیت الٰہی یعنی ارادہ الٰہی و پیش بعضے مشیت اخص ست از ارادہ چنانچہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مرویست کہ برب بعضے از ارادت انبیا را اطلاع شود بخلاف مشیت کہ ازاں انبیا واولیا را اطلاع نشود ۱۲ لہ حاصل آنکہ متابعت مقولہ سلاطین تا وقتیکہ دراں ظلم بر احدے نباشد واجب ولازم است چہ مرفع ضرر از نفس خود ضرورست پس اگر شاہ گوید روز را کہ این شب است در جوابش باید گفت کہ اینک ماہ و پروین ہم موجود اند ۱۲ لہ شیاد ظاہر فارسیان این لفظ را از لفظ شید کہ فارسی است بمعنے فریب اشتقاق کردہ اند لہذا سودی گوید این لفظ مستعمل ست در عجم ورد پس بمعنی شیاد چنانچہ در شعر ست مکار و بسیار تزویر کنندہ باشد ۱۲

که وی گفته است ملک نعمتش داد واکرام کرد ونوازش بیکران فرمود تا
کہ اس نے کہا ہے بادشاہ نے نعمت اس کو دی اور تعظیم کی اور بخشش بہت فرمائی تو

یکے از ندمائی حضرت پادشاہ که دران سال از سفر دریا آمده بود گفت
ایک ہمنشینوں درگاہ بادشاہ کے سے کہ بیچ اس سال کے سفر دریا سے آیا تھا کہا

من اورا عید الضحیٰ در بصره دیدا حاجی چگونه باشد نیست دیگرے گفت
میں نے اسکو عید قربان کے دن بیچ بصرے کے دیکھا میں تو معلوم ہوا کہ حاجی نہیں ہے دوسرے نے کہا میں

من اورا آشناسم پدرش نصرانی بود در ملاطیه علوی چگونه باشد الستند که شریف نیست وشعرش
اسکو پہچانتا ہوں میں اور باپ اسکا نصرانی تھا بیچ ملاطیہ کے لوگوں نے جانا کہ اولاد علی سے نہیں ہے اور شعر اسکے

را در دیوان انوری بیافتند ملک فرمود تا بزنندش ونفی کنند تا چندین
کے تئیں بیچ دیوان انوری کے پایا بادشاہ نے کہا تو ماریں اس کو اور دور کریں کہ اتنا

دروغ در هم حرا گفت گفت ای خداوند روی زمین سخنی مانده است در خدمت
جھوٹ کیوں کہا کہا اے صاحب روئے زمین کے ایک بات رہی ہے بیچ خدمت کے

بگویم اگر راست نباشد بهر عقوبت که خواهی سزاوارم گفت آن چیست گفت
کہوں میں جو سچ نہ ہووے بیچ جس عذاب کے کہ چاہے تو لائق اس کے ہوں میں کہا وہ کیا ہے کہا

قطعه غریبی گرت ماست پیش آورد | دو پیمانه آبست ویک چمچه دوغ
ایک مسافر اگر تیرے چھاچھ آگے لاوے | دو پیمانے پانی ہے اور ایک چمچہ دہی

اگر راست می خواهی از من شنو | جهاندیده بسیار گوید دروغ
جو سچ چاہتا ہے تو مجھ سے سُن | جہان دیکھا ہوا شخص بہت کہتا ہے جھوٹ

ملک را خنده گرفت گفت ازین راست تر سخنے نگفتی بفرمود تا آنچه مأمول اوست مهیا داشتند
بادشاہ کے تئیں ہنسی نے لیا کہا اس سے سچ زیادہ کوئی بات جب سے عمر اس کی ہوئی ہے نہ کہی ہے

فرمود تا آنچه مأمول اوست مهیا دارند وبدل خوشی اورا تسییل کنند
فرمایا تو جو کچھ امید کیا گیا اسکا ہے موجود رکھیں اور ساتھ دل خوشی کے اُسکے تئیں رخصت کریں

۱؎ اضحیٰ واضحیه وضحی هرسه الفاظ مترادف اند بمعنی آنچه قربان بکنند وروز آن ۱۲ ۲؎ غریب فقیر دوراز وطن وآنکه از ولایت دیگر آمده باشد ۱۲ ۳؎ ماست جغرات که دروآب داخل نکنند ۱۲ ۴؎ تسییل بضم اول ویای تحتانی مجهول بمعنی دفع کردن ورخصت کردن وفرستادن وبکاف تازی هم آمده ۱۲ غیاث وبرهان ۵؎ ملاطیه بفتحتین وکسر طای حطی وتشدید تحتانی نام شهرے من ملاطیه در نظر دیده نشد ۱۲ ۶؎ نفی کنند ای از شهر بدر کنند ۱۲ ۷؎ دوغ نیز بمعنی جغرات که درو آب آمیخته باشد وبهند آن را چهاچه گویند لیکن باین معنی مترادف ماست باشد پس معنی بیت مستقیم نمی شود مگر این که دوغ را بمعنی جغرات بے آب قرار دهند ۱۲ ۸؎ مأمول ای امید داشته شده ۱۲

حکایت یکی از پسران هارون الرشید پیش پدر آمد خشم آلوده وگفت
ایک لڑکوں ہارون رشید کے سے آگے باپ کے آیا غصہ بھرا ہوا کہ میرے تئیں

که فلان سرهنگ زاده دشنام مادر داد هارون الرشید ارکان دولت را
فلانے سرہنگ زادے نے گالی ماں کی دی ہاروں رشید نے سرداروں دولت کے

گفت جزای چنین کسے چه باشد یکے اشارت بکشتن کرد ویکے
تئیں کہا بدلہ ایسے آدمی کا کیا ہوا ایک نے اشارہ واسطے مارنے کے کیا اور ایک

بزبان بریدن و دیگرے بمصادرت هارون گفت ای پسر
نے واسطے زبان کاٹنے کے اور دوسرے نے ڈانڈ لینے کے اور نکالدینے کے ہارون نے کہا اے بیٹے

کرم آنست که عفو کنی واگر نتوانی تونیزش دشنام مادر ده چندانکه از حد
بخشش یہ ہے کہ معاف کرے تو اور اگر نہ ہو سکے تو بھی اسکو گالی ماں کی دے یہانتک کہ حد سے

در نگذرد پس آنگه ظلم از طرف تو باشد ودعوی از قبل خصم **قطعه**
سے نہ گذرے پس اُس وقت ظلم تیری طرف سے ہووے اور دعوے طرف دشمن سے ہو

نه مردست آن بنزدیک خردمند
نہ مرد ہے وہ نزدیک دانا کے

که با پیل دمان پیکار جوید
کہ ساتھ ہاتھی مست کے لڑائی ڈھونڈھے

بلے مرد آنکس ست از روی تحقیق
ہاں ہے مرد وہ شخص ہے از روئے تحقیق کے

که چون خشم آیدش باطل نگوید
کہ جو غصہ آوے اُس کو بیہودہ نہ کہے

حکایت با طائفهٔ بزرگان بکشتی نشسته بودم زورقے در پے ما غرق
ساتھ ایک گروہ بزرگوں کے بیچ ایک ناؤ کے بیٹھا تھا میں ایک ڈونگی پیچھے ہمارے ڈوب گئی

شد دو برادر بگردابے افتادند یکی از بزرگان ملاح را گفت بگیر این هر دو
دو بھائی بیچ ایک بھنور کے پڑ گئے ایک نے بزرگوں سے کہا ملاح کے تئیں کہ پکڑ ان دونوں کے

راکه بهر یکے پنجاه دینارت بدهم ملاح در آب رفت تا یکے را
تئیں کہ عوض ہر ایک کے پچاس دینار تجکو دونگا میں ملاح بیچ پانی کے گیا تو ایک کے تئیں

۱ هارون رشید نام بادشاهی ست از خلفائی عباسیه کنیت او ابوجعفر برادر موسی ابن هادی بن محمد است ۱۲ ۲ سرهنگ بالفتح وکاف فارسی پیشرو ومقدم کار که عمل بر دست او باشد ۱۲ کشف ۳ مصادرت مال کسے را بعوض تقصیر گرفتن تفصیل آن سابق گذشت ۱۲ ۴ دمان دمنده وجوشنده واین لفظ در صفت پیل ومار ورود دریا واقع شود وصاحب فرهنگ جهانگیری گوید دمان اول مفتوح سه معنی دارد اول فریاد کنان بودن از شادی مفرط یا غضب بسیار دوم نیز رفتن سوم بمعنی دمیدن آمده است ۱۲ ۵ باطل درست دوروغ یعنی پایل شده وخشمناک جنگ پیوستن صاحب دانش این شجاعت ومردانگی نیست بلکه نزدیک خردمندان مرد آن کس باشد که وقت خشم وغضب عقل بمصلحت آرد وقول نگوید

برہانید آن دیگر ہلاک شد گفتم بقیّت عمرش نماندہ بود ازاں در گرفتن او
چھڑایا وہ دوسرا ہلاک ہوا کہا میں نے باقی عمر اس کی نہ رہی تھی اس سبب سے

تقصیر کردی و دران دیگر تعجیل ملاح بخندید و گفت این چہ
بیچ پکڑنے اس کے سستی کی تو نے اور بیچ اُس دوسرے کے جلدی ملاح ہنسا اور کہا یہ جو

تو گفتی یقین ہست و سببے دیگر ہست گفتم آن چیست گفت میل
کہا تو نے یقین ہے اور ایک سبب دوسرا ہے کہا میں نے وہ کیا ہے کہا خواہش

خاطر من برہانیدن این یکی بیشتر بود کہ وقتے در بیابان ماندہ بودم مرا بر شترے
خاطر میری کے واسطے چھڑانے اس ایک کے زیادہ تھی کہ ایک وقت بیچ ایک جنگل کے رہا یعنی تھک گیا تھا

نشاند و از دست آن دگر تازیانہ خوردہ بودم در طفلی گفتم صَدَقَ اللّٰہُ تعالےٰ
میں مجھکو اوپر ایک اونٹ کے بٹھلایا اور ہاتھ اس دوسرے سے کوڑا کھایا تھا میں نے بیچ لڑکائی کے کہا سچ کہا اللہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا۔ قطعہ
برتر نے کہ جو شخص کرتا ہے کام نیک پس واسطے ذات اپنی کے اور جو شخص کہ بد کرتا ہے پس اوپر اس کے ہے

تا توانی درون کس مخراش
جب تک سکے تو دل کسی کا مت ستا

کاندرین راہ خارہا باشد
کہ بیچ اس راہ کے کانٹے ہوں

کار درویش مستمند[1] بر آر
کام فقیر آرزو مند کا بر لا

کہ ترا نیز کارہا باشد
کہ تیرے تئیں بھی کام ہوں

حکایت دو برادر یکے خدمت سلطان کردے و دیگر بسعی بازو نان خوردے
دو بھائی ایک بادشاہ کی خدمت کرتا تھا اور دوسرا ساتھ کوشش بازو کے کھانا

بارے این توانگر گفت درویش راکہ چرا خدمت نکنی تا از مشقت کار کردن برہی
ایک مرتبہ اس دولتمند نے کہا فقیر کے تئیں کہ کیوں خدمت نہیں کرتا ہے تو کہ مشقت کام کرنے سے چھوٹے

گفت تو چرا کار نکنی تا از مذلت[2] خدمت رستگاری[3] یابی کہ خردمندان
تو کہا تو کیوں کام نہیں کرتا ہے تو کہ خواری خدمت کی سے خلاصی پاوے تو کہ دانا یوں نے

[1] در خبر ست کہ خداوند تعالیٰ جل شانہٗ وحی فرستاد بہ عیسیٰ علیہ السلام آیا ارادہ داری کہ با ملایکہ سیر و پرواز کنی بسوے آسمانہا گفت پروردگار من آرے ارشاد شد کہ لازم گیر پنج خصال شفقت ہمچو آفتاب و تواضع ہمچو زمین و سخاوت ہمچو دریا و حلم ہمچو کالبد مردہ دستر احوال ہمچو جنت ۱۲ سروری [1] مستمند بضم اول حاجتمند و غمگین کذا فی مدار الافاضل و تحقیق این ست کہ این لفظ مرکب است از مست بمعنے حاجت و مند کلمہ ایست مفید معنی مصاحبت ۱۲ [2] مذلت بفتحتین میم و ذال معجمہ تشدید لام خواری ۱۲ شرح [3] رستگاری بفتح را و سکون سین مہملتین و کاف فارسی بمعنے نجات و رہائی ۱۲

گفته اند که نانِ جو خوردن و نشستن به که کمرِ زرّین بخدمت بستن بیت

کہا ہے روٹی جو کی کھانا اور بیٹھنا بہتر کمر پٹکا زریں بیچ خدمت کے باندھنا

بدست آہک تفتہ کردن خمیر | به از دست بر سینه پیشِ امیر قطعه

بیچ ہاتھ کے چونا گرم کیا ہوا کرنا خمیر | بہتر ہاتھ سے اوپر سینے کے آگے امیر کے

عمرِ گران مایه درین صرف شد | تا چه خورم صیف و چه پوشم شتا

عمر بیش قیمت بیچ اس کے خرچ ہوئی | تو کیا کھاؤں میں گرمی میں اور کیا پہنوں میں جاڑے میں

اے شکمِ خیره بنانے بساز | تا نکنی پشت بخدمت دوتا

اے دلیر پیٹ ساتھ ایک روٹی کے موافقت کر | اسواسطے کہ نہ کرے تو پیٹھ بیچ خدمت کے ٹیڑھی

حکایت کسی مژده پیشِ نوشیروانِ عادل برد و گفت شنیدم که

کوئی شخص خوشخبری آگے نوشیرواں عادل کے لے گیا اور کہا سنا میں نے کہ فلانے

فلان دشمنِ ترا خدای تعالی برداشت گفت هیچ شنیدی که مرا بگذاشت فرد

دشمن تیرے کے تئیں خدائے برتر نے اٹھایا کہا کچھ سنا تو نے کہ میرے تئیں چھوڑا

مرا بمرگِ عدو جای شادمانی نیست | که زندگانیِ ما نیز جاودانی نیست

جو مرا دشمن جگہ خوشی کی نہیں ہے | کہ زندگانی ہماری بھی ہمیشہ کی نہیں ہے

حکایت گروهے حکما در بارگاهِ کسری به مصلحتے در سخن همی گفتند و بزرجمهر

ایک گروہ حکیموں کا بیچ بارگاہ نوشیرواں کے ساتھ ایک مصلحت کے بات کہتے تھے اور بزرجمہر

که مهترِ ایشان بود خاموش بود سوال کردندش که با ما درین بحث چرا

کہ سردار انکا تھا چپ تھا سوال کیا اسکو کہ ساتھ ہمارے بیچ اس گفتگو کے کیوں بات

سخن نگوئی گفت وزیران بر مثالِ اطبا اند و طبیب دارو ندهد مگر به سقیم

نہیں کہتا ہے تو کہا وزیر مانند حکیموں کے ہیں اور طبیب دوا نہیں دیتا ہے لیکن بیمار کو

پس چون بینم که رائیِ شما بر صواب است مرا بر سر آن سخن گفتن حکمت نباشد مثنوی

پس جو دیکھتا ہوں میں کہ تدبیر تمہاری اوپر راستی کے ہے میرے تئیں اوپر سر اسکے بات کہنا حکمت نہ ہووے

لہ جاکہ کمر در اصل بمعنی میان ست بمعنی بندے کہ بر میان بندند مجازاً شہرت یافتہ است ۱۲ لہ آہک بر وزن مالک چونہ صدف و مانند آن کہ از آنی الاسکندریہ ہست بہندو ہویدا نیست بیت سعدی ع بدست آہک تفتہ کردن خمیر ۱۲ مدار الافاضل لہ خیرہ شوخ و بے ادب و سرکش و سخن ناشنوا ۱۲ ان و برہان و مراد از شکم خیرہ آنکہ شکمش سیر نشود و قناعت نکند ۱۲ سروری لہ کسریٰ بفتح کاف و کسر آن دیگر معرب خسرو بکسر خای معجمہ لقب بادشاہان فارس چنانچہ قیصر لقب ملوک روم و نجاشی لقب ملوک حبش و فرعون لقب ملوک مصر و خاقان لقب ملوک چین و ترک نسبت کردہ کسرے بر دو آیہ حبش بر خلاف قیاس اکاسرآید چہ قیاس مقتضی این بود کہ جمع کسردان بفتح را باشد بجو عیسون و موسون لقبیہ سین ۱۲ سل ۱۲

چو کارے بی فضول[۱] من بر آید
جو کوئی کام بغیر بولنے میرے کے برآوے
وگر بینیم کہ نابینا و چاہ است
اور جو دیکھوں میں کہ اندھا اور کنواں ہے

مرا در وے سخن گفتن نشاید
میرے تئیں بیچ اس کے بات کہنا نہ چاہئے
اگر خاموش بنشینم گناہ است
اگر چپ بیٹھوں میں گناہ ہے

حکایت ہارون الرشید را چون ملک مصر مسلم شد گفتا
ہاروں رشید کے تئیں جو ملک مصر کا تسلیم کیا گیا ہوا کہا

بخلاف آن طاغی[۲] کہ بغرور ملک مصر دعوی خدائی کرد نہ بخشم این ملک
اوپر خلاف اس حد سے گذرنیوالے کے ساتھ غرور ملک مصر کے دعویٰ خدائی کا کیا نہ بخشوں میں اس ملک

را الا بہ خسیس ترین بندگان سیاہے واشت خصیب نام ملک مصر
کے تئیں مگر ساتھ کمتر ین بندوں کے ایک حبشی رکھتا تھا خصیب نام ملک مصر

بوی ارزانی[۳] داشت آوردہ اند کہ عقل و درائیت او تا بجائے بود
اس کو ارزانی رکھا یعنی بخش دیا نقل کرتے ہیں عقل اور دانائی اس کی اس جگہ تک تھی

کہ طائفہ حراث[۴] مصر شکائیت آوردندش کہ پنبہ کاشتہ بودیم
کہ ایک گروہ کسانوں مصر کے نے گلہ لائے اسکو کہ روئی بوئی تھی ہم نے

بر کنار نیل باران بے وقت آمد و تلف شد گفت پشم بایستے کاشت تا
اوپر کنارہ نیل کے مینہ بے روت برسا اور تباہ ہوئی کہا اُون چاہئے تھا بونا تو

تلف[۵] نشدے صاحبدلے[۶] این کلام بشنید و گفت مثنوی
تباہ نہ ہوتی ایک صاحب نے یہ کلام سُنا اور کہا

اگر روزی بدانش بر فزودے
اگر روزی ساتھ عقل کے زیادہ ہوتی
بنادانان[۷] چنان روزی رساند
بیوقوفوں کو ایسی روزی پہنچاتا ہے

زنادان تنگ روزی تر نبودے
نادان سے کوئی تنگ روزی زیادہ نہ ہوتا
کہ دانا اندران حیران بماند مثنوی
کہ دانا بیچ اس کے حیران رہتا ہے

۱؎ نسخہ فضولے بضم اوّل ویائے مصدری شائع است اما چنین تحقیق شدہ کہ فضول بضم جمع فضل است بمعنی زیادت وفضولی بیای نسبت شخصے را گویند کہ بچیز ہائے زائد ولایعنی مشغول شدہ باشد صاحب جامع الرموز فضول بفتح اول مبالغہ فاضل گفتہ است ۱۲ ۲؎ طاغی مشتق از طغیان بمعنی متکبر واز حد درگذرندہ در کفر وعصیان و برتری جویندہ مراد از فرعون است ۱۲ ۳؎ ارزانی بمعنے گرانی و بمعنے رواج وسزاوار ولایق شائع است ۱۲ سرورے ۴؎ حراث بضم حا ودا مشدد وحملبتین جمع حارث بمعنے زراعت کنندہ ۱۲ ۵؎ مراد ازین اظہار عقل خواج بود ۱۲ ۶؎ شعور اکثر نسخ تنگتر روزی نوشتہ است وشک نیست کہ این نسخہ بے سا .... صورت جو اندارد و نوراللہ جاری ۱۲

بخت و دولت بکاردانی نیست
نصیب اور دولت ساتھ کام جاننے کے نہیں ہے
کیمیاگر بغصہ مانده و رنج
کیمیاگر بیچ غصے کے رہتا ہے اور رنج کے
اوفتادست در جہان بسیار
پڑا ہے بیچ جہان کے بہت

جز بتائید آسمانی نیست
سوائے مدد آسمان کے نہیں ہے
ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
احمق نے بیچ اُجاڑ کے پایا خزانہ
بے تمیز ارجمند و عاقل خوار
بے عقل صاحب درجہ اور عقلمند ذلیل

حکایت یکے را از ملوک کنیزک چینی آوردند خواست تا در حالت
ایک کے تئیں بادشاہوں سے لونڈی چین کی لائے چاہا تو بیچ حالت
مستی با وے جمع آید کنیزک ممانعت کرد ملک در خشم رفت و مر او را بہ
مستی کے ساتھ اس کے جمع آوے لونڈی نے منع کیا بادشاہ بیچ رنج کے گیا اور خاصکر اُس کے
سیاہے بخشید فراش کہ لب زبرینش از پرۂ بینی درگذشتہ بود و
تئیں ساتھ ایک حبشی کے بخش دیا حبشی کے ہونٹھ اوپر کا اُسکا نتھنے سے ناک کے درگذر تھا اور
زیرینش بگریبان فروہشتہ ہیکلے صخرۂ جنی
نیچے کا اسکا گریبان سے نیچے لٹکا ہوا ایک ایسی شکل کہ صخرہ جنی
از طلعت او برمیدے و عین القطر از بغلش بگندیدے فرد
دیکھنے اُس کے سے بھاگتا تھا اور چشمہ گندھک کا بغل اُس کی سے بدبو دیتا تھا

تو گوئی تا قیامت زشت روئی
کہے تو قیامت تک بد شکل ہونا
شخصے نہ چنان کریہ منظر
کوئی شخص نہیں ایسا بد شکل
وانگہ بغلے نعوذ باللہ
اور اسوقت ایک بغل پناہ لیجاتا ہیں ہم بیچ طرف اللہ کے

بروختم ست و بر یوسف نکوئی قطعہ
اوپر اُس کے ختم ہے اور اوپر یوسفؑ کے خوبصورتی
کہ زشتی او خبر توان داد
کہ زشتی اس کی سے خبر سکے دینا
مردار بآفتاب مرداد
جیسے مردار ہوتا ہے بیچ دھوپ بھادوں کے

لہ مراد از تائید آسمانی تائید الٰہی و نکتہ درین تغیر فقط ادب ست در علم معانی بشہر و عگیاں شد ۱۲ ؎ گنج بضم کاف فارسی و سکون نون اخبار زرکہ [illegible] دفن کنند ۱۲ ؎ ارجمند بفتح ہمزہ ویا جیم موقوف عزیز و گرامی و صاحب قدر و مرتبہ و برو مستند و بمعنے صاحب و خداوند ست ۱۲ ؎ تحتم بجائے مہملہ و شین منقوطہ در رنج انگندان ۱۲ ؎ ج پرہ بیائے فارسی بمعنے طرف و کنارہ ہر چیز چون پرہ قفل و پرۂ بینی ۱۲ ؎ ہیکل بفتح ہا و کاف صورت و شکل ۱۲ ؎ ش نقطہ جنے بطریق صفت بیان صخرہ واقع شدہ جنی [illegible] ست و فیتکہ جنس خوانند حن گویند [illegible] فرشی از ین جنس باشد جنی گویند مانند مہندی دردی کہ بردن ہا جمع سے آرند دبا حرف یا در اردو مستعمل میشود ۱۲

آوردہ اند کہ دران مدّت سیاہ را نفس طالب بود و شہوت غالب

نقل کرتے ہیں کہ بیچ اُس مدت کے حبشی کے تئیں نفس خواہش کرنیوالا تھا اور شہوت غالب تھی

مهرش بجنبید مهرش[۵] برداشت تا بامدان کہ ملک کنیزک را بجست و نیافت

شہوت اُسکی نے جوش کیا اور بکارت اُسکی اٹھائی تو صبح کے وقت کہ بادشاہ نے لونڈی کے تئیں ڈھونڈھا اور

ماجرہ بگفتندش خشم بگرفت و فرمود تا سیاہ را با کنیزک استوار بہ بندند و از

نپایا لوگوں نے اُسکا حال اُس سے کہا غصہ پکڑا اور فرمایا تو حبشی کے تئیں ساتھ لونڈی کے مضبوط باندھیں اور

بام جوسق[۶] قلعہ بقعر خندق در اندازند یکے از وزرای نیک محضر آنجا بود روے

کوٹھے بلند سے بیچ گہرائی خندق کے ڈالیں ایک وزیروں نیک ذات سے اس جگہ تھا منہ

شفاعت بر زمین نہاد و گفت سیاہ بیچارہ را درین خطائے نیست کہ

بخشانے کا اوپر زمین کے رکھا اور کہا حبشی بیچارے کے تئیں بیچ اس کے خطا نہیں ہے کہ تمام

سائر بندگان بنوازش خداوندی متعوّد اند گفت اگر در مفاوضت او شبی تاخیر

بندے ساتھ سرفرازی صاحبی کے عادت کئے گئے ہیں کہا اگر بیچ مجامعت اسکی کے ایک رات ڈھیل

کردے چہ شدی کہ من او را افزون تر از بہای کنیزک بدادمے گفت اے

کرتا کیا ہوتا کہ میں اِس کے تئیں زیادہ تر لونڈی کی قیمت سے دیتا ہوں کہا اے صاحب

خداوند آنچہ فرمودی معلوم ست لیکن نشنیدی کہ حکما گفتہ اند درین معنی قطعہ

جو کچھ فرمایا تونے معلوم ہے لیکن نہیں سُنا ہے تونے کہ حکیموں نے کہا ہے بیچ اس بات کے

تشنهٔ سوختہ بر چشمهٔ روشن چو رسد

پیاسا جلا ہوا اوپر چشمۂ روشن کے جو پہنچے

تو مپندار کہ از پیل دمان[۱] اندیشد

تو مت جان کہ ہاتھی مست سے اندیشہ کرے

ملحد[۲] گرسنہ در خانہ خالی بر خوان[۳]

کافر بھوکا بیچ گھر خالی بھرے ہوئے خوان کے

عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

عقل اعتبار نہیں کرتی ہے کہ رمضان سے اندیشہ کرے

ملک را این لطیفہ پسند آمد و گفت اکنون سیاہ را بتو بخشیدم کنیزک را

بادشاہ کے تئیں یہ بات پسند آئی اور کہا اب حبشی کے تئیں واسطے تیرے بخشا میں نے لونڈی کے تئیں

۱ دمان بفتح اول سہ معنی دارد اول فریاد کنان بعد از شادی مفرط یا غضب بسیار دوم تیز رفتن سوم معنی و میدان انجا مراد معنی اول ست ۱۲ ان ۲ ملحد از الحاد بمعنی برگشتن از دین و ایمان و مراد ازان کسے است کہ بدین و ایمان و احکام شرع سروکار ندارد ۱۲ ۳ پر خوان بضم بائے فارسی و کاہے بفتح بائے عربی ہم خواندہ شدہ ۱۲ مہروری ۵ مہرش بالضم بمعنی انگشتری و نیز نقشے کہ از انگشتری بر کاغذ سازند پس از مہر اول آلت تناسل حبیاہ ارادہ کردہ و از دوم بکارت کنیز و دیگر مہر اول را بالکسور الاول بمعنی محبت خواندہ ہیچ لطفے ندارد ازین معنی متفنن پر ظاہر ست ۱۲ ۶ جوسق بالفتح معرب کوشک بالضم دہر دو کاف تازی بمعنے بنائے بلند کہ بعربی آں را قصر گویند ۱۲ ب

چه کنم گفت کنیزک را هم بسیاه بخش که نیم خوردهٔ او هم[1] او را شاید **قطعه**

کیا کروں میں کہا لونڈی کے تئیں بھی ساتھ حبشی کے بخش کہ جھوٹا بھی اُس کا اسی کے تئیں چاہیئے

هرگز او را بدوستی مپسند — که رود جائے ناپسندیده

ہر گز اُس کے تئیں بیچ دوستی کے مت پسند کر — کہ جاوے جگہ ناپسندیدہ

تشنه را دل نخواهد آب زلال — نیم خورده[2] دهان گندیده

پیاسے کے تئیں دل نہیں چاہتا ہے میٹھا پانی — جھوٹا منہ گندہ دہن کا

حکایت اسکندر[1] رومی را پرسیدند دیارِ مشرق و مغرب را

سکندر رومی کے تئیں پوچھا شہروں مشرق اور مغرب کے تئیں

بچه گرفتی که ملوک پیشین را خزائن و عمر و ملک و لشکر بیش ازین بود

کس طرح لیا تو نے کہ بادشاہوں اگلوں کے تئیں خزانہ اور عمر اور ملک اور لشکر زیادہ اس سے تھا

و چنین فتحے میسر نشد گفت بعون خدائے[3] عز و جل هر مملکتے را

اور ایسی ایک دفعہ فتح میسر نہ ہوئی کہا ساتھ مدد خدائے غالب اور بزرگ کے جس ملک کے

که بگرفتم رعیتش را نیازردم و رسوم خیرات گذشتگان باطل

تئیں کہ لیا میں نے رعیت اُس کی کو نہ آزردہ کیا میں نے اور رسموں نیک گذرے ہوؤں کو

نکردم و نام پادشاهان جز به نیکوئی نبردم **بیت**

برباد نہ کیا میں نے اور نام بادشاہوں کا سوائے نیکی کے نہ لے گیا میں

بزرگش نخوانند اهل خرد — که نام بزرگان بزشتی برد **قطعه**

بزرگ اس کو نہ کہیں گے صاحب عقل — کہ نام بزرگوں کا ساتھ زبونی کے لیجاوے

این همه هیچ است چون می بگذرد — بخت و تخت و امر و نهی و گیر[2] و دار

یہ سب ہیچ ہے جو گذرتا ہے — نصیب اور تخت اور حکم اور منع کرنا اور فرمانبرداری

نام نیک رفتگان ضائع مکن — تا بماند نام نیکت برقرار[4]

نام نیک گئے ہوؤں کا تباہ مت کر — تو رہے گا نام نیک تیرا قائم

[1] اسکندر رومی نام بادشاہی کہ صد سال حکمرانی کرد عمرش بیک صد و سی سال رسیدہ بود و اختلاف ست علما را در نبوتش و صحیح آنست کہ ملک عادل بود او را ذو القرنین میگفتند ازانکہ مالک شد زمین را بدو قرن یعنی مشرق و مغرب یا آنکہ دو قرن سلطنت نمود و در علم سیاست و حکمت شاگرد ارسطاطالیس بود و مالک شدہ بود ربع مسکون را و سیر نمودہ ست بخضر علیہ السلام ظلمت را در مدت چہل روز با خضر شش ہزار اسپ مادہ با کرہ کہ میدیدند در تاریکی و شش ہزار مرد تیز ہوش و بدست شان استخوان حوالہ کردہ فرمود کہ جائی آواز کند آنجا فرود آیندہ چنانچہ بر زمینے رسیدند در آنجا ہر مشک و زعفران مے آمد معلوم کردند جستجو کنان ہمیں جاست آن استخوان را ندا اختند آواز داد و زندہ شد خضر ۲ ازان چشمہ آب خورد و سکندر تشنہ باز آمد ۱۲

[2] خورو [3] اللہ [4] پائیدار

ے بے داد عطف یعنی فرمانبری

باب دوم در اخلاق درویشاں

باب دوسرا بیچ خلق فقیروں کے

حکایت یکے[۱] از بزرگان گفت پارسائے راچہ گوئی در حق فلان

ایک نے بزرگوں سے کہا ایک فقیر کے تئیں کیا کہتا ہے تو بیچ حق فلانے

عابد کہ دیگران در حق وے بطعنہ سخنہا گفتہ اند گفت بر ظاہرش

عابد کے کہ دوسروں نے بیچ حق اس کے ساتھ طعنے کے باتیں کہی ہیں کہا اوپر ظاہر

عیب نمی بینم و در[۲] باطنش غیب نمیدانم قطعہ

اس کے عیب نہیں دیکھتا ہوں میں اور بیچ باطن اُسکے کے غیب نہیں جانتا ہوں میں

ہر کرا جامہ پارسا بینی

جس کسی کے تئیں جامہ پرہیزگار دیکھے تو

پارسادان و نیکمرد انگار[۳]

پارسا جان اور نیک مرد معلوم کر

ور[۴] ندانی کہ در نہانش[۵] چیست

جو نہ جانتے تو کہ بیچ پوشیدگی اُسکی کے کیا ہے

محتسب را درون خانہ چہ کار

ڈنڈے کے تئیں بیچ گھر کے کیا کام

حکایت درویشی را دیدم کہ سر بر آستان[۶] کعبہ می مالید و می نالید و

ایک فقیر کے تئیں دیکھا میں نے کہ سر اوپر چوکھٹ کعبہ کے ملتا تھا اور روتا تھا اور

میگفت کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم وجہول چہ آید قطعہ

کہتا تھا کہ اے گناہوں کے بخشنے والے اے مہربانی کرنیوالے تو جانتا ہے کہ ظالم اور جاہل سے کیا آوے

عذر تقصیر خدمت آوردم

عذر تقصیر خدمت کا لایا میں

کہ ندارم بطاعت استظہار

کہ نہ رکھوں میں ساتھ بندگی کے پشتی

عاصیان از گناہ توبہ کنند

گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں

عارفان از عبادت استغفار

عارف بندگی سے استغفار کرتے ہیں

عابدان جزائی طاعت خواہند و بازرگانان بہائی بضاعت[۷] من

عابد بدلا بندگی کا چاہتے ہیں اور سوداگر قیمت پونجی کی میں

[۱] ظاہر آنست کہ مراد یکی از بزرگاں یکے از اہلئے دنیا ست [۲] اس کہ اے آنچہ در باطنش موجود ست غیب است و غیب را نمیدانم [۳] اخیابان [۳] انگار بفتح ہمزہ کاف فارسی امر ست از انگاریدن انگاشتن زیرا کہ شین او امضارع بدال بدلی سے شود [۴] یک جزای این شرط محذوف است و علت آن بجای آن منصوب یعنی تجسس و تفتیش مکن چرا کہ محتسب را از خانہ دیگراں کار نیست پس نہی محتسب درون خانہ نباشد [۵] [۶] ظاہر آنست کہ مراد از آستان روبروے کعبہ است چہ آستان کعبہ رفیع است زانکہ کسے بر آں سر نہادہ سجدہ رود ۱۲ مرورے [۷] بضاعت پارہ ایکہ فرستادہ شود برائے تجارت و مراد درینجا متاعیست کہ فروختہ شود ۱۲ مرورے

بندہ امید آوردہ ام نہ طاعت و بدریوزہ آمدہ ام نہ بہ تجارت فقرہ

بندہ امید لایا ہوں میں نہ بندگی واسطے گداگری کے آیا ہوں میں نہ ساتھ سوداگری کے

اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِمَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ بیت

کر تو ساتھ ہمارے وہ چیز کہ لایق اسکے ہے تو اور نہ کر تو ساتھ ہمارے وہ جس کے ہم لایق ہیں

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم

جو مارے تو اور جو گناہ بخشے تو منہ اور سر اوپر چوکھٹ کی ہوں میں

بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی بر آنم

بندے کے تئیں حکم نہو جو کچھ فرماوے تو اوپر اُس کے ہوں میں

قطعہ بر در کعبہ سائلے دیدم

اوپر دروازے کعبہ کے ایک سائل کو دیکھا میں نے

کہ ہمیگفت و می گرستے خوش

کہ کیا اچھا کہتا تھا اور روتا تھا

می نہ گویم کہ طاعتم بپذیر

نہیں کہتا ہوں میں کہ بندگی میری قبول کر

قلم عفو بر گناہ ہم کش قطعہ

قلم بخشش کا اوپر گناہ میرے کے کھینچ

خلق در ملک خدا از ہمہ جنسے باشد

خلق بیچ ملک خدا کے سب ایک جنس سے ہوتے ہیں

صالحان خوردہ بگیرید کہ ما رندانیم

اے نیک لوگو عیب نہ پکڑو کہ ہم رند ہیں

گر کسے را عملے ہست و امیدے دارد

اگر کسی کے تئیں کوئی عمل ہے اور ایک امید رکھتا ہے

ما گدائیم درین ملک نہ بازرگانیم

ہم فقیر ہیں اس ملک میں نہ سوداگر ہیں ہم

حکایت عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روئے

عبد القادر گیلانی کو دیکھا رحمت ہو جیو خدا کی اوپر اُن کے بیچ خانہ کعبہ کے منہ

بر حصا نہادہ بود و میگفت ای خداوند ببخشائی و اگر مستوجب عقوبتم مرا

اوپر سنگریزے کے رکھے ہوئے تھے اور کہتے تھے ای صاحب بخش کر اور اگر لائق عذاب کے ہوں میں میرے تئیں

روز قیامت نابینا برانگیز تا در روی نیکان شرمسار نباشم قطعہ

روز قیامت کے اندھا اٹھا تو سامنے نیکوں کے شرمندہ نہ ہوں میں

روی بر خاک عجز می گویم

منہ اوپر خاک عاجزی کے کہتا ہوں میں

ہر سحر گہ کہ باد می آید

ہر صبح کے وقت کہ ہوا آتی ہے

۱؎ اے بکن با ما چیزے کہ تو لایق آنی و مکن با ما آنچہ در خور و سزائے آنیم یعنی نظر بر احوال ما مکن بلکہ بسوئے رحمت عامہ و شاملہ خود نظر فرما ۱۲ ۲؎ این قطعہ در ہیچیک از شروح و متون یافتہ نمی شود ۱۲ ۳؎ رند بالکسر منکر و منحرف و فتنہ و چاپلوسے و سر آمدہ و در محل دانا نیز مستعمل ۱۲ ۴؎ اے طالب عفو جرائم نہ طالب بدلائے بضاعت اے جزائے طاعت ۱۲ ۵؎ نام غوث الاعظم است کہ در کرامات و مقامات ولایت درجہ اعلیٰ داشت ۱۲ ۶؎ حرم گرد بگرد کعبہ کہ آنجا صید کشتن و کسے را ایذا رسانیدن درست نیست ۱۲ ۷؎ حصا بفتح حائے حطی و صاد مہملہ بمعنی سنگریزہا جمع عصاۃ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ای کہ ہرگز فرامشت نکنم | ہیچت از بندہ یاد می آید
اے کہ ہرگز بھولتا تجکو نہیں کرتا ہوں میں | کچھ تجکو بندے سے یاد آتی ہے

حکایت[۱] دزدی بخانۂ پارسائی درآمد چندانکہ طلب کرد چیزے نیافت دلتنگ
ایک چور بیچ گھر ایک فقیر کے آیا جتنا کہ طلب کیا کچھ نپایا دل تنگ

شد پارسا را خبر گلیمیکہ بران خفتہ بود در راہ دزد انداخت تا محروم نشود قطعہ
ہوا فقیر کے تئیں خبر ہوئی وہ کملی کہ اوپر اس کے سوتا تھا بیچ راہ چور کے ڈالی تو بے نصیب نہ جائے

شنیدم کہ مردانِ راہ خدا | دل دشمنان[۲] را نکردند تنگ
سنا میں نے کہ مردان راہ خدا نے | دل دشمنوں کے تئیں نہ کیا تنگ

ترا کے میسر شود این مقام | کہ با دوستانت خلافست وجنگ
تیرے تئیں کب میسر ہو یہ مقام | کہ ساتھ دوستوں کے تجھ کو خلاف ہے اور لڑائی

مودت اہل[۳] صفا چہ در روے وچہ در قفا نہ چنان کز پست عیب گیرند ودر پیشت میرند
دوستی اہل صفا کی برابر ہے روبرو اور پیچھے نہ ایسی کہ پیچھے تیرے سے عیب پکڑیں اور آگے تیرے قربان جاویں

فرد در برابر چو گوسفند سلیم | در قفا ہمچو گرگ مردم خوار فرد
بیچ برابر کے مانند دبنے سیدھے کے | بیچ پیچھے کے مانند بھیڑیئے آدمی کھانے والے کے

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد وشمرد | بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد
جو کوئی عیب اوروں کا آگے تیرے لایا اور گنا | بیشک عیب تیرا آگے اوروں کے لیجاوے گا

حکایت[۴] تنی چند از روندگان متفق در سیاحت بودند وشریک رنج
تن کتنے سالکوں سے اتفاق کرنیوالے بیچ سیر ملکوں کے تھے اور شریک رنج

وراحت خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند گفتم این از کرم اخلاق
اور راحت کے چاہا میں نے کہ رفاقت کروں انہوں نے موافقت نہ کی کہا میں نے یہ بخشش اور خلق

بزرگان بعیدست روی از مصاحبت مسکیناں بر تافتن وفائدہ
بزرگوں سے نادر ہے منہ صحبت داری سے فقیروں کی پھیرنا اور فائدہ

[۱] تعلق این حکایت بباب ازان ست کہ عارفاں را بالکافر امام چنانکہ بادشمناں ہم بستہ احسان باید بود وتفصیلش بحکایت ماقبل ازان کہ مفصل حکایت سابق بیان کردہ شد فروتنی وتذلل واستغفار جرائم خود از حضرت حق عزوجل بود درین حکایت تواضع وتذلل خود پیش مخلوق کہ دراں باعث خوشنودی حق تعالیٰ وعفو جرائم خود ست مذکور ۱۲ [۲] یعنی اہل صفا چنان نباشد کہ در پشت عیب کنند ودر پیش تو از خجالت آن عیب گفتن بمیرند ۱۲ [۳] خیابان [۴] ربط این حکایت بباب ازان ست کہ یکے از اخلاق درویشان ست عزلت وترک صحبت تا بجائے نخفہ در کرد ۱۲ [۵] سیاحت بالکسر سیر کردن در زمین ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دریغ داشتن کہ من در نفس خویش آں قدر قوت و سرعت ہمی
افسوس رکھنا کسواسطے کہ میں بیچ ذات اپنی کے اس قدر قوت اور چالاکی پہچانتا

شناسم کہ در خدمت مردمان یار شاطر باشم نہ بار خاطر شعر
ہوں میں کہ بیچ خدمت مردوں کے یار شوخ اور بیباک رہوئیں نہ بوجھ خاطر کا

اِنْ لَمْ اَکُنْ رَاکِبَ الْمَوَاشِیْ اگرچہ نہیں ہوں میں سوار ہونیوالا چارپایوں کا	اَسْعٰی لَکُمْ حَامِلَ الْغَوَاشِیْ دوڑونگا میں واسطے تمہارے درحالیکہ ہونگا اٹھانیوالا زین پوشونکا

یکے از انمیان گفت ازین سخن کہ شنیدی دلتنگ[۱] مدار کہ درین و زہا دزدے
ایک نے اُس درمیان سے کہا اس سخن سے کہ سُنا تو نے تنگ مت رکھ کہ بیچ ان دونوں کے ایک چور

بصورت درویشان بر آمدہ بود خود را در سلک صحبت ما منتظم کرد شعر
فقیروں کی صورت میں آیا ہے اور اپنے تئیں بیچ لڑی صحبت ہماری کے پرونا کیا

چہ دانند مردم[۲] کہ در جامہ کیست کیا جانتے ہیں آدمی کہ بیچ کپڑے کے کون ہے	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست لکھنے والا جانتا ہے کہ بیچ نامے کے کیا ہے

ازانجا کہ سلامت حال درویشان ست گمان فضولش[۳] نبردند
بحکم اس بات کے کہ سلامت حال فقیروں کا ہے گمان زیادہ گوئی اس کی کا

وبیاری قبولش کردند مثنوی
نہ لے گئے اور ساتھ یاری کے قبول اسکو کیا

صورت[۴] حال عارفان دلق ست ظاہر حال عارفوں کا گدڑی ہے	این قدر بس چو روئے در خلق ست اتنا ہی کافی ہے جو منہ بیچ خلق کے ہے
در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش بیچ عمل نیک کے کوشش کر اور جو کچھ چاہے تو پہن	تاج بر سر بنہ و علم بر دوش تاج اوپر سر کے رکھ اور علم اوپر کاندھے کے
ترک دنیا و شہوت ست و ہوس چھوڑنا دنیا کا اور شہوت کا ہے اور حرص کا	پارسائی نہ ترک جامہ و بس پارسائی چھوڑنا جامے کا ہے اور فقط

۱؎ دلتنگ بہمیں نمط متصل در نسخہا دیدہ شد و آنانکہ مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ ہستند منفصل زجداگانا می نویسند ۱۲ س ۲؎ مرادم اسم جنس ست مراد از و جمع مرادست و ارادہ بعضے افراد این چنین درست است چنانچہ ارادہ یک فرد ہم از ال جائز ست ۱۲ ۳؎ فضول زیادت از حدود چیزے نیک باشد خواہ بد و تعین ہر یکے باشد ۱۲ ۴؎ یعنی بر کسیکہ کیگر ر دے در خلق دارد متوقع جلب منافع درایشان ست این قدر برائے حصول مطلب کفایت میکند کہ صورت خود ہمچو صورت درویشان و لباس خود چون لباس ایشان بسازد و خلق را فریب دہد چندانکہ خواہد ۱۲

در قزاگند[1] مرد باید بود بیچ چلتے کے مرد چاہیئے ہونا	بر مخنث سلاح جنگ چه سود اوپر مخنث کے ہتھیار لڑائی کے کیا فائدہ

روزے تا بشب رفته بودیم و شبانگه در پائی حصارے خفته که دزد
ایک روز رات تک چلے گئے تھے ہم اور رات کے وقت نیچے ایک قلعے کے سوئے کہ چور
بی توفیق ابریق[2] رفیق برداشت که بطهارت میرود و خود بغارت رفته بود
بے توفیق نے چھاگل یار کی اٹھائی کہ واسطے جاضرور پھرنے کے جاتا ہوں اور واسطے لوٹنے کے جاتا تھا

ناسزائے که خرقه در بر کرد فقیر کو دیکھ کہ گدڑی بیچ بغل کے کی	جامهٔ کعبه را جل خر کرد جامہ کعبہ کے تئیں جھول گدھے کی کی

چندانکه از نظر درویشان غائب شد ببرجی برفت و درجے[3] بدزدید
یہاں تک کہ نظر فقیروں سے غائب ہوا بیچ ایک کوٹھی کے گیا اور ایک ڈبا چرایا
تا روز روشن شد آن تاریک رو مبلغے[4] راه رفته بود و رفیقان بیگناه خفته
تو دن روشن ہوا وہ اندھیاری کا چلنے والا بہت راہ گیا تھا اور یار بے گناہ سوئے ہوئے
بامدادان همه را بقلعه در آوردند و بزدند و بزندان کردند از آن تاریخ باز
صبحدم سب کے تئیں بیچ قلعے کے لائے اور مارا اور بیچ قید خانے کے کیا اس تاریخ سے
ترک صحبت گفتیم و طریق عزلت گرفتیم اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ برخواندیم
چھوڑنا صحبت کا کہا ہم نے اور راہ گوشہ نشینی کی پکڑی ہم نے سلامتی تنہائی میں سے

قطعه

چو از قومی یکے بیدانشی کرد جو ایک قوم سے ایک نے نادانی کی	نه که را منزلت ماند نه مه را نہ چھوٹے کے تئیں مرتبہ رہے نہ بڑے کے تئیں
نمی بینی که گاوے در علف زار نہیں دیکھتا ہے تو کہ ایک بیل بیچ سبزہ چرنے کے	بیالاید همه گاوان ده را[5] آلودہ کرے تمام بیلوں گاؤں کے تئیں

گفتم سپاس و منت خدائے را عزوجل که از فوائد درویشان محروم نماندم
کہا میں نے شکر احسان خدا کے تئیں کہ غالب اور بزرگ ہے کہ فائدوں فقیروں سے بے نصیب نہ رہا میں

۱ قزاگند بفتح قاف بمعنے لحاف دوز سکنه لیست نوعے از پوشش سلاحے که او را ابریشم پر کرده باشد تا وقتے که بر وے تیغ و تبر کار نکند ۱۲ ۲ ابریق بکسر معرب آبریز بقصر همزه است که مخفف آبریز است یعنی همزه کو نقل کیا ... و آبریز طهارت خانه ... نیز آمده است ۱۲ ۳ درج بضم ... درجیکه پیرایه و زیور زنان در جواهر در آن باشد ۱۲ ۴ بیابان و صحرا ... ۵ مبلغے بسیا ... وحدت فقطیت کردر کل کثرت استعمال میشود ۱۲ ... ۶ ده بکسر کاف عربی و سکون ... یعنی بیالاید ... گاوان را چه پرگناه ... یک گاو مثلاً در چراگاه در آید ایشان همه را در حفظ و حراست خود نگاه دارد همچنین مالک چراگاه چون یک گاو را در کشت زارے بیند همه گاوان را از آن ناحیه براند ۱۲ کش

اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم بدین حکایت کہ گفتی مستفید
اگرچہ بیچ ظاہر کے صحبت سے جدا پڑگیا ہیں ساتھ اس بات کے کہ کہی تو نے فائدہ مند

گشتم وامثال مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید مثنوی
ہوا ہیں اور مانند ہمارے لوگوں کے تمام عمر یہ نصیحت بیچ کام کے آوے

بہیک نا تراشید در مجلسے
ساتھ ایک احمق کے بیچ ایک مجلس کے

برنجد دل ہوشمندان بسے
رنجیدہ ہوتا ہے دل بہت علقمندوں کا

اگر برکۂ پر کنند از گلاب
اگر ایک حوض بھریں گلاب سے

سگے در وے افتد شود منجلاب[1]
ایک کتا بیچ اس کے پڑے ہو جائے ناپاک

حکایت[2] زاہدے مہمان پادشاہے بود چون بطعام بنشستند کمتر
ایک زاہد مہمان ایک بادشاہ کا تھا جو واسطے کھانے کے بیٹھے تھوڑا

ازان خورد کہ ارادت او بود وچون بنماز برخاستند بیشتر ازان کرد کہ
اُس سے کھایا کہ ارادہ اُسکا تھا اور جو واسطے نماز کے اُٹھے زیادہ اُس سے ادا کی

عادت او بود تا ظن صلاح در حق وے زیارت کنند فرد
کہ عادت اُس کی تھی تا گماں نیکی کا بیچ حق اس کے کے زیادہ کریں

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی[3]
ڈرتا ہوں کہ نہ پہنچیگا تو بیچ کعبے کے اے اعرابی

کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست
کہ واسطے کہ یہ راہ کہ جاتا ہے تو طرف ترکستان کے ہے

چون بمقام خود آمد سفرہ[4] خواست تا تناولے کند پسرے داشت صاحب
جو بیچ مقام اپنے کے آیا دسترخوان چاہا اس لئے کہ کھانا کھاوے ایک لڑکا رکھتا تھا صاحب

فراست گفت ای پدر در مجلس سلطان چرا طعام نخوردی گفت در نظر ایشان چیزے
عقل کہا اے باپ بیچ مجلس بادشاہ کے کیوں نہ کھانا کھایا تو نے کہا بیچ نظر انہوں کے کچھ

نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزے نکردی کہ بکار آید قطعہ
نہ کھایا میں نے کہ بیچ کام کے آدے کہا نماز کے تئیں بھی پھر پڑھ کہ کچھ نہ کیا تو نے جو بیچ کام کے آوے

[1] منجلاب بفتح اول وسکون دوم وجیم تازی مفتوح گوئے کہ پس حما جہاد مطبخہا وامثال آن کنند تا آبہائے چرکین دران جمع شود ۱۲ [2] تعلق این حکایت بباب ازاں ست کہ یکے از اخلاق درویشاں ترک ریاست ست در تلبش بحکایت سابق ازاں کہ این حکایت در بیان دزد لباسی ست وحکایت سابق در بیان دزد حقیقی ودزد لباسی عبارت از فقیر ریاکار ست وآن بدتر واجب الاحتراز ست از دزد حقیقی ۱۲ [3] اعرابی لفظے ست منسوب بسوئے اعراب کہ بمعنے تازیان بیابان باشی ست وآن کسانے اند کہ خانہ وسکون ومادائے او بود باشی شان در بیابان باشند ۱۲ [4] سفرہ بالضم معروف اے دستارخوان وطعام مسافر ۱۲ ص

اے ہنرہا نہادہ بر کف دست
اے ہنروں کو رکھا اوپر ہتھیلی کے
تا چہ خواہی خریدن ای مغرور
تو کیا چاہتا ہے مول لینا اے مغرور

عیبہا برگرفتہ زیر بغل
عیبوں کو دبائے ہوئے نیچے بغل کے
روز درماندگی بہ سیم دغل[1]
روز عاجزی کے ساتھ روپے کھوٹے کے

حکایت[2] یاد دارم کہ در ایام طفولیت متعبد بودم و شب خیز
یاد رکھتا ہوں میں بیچ زمانے لڑکائی کے عبادت کرنے والا تھا میں اور رات کا اٹھنے والا
و مولع زہد و پرہیز تا شبے در خدمت پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ
اور حرص کرنیوالا زہد اور پرہیز کا تو ایک رات بیچ خدمت باپ کے رحمت ہووے اللہ کی اوپر اُن کے
بودم و ہمہ شب دیدہ برہم نہ بستہ و مصحف عزیز[1] بر کنار گرفتہ و
بیٹھا تھا میں اور تمام رات آنکھ آپس میں نہ بند کی اور کتاب عزیز اوپر گود کے لئے ہوئے اور ایک
طائفہ گرد ما خفتہ پدر را گفتم ازین جماعت یکے سر برنمیدارد کہ دوگانہ بگذارد[1]
گروہ گرد ہمارے ہوئے باپ کے تئیں کہا میں نے اس گروہ سے ایک سر نہیں اٹھاتا ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے
چنان خواب[2] غفلت بردہ اند کہ تو گوئی نخفتہ اند کہ مردہ اند گفت
ایسے خواب غفلت کے لیگئے ہیں کہ کہے تو نہیں سوئے ہیں بلکہ مرے ہوئے ہیں کہا
جان[3] پدر اگر تو نیز بخفتی ازان بہ کہ در پوستین خلق افتی قطعہ
اے جان باپ کے اگر تو بھی سوتا اُس سے بہتر کہ بیچ عیب خلق کے پڑتا

نہ بیند مدعی جز خویشتن را
نہیں دیکھتا ہے مدعی سوائے اپنے کے تئیں
کہ دارد پردۂ پندار در پیش
کہ رکھتا ہے پردہ غرور کا آگے
گرت چشم خدا بینی ببخشند
اگر تجھ کو آنکھ خدا دیکھنے کی بخشتے
نہ بینی ہیچکس عاجز تر از خویش
نہ دیکھے تو عاجز زیادہ اپنے سے کسی کو

حکایت یکی را از بزرگان[1] بمحفلی اندر ہمی ستودند و در اوصاف جمیلش
ایک کے تئیں بزرگوں سے بیچ ایک مجلس کے تعریف کرتے تھے اور بیچ صفتوں خوبی اُس کی کے

---

[1] دغل بفتحتین جنگل کذافی المؤید و دلتاج بمعنی عیب و فساد است و غاربیان بمعنی سیم ناسرہ و خاشاک کہ بمطبخ و حمام شوزندش نیز آوردہ اند و قصب کذافی الشرح نامہ دور آب دغل نیک باید آمیختہ از ہر چیزیکہ باشد نوشتہ و از شیخ بمعنی حیلہ گو منقول ست [2] حاصل این حکایت آنست کہ از اخلاق عارفان یکے اینست کہ در عیب بینی و خردہ گیری مردم نیعتد و این وجہ ایراد است درین باب و وجہ ربطش بحکایت سابق ازانکہ ہر گاہ کہ ترک ریا ... محل حکایت سابق ... نمودے عیب جوئی و خردہ گیری کہ حاصل باین حکایت است خوبے کرد و خردہ گیری برائے کسے بکار آید کہ خود را زاہد ایدہ ۱۲ اسد گرداند براست ربدال در عوام غلط مشہور است ۱۲ نور اللہ احمرائے

مبالغت همیکردند سر برآورد و گفت من آنم که من دانم شعر
مبالغہ کرتے تھے سر اٹھایا اور کہا میں وہ ہوں میں کہ میں جانوں میں

کُفِیتَ اَذًی یَا مَنْ تَعُدُّ مَحَاسِنِی
کفایت کیا گیا ہے تو ایذا کے تئیں اے وہ شخص کہ شمار کرتا ہے تو نیکوں

عَلَانِیَتِی هٰذَا وَلَمْ تَدْرِ بَاطِنِی
اور ظاہر میرا یہ ہے اور نہ دریافت کیا تونے باطن میرے کے تئیں

قطعہ
شخصم بچشم عالمیان خوب منظرست
ذات میری بیچ آنکھ خلق کے خوب جائے نظر ہے

وز خبث باطنم سر خجلت فتادہ پیش
اور بدی باطن کی سے ہوئیں سر شرمندگی کا یکے ہوئے آگے

طاؤس را بہ نقش و نگاری کہ ہست خلق
طاؤس کے تئیں ساتھ اس نقش و نگار کے کہ ہے پیدائش

تحسین کنند و او خجل از پای زشت خویش
لوگ تعریف کرتے ہیں اور وہ شرمندہ پاؤں زبون اپنے سے

حکایت یکی از صلحای کوہ لبنان کہ مقامات او در دیار عرب مذکور بود
ایک صالحوں سے پہاڑ لبنان کے کہ بزرگی اسکی بیچ شہر عرب کے ذکر کی گئی تھی

و کرامات او مشہور بجانب دمشق درآمد بر کنار برکۂ کلاسہ طہارت ہمی ساخت
اور کرامات اس کی مشہور طرف دمشق کے آیا اوپر کنارے حوض کلاسہ کے وضو کرتا تھا

پایش بلغزید بحوض درافتاد و بہ مشقت بسیار ازان جایگہ خلاص یافت
پاؤں اسکا پھسلا اور بیچ حوض کے گرا اور ساتھ محنت بہت کے اس جگہ سے خلاص ہونا پایا

چون از نماز بپرداختند یکے از جملہ اصحاب گفت مرا مشکلے ہست اگر اجازت
جو نماز سے فارغ ہوئے ایک نے سب یاروں میں سے کہا میرے تئیں ایک مشکل ہے جو حکم

پرسیدنست گفت آن چیست گفت یاد دارم کہ شیخ بر روی دریای
پوچھنے کا ہے کہا وہ کیا ہے کہا یاد رکھتا ہوں کہ شیخ اوپر کنارے دریائے

مغرب برفت و قدمش تر نشد امروز چہ حالت بود کہ درین قامتی آب
مغرب کے گیا اور قدم اُس کا تر نہ ہوا آج کے دن کیا حالت تھی کہ بیچ اس ایک قد پانی کے

از ہلاک چیزی نماند شیخ درین فکرت زمانی فرو رفت پس از تامل بسیار
مرنے سے کچھ نہ رہا شیخ بیچ اس فکر کرنے کے ایک ساعت نیچے گیا پیچھے فکر بہت سے

۱؎ فاضل سروری گوید کہ کفیت صیغہ مجہول است از کفایت بمعنی بسند شدن واذی تمیز ست ازان و یعد فعل فاعل ست محاسن جمع حسن بفتحتین برخلاف قیاس مفعول یعد علانیتی خبر مقدم ست و ہذا مبتدای موخر و جملہ لم تدر حال ست باطنی مفعول ترجمہ کفایت کردہ شدہ ای کسیکہ بشماری نیکوئیہای مرا کافی ہستی ایذا دادن ترا یعنی آنکہ می بینی تو ظاہر و نمیدانی باطن مرا کہ در نہان من چیست ۱۲ ۲؎ تعلق اینحکایت بباب آنکہ یکے اخلاق فقرا آنست کہ در ہمہ وقت بریک وتیرہ نباشد این چنین کیا دلیست و بحکایت سابق چنانکہ عارف را باید کہ بر عبادات خود غرہ نکند و خود را بچشم نقصان بیند زیرا کہ آدمی بریک حال نمی باشد ۱۲

سر بر آورد و گفت نشنیدہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گفت لی مع اللہ

سر اٹھایا اور کہا نہیں سنا ہے تو نے کہ سید عالم نے درود اللہ کا اوپر انکے اور سلام کہا واسطے میرے ساتھ

وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل ونگفت علی

خدا کے ایک وقت ہے کہ گنجائش نہیں کرتا ہے میرے تئیں بیچ اسوقت کے فرشتہ مقرب اور نہ نبی بھیجا گیا اور نہ کہا اوپر

الدوام وقتیکہ چنین فرمود بہ جبرئیل و میکائیل نپرداختے و دیگر

ہمیشگی کے ایک وقت ایسا ہوتا کہ ساتھ جبرائیل اور میکائیل کے نہ مشغول ہوتے اور دوسرے

وقت با حفصہ و زینب در ساختے مشاهدة الابرار بین

وقت ساتھ حفصہؓ اور زینبؓ کے موافقت کرتے دیکھنا بزرگوں اور نیکوں کا درمیان

التجلی والاستتار می نمایند و می ربایند فرد

روشنی اور پوشیدگی کے ہے دکھلاتے ہیں اور لے جاتے ہیں

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
دیدار دکھلاتا ہے تو اور پرہیز کرتا ہے تو
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی قطعہ
بازار اپنا اور آگ ہماری تیز کرتا ہے تو

اشاهد من اهوی بغیر وسیلة
دیکھتا ہوں میں اس شخص کے تئیں کہ دوست رکھتا ہوں بغیر وسیلے کے
فیلحقنی شان اضل طریقا
پس لاحق ہوتا ہے میرے تئیں ایک حال کہ گم کرتا ہوں راہ کے تئیں

یؤجج نارا ثم یطفی برشة
روشن کرتا ہے آگ کو پس بجھاتا ہے ساتھ چھڑکنے آب کے
لذاک ترانی محرقا و غریقا
اسواسطے دیکھے تو مجھکو سوختہ اور غرق ہوا

مثنوی یکے پرسید ازان گم کردہ فرزند
ایک نے پوچھا اس گم کئے ہوئے فرزند سے
کہ ای روشن گہر پیر خردمند
کہ اے روشن ذات بڈھے عقلمند

ز مصرش بوی پیراہن شنیدی
مصر سے بو اسکے پیراہن کی سونگھی تو نے
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
کیوں بیچ کنوئیں کنعان کے اس کو نہ دیکھا تو نے

بگفت احوال ما برق جہان ست
کہا احوال ہمارا بجلی چمکنے والی کا سا ہے
دمی پیدا و دیگر دم نہان ست
ایک دم ظاہر اور دوسرے دم چھپا ہے

۱ یعنی مرا با خدائے سبحانہ وقتیست کہ نمی گنجد دراں یعنی راہ نمے یابد بمن آن وقت فرشتہ صاحب تقرب و پیغمبرے مرسل استدلال این است کہ تنوین وقت بجہت تنکیر ست بمعنے وقت نہ ہمیں کہ گاہے رو بیند بد و لفظ فیہ موید ہمین وجہ است ۱۲ انوار اللہ احرار ی ۲ یعنی مشاہدہ نیکان و تجلی ایشان دائم بریک و تیرہ نیست بلکہ ایشانی درمیان کشف و اختفا می باشندہ و تنوع کرامات بجز وقت مکاشفہ و تجلی صورت نمی بندد ۱۲ ۳ گوہر بالفتح بمعنے معروف یعنے جوہر و اصل و اسرار و کیفیت پوشیدہ در چیزے گزیدہ ۱۲ ۴ شنیدی بمعنے بوئیدن بجا نہ آید و بیکہ بمعنے قائل باشد اک است خطا کردہ چہ در کتب لغت بمعنے بوئیدن یافتہ نشد ۱۲ سروری حاصل آنکہ کشف و کرامات دائما بریکے تیرہ نباشد ۱۲

گہی بر طارم اعلیٰ نشینم
کبھی اوپر بنگلے بلند کے بیٹھتا ہوں میں

گہی بر پشت پای خود نہ بینم
کبھی اوپر پیٹھ پانوں اپنے کے نہیں دیکھتا ہوں میں

اگر درویش بر حالے بماندے
اگر فقیر اوپر ایک حال کے رہتا

سر دست از دو عالم بر فشاندے
سر ہاتھ کا دونوں عالم سے جھاڑتا

حکایت در جامع بعلبک وقتی کلمۂ چند ہمیگفتم بطریق وعظ با جماعتے
بیچ مسجد بعلبک کے ایک وقت چند کلمے کہتا تھا میں ساتھ راہ نصیحت کے ساتھ ایک گروہ

افسردہ دل مردہ راہ از عالم صورت بعالم معنی نبردہ دیدم کہ نفسم
کملائے ہوئے دل مردہ کے راہ عالم صورت سے بیچ عالم معنی کے نہ لے گئے دیکھا میں نے کہ دم میرا

در نمیگیرد و آتشم در ہیزم تر اثر نمیکند دریغ آمدم تربیت ستوران و آئینہ
اثر نہیں کرتا ہے اور آگ میری بیچ لکڑی گیلی کے اثر نہیں کرتی ہے افسوس آیا مجھکو تربیت بیلوں کی اور آئینہ

در محلت کوران ولیکن در معنی باز بود و سلسلۂ سخن دراز در معنی این
بیچ جگہ اندھوں کے اور لیکن دروازہ حقیقت کا کھلا تھا اور زنجیر بات کی لانبی بیچ معنی اس آیت کے

آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائی رسانیدہ بودم کہ ہمیگفتم
کہ اور ہم نزدیک زیادہ ہیں طرف اسکے رگ گردن سے بات بیچ اسجگہ کے پہنچائی تھی میں نے کہ کہتا تھا میں

قطعہ دوست نزدیکتر از من بمن ست
دوست نزدیک زیادہ مجھ سے طرف میرے ہے

وین عجب تر کہ من از وی دورم
اور یہ تعجب زیادہ کہ میں اس سے دور ہوں میں

چکنم با کہ توان گفت کہ او
کیا کروں میں ساتھ کسکے سکیے کہنا کہ وہ

در کنار من و من مہجورم
بیچ گود میری کے اور میں اس سے جدا ہوں میں

من از شراب این سخن مست بودم و فضالۂ قدح در دست کہ روندہ بر کنار
میں شراب اس بات سے مست تھا میں اور بیچ رہا ہوا پیالے کا بیچ ہاتھ کے کہ ایک سالک نے یکایک اوپر کنارے

مجلس گذر کرد و دور آخر در وی اثر کرد نعرہ بزد کہ دیگران بموافقت وے در خروش آمدند
مجلس کے گذر کی اور دور آخر نے بیچ اس کے اثر کیا نعرہ مارا کہ دوسرے ساتھ موافقت اسکی کے بیچ شور کے آئے

۱ بر طارم اعلیٰ نشستن کنایہ از ارتفاع مدارج و معارج اشراف بر ضمائر و سرائر باشد و بر پشت پائے خود ندیدن کنایت از مطلع نشدن بر امور واضحہ و مضمون پیش پا افتادہ ۱۲ ۳ بفتحتین دم و ہمت ۴ موید و مراد ازاں درینجا کلمات وعظ و نصیحت و ہمت درویشی ست و مراد از آتش کلام آتشین کہ شوق خیز و محرق دلہای عشاق باشد و مراد از ہیزم تر قلوب متوعظین کہ استعداد تاثیر ندارد بودہ است ۱۲ ۵ چہ آنانکہ بر کلام وعظ و نصیحت گوش نہند و بہ دل قبول نکنند ہمچو چارپایان ہستند بدلیل قول حق سبحانہ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل ۱۲ ۶ قاضی بیضاوی در تفسیر این آیت فرماید دانا ترم بحال وے از کسے کہ قریب باشد بوے از رگ گردن ۱۲ ۷ سر دست از چیزے بر فشاندن اثر ترک نمودن آن چیز را وے پروا نمودن از آن ۱۲

وخامان مجلس در جوش گفتم سبحان اللہ دوران با خبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور
اور کچے مجلس کے بیچ جوش کے کہا میں نے پاک ہے اللہ دور با خبر بیچ حضور کے اور نزدیک اندھے دور

قطعہ فہم سخن[1] چون نکند مستمع
بوجھنا سخن کا جو نہ کرے سننے والا
قوت طبع از متکلم مجوئے
قوت طبیعت کی کلام کرنیوالے سے مت ڈھونڈ

فسحت میدان ارادت بیار
کشادگی میدان خواہش کی لا
تا بزند مرد سخنگوے گوئے
تو مارے مرد بات کا کہنے والا گیند

حکایت شبے در بیابان مکہ از بیخوابی پائے رفتنم بماند سر
ایک رات بیچ جنگل مکے کے بیخوابی سے پاؤں میرے چلنے سے تھکے سر
بنہادم و شتربان را گفتم دست از من بدار قطعہ
رکھدیا میں نے اور شتربان کے تئیں کہا میں نے ہاتھ مجھ سے رکھ

پای مسکین پیادہ چند رود
پاؤں غریب پیادے کا کب تک چلے
کز تحمل ستوہ شد بختی[2]
کہ باربرداری سے عاجز ہوا اونٹ

تا شود جسم فربہی لاغر
جب تک ہووے جسم ایک موٹے کا دبلا
لاغرے مردہ باشد از سختی
ایک دبلا مرجاوے سختی سے

گفت اے برادر حرم در پیش ست و حرامی از پس اگر رفتی
کہا اے بھائی کعبہ آگے ہے اور چوٹے پیچھے سے اگر گیا تو
بُردی[3] و اگر خفتی مُردی و نشنیدہ کہ گفتہ اند بیت
لے گیا تو اور جو سویا تو مرا تو اور نہیں سنا ہے تو نے کہ کہا ہے

خوش ست زیر مغیلان[4] براہ بادیہ خفت
اچھا ہے نیچے ببولوں کے بیچ راہ جنگل کے سونا
شب رحیل ولی ترک جان بباید گفت
رات کوچ کے ولیکن چھوڑنا جان کا چاہیئے کہنا

حکایت پارسائے را دیدم بر کنار دریا کہ زخم پلنگ داشت و بہیچ دارو بہ
ایک فقیر کو دیکھا میں نے اوپر کنارے دریا کے کہ زخم چیتے کا رکھتا تھا اور کسی دوا سے اچھا

[1] یعنی ارادت مہم سخن کہ کنایہ از توجہ و قصد اخذ مطلب ست ۱۲ [2] شتر بختی منسوب بہ بخت نصر کہ در عہد دے پیدا شدہ بود و جمع آن بخاتی آید گر بخاتی جمع لفظی ہست و بختی جمع معنوی کہ باعتبار اصلش معنی جمعیت در بر دارد و بخت نصر بتخفیف لو و نک اضافت در اصل باضافت ...... تشدید بودہ بخت بمعنی پسر و نصر بتشدید ہیجو بقم نام بتے ۱۲ [3] مفعول بردے محذوف ست اے روح بقرینہ فقرہ دوم و ہر کہ گفتہ اے جان بکہ بردی قید زاندرا از نزد خود پیدا کردہ چہ مراد استخلاص روح ست مطلقاً گزسانیدن او بسوئے مکہ ۱۲ [4] مغیلان بروزن سلیمان نام درختے ست خار دار کہ آنرا بعربی ام غیلان گویند ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

نمی شد و مدتہا دران رنجور بود و شکر خدای عز وجل علی الدوام گفتے
نہیں ہوتا تھا مدتوں بیچ اس کے رنجور تھا اور شکر خدائے غالب اور بزرگ کا ہمیشہ کہتا تھا
پرسیدندش کہ شکر چہ میگوئی گفت شکر آنکہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے **قطعہ**
پوچھا اسکو کہ شکر کس چیز کا کہتا ہے تو کہا شکر اسکا کہ بیچ ایک مصیبت کے گرفتار ہوں نہیں بیچ کسی گناہ کے

اگرم زار بکشتن دہد آن یار عزیز
اگر مجھ لاغر کو واسطے مارنے کے حکم دیوے وہ یار عزیز
گویم از بندۂ مسکین چہ گناہ صادر شد
کہوں میں بندہ غریب سے کیا گناہ ظاہر ہوا

تا نگویم کہ درآن دم غم جانم باشد
ہرگز نہ کہوں میں کہ بیچ اس دم کے غم جان کا مجھکو ہووے
کہ دل آزردہ شد از من غم آنم باشد
کہ دل آزردہ ہوا مجھ سے غم اس کا مجھ کو ہووے

بلے مردان خدا مصیبت را بر معصیت اختیار کنند نہ بینی کہ یوسف صدیق
سچ ہے مردان خدا مصیبت کے تئیں اوپر گناہ کے اختیار کرتے ہیں نہیں دیکھتا ہے تو کہ یوسف صدیق نے
درآنحالت چہ گفت قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ
بیچ اس حالت کے کیا کہا یوسف نے اے پروردگار میرے زندان دوست تر ہے طرف میری اس چیز سے کہ خواہش کرتی ہیں وہ عورتیں

حکایت درویشے را ضرورتے روی نمود گلیمے از خانۂ یارے بدزدید و
ایک فقیر کو ایک ضرورت پیش آئی اس نے ایک کملی ایک دوست کے گھر سے چرائی
نفقہ کرد حاکم فرمود کہ دستش را ببرند صاحب گلیم شفاعت کرد کہ
اور خرچ کیا حاکم نے فرمایا کہ ہاتھ اسکا کاٹو کملی کے مالک نے بخشانا کیا کہ
من اورا بحل کردم گفتا بشفاعت تو حد شرع فرو نگذارم گفت آنچہ
میں نے اس کے تئیں چھوڑ دیا کہا شفاعت تیری سے تعزیر شرعی نہ چھوڑونگا میں کہا جو کچھ فرمایا تونے
فرمودی راست ست ولیکن ہر کہ از مال وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید
سچ ہے ولیکن جو کوئی مال وقف سے ایک چیز چرائے کاٹنا اس کا لازم نہ آوے
اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ ہرچہ درویشان راست وقف محتاجان ست
کہ فقیر تئیں ملک رکھتا ہے جو کچھ فقیروں کے پاس ہے وقف محتاجوں کا ہے

۱؎ ظاہر آنست کہ کلمۂ زار درینجا بمعنی ضعیف و لاغر باشد چنانچہ بعضے گفتہ اند و بعضے گفتہ اند کہ بمعنی نالان بود چنانچہ گریہ و زاری
گویند و این حالت از مفعول بکشتن دہد ۱۲ ۲؎ معطوف است بر جملہ تا نگویم یعنی نگویم کہ مرا غم جانست بلکہ این گویم کہ از بندہ چہ
گناہ صادر شد کہ معشوق آزردہ شد و غم آن باشد ای غم نیستم گرفتن معشوق نہ غم جان خود ۱۲ ۳؎ این جواب سائلی از طلبیدہ و ظرافت
دیدہ نمی شود چہ وقف شرعیہ بشرط معتبر و درینجا نمی تواند کہ بوقوع آمدہ باشد حاکم این جواب را پسندیدہ است ۱۲ ۴؎ ان سکہ
نفقہ بفتحتین بتقدیم فا بر قاف بمعنی روزی با محتاج معاش ۱۲ ۵؎ بحل بکسر حائے مہملہ و حلت یعنی عفو بخشش ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حاکم از وے بداشت و ملامت کردن گرفت کہ جہان بر تو تنگ
حاکم نے اس سے ہاتھ اُٹھایا اور ملامت کرنا پکڑا کہ جہاں اوپر تیرے تنگ

آمدہ بود کہ دزدی نکردی الّا از خانۂ چنین یارے گفت ای خداوند
آیا تھا کہ چوری نہ کی تو نے مگر گھر ایسے یار کے سے کہا اے صاحب

نشنیدۂ کہ گفتہ اند خانۂ دوستان بروب و در دشمنان مکوب شعر
نہ سنا ہے تو نے کہ کہا ہے گھر دوستوں کا جھاڑو اور دروازہ دشمناں کا مت ٹھونک

چو بسختی در بمانی تن بعجز اندر مده ۔ دشمنان را پوست برکن دوستان را پوستین
جو بیچ سختی کے رہے تو تن ساتھ عاجزی کے مت دے ۔ دشمنوں کے تئیں بیچ خاطر کے مت لا اور دوستوں سے جو کچھ پاوے لیوے

حکایت یکے از پادشاہان پارسائے را دید گفت ہیچت
ایک نے بادشاہوں سے ایک فقیر کو دیکھ کہا کسی وقت تجھ کو

از ما یاد می آید گفت بلے وقتے کہ خدائے را فراموش میکنم فرد
ہم سے یاد آتا ہے کہا ہاں جسوقت کہ خدا کے تئیں بھلاتا ہوں میں

ہر سو دود آنکس ز در خویش براند ۔ وان را کہ بخواند بدر کس ندواند
ہر طرف دوڑتا ہے وہ کہ اوسکو دروازے اپنے سے نکالدیتا ہے ۔ اور اسکے تئیں کہ بلاتا ہی طرف دروازے کسی کے نہیں دوڑاتا ہے

حکایت یکے از صالحان بخواب دید پادشاہی را در بہشت و پارسائے
ایک نے نیکبختوں سے بیچ خواب کے دیکھا ایک بادشاہ کے تئیں بیچ بہشت کے اور ایک پرہیزگار

را در دوزخ پرسید کہ موجب درجات این چیست و سبب درکات آن چہ
کے تئیں بیچ دوزخ کے پوچھا کہ سبب درجوں اسکے کا کیا ہے اور سبب عذاب اسکے کا کیا

کہ مردم بخلاف آن می پنداشتند ندا آمد کہ این پادشاہ بارادت
کہ آدمی برخلاف اُس کے جانتے ہیں آواز آئی غیب سے کہ یہ بادشاہ ساتھ خواہش کرنے

درویشان در بہشت ست و این پارسا بتقرب پادشاہان در دوزخ قطعہ
فقیروں کے بیچ بہشت کے ہے اور یہ فقیر بسبب قربت کرنے بادشاہونکے بیچ دوزخ کے

۱؎ حاصل حکایت آنکہ بجز یاد خدا یاد کسے نپرداختن یکے از اخلاق درویشان است و تعلق بسابق ازانست کہ در آخر آن حکایتے از رفتن سوئے خانہ دشمنان دام گور دوان ہر چہ معفانہ دوستان باشد بیان شدت آوردہ اند کہ منصور بن عمار مرد یتیم بود روزے مادرش کلادہ ریسمان از دست خود بغل کردہ برائے بیع حوالہ اش می نمود کہ ازان از دفعہ خود بساز زدہ درہم حوالہ منصور نمود فرمود کہ یکے را نان و دیگرے را پنبہ بیار چون از خانہ بیرون آمد دید کہ کس باہم بسبب دو درہم در تنازع و کشاکش آمد ہر دو درہم حوالہ آنہا نمودہ بخانہ باز رفت و کیفیت واقعہ اعادہ نمود مادرش احد ابیں فعل نمای برکت داد باز کلادہ ریسمان حوالہ اش ... دہ این فروخت چیزے برائے خورش بیار چون ببازار در آمد از صیادے ماہی گیر ماہی خرید نمودہ بخانہ آوردہ حوالہ مادر نمود مادرش چون شکمش چاک نمود بر دانہ آبدار از شکمش برآمد کہ بقیمت گران فروخت شد در بس عرصہ ندائی ندا کرد کہ اے منصور این عوض جان درہم ہست کہ دیروز در راہ خدا انفاظ کردہ تشرح ۱۲

دلقت بچه کار آید و تسبیح و مرقع
گدڑی تیری کس کام کے آوے اور تسبیح اور گدڑی کے ٹکڑے ٹکڑے

خود را از عملهای نکوهیده بری دار
اپنے تئیں کاموں بُرے سے پاک رکھ

حاجت بکلاه برکی داشتنت نیست
حاجت ساتھ ٹوپی برکی کے رکھنا تجکو نہیں ہے

درویش صفت باش و کلاه تتری دار
فقیر صفت رہ اور ٹوپی تار تار کی رکھ

حکایت پیادهٔ سر و پا برهنه با کاروان حجاز از کوفه بدر آمد و همراه ما
ایک پیادہ سر اور پیر ننگا ساتھ قافلہ حجاز کے کوفے سے باہر آیا اور ساتھ ہمارے

شد نظر کردم که معلومی نداشت خرامان همی رفت و میگفت قطعه
ہوا نظر کی میں نے کہ زاد راہ نہ رکھتا تھا خوش رفتار جاتا تھا اور کہتا تھا

نه با شتر بر سوارم نه چو اشتر زیر بارم
نہ اوپر اونٹ کے سوار ہوں نہ مانند اونٹ کے نیچے بوجھ کے ہوں میں

نه خداوند رعیت نه غلام شهر یارم
نہ صاحب رعیت کا نہ غلام بادشاہ کا ہوں میں

غم موجود و پریشانی معدوم ندارم
غم ہستی کا اور پریشانی نیستی کی نہیں رکھتا ہوں میں

نفسی میزنم آسوده و عمری میگذارم
ایک دم مارتا ہوں میں آسودہ اور ایک عمر گزارتا ہوں میں

اشتر سوارے گفتش ای درویش کجا میروی برگرد که بسختی بمیری
ایک شتر سوار نے اسکو کہا اے فقیر کہاں جاتا ہے تو پھر کہ ساتھ سختی کے مرے تو

نشنید و قدم در بیابان نهاد و برفت چون بنخلهٔ محمود برسیدیم
نہ سُنا اور قدم بیچ جنگل کے رکھا اور گیا جو نہی پہنچے ہم کھجور محمود کے

توانگر را اجل فرا رسید درویش ببالینش فراز آمد و گفت
دولتمند کے تئیں موت آکے پہنچی فقیر اوپر سرہانے اسکے کے پہنچے آیا اور کہا

ما بسختی نه بمردیم و تو بر بختی بمردی بیت
ہم ساتھ سختی کے نہ مرے ہم اور تو اوپر اونٹ کے مرا تو

شخصے همه شب بر سر بیمار گریست
ایک شخص تمام رات اوپر سر بیمار کے رویا

چون روز شد او بمرد و بیمار بزیست
جو دن ہوا وہ مرا اور بیمار جیا

ـــــــــ

له دلق پشمینه با موهای آویخته که درویشان پوشند ۱۲ هوید و مرقع خرقه که دران پارچه های جامه دوخته باشند ۱۲ دخان آزرد
له برکی بجائے موحده و رائے مهمله منسوب به برک معنی باخته از ابریشم شتر که درویشان ازان کلاه سازند چنانکه در جهانگیری است و
همین بیت سند آورده ۱۲ ســه مراد از کلاه تتری کلاهیست که لشکری آن امی پوشیده نیز گردد .... معروف
تاری آن را بر سر نهند کذا فی سیدن اساتذه و دیگر تفسیرش بکلاه ابری نه کرده تغییر لفظ با وجود بے علمی بے معنی نموده ۱۲ اشش
له وجه ایراد این حکایت درین باب از انکه جملہ اخلاق درویشان آزادی و تحمل بر سختی و مشاق و ثابت قدمی بر آنست
و تعلق بحکایت سابق از انکه چون اعتبار زندگی ست پس بیهوده صاحب بر ائے تر بچ حال بر شیدن باشر عمال نا مشروطہ شدن از سرحد حیا محرم عابد

قطعه ای بسا اسپ تیز رو که بماند
اے بہت گھوڑے تیز چلنے والے کہ رہے

که خر لنگ جان بمنزل برد
کہ گدھا لنگڑا جان بیچ منزل کے لے گیا

بسکه در خاک تندرستان را
بہت اتفاق ہوا کہ تندرستوں کے تئیں

دفن کردیم و زخم خورده نمرد
دفن کیا ہم نے اور زخم کھایا ہوا نہ مرا

حکایت عابدے را پادشاہے طلب کرد اندیشید که داروئی بخورم
ایک عابد کے تئیں ایک بادشاہ نے بلانا کیا اندیشہ کیا کہ ایک دوا کھاؤں

تا ضعیف شوم تا مگر اعتقادے که در حق من دارد زیادت کند آورده
میں تو کمزور ہوں ایں تو مگر ایک اعتقاد کہ بیچ حق میرے کے رکھتا ہے زیادہ کرے

اند که داروئی قاتل بود بخورد و بمرد **قطعه**
نقل کرتے ہیں کہ دوا قتل کرنے والی تھی کھائی اور مرا

آنکه چون پسته دیدمش[۱] همه مغز
وہ شخص کہ مانند پستے کے دیکھا میں نے اسکو تمام مغز

پوست بر پوست بود همچو پیاز
پوست اوپر پوست کے تھا مانند پیاز کے

پارسایان روی در مخلوق
فقیر منہ بیچ خلق کے

پشت بر قبله میکنند نماز فرد
پیٹھ اوپر قبلے کے کرتے ہیں نماز

چون بنده خدائی خویش خواند
جو بندہ خدا اپنے کو

باید که بجز خدا نداند
چاہیئے کہ سوائے خدا کے نہ جانے

حکایت کاروانے را در زمین یونان بزوند و نعمت بیقیاس بردند
ایک قافلے کو بیچ زمین یونان کے مارا اور نعمت بہت لے گئے

بازرگانان گریه و زاری بسیار کردند خدا و پیغمبر را شفاعت آوردند فائده نبود
سوداگروں نے رونا اور زاری بہت کی اور خدا اور پیغمبر کو واسطے بخشانے کے لائے فائدہ نہ ہوا

شعر چو پیروز شد دزد تیره روان[۲]
جو فتحمند ہوا چور اندھا باطن

چه غم دارد از گریه کاروان
کیا غم رکھے رونے قافلے کے سے

۱؎ دیدمش آہ دید دریں جا بمعنے یقین آوردیت قلبی است وحاصل معنی آنکه عابد را ہمچو پستہ ہمہ مغز سر شار بعین عرفان سید الشم باخر ہمچو پیاز پوست بر پوست وریاد او بابے بر آمد زیرا کہ طالب زخارف دنیا و رو بمخلوق آیندگان یعنی ظاہرا متوجہ بخدا اما در حقیقت پشت بقبلہ نماز میگذارند و در طرف مخلوق دارند یعنے توجہ بحق عز و جل ندارند و طالب خوشنودی مخلوق اندر ۱۲

۲؎ روایت ست کہ یکے از ارباب دنیا پیش مولانا جلال الدین رومی بزیارت آمد مولانا باو جودے کہ کثیر الکلام در مواعظ ونصائح وحکم ولطائف بود باوے کلمہ بجز سکوت نگفت و چون این شخص رخصت شد حاضران سببش پرسیدند فرمودند کہ این شخص غلیظ القلب تیره درون بود وخفیف آمد مرا کلمہ حکمت باو در گفتن ۱۲

لقمان حکیم اندران کاروان بود یکے گفتش از کاروانیان این نرا مگر نصیحتے

لقمان حکیم بیچ اس قافلے کے تھا ایک نے کہا اُسکو قافلے والوں سے اُن کے تئیں مگر ایک نصیحت

کنی و موعظت گوئی باشد کہ برخی[۱] از مال ما دست بدارند کہ دریغ باشد

کرے تو اور نصیحت کہے تو شاید کہ تھوڑا سا مال ہمارے سے ہاتھ رکھیں کس واسطے کہ افسوس ہووے اتنی

چندین نعمت کہ ضائع شود گفت دریغ باشد کلمۂ حکمت با ایشان گفتن قطعہ

نعمت کہ تباہ ہووے کہا افسوس ہووے کلمہ حکمت ساتھ ان کے کہنا

آہنی را کہ موریانہ[۱] بخورد ‌ ‌ ‌ نتوان برد ازو بصیقل زنگ

اس لوہے کے تئیں کہ زنگ اور مور چے نے کھایا ‌ ‌ ‌ نہ سکیے لے جانا اُس سے ساتھ صیقل کے زنگ

باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ ‌ ‌ ‌ نرود میخ آہنی در سنگ قطعہ

ساتھ سیاہ دل کے کیا فائدہ کہنا نصیحت ‌ ‌ ‌ نہ جاوے بیخ لوہے کی بیچ پتھر کے

بروزگار سلامت شکستگان دریاب ‌ ‌ ‌ کہ جبر[۲] خاطر مسکین بلا بگرداند

بیچ روزگار سلامت کے ٹوٹے ہوئے کو پہچان ‌ ‌ ‌ کہ جوڑنا خاطر غریب کا بلا کو پھیرتا ہے

چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزے ‌ ‌ ‌ بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند

جو سوال کرنیوالا تجھے ساتھ رونے کے طلب کرے ایک چیز ‌ ‌ ‌ دے اور جو نہیں ظالم ساتھ زور کے لیویگا

حکایت چندانکہ مرا شیخ اجل ابو الفرج[۳] بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

جسقدر کہ میرے تئیں شیخ بزرگ ابو الفرج بیٹا جوزی کا رحمت خدا کی اوپر اُس کے

بترک سماع فرمودے و بخلوت و عزلت اشارت کردے عنفوان شبابم غالب

واسطے چھوڑنے راگ کے فرمانا اور واسطے تنہا بیٹھنے کے اور گوشہ بیٹھنے کے اشارہ کرتا شروع جوانی میری کا غالب

آمدے و ہوا و ہوس طالب ناچار بخلاف رای مربی[۴] قدمی چند برفتے

آیا اور حرص خواہش کرنے والی خواہ مخواہ برخلاف عقل تربیت کرنے والی کے قدم کتنے چلتا تھا میں

واز سماع و مخالطت حظی برگرفتمی و چون نصیحت شیخم یاد آمدے گفتمی فرد

اور راگ اور ملنے جلنے سے خوشی پکڑتا تھا میں اور جو نصیحت شیخ کی مجھ کو یاد آتی کہتا میں

۱ موریانہ و مورچانہ و مورچہ بجیم فارسی زنگارے کہ در ذات آہن اثر کند و بصیقل نرود ۱۲ ارغ ۲ جبر شکستہ بستن و این نسخہ با شکستگان مناسب ۱۲ سروری ۳ ابو الفرج بجیم عربے کنیت محدث شمس الدین جنبلی مدرس مدرسہ نظامیہ استاد مصنف قدس سرہ است کہ در تنقید و تعدیل قد احادیث گوئے سبقت از امثال ربودہ الا با طائفہ صوفیہ کہ بظاہر حال برحق الفت شرع روند اعتقادی نداشت بلکہ برملا زبان طعن تشنیع در حق ایشان میکشاد چنانکہ از مطالعہ رسالۂ تلبیس ابلیس کہ منسوب باوست ہویدا میشود ۱۲ ۴ مراد از مربی شیخ اجل ابو الفرج ابن جوزی پیر و مرشد مصنف ۱۲

قاضی ار با ما نشیند بر فشاند دست را[1]
قاضی اگر ساتھ ہمارے بیٹھے جھاڑے ہاتھ کے تئیں

محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را
محتسب اگر شراب پیوے معذور رکھے مست کے تئیں

تا شبے بمجمع قومے برسیدم و دران میان مطربے دیدم بیت
تو ایک رات کو بیچ جماعت ایک قوم کے پہنچا میں اور اسمیں ایک مطرب کو دیکھا میں نے

گوئی رگ جان میگسلد زخمہ[2] ناسازش
کہے تو رگ جان کی کاٹتا ہے زخمہ ناموافق اُس کا

ناخوشتر از آوازۂ مرگ پدر آوازش
ناموافق زیادہ آواز موت باپ کے سے آواز اُس کی

گاہے انگشت حریفان ازو در گوش وگہے برلب کہ خاموش شعر
کبھی انگلی مجلس والوں کی اُس سے بیچ کان کے اور کبھی اوپر لب کے کہ چپ

نُہَاجُ اِلٰی صَوْتِ الْاَغَانِیْ لِطِیْبَتِہٖ
اُٹھنے والے ہوتے ہیں ہم طرف آواز راگ گانیوالونکے اُسکے خوشی

وَاَنْتَ مُغَنٍّ اِنْ سَکَتَّ نَطِیْبُ
اور تو گانیوالا ہے کہ اگر چپ ہو تو خوش ہوں ہم

بیت نہ بیند کسی در سماعت خوشی
نہیں دیکھتا ہے کوئی بیچ راگ سننے تیرے کی خوشی

مگر وقت رفتن کہ دم درکشی تثنوی
مگر وقت جانے کے کہ چپ رہے تو

ق

چون با آواز آمد آن بربط[3] سرائے
جو بیچ آواز کے آیا وہ بربط کا بجانے والا

کہ خدا را گفتم از بہر خدا اے
صاحب خانہ کے تئیں کہا میں نے واسطے خدا کے

زیبقم در گوش کن تا نشنوم
پارہ میرے بیچ کان کے کر تو نہ سنوں میں

یا درم بکشای تا بیرون روم
یا دروازہ مجکو کھول تا کہ باہر جاوں میں

فی الجملہ پاس خاطر یاران را موافقت کردم و شبی بچندین محنت بروز آوردم قطعہ
حاصل کلام خاطر یاروں کے تئیں موافقت کی میں اور ایک رات بیچ کتنی ایک محنت کے بیچ دن کے لایا میں

موذن[4] بانگ بے ہنگام برداشت
اذان دینے والے نے اذان بے وقت اٹھائی

نمیداند کہ چند از شب گذشت ست
نہیں جانتا ہے کہ کتنی رات سے گذری ہے

درازئ شب از مژگان من پرس
درازی رات کی پلکوں میری سے پوچھ

کہ یک دم خواب در چشمم نگشت ست
کہ ایک ساعت خواب بیچ آنکھوں میری کے نہیں ہوا ہے

[1] دست بر فشاندن کنایہ از رقص کردن در نشاط و محتسب بکسر سین کسیکہ حساب افعال مردم گیرد و منع منہیات وترویج اوامر حقہ شیر عیہ کند ۱۲ [2] زخمہ بالفتح مضراب کہ بدان بربط در باب و امثال آن بنوازند و نوعی از انواع نواختن رباب وغیرہ [2] مویدالفضلا [3] بربط نام سازیست کہ خرد تر باشد از رباب کہ دو تارہائے ابریشم بندند و آن را عود ہم گویند ۱۲ موید الفضلا [4] اے موذن از اول وقت شب در خواب رفت و ناگہاں برخاستہ بانگ برداشت او را چہ معلوم ست کہ از شب چند گذشتہ کیفیت درازی شب از من پرس کہ یک دم خواب نہ کردم ۱۲ مولوی انور علی ۱۲

بامدادان بحکم تبرک دستارے از سر و دینارے از کمر بکشادم و پیش
صبحدم ساتھ حکم تبرک کے ایک پگڑی سر سے اور ایک دینار کمر سے کھولا میں نے اور آگے

مغنی بنہادم و در کنار گرفتم و بسے شکر گفتم یاران ارادت من در حق
گانیوالے کے رکھا میں نے اور بیچ گود کے لیا میں نے اور بہت شکر کیا میں نے یاروں نے خواہش میری بیچ حق

وے خلافِ عادت دیدند و بر خفت عقلم نہفتہ بخندیدند یکے ازان
اس کے خلاف عادت کے دیکھی اور اوپر سبکی عقل میری کے پوشیدہ ہنسے ایک نے اُس

میان زبان تعرض دراز کرد و ملامت کردن آغاز کہ این حرکت
درمیان سے زبان طعنے کی دراز کی ملامت کرنا شروع کیا کہ یہ حرکت

مناسب رائے خردمندان نکردی خرقۂ مشائخ بہ چنین مطربے
مناسب عقل داناؤں کے نہ کی تو نے گدڑی بزرگوں کی ساتھ ایسے گوئیے کے

دادن[1] کہ ہمہ عمرش درمی در کف نبودہ است و قراضہ در دف مثنوی
دنیا کے تمام عمر اسکو ایک درم بیچ ہاتھ کے نہ ہوا ہے اور ریزہ زر کا بیچ دف کے

مطربے دور ازین خجستہ سرائے ایسا مطرب دور اس مبارک گھر سے	کس دو بارش ندید در یک جائے کسی نے دو مرتبہ اس کو نہ دیکھا بیچ ایک جگہ کے
راست چون بانگش از دہن برخاست سیدھی جو آواز اس کے منہ سے اٹھی	خلق را موئے بر بدن برخاست خلق کے تئیں بال اوپر بدن کے کھڑے ہوئے
مرغ ایوان ز ہول او برمید مرغ محل کا دہشت اُس کی سے بھاگا	مغز ما برد و حلق خود بدرید مغز ہمارا لے گیا اور حلق اپنا پھاڑا

گفتم زبان تعرض مصلحت آنست کہ کوتاہ کنی بحکم آنکہ مرا کرامت
کہا میں نے زبان طعنے کی مصلحت وہ ہے کہ کوتاہ کرے تو ساتھ حکم اُسکے کہ مجھے کرامت

این شخص ظاہر شد گفت مرا بر کیفیت آن واقف گردان تا ہمچنین
اس شخص گانے والے کی ظاہر ہوئی کہا میرے تئیں اوپر کیفیت اُس کی کے واقف کر تو دیسی

[1] ظاہر چنان ست کہ معمول بر ظاہر باشد چرا کہ در صوفیہ رسم ست کہ مرید صاحب کمال را خرقہ کہ از مشائخ میرسد میدہند دریں صورت احتیاج تکلف نیست و شارح فاضل گوید کہ اطلاق مشائخ بر یک فرد در عرف عام واقع شدہ و ازین عالم شیخ نظام الدین اولیا چون حضرت شیخ نقل کلام شخصے کردہ اند بہمان عبارت کہ ازو صادر شدہ آوردہ اند محشی گوید کہ این عرف اہل ہند ست کہ شیخ مشائخ گویند و لقب حضرت سلطان المشائخ نما لبا لفظ اولیا نیست بلکہ نظام الاولیا باشد کہ مردم ہندوستان نظام الدین اولیا خواہند و نیز نقل کلام غیر تبلیغ بدون اشارت بود بلاغت از بلغا صادر نشود بتوان گفت از عالم اوباش و ثنا کہ بجائے گویند و ازین عالم است لفظ ابدان و لفظ عبد اللہ الاحری کہ صحیح خواجہ احرار ست و در کلام بعضے اکابر مشائخ بمعنی شیخ دیدہ شد ۱۲

تقرب نمایم و بر مطائبت که کردم استغفار کنم بعلت آنکه شیخ اجل
نزدیکی کروں میں اور اوپر خوش طبعی کے کہ کی میں نے استغفار کروں میں بسبب اُسکے کہ شیخ بزرگ نے مجھے

بارہا بترک سماع فرمودہ است و مواعظ بلیغ گفتہ و در سمع قبول من
بہت دفعہ واسطے چھوڑنے راگ کے فرمایا ہے اور نصیحتیں کامل کہیں اور میرے گوش قبول میں

نیامدہ تا امشب کہ مرا طالع میمون و بخت ہمایون بدین بقعہ رہبری کرد
نہ آیا تو آج کی رات مجھے بخت مبارک اور نصیب موافق نے اس جگہ رہنمائی کی

و بدست این توبہ کردم کہ بقیت زندگانی گرد سماع و مخالطت[1] نگردم قطعہ
اور ہاتھ پر اس کے توبہ کی میں نے کہ باقی زندگی گرد راگ اور اختلاط کے نہ پھروں میں

آواز خوش از کام و دہان و لب شیرین
آواز اچھی تالو اور دہاں اور لب مرغوب سے

در پردۂ عشاق[2] و نہاوند[3] و حجاز ست
اور جو پردہ راگ کا عشاق اور نہاوند اور حجاز ہے

گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد
جو وہ گادے اور جو وہ نہ گادے دل لبھاتی ہے

از حنجرۂ مطرب مکروہ نزیبد
گلے سے ناقص گانے والے کے زیب نہیں دیتا ہے

حکایت لقمان را گفتند کہ ادب از کہ آموختی گفت از بے ادبان
لقمان سے کہا لوگوں نے کہ ادب کس سے سیکھا تو نے کہا بے ادبوں سے

ہر چہ از ایشان در نظر ناپسند آمد از فعل آن پرہیز کردم قطعہ
جو کچھ ان لوگوں سے میری نظر میں برا معلوم ہوا اُسکے کرنے سے پرہیز کیا میں نے

نگویند[4] از سر بازیچہ حرفے
نہیں کہتے ہیں لوگ کھیل کی راہ سے کوئی بات

وگر صد باب حکمت پیش نادان
اور اگر سو باتیں حکمت کی احمق کے سامنے

کز آن پندی نگیرد صاحب ہوش
کہ اُس سے کوئی نصیحت نہیں لیتا ہے عقلمند

بخوانند آیدش بازیچہ در گوش
کہیں آتا ہے کھیل اس کے کان میں

حکایت عابدی را حکایت کنند کہ بشب دہ من[5] بخوردی تا سحر ختمی بکردے
ایک عابد کو لوگ کہتے ہیں کہ ایک رات میں دس سیر کھانا کھاتا صبح تک ایک ختم قرآن کا کرتا

[1] مخالطت آمیزش کردن باہم ۱۲ شرح [2] عشاق بالضم و تشدید شین معجمہ جمع عاشق و نیز نام پردہ از موسیقی ۱۲ [3] نہاوند بالکسر نام شہر و نیز نام پردہ سرود و در نسخہ سرودے بجائش صفاہان کہ نام بمقامے ست از موسیقی و در نسخہ خان آرزو در نسخ مشہورہ بجائش خراسان و آن نیز نام مقامے است از موسیقی ۱۲ منتخب [4] قولہ نگویند فاعل از امثال اینچنین صیغہا در عبارات عربی و فارسی محذوف مے شود اے مردمان نگویند ۱۲ س [5] من سیر و موافق تحقیق صاحب تاج علی مانی الموید شصت تولہ است و نزد بعضے زائد ازان است ۱۲

صاحبدلے بشنید و گفت اگر نیمۂ نان بخوردی و بخفتی بسیار[1] ازین فاضلتر بودی قطعہ
ایک صاحب باطن نے سُنا اور کہا کہ اگر آدھی روٹی کھاتا اور سو رہتا بہت اس سے بہتر ہوتا

اندرون از طعام خالی دار
پیٹ کو کھانے سے خالی رکھ
تاد رو نور معرفت بینی
کہ اُسمیں روشنی شناخت خدا کی دیکھے تو

تہی از حکمتی بعلت آن
خالی حکمت سے ہے تو بسبب اُس سے
کہ پری از طعام تا بینی
کہ بھرا ہے تو کھانے سے ناک تک

حکایت بخشایش الٰہی گم شدۂ را در مناہی[2] چراغ توفیق فراراہ داشت
بخشش خدا نے ایک بھٹکے ہوئے کو گناہوں میں چراغ توفیق کا سامنے راہ کی رکھا

تا بحلقۂ اہل تحقیق درآید بیمن قدم درویشان و صدق نفس ایشان ذمائم[3]
کہ گروہ صاحب تحقیق میں داخل ہو فقیروں کی برکت صحبت سے اور راستی سے اُن لوگوں کی بُری

اخلاقش بحمائد[4] مبدل گشت دست از ہوا و ہوس کوتاہ کرد و زبان طاعنان[5]
خوئیں اُسکی خوبیوں کے ساتھ بدل گئیں ہاتھ خواہش اور آرزو کا کوتاہ کیا اور زبان طعنہ کرنیوالوں کی

در حق وی ہمچنان دراز کہ بر قاعدۂ اول ست و زہد و صلاحش نامعول[6] فرد
اس کے حق میں ویسی ہی دراز کہ پہلے ڈھنگ پر ہے اور زہد اور نیکی اُس کی غیر معتمد

بعذر و توبہ توان رستن از عذاب خدائے
عذر اور توبہ سے چھوٹ سکتا ہے عذاب سے خدا کے
ولیکن
ہنوز مے نتوان از زبان مردم رست
لیکن نہیں چھوٹ سکتا آدمیوں کی زبان سے

طاقت جور زبانہا نیاورد و شکایت پیش پیر طریقت بُرد و
ان باتوں کے ظلم کا تحمل نہ ہوا اور گلہ آگے پیر طریقت کے لے گیا

گفت از زبان مردم برنجم جوابش داد کہ شکر این نعمت
اور کہا کہ لوگوں کی زبان سے رنج میں ہوں جواب اسکو دیا کہ شکر اس نعمت کا

چگونہ گزاردی (گزاری) کہ بہتر ازانی کہ می پندارندت قطعہ
کیونکر ادا کر سکتا ہے تو کہ جیسا تجھے جانتے ہیں اُس سے بہتر ہے تو

[1] لفظ بسیار باوجود فاضلتر کہ ہر دو مفید کثرت و مزیت است بنا بر تاکید ست چنانچہ در اولٰے تر است ۱۲
[2] مناہی بالفتح جمع منہی کنایہ از افعالیکہ در شرع شریف امتناع آن آمدہ است ۱۲ [3] ذمائم بفتح ذال معجمہ جمع ذمیمہ بمعنی بد ۱۲ [4] حمائد بر وزن ذمائم جمع حمیدہ بمعنے نیک ستودہ ۱۲ [5] طاعنان اے طعنہ زنان ۱۲ [6] معول مصدر میمی از تعویل کہ بر وزن مفعول آن مے آید بمعنے بار کردن بر کسے ۱۲ سراج
واینجا بمعنی اعتبار و اعتماد مستعمل است ۱۲

چند گوئی کہ بداندیش وحسود
کب تک کہیگا توکہ دشمن اور حاسد

عیب گویانِ من مسکینند
عیب کرنیوالے مجھ غریب کے ہیں

گہ بخون ریختنم برخیزند
کبھی میری خونریزی کیواسطے استعد ہوتے ہیں

گہ بہ بدخواستنم بنشینند
کبھی میری بدخواہی کیواسطے آمادہ ہوتے ہیں

نیک باشی وبدت گوید خلق
اچھا ہووے تو اور برا کہے خلق

بہ کہ بد باشی ونیکت بینند
بہتر ہے اُس سے کہ برا ہووے تو اور اچھا چاہیں سمجھے

لیکن مرا کہ حسن ظن خلائق درحق من بکمال ست و من
لیکن میرا حال یہ ہے کہ خوش گمانی خلق کی حق میں میرے بہت ہے اور میں سراسر

در عین نقصان روا باشد اندیشہ کردن وتیمار خوردن شعر
ناقص روا ہووے اندیشہ کرنا اور غم کھانا

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ
ہر آئینہ میں چھپاتا ہوں آنکھ ہمسایوں اپنے سے

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ
اور خدا جانتا ہے باطن میرا اور ظاہر میرا

قطعہ دربستہ بروئے خود ز مردم
دروازہ بند کیا سامنے اپنے آدمیوں سے

تا عیب نہ گسترند ما را
تاکہ لوگ عیب نہ بیان کریں ہمارا

دربستہ چہ سود عالم الغیب
دروازہ بند کیا کیا فائدہ کہ جاننے والا غیب کا

دانائے نہان وآشکارا
جاننے والا ہے باطن اور ظاہر کا

حکایت پیش یکے از مشائخ کبار گلہ کردم کہ فلان درحق من
آگے ایک کے مشائخ بڑوں میں سے گلہ کیا میں نے کہ فلانے نے میرے حق میں

بفساد گواہی دادہ است گفت بصلاحش خجل کن رباعی
مفسدی کی گواہی دی ہے کہا نیکی کرنے سے اُسے شرمندہ کر

تو نیکو روش باش تا بد سگال
تو خوش کردار رہ کر تاکہ بداندیش تیرا

بہ نقص تو گفتن نیابد مجال
عیب کے کہنے کی طاقت نہ پاوے

۱ مرا کہ حسن ظن آمد یعنی آنکہ مرا با صفت خود بندا باشد روا۔ باشد مع متعلقات خود خبر آن ۱۲ ۲ جیران بالکسر جمع جار ۱۲ ۳ اسرار و اعلان ہر دو بالکسر بمعنے پوشیدہ کردن و ظاہر ساختن و بالفتح جمع پوشیدگی ہا و آشکارہا ۱۲ ۴ مشائخ بالفتح وکسر چہارم جمع شیخ بمعنی پیر ۱۲ ۵ کبار بالکسر جمع کبیر بمعنے بزرگ ۱۲ ۶ نقص بالفتح بمعنے کمی و نقصان ۱۲ ۷ چہ در صورت بد بودن در نفس الامر نہ گمان نیکیئت مردم در نسا و خواہند اُفتاد و خلاف بیش خواہند گرفت بخلاف صورت اول کہ ہم خلائق از تو خواہند ست و ہم تو از ہجوم خلائق ۱۲

چو آہنگ بربط بود مستقیم
اگر آواز بربط کی ہو باقاعدہ

کے از دست مطرب خورد گوشمال
کب قوال کے ہاتھ سے کھاوے گوشمالی

حکایت یکے را از مشائخ پرسیدند کہ حقیقت تصوف
ایک شیخ سے لوگوں نے پوچھا کہ حقیقت تصوف کی
چیست گفت ازین پیش طائفہ بودند در جہان بصورت پراگندہ
کیا ہے کہا آگے اسکے ایک جماعت تھی جہان میں بظاہر پریشان
و بمعنی جمع و اکنون خلقے اند بظاہر جمع و بدل پراگندہ **قطعہ**
اور باطن میں جمع اور اب ایک خلق ہے بیچ ظاہر کے جمع اور ساتھ دل کے پریشان

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل
اگر ہر گھڑی ایک جگہ میں جاوے تیرا دل

بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی
گوشہ نشینی میں صفائی نہ دیکھے گا تو

ورت مال و جاہست و زرع و تجارت
اور جو تیرے لئے مال اور مرتبہ ہے اور کھیتی اور سوداگری

چو دل با خدا ایست خلوت نشینی
جب دل خدا سے اٹکا ہے گوشہ نشین ہے تو

حکایت یاد دارم کہ شبے در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودم و
یاد رکھتا ہوں میں کہ ایک رات قافلے میں تمام رات چلا تھا میں اور
سحر بر کنار بیشہ خفتہ شوریدۂ کہ دران سفر ہمراہ ما بود سحرگاہان
صبح کے وقت کنارے ایک جنگل کے سو رہا ایک دیوانے نے کہ اُس سفر میں ہمارے ساتھ تھا صبح کو
نعرہ بزد و راہ بیابان گرفت و یک نفس آرام نیافت چون روز شد
نعرہ مارا اور جنگل کی راہ لی اور ایک دم چین نہ پایا جب دن ہوا
گفتمش آن چہ حالت بود گفت بلبلان را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند
کہا میں نے کہ وہ کیا حال تیرا تھا کہا بلبلوں کو دیکھا میں نے چلاتی تھیں
از درخت و کبکان از کوہ و غوکان از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم
درخت کے اوپر سے اور کبک پہاڑ سے اور مینڈک پانی سے اور چارپائے جنگل سے خیال کیا میں نے

---

۱ بربط بالفتح نام سازیست ۱۲ ۲ بدانکہ تصوف علمیست کہ بحث کردہ میشود دران در ذات و صفات باریتعالےٰ از جہت وصول بسوئے او بعمل صالح و موضوعش ذات و صفات باریست و غایتش وصول با خدا است بعمل صالح پس معلوم شد کہ تصوف بدون عمل صالح متحقق نشود در معنے قول سائل این است کہ چیزیکہ باد تصوف متحقق تواں شد چیست پس جواب حسن کہ مطابق سوال سائل تواں شد ہمیں عمل صالح است نہ در صومعہ جمع شدن و شکل را تغیر نمودن بحسب ظاہر و پراگندہ دل بودن بحسب معنی و لہذا شیخ ہمیں جواب داد کہ مطابق ست بسوال مذکور ۱۲ اش ۳ یے آراستگی ظاہر از خوراک و پوشاک دھاکن نمید انستند صومعہ برائے درویشاں بنا کردہ نبودند پس ... اول امیرے انام اور قصبہ آباد صومعہ بنا کردہ ۱۲ اش ۱۲

کہ مروّتؔ نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت کجا روا باشد قطعہ

کہ مروت نہیں ہے　سب　تسبیح　میں　اور میں غفلت سے سویا ہوا کہاں جائز ہووے

دوش مرغے بصبح می نالید　　عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش

کل ایک چڑیا صبح کے وقت روتی تھی　　عقل اور صبر میرا اور طاقت اور ہوش لے گئی

یکے از دوستان مخلص را　　مگر آواز من رسید بگوش

میرے خالص دوستوں میں سے ایک شخص کے　　شاید میری آواز کان میں پہنچی

گفت باور نداشتم کہ ترا　بیت　بانگ مرغی چنین کند مدہوش

کہا مجھ کو اعتبار نہ تھا کہ تجھے　　آواز ایک چڑیا کی ایسا کرے گی بیہوش

گفتم این شرط آدمیّت نیست　　مرغ تسبیح خوان و ما خاموش

کہا میں نے یہ مقتضا ہے آدمیت نہیں ہے　　چڑیا تسبیح پڑھنے والی ہو اور ہم چپ

حکایت وقتے در سفر حجاز طائفۂ جوانان صاحبدل ہمراہ

ایک وقت حجاز کے سفر میں جوانان صاحبدل ساتھ

ما بودند ہمدم و ہمقدم وقتہا زمزمہ بکردندے و بیتے محققانہ

ہمارے تھے ہمدم اور ہمقدم اور اکثر اوقات گاتے اور شعر محققانہ

برگفتندے و عارفے[1] در سبیل[2] منکر حال درویشان بود و بیخبر از

پڑھتے اور ایک عابد بیچ راہ کے فقیروں کے طریقے سے منکر تھا اور بیخبر انکے

درد ایشان تا برسیدیم بہ نخیل بنی ہلال کودک سیاہ از حی عرب

درد سے آخر جب نخلۂ بنی ہلال میں ہم پہنچے ایک لڑکا حبشی محلہ عرب سے

بدر آمد و آوازے بر آورد کہ مرغ از ہوا در آورد اشتر عابد را دیدم کہ

باہر نکلا اور ایک صدا ایسی بلند کی کہ چڑیا کو پرواز سے گرایا عابد کے اونٹ کو دیکھا میں نے

برقص اندر آمد و عابد را بینداخت و راہ بیابان گرفت و برفت گفتم

کہ ناچنے لگا اور عابد کو گرادیا اور جنگل کی راہ لی اور گیا کہا میں نے

---

[1] لفظ مروت بضمتین و تشدید واو از امر بمعنے مرد بنا کردہ اند بروزن فعولت ہمچو عقوبت بمعنی جوانمردی مردانگی چنانچہ از انسان انسانیت بزیادت یا بنا سازند ۱۲[2] سبیل در صلح راہ واز مدار الا فاضل و دیگر کتب ہمیں معلوم میشود و شارح فاضل بمعنے زاد سفر نوشتہ اند ۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

ای شیخ سماع در حیوانے اثر کرد و ترا ہمچنان تفاوت نمیکند رباعی

اے شیخ راگ نے ایک حیوان میں اثر کیا اور تجھ میں کچھ فرق نہیں لایا

دانی کہ چہ گفت مرا آن بلبل سحری
جانتا ہے تو کہ کیا کہا مجھ سے اُس بلبل سحر خواں نے
تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری
کہ تو کیا آدمی ہے کہ عشق سے بیخبر ہے

اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب
اونٹ شعر عربی سے وجد اور خوشی میں ہے
گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانورے شعر
اگر تجھے مزا نہیں ہے کج طبع جانور ہے تو

وَعِندَ هُبُوبِ النَّاشِرَاتِ عَلَى الحِمىٰ [1]
وقت چلنے آندھیوں کے درختوں پر
تَمِيلُ غُصُونُ البَانِ لَا الحَجَرُ الصَّلدُ
جھکتی ہیں ڈالیاں سرو کی نہ پتھر سخت

مثنوی بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست
اُسکی یاد میں جس چیز کو دیکھے تو شور میں ہے
ولے [2] داند درین معنی کہ گوش ست
اور لیکن وہ جانتا ہے جو اسیطرف گوش بر آواز ہے

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست
نہیں فقط بلبل اُسکے پھول پر تسبیح خوان ہے
کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست
بلکہ ہر ایک کانٹا اُسکی تسبیح کیواسطے زبان ہے

حکایت [3] یکی را از ملوک عرب مدت عمرش بسر شد و قائم مقامی نداشت

ایک بادشاہ کی مدت عمر کی گذر گئی اور کوئی ولیعہد نہیں رکھتا تھا

وصیت کرد کہ بامدادان نخستین کسیکہ از در شہر در آید تاج شاہی بر سر
وصیت کی کہ صبح کو جو شخص پہلے شہر کے اندر آوے تاج سلطنت کا اُس کے
وے نہید و تفویض مملکت بوے کنید اتفاقاً اوّل کسیکہ در آمد گدائے
سر پر رکھ دو اور ملک اُسے سپرد کرو اتفاقاً پہلے جو شخص کہ آیا ایک
بود ہمہ عمر او لقمہ لقمہ اندوختہ و رقعہ رقعہ بر دوختہ ارکان دولت
گدا تھا کہ تمام عمر اُس نے ایک ایک لقمہ جمع کیا اور ٹکڑے پر ٹکڑا کپڑے کا سیا تھا وزرائے سلطنت
و اعیان حضرت وصیت ملک بجا آوردند و تسلیم مفاتیح قلاع و
اور سرداران مملکت بادشاہ کا فرمانا بجا لائے اور کنجیاں قلعے اور

---

[1] حمی بالکسر مرغزار و بعضے گویند کہ برائے مراد سلاطین محافظت کنند پس این ماخوذ بود از حمایت و غصون جمع غصن بفتح غین معجمہ و صاد مہملہ بمعنی شاخ و بان بہائے موحدہ نوعے از درخت و بعضے گویند درختی است کہ ہند آن را بجنہ خوانند و این جا سا درخت نباشد در اصل آنست کہ نزدیک وزیدن بادہائے تند بر مرغزار خم میشود شاخہائے درخت بان نہ سنگ سخت مقصود شاعر این کہ از صوات حیوانات طبائع سلیمہ البتہ استلذاذ می یابند و صاحبان دہوش صفت
[2] در اکثر نسخ بلی است بباد این خطاست صحیح بر او و کاف بمعنے ہر کہ یعنی بتکرار سبحانہ تعالے از خروش ست و لے این معنی را کسے داند کہ گوش ست ای ہمہ تن گوش است و چون شارح فاضل ازین اطلاع نداشت نوشتہ کہ درین مصرعہ تعقید ست یعنی این داند کہ کسے کہ درین گوش شدہ و شنوائے نعمت گشتہ سو این خطا است و مراد درین معنی کاف بیت یعنی ہر کہ درین باب و درین کاف تمام گوش شدہ دیدہ اندے فہمد تسبیح کل کائنات ۱۲
[3] حاصل حکایت آنکہ شان کامل و معرفت نام نیست کہ اگر علاء فائز ترقی در دنیا حاصل شود از دیکارہ باشند بسعے معبود حقیقی نقریہ گماوند بہ تحصیل شاخ قناعت و ملک حقیقت مشغون باشندم

خزائن بدو کردند و مدتے ملک راند تا بعضی امرای دولت گردن از

خزانوں کی اُسے سپرد کیں اور ایک مدت تک بادشاہت کی بعضے سرداران دولت نے اسکے

اطاعت او بہ پیچانیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستن[ن۱] گرفتند

حکم سے سرتابی کی اور سلاطین ہر طرف سے لڑنے کو مستعد ہوئے اور واسطے

و بمقاومت لشکر آراستن[ن۲] فی الجملہ سپاہ و رعیّت بہم بر آمدند و برخے از

جنگ کے لشکر آراستہ کرنے لگے حاصل کلام سپاہ اور رعیت آشوب میں آئی اور تھوڑا

اطراف بلاد از قبضۂ تصرف او بدر رفت درویش ازین واقعہ خستہ خاطر

ملک کے گرد و نواح کا قبضۂ اختیار اُس کے سے جاتا رہا فقیر بسبب اس حادثے کے خستہ خاطر

می بود تا یکے از دوستان قدیمش کہ در حالت درویشی قرین او بود

رہتا تھا کہ اِتنے میں ایک شخص اسکے قدیم دوستوں میں سے کہ فقیری حال میں ہمنشیں اُس کا تھا

از سفر باز آمد و در چنان مرتبہ دیدش گفت منت خدائے را

سفر سے پھر آیا اور ایسے رُتبے پر اُسے دیکھ کر کہا شکر ہے خدا کا کہ

عزّ و جلّ کہ گلت[ن۳] از خار بر آمد و بخت بلند رہبری کرد و اقبال و سعادت

غالب بزرگ ہے کہ پھول تیرا کانٹے سے بر آیا اور نصیب بلند نے راہ بجا نا کیا اور اقبال اور نیکبختی نے

یاوری تا بدین پایہ رسیدی اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا شعر

مددگاری کی اس مرتبے کو پہنچا تو تحقیق ساتھ تنگی کے فراخی ہے

درخت وقتے برہنہ[۵] است وقتے پوشیدہ	شگوفہ[۴] گاہ شگفتہ است و گاہ خوشیدہ
درخت کبھی ننگا ہے اور کبھی لباس پہنے ہوئے	کلی کبھی کھلی ہے اور کبھی خشک

گفت اے عزیز تعزیتم گوئی کہ جائے تہنیت نیست آنگہ کہ

کہا اے عزیز ماتم پرسی میری کہے ذکر بجگہ مبارکبادی کی نہیں ہے اُس وقت کہ

تو دیدی غم نانے داشتم و امروز غم جہانے مثنوی

تو نے دیکھا غم ایک روٹی کا رکھتا تھا میں اور آج کے دن غم ایک جہان کا

ك[۳] کہ گلت از خار بر آمد اے رنج و محنت تو مبدل بشادی و خرمی گردید ۱۲ ك[۴] شگوفہ بضم شین معجمہ و بکاف تازی کہ بعربی زہرہ خوانند برگ و گل وہاں بستہ کہ از شاخ سر بر زند کذا فی المؤید و الکشف و الصراح و در مدار است غنچہ کہ قریب شگفتن باشد و در برہان و بہار عجم بکسر اول و ضم ثانی بمعنے گل درخت میوہ دار است و خوان آرزو نوشتہ شگوفہ گلہائے بہار کہ در موسم ربیع شگفتہ و مراد از شگفتہ سیراب است و بعضے از شارحان سکندر نامے شگوفہ نامہ درختے گفتہ اند کہ در ابتدائے بہار بشگفت اگر ایں معنے ثبوت برسد بے تکلف راست مے آید ۱۲ ك[۵] اے برہنہ است وقت برگ ریزی خزاں و پوشیدہ باعتبار برگ و گل در موسم بہار ۱۲

ن۱ برخاستن

ن۲ آراستن

اگر دنیا نباشد دردمندیم
اگر اسباب دنیا میسر نہ ہو مغموم ہیں ہم

وگر باشد بمہرش پائی بندیم
اور اگر ہو اس کی الفت میں گرفتار ہیں ہم

بلائے زین جہان آشوب تر نیست
کوئی بلا اس جہان سے بدتر نہیں ہے

کہ رنج خاطرست ار ہست وگر نیست
کے دل رنج کا سبب ہے اگر ہو اور اگر نہیں ہے

قطعہ مطلب گر توانگری خواہی
نہ خواہش کر اگر دولت چاہتا ہے تو

جز قناعت کہ دولتیست ہنی
سوائے صبر کے کہ دولت ہے خوشگوار

گر غنی زر بدامن افشاند
اگر مالدار زر بخشی کرے

تا نظر در ثواب او نکنی
ہرگز نظر اس کی خوبی پھر نہ کرے تو

کز بزرگان شنیدہ[1] ام بسیار
کہ بزرگوں سے میں نے بہت سنا ہے

صبر درویش[2] بہ کہ بذل غنی فرد
کہ فقیر کا صبر بہتر ہے غنی کے دینے سے

اگر بریان کند بہرام گورے
اگر کباب کرے بہرام ایک گور

نہ چون پائی ملخ باشد زمورے
نہ ہوگا مانند تحفہ پائے ملخ کے ایک چیونٹی کی جانب سے

حکایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر روز بخدمت محمد مصطفےٰ

ابوہریرہ رض (خوش ہو اللہ اُن سے) ہر روز خدمت میں جناب رسالت پناہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدی گفت[3] یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ زُرْنِیْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آتے فرمایا اے اباہریرہ زیارت کر میری بعد ایک روز کے تا زیادہ ہو محبت

یعنی ہر روز میا تا محبت زیادہ شود صاحبدلے را گفتند بدین

یعنے ہر روز مت آ کہ محبت زیادہ ہووے ایک صاحب دل سے کہا اس

خوبی کہ آفتاب ست نشنیدہ ایم کہ کسے اورا دوست گرفتہ است

حسن اور جمال کے ساتھ کہ آفتاب ہے میں نے نہیں سُنا کہ اُسے کسی نے چاہا ہو اور

وعشق آوردہ گفت برائے آنکہ ہر روز میتوانش دید مگر در

عشق لایا ہو کہا اسواسطے کہ ہر روز سکئے اُسکو دیکھنا مگر

[1] این کلام وزیر تحقیق فرمودہ اند کہ فقر استقامت بہتر است از غنائے بے استقامت وآنچہ در باب ہفتم از مجادلہ ومقابلہ با مدعی واقع شدہ دران مناظرہ جانب داری اغنیا نمودہ اند غالب آنکہ بطریق الزام فرمودہ شد چنانچہ عبارت آن نیز اشعار بدین معنے دار ولا تناقض در ہر دو مذکور واضح است ۱۲ [2] زیرا کہ درویش باعث بازماندن ست از کسب دنیا کہ منشائے ہزار گونہ ظلم ست وبذل وبخشش غنی نتیجہ مال ست کہ در ظلم وتعدی بسیار حاصل شود ۱۲ خ [3] کنیت صحابیست کہ عبدالرحمن نام داشت روزے بحضور حضرت با گربہ بیامد حضرت بطریق مطایبہ فرمود اے اباہریرہ رض ہریرہ تصغیر ہرہ بمعنی گربہ است واین لقب اوست

زمستان که محجوب ست و محبوب قطعه

جاڑے میں کہ حجاب کیا گیا ہے اور دوست

بدیدار مردم شدن عیب نیست
آدمیوں کی ملاقات کیواسطے جانا عیب نہیں ہے
ولیکن نچندانکه گویند بس
ولیکن نہ اتنا کہ کہیں بس

اگر خویشتن را ملامت کنی
اگر اپنے تئیں ملامت کرے تو
ملامت نیاید شنیدن ز کس
ملامت نہ اتفاق ہو کسی سے سننا

حکایت یکی را از بزرگان بادے مخالف در شکم پیچیدن گرفت

ایک بزرگ کے پیٹ میں ہوا مخالف پیچ کھانے لگی

وطاقت ضبط آن نداشت پس بے اختیار از وے صادر شد گفت اے
اور طاقت اسکے روکنے کی نہیں رکھتا تھا بے اختیار اس سے نکل گئی۔ کہا اے
یاران دوستان[۱]
درویشان مرا در آنچه کردم اختیارے نبود و بزهٔ وی بر من ننوشتند و[۲]
فقیرو میرے تئیں بیچ اسکے کہ کیا میں نے اختیار نہ تھا اور گناہ اسکا اوپر میرے نہ لکھا اور
راحتے بدرون من رسید شما نیز بکرم معذور دارید مثنوی
ایک خوشی بیچ شکم میرے کے پہنچی تم بھی ساتھ بخشش کے معاف رکھو

شکم زندان بادست اے خردمند
پیٹ قید خانہ ہوا کا ہے اے صاحب عقل
ندارد هیچ عاقل باد در بند
نہیں رکھتا کوئی عقلمند ہوا کو قید میں

چو باد اندر شکم پیچد فرو هل[۳]
جب ہوا پیٹ میں پیچ کھائے نکال ڈال
که باد اندر شکم باریست بر دل شعر
کیونکہ ہوا پیٹ میں ایک بوجھ ہے دل پر

حریف گران جان ناسازگار
دشمن جان پر بھاری ناموافق
چو خواهد شدن دست پیشش مدار
جبکہ جانا چاہے عاجزی سے اُسے مت روک

حکایت از صحبت یاران دمشقم ملالتے پدید آمده بود سر در بیابان

ایک وقت میں ملاقات یاران دمشق سے مجھے کچھ رنج آگیا تھا بیابان

---

۱ روایت است که حاتم اصم قدس سره در واقع کر نبود بلکه وجه لقبش آنست که روزے از زنیکه در حباله نکاح خود آورده بود در شب زفاف در حالت مباشرت از وے بادے صادر شد از کمال مروت که داشت خود را کر نمود تا زن او بر ویش شرمنده نشود و سالہائے سال باوے اختلاط داشت و پیوسته معاملت کر آن بادے پساخت و بدانکه بودن این حکایت در رساله هزل شیخ منافی ایراد آن درین باب نیست چنانکه بعضے شارحین گمان کرده اند چه آوردن هزل برائے نصیحت عیبے ندارد مولوی میفرماید مصرع هزل من هزل نیست تعلیم است سروری ۱۲ ۲ نه نوشتند فاعل این فعل قضا و قدر باشد چه گناه در افعال اختیاری باشد و در بعضے نسخ ننوشتند نظر آمده درین صورت معنے نخواهند نوشت باشد ۱۲ ۳ ۱۲ ۱۲ ۱۲

قدس بنہادم و با حیوانات اُنس گرفتم تا وقتیکہ اسیر قید فرنگ

قدس کی طرف نکل گیا میں اور حیوانات سے محبت کی میں نے اُنس زمانہ تک کہ گرفتار قید فرنگ

شدم و در خندق طرابلس[1] با جہودانم بکار گل واشتند یکے از

کا ہوا میں اور خندق طرابلس میں یہودیوں کے ساتھ مجھے مٹی اُٹھانے کے کام میں مقرر کیا ایک

روسائی حلب کہ سابقہ معرفتے کہ درمیان ما بود گذر کرد و بشناخت

شخص حلب کے رئیسوں میں سے کہ سابق سے جان پہچان ہم سے رکھتا تھا آیا اور پہچانا

گفت اینچہ حالت ست کہ موجب ملالت ست گفتم چہ گویم قطعہ

کہا یہ کیا حالت ہے کہ سبب آزردگی کا ہے کہا میں نے کیا کہوں میں

ہمیگریختم از مردمان بکوہ و بدشت

بھاگتا تھا میں آدمیوں سے جنگل اور پہاڑوں میں

کہ از خدائی نبودم بدیگری پرداخت

کہ سوائے خدا کے نہ تھی مجھے کسی سے مشغولی

قیاس کن کہ چہ حالم بود درین ساعت

قیاس کر کہ میرا کیا حال ہو اُس وقت

کہ در طویلۂ[2] نامردمم بباید ساخت

کہ مجھے طویلے میں جانوروں کے رہنا پڑے

فرد

پای در زنجیر پیش دوستان

پا بزنجیر رہنا دوستوں کے سامنے

بہ کہ با بیگانگان[3] در بوستان

بہتر ہے بیگانوں کے ساتھ باغ میں رہنے سے

بر حالت من رحمت آورد و بدہ دینار[4] از قید فرنگم باز خرید و با خویشتن

اور حالت میری کے مہربانی لایا اور ساتھ دس دینار کے قید فرنگ سے مجھکو مول لیا (تا خلاص کرد) اور ساتھ اپنے

بحلب برد و دخترے داشت بنکاح من در آورد چون مدتے بر آمد بدخوئی

بیچ حلب کے گیا اور ایک لڑکی رکھتا تھا بیچ نکاح میرے کے لایا جو ایک مدت بر آئی بدخوئی

و ستیزہ روئی آغاز کرد و زبان درازی کردن گرفت و عیش مرا منغص می کرد

اور لڑائی کا منہ بنانا شروع کیا اور زبان درازی کرنا پکڑا اور خوشی زندگی میری کے تئیں مکدر کرتی تھی

نظم

زن بد در سرای مرد نکو

بری عورت گھر میں اچھے آدمی کے

ہم درین عالم ست دوزخ او

اسی عالم میں ہے دوزخ اُس کی

---

[1] طرابلس بفتح طائے مہملہ وضم ب ولام نام بلدہ از نواحی شام و بلدہ از مغرب یعنے گویند لفظ رومی ست بمعنی معمورہ چنانچہ در قاموس است پس آنچہ در اکثر نسخ بیائے موحدہ بعد لام واقع شدہ غلط است ۱۲ غ

[2] طویلہ معروف بمعنے آں جائیکہ دراں اسپان و خراں را بندند ۱۲

[3] بیگانگان جمع بیگانہ ہائے مختفی را وقت جمع بکاف فارسی بدل کردند و بیگانہ ضد آشنا ست و برکہ بمعنے اجنبی ضد قریب گفتہ دلالت است بر اجنبیت از معنی این لفظ ۱۲ ش

[4] دینار بالکسر در اصل دینار بدو نون بود بدلیل جمع آن بر دنانیر برائے تخفیف نون اول را بیا بدل کردند و زرش چہار ماشہ و نصف آن است و آں زر سرخ باشد ۱۲ ع

[5] بدل اضافت چہ ترکیب مقلوب ست اے معرفت سابقہ ۱۲

زنهار از قرین بد زنهار
پناه همنشین بد سے پناه

وقنا[۱] ربنا عذاب النار
اور بچالے ہمیں اے پروردگار عذاب سے جہنم کے

بارے زبان لعنت دراز کرده همی گفت که تو آن نیستی که پدرم ترا
بارے زبان بدگوئی کی دراز کرکے کہتی تھی تو وہ نہیں ہے کہ باپ میرے نے تجھ کو
از قید فرنگ بده دینار باز خرید گفتم بلے من آنم که بده دینار از
قید فرنگ سے دس دینار کو مول لیا کہا میں نے سچ ہے وہ ہوں میں کہ ساتھ دس دینار کے
قید فرنگم باز خرید و بصد دینار بدست تو گرفتار[۲] کرد مثنوی
قید فرنگ سے دس مجھ کو مول لیا اور ساتھ سو دینار کے بیچ ہاتھ تیرے کے گرفتار کیا

شنیدم گوسفندے را بزرگے
سنا ہے میں نے کہ ایک بکری کو ایک بزرگ نے
رہانید از دہان و دست گرگے
چھڑایا ایک بھیڑیئے کے ہاتھ اور منہ سے
شبانگه کارد بر حلقش بمالید
رات کو چھری اُسکے حلق پر پھیری
روان گوسفند از وے بنالید
جان بکری کی اُسکے ہاتھ سے روئی
که از چنگال گرگم در ربودی
کہ بھیڑیئے کے چنگل سے مجھے چھڑایا تو نے
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی
جب میں نے دیکھا تو آخر وہی میرے لئے بھیڑیا تھا

حکایت یکے از پادشاہان عابدے را پرسید که عیال[۳] بسیار داشت

ایک نے بادشاہوں میں سے ایک عابد کو پوچھا کہ بہت اولاد رکھتا تھا
اوقات عزیز (اے اوقات عزیز) چون میگذرد گفت همه شب در مناجات و سحر در دعا و
کہ اوقات عزیز کو کیونکر بسر کرتا ہے تو اُس نے کہا تمام رات مناجات میں اور صبح کو دعا اور
حاجات و همه روز در بند اخراجات ملک را مضمون اشارت عابد معلوم
حاجات میں اور تمام روز فکر مصارف میں بادشاہ کو مضمون اشارہ عابد کا معلوم
گشت فرمود تا وجه کفاف وے معین کردند که بار عیال از دل او برخیزد مثنوی
ہوا فرمایا کہ کچھ روزینہ اُسکا مقرر کرو کہ بار لڑکے بالوں کا اُسکے دل سے اُٹھے

۱ واو عاطفه وقِ صیغهٔ امر از وقی یعنی بچا نگهدار بنا بنصب منادی است بحذف حرف ندا و عذاب النار منصوب است بنزع خافض و در استعاره زن بدخلق از نار ایمائے ست بسوئے آنچه روایت آمده از امیر المومنین علی رضی الله عنه که فرموده در تفسیر آیت ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة زن صالحه که او حسنهٔ دنیا و حسنهٔ آخرت حور بهشتی و از عذاب نار بدن بدخلق مراد است ۱۲ ۲ گرفتار بدست تو ظاهر ست چه درین وقت طاقت ادائے صد دینار ندارم که آنرا داده ترا طلاق دهم پس گویا گفت که پدرت اول دہ با من احسانے کرد که از قید فرنگ برہانید و آخر اشارت فرمود که بدست تو گرفتار کرد ۱۲ ۳ همچنیں حال پدر تست که اولا از قید فرنگم رہا کرد و آخر مقید کرد بقیود تو ش
۳ عیال جمع است زنان و فرزندان پس آوردن جمع آن حسب تحقیق فاضل الخراری جائز نباشد و در شرح عروسی و دیگر قیوداں لفظ عیال را بانته لشنده ۱۲

اے گرفتار پائے بند عیال
اے محبت اولاد میں گرفتار

دگر آزادگی مبند خیال
ہرگز آزاد ہونے کا دھیان مت کر

غم فرزند و نان و جامۂ و قوت
غم اولاد اور روٹی اور لباس اور خوراک کا

بازت آرد ز سیر در ملکوت
روکتا ہے تجھے فرشتہ خصال ہونے سے

ہمہ روز اتفاق می سازم
تمام دن قصد مصمم کرتا ہوں میں

کہ بشب با خدائے پردازم
کہ رات کو ساتھ خدا کے مشغول ہوں میں

شب چو عقد نماز بر بندم
رات کو جو نیت نماز کی باندھتا ہوں میں فکر کرتا ہوں میں

چہ خورد بامداد فرزندم
کہ کیا کھائیں گے صبح کو فرزند میرے

حکایت یکے از متعبدان در بیشہ زندگانی کردے و برگ
ایک شخص عابدوں میں سے جنگل میں زندگانی بسر کرتا اور پتے

درختان خوردے پادشاہے بحکم زیارت نزدیک وی رفت گفت
درختوں کے کھاتا بادشاہ وہاں کا بتقریب ملاقات نزدیک اس کے گیا اور کہا

اگر مصلحت بینی بشہر از برای تو مقامی بسازم کہ فراغ عبادت از این بہ
کہ اگر مناسب جانو شہر میں رہو کہ تمہارے واسطے ایک مکان بنوا دوں کہ جمعیت عبادت اس سے بہتر

دست دہد و دیگران ہم ببرکات انفاس شما مستفید گردند و بصالح
حاصل ہو اور لوگ بھی آپ کی ذات بابرکات سے فائدہ مند ہوں اور تمہارے اچھے

اعمال شما اقتدا کنند زاہد را این سخن قبول نیامد روی برتافت یکی از وزیران
کاموں کی پیروی کریں زاہد کو یہ بات قبول نہ ہوئی منہ پھیر لیا ایک نے وزیروں میں سے

گفتش پاس خاطر ملک را ابا شد کہ دو سہ روزی بشہر آئی و کیفیت
کہا کہ بپاس خاطر بادشاہ بہتر ہے کہ چند روز شہر میں رہو اور سیر

مکان معلوم کنی پس اگر صفائی وقت عزیزان را از صحبت اغیار
مکانات کرو پس اگر آپ کی اوقات عزیز ضائع ہونے کا صحبت غیروں سے

ف۱ ای حرف ندا و منادا محذوف یعنی ای شخص گرفتار محبت اولاد یعنی ہرگز خیال آزادگی یعنی ترک تعلق دنیا و وصول الی اللہ مکن چہ در میان
ہر دو منافات ست فافہم واللہ اعلم ۱۲ ف۲ شب چو عقد الخ لفظ در اینجا محذوف است ای در شب و جملۂ شرطیہ مقدرست
ای بخاطرم میگذرد یعنی این است کہ چون در شب نیت نماز میبندم در خیال من می آید کہ وقت صبح فرزندم چہ خورد ۱۲ فرہنگ شہر خانی
ف۳ درین حکایت بشارت آنست کہ درویشان و عارفان را باید کہ فقیر را بر عباد متولی و خلوت را بر کثرت اختیار نمایند و در بازار نروند
عبادت الٰہی منوط بر پرداختن خاطر از تعلقات دنیاست چہ محبت خدا تعالیٰ با محبت زن و فرزند و زخارف دنیا جمع نشود و ازین تقریر وجہ ایراد
این حکایت درین باب ربط آن بحکایت سابق ہویدا شد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۲

کدورتے باشد اختیار باقی ست آوردہ اند کہ عابد بشہر در آمد

کوئی رنج ہووے اختیار باقی ہے نقل کرتے ہیں کہ عابد بیچ شہر کے آیا

دلبستان سرای خاص ملک بدو پرداختند مقامی دلگشای

اور باغیچہ محل خاص بادشاہ کا اسکے واسطے خالی ہوا ایک مکان دل کا شگفتہ کرنیوالا

روان آسای چون بہشت ہنوی

جان کا آرام دینے والا مانند بہشت کے

گل سرخش چو عارض خوبان

پھول اس باغ کا مانند رخسارے معشوقوں کے

سنبلش ہمچو زلف محبوبان

اور سنبل اسکا مثل زلف محبوبوں کے

ہمچنان از نہیب[۱] برد عجوز

ایسا بچنے کے جاڑے سے خوف سے

شیر ناخوردہ طفل دایہ ہنوز

مضمحل جیسے طفل شیر ناخوردہ

شعرٌ وَ اَفَانِیْنُ عَلَیْھَا جُلَّنَارٌ

اور شاخیں اوپر ان کے گل انار

عُلِّقَتْ بِالشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارٌ

معلق کی ہے اوپر درخت سبز کے آگ

ملک در حال کنیزکی ماہروئیش او فرستاد کہ وصفش اینست قطعہ

بادشاہ نے اسیوقت ایک لونڈی خوبصورت اسکے واسطے بھیجی کہ تعریف اسکی یہ ہے

ازین مہ پارۂ عابد فریبے

ایسی ماہ پارہ عابد فریب

ملائک صورتے طاؤس زیبے

فرشتے کی سی صورت طاؤس کی سی زیبائش

کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد

کہ بعد اسکے دیکھنے کے ہو نہیں سکتا

وجود پارسایان را شکیبے

پرہیزگاروں کی ذات کو صبر اور قرار

ہمچنان در عقبش غلامی بدیع الجمال لطیف الاعتدال قطعہ

ویسے ہی اسکے بعد ایک غلام نہایت خوبصورت اور معتدل

ھَلَکَ النَّاسُ حَوْلَہٗ عَطَشًا

مر گئے آدمی گرد اسکے پیاس سے

وَھُوَ سَاقٍ یَرٰی وَلَا یَسْقِیْ

حالانکہ وہ ساقی ہے دیکھتا ہے اور نہیں پلاتا

[۱] نہیب بفتح نون لفظ فارسی است بمعنی خوف کمانی الشرح سردے وقال الاحوادی نہیب بکسر نون و یائے مجہول امالہ شباب است بمعنی غارت کردن وشاوح ناظم گوید اکثر و در فرہنگہا ست نہیب بکسر تین ویائے مجہول ترس برعجوز ترکیب انسانی بجروند از آخر زمستان وبقولے ہفت روز سردی گویدکہ قولہ ہمچنان یعنے گل وسنبل آن مقام دلکش با وجود مشابہت آنہا بعارض لفظ زلف محبوبان در رنگ و بو و دیگر و طراوت و لطافت گویا بر طفل نامزد است کہ ہنوز شیر نخوردہ باشد از خوف و صدمات شدت سرما مضمحل بودند و این اضمحلال و ملالت بر غایت لطافت و تازگی آنہا دارد یعنے نہایت برد عجوز چنان حال بود کہ طفل شیر نخوار شیر یافتہ باشد و بعضے درین دو بیت لف و نشر غیر مرتب قرار دادہ اند یعنے گل سرخش ہمچو عارض خوبان بود چنانکہ طفل دایہ ہنوز شیر نخوردہ باشد مانند زلف محبوبان چنانکہ عجوز در حالت برد و سرما باشد کہ بسیار خم گردد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دیدہ از دیدنش نگشتی سیر
آنکھیں اصل کے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی ہیں

ہمچنان کز فرات مستسقی
جیساکہ دریائے فرات سے بیمار پیاس کا

عابد از طعامہائے لذیذ خوردن گرفت وکسوتہائے لطیف پوشیدن و
عابد کھانا بامزہ کھانے لگا اور کپڑے اچھے پہننے اور

از فواکہ و مشموم وحلاوت تمتع یافتن ودر جمال غلام وکنیزک نظر کردن و
میوے کھانے اور عطر سونگھنے اور مٹھائیوں سے برخورداری پانے اور غلام اور لونڈی کے حسن دیکھنے اور

خردمندان گفتہ اند زلف خوبان زنجیر پائے عقلست و دام مرغ زیرک بیت
عقلمندوں نے کہاہے کہ زلف معشوقوں کی پاؤں کی زنجیر اور جال ہے واسطے دل دانا کے

در سرکار تو کردم دل و دین باہمہ دانش
تیرے ہی خیالی میں دل و دین کھویا میں نے باوجود عقل کے

مرغ زیرک بحقیقت منم امروز تو دامی
مرغ زیرک حقیقت میں میں ہوں اور تو جال ہے

فی الجملہ دولت وقت مجموعش بزوال آمد چنانچہ گویند قطعہ
حاصل کلام زاہد کی دولت خوش اوقاتی کی گھٹ گئی جیساکہ عقلمندوں نے کہاہے

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید
جو شخص ہے فقیہ یا پیر یا مرید ہے

وز زبان آوران پاک نفس
یا خوش کلاموں پاکیزہ ذات سے

چون بدنیائے دون فرود آمد
جب اس نالائق دنیا میں آیا

بعسل در بماند ہمچو مگس
شہد میں پھنس گیا مانند مکھی کے

بار دیگر ملک بدیدن او رغبت کرد عابد را دید از ہیأت نخستین بگردیدہ و
آخر بادشاہ نے اسکے دیکھنے کی خواہش کی عابد کو دیکھا پہلی شکل سے بدل گیا ہے اور

سرخ وسپید بر آمدہ وفربہ شدہ وبر بالش دیبا تکیہ زدہ وغلام پری
سرخ و سفید ہوگیا موٹا ہوا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیبا کا تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور غلام پری

پیکر بمروحۂ طاؤسی بر بالائے سر ایستادہ بر سلامت حالش
کی صورت طاؤسی مورچھل لئے اسکے سر پر کھڑا ہوا ہے بادشاہ نے اُسکا اچھا حال دیکھ کر

۱ یعنی باآنکہ مرغ زیرک ہوشیار در دام نیفتند اما دریں دام زلف خوباں چندانکہ ہوشیار و زیرک باشد عقل برباد رفتہ گرفتار مے شود ۱۲ ۲ در سرکار کردن کنایت از برباد کردن چنانچہ مرجہانگیری است و شارح سرودی سرکار با ضافت آوردہ معنے صرف کردم برائے کار تو نوشتہ ۱۲ ۳ ظاہر اینست کہ یائے دامی برائے خطاب باشد چنانکہ لفظ تو قرینہ برائے آنست و بعضے بیائے وحدت گفتہ اند اما استعمال اول شائع است ۱۲ ۴ طاؤسی بکسر اول وحائے حطی بادبیزن در ہندستان کہ از پرہائے طاؤس مے سازند ۱۲ و گاہے بادبیزن از پرہائے طاؤس مے سازند ۱۲ ۱۲

شادمانی کرد و از ہر درے سخن گفتند تا ملک بانجام سخن گفت چنانکہ

خوشی کی اور ہر طرف کی بات چھڑی یہانتک کہ بادشاہ نے ساتھ سخن کے کہا جیساکہ

من این ہر دو طائفہ را دوست میدارم کس ندارد یکے علما و دیگر

میں ان دونوں گروہوں کے تئیں دوست رکھتا ہوں میں کوئی نہیں رکھتا ہے ایک عالموں کے تئیں اور دوسرے

زہاد وزیر فیلسوف جہاندیدہ حاذق کہ با او بود گفت ای خداوند روی

زاہدوں کو منیر جہان کا دیکھا ہوا دانا ہر کام کا کہ ساتھ اسکے تھا کہا اے خداوند روئے

زمین شرط دوستی آنست کہ با ہر دو طائفہ نکوئی کنی علما را زر بدہ تا

زمین کے محبت کی اقتضا یہ ہے کہ دونوں گروہ سے نیکی کیجئے عالموں کو روپیہ دیجئے کہ

دیگر علم بخوانند و زاہدان را چیزے مدہ تا زاہد بمانند قطعہ

اور لوگ پڑھیں اور زاہدوں کو کچھ نہ دیجئے کہ عبادت نہ چھوڑیں

خاتون خوبصورت و پاکیزہ روی را معشوق خوبصورت اور پاکیزہ چہرے کو	نقش و نگار و خاتم فیروزہ گو مباش نقش اور نگار اور انگوٹھی فیروزہ کی کچھ حاجت نہیں
درویش نیک سیرت و فرخندہ رائے را فقیر پاکیزہ خصلت اور نیک خو کو	نان رباط و لقمہ دریوزہ گو مباش[1] روٹی مسافرخانے کی اور لقمہ بھیک کی کچھ احتیاج نہیں
فرد تا مرا[2] ہست دیگرم باید جبتک میرے پاس کچھ ہے اور بھی درکار ہے	گر نخوانند زاہدم شاید اگر مجھے زاہد نہ کہیں سزاوار ہے

حکایت مطابق این سخن ہمچنین پادشاہے را مہمی پیش آمد

قصہ مطابق اسی بات کے اسی طرح ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی

گفت اگر انجام این حالت بمراد من بر آید چندین درم دہم زاہدان را

کہا اگر اس کام کا انجام موافق میری خواہش کے آوے اتنے روپے دوں میں زاہدوں کے تئیں

چون حاجتش بر آمد و تشویش خاطرش برفت وفائی نذرش[3]

جبکہ اسکا مطلب حاصل ہوا اور تردد اسکے دل کا جاتا رہا نذر کا پورا کرنا

ف۱ درینجا باتفاق سروری و دیگر شروح و نسخ مشہور بیت دیگر ست بیت نہ زاہد را درم باید نہ دینار چو بستد زاہدے دیگر بدست آر قطعہ آنرا کہ سیرت خوش و سرّیست باخدائے بے نان وقف و لقمہ دریوزہ زاہدست انگشت خوبروئے و بناگوش دلفریب بے گوشوارہ خاتم فیروزہ شاہدست بناگوش بفتح و کاف فارسی متصل گوش کہ بتازی عذار خوانند و در اسکندری بضم است و بکسر خطا ست و در حل لغات آنچہ میان جبیں و گوش است و صاحب شرح نامہ بضم تحقیق کردہ کذا فی مدار الافاضل ۱۲ ف۲ ای تا وقتیکہ مرا مدد حق است دیگر طلب کنم و دریں صورت اگر زاہدم نخوانند مرا شاید ۱۲ ف۳ نذر بفتح عہد و پیمان ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بوجود شرط لازم آمد یکے را از بندگان خاص کیسۂ درم داد تا بزاہدان
اُس پر لازم ہوا ایک شخص کو اپنے خاص غلاموں سے روپے کی تھیلی دی کہ زاہدوں کو

صرف کند گویند غلامی عاقل ہشیار بود ہمہ روز بگردید و شبانگہ باز آمد
بانٹ دے کہتے ہیں غلام دانا اور ہوشیار تھا تمام دن پھرا شام کو پھر آیا

و درمہا را بوسہ داد و پیش ملک بنہاد و گفت زاہدان را چندانکہ طلب
اور درموں کو بوسہ دیا اور بادشاہ کے سامنے رکھا اور کہا جتنا کہ زاہدوں کو ڈھونڈنا

کردم نیافتم گفت این چہ حکایت ست آنچہ من دانم درین ملک (شہر) چہار
کیا میں نے نہ پایا کہا یہ کیسی بات ہے جتنا میں جانتا ہوں اس شہر میں چار سو

صد زاہد ست گفت اے خداوند جہان آنکہ زاہد ست نمی ستاند و آنکہ مے
زاہد ہیں کہا اے خداوند جہاں جو کہ زاہد ہے نہیں لیتا اور جو کہ لیتا ہے

ستاند زاہد نیست ملک بخندید و ندیمان را گفت چندانکہ مرا در حق
زاہد نہیں ہے بادشاہ ہنسا اور اپنے مصاحبوں سے کہا جتنا کہ میرے تئیں بیچ حق

درویشان و خدا پرستان ارادت ست و اقرار این شوخ دیدہ را
فقیروں اور خدا پرستوں کے اعتقاد ہے اور اقرار اس بےحیا کو

عداوت ست و انکار و حق بجانب اوست **شعر**
عداوت ہے اور انکار لیکن حق اُس کی طرف ہے

زاہد کہ درم گرفت و دینار	زاہد تر ازو یکے بدست آر
زاہد نے کہ روپیہ لیا اور اشرفی	اُس سے زیادہ کوئی اور زاہد تلاش کر

حکایت یکے از علمائے راسخ پرسیدند چہ گوئی در نان
ایک عالم زبردست سے لوگوں نے پوچھا کیا کہتا ہے تو

وقف گفت اگر نان از بہر جمعیت خاطر مے ستانند (از برائے جمعیت فراغ)
وقف کی روٹی کے مقدمے میں کہا اگر جمعیت خاطر اور فراغت عبادت کے واسطے لیتے ہیں

۱ فرط بیچیرے دلبستن قول و فعل خود را در حصول قولی یا فعلی ۱۲ ۲ ندیم ہمنشین مشتق از ندامت نادم آیند ندیم ۳ خاحفظ ۱۲ ۳ ما حصل حکایت آنکہ درویشاں را بقدر کفاف و جمعیت خاطر نسخ وطاقت بر عبادت مال و نان وقف جائز واست و اگر اجتماع خاطر بنود محض بنابر گرما دری نان وقف و تحصیل زر نست و از چہ وقف برائے فراغت خاطر زاہدان و عابدان بوجود آمدہ نہ برائے گرما دری و جمع نمودن زر بلا حاجت آنچہ مستحق اخذ مال وقف شرعاً ارباب حاجت اند ۴ بہر کسیکہ خواہد گیرد ۱۲ ۵ مے ستانند بدانکہ در اکثر نسخ مے ستانند دلے نشیند لیعنیہ جمع بلفظ آمدہ ۱۲ عہ در بعض نسخ یکے از علما ۱۲

حلال ست و اگر جمع از بہر نان می نشینند حرام بیت

حلال ہے اور اگر واسطے روٹی کے جمع ہو کر بیٹھتے ہیں حرام

نان[1] از برای کنج عبادت گرفتہ اند

روٹی صاجدلوں نے عبادت کے لئے قبول کی ہے

صاجدلان نہ کنج عبادت برای نان

نہ گوشہ عبادت کا واسطے روٹی کے

حکایت درویشے بمقامی فرا آمد کہ صاحب آن بقعہ کریم النفس بود طائفہ

ایک فقیر ایک جگہ آیا کہ مالک اُس مکان کا بزرگ ذات تھا کچھ لوگ

اہل فضل در صحبت او ہر یک بذلہ[2] و لطیفہ ہمیگفتند و درویش راہ بیابان

صاحب بزرگی کے بیچ صحبت اسکی کے ہر ایک نادریات اور لطیفہ کہتے تھے اور فقیر نے راہ جنگل کی

قطع کردہ بود و ماندہ و چیزے نخوردہ یکے ازان میان بطریق ظرافت

کاٹا کی تھی اور تھک گیا اور کچھ نہ کھایا ایک نے اس درمیان سے ساتھ راہ خوش طبعی کے

گفت ترا ہم چیزی بباید گفت مرا چون دیگران فضل و ادبی نیست و

کہا تیرے تئیں بھی ایک چیز چاہیئے کہنا کہا میرے تئیں مانند دوسروں کے بزرگی اور ادب نہیں ہے اور

چیزے نخواندہ ام بیک بیت از من قناعت کنید ہمگنان برغبت گفتند بگو گفت

کچھ نہیں پڑھا ہے میں نے ساتھ ایک بیت کے مجھ سے قناعت کرو سبھوں نے ساتھ رغبت کے کہا کہ کہا

شعر من گرسنہ در برابر سفرۂ[3] نان

میں بھوکا دستر خوان پر

ہمچون عزبم بر در حمام زنان

مثل مرد مجرد عورتوں کے حمام کے دروازے پر

یاران نہایت عجز او بدانستند و سفرہ پیش او آوردند صاحب دعوت

یار لوگوں نے بہت اسے عاجز جانا اور دستر خوان اسکے سامنے بچھوایا میزبان نے

گفت ای یار زمانے توقف کن کہ پرستارانم کوفتہ[4] بریان

کہا اے یار تھوڑا ٹھہر کہ میرے خدمتگار کوفتے تلتے

ہمی سازند درویش سر برآورد و بخندید و گفت شعر

ہیں فقیر نے سر اٹھایا اور ہنسا اور کہا

[1] یعنی صاجدلاں نان وقت ضرورت اختیار کردہ اند تا یکجا نشستہ عبادت کنند برای فکر معاش مشوش نشوند تا آنکہ برای نان کنج عبادت اختیار نمایند تا بدان بسبب مردم خبردار ایشان باشند ۱۲ [2] بذلہ بالکسر و لغم باذال معجمہ سخن لطیف گفتن کذا فی المؤید و مشہور بفتح اول است و سروری در شرح خود ہم بالفتح آوردہ ۱۲ [3] سفرہ بالضم چیزے کہ بران طعام خورندہ دارند و بفتح اول مشہور است ۱۲ [4] کوفتہ لفظ جامد است کہ درشکی و دانہ ہی گوشتے کہ ریزہ ریزہ از کاردش کردہ باشند و نیز اطلاق آن بکنند ۱۲

کوفتہ بر سفرۂ من گو مباش کوفتہ میرے دسترخوان پر کچھ نہ آوے	**کوفتہ را نان تہی کوفتہ است** کہ محنت کشیدہ کیلئے صرف روٹی کوفتہ ہے

حکایت مریدے گفت پیر را[1] چہ کنم کز خلائق بر نج اندرم از
ایک مرید نے پیر سے کہا کہ میں کیا کروں کہ اہل دنیا سے تکلیف میں ہوں
بسکہ بزیارت من ہمی آیند و اوقات مرا از تردد ایشان تشویش می
کثرت سے کہ میری ملاقات کو آتے ہیں اور میری اوقات کو اُن کی آمدورفت سے پریشانی
باشد گفت ہر چہ درویشانند مر ایشان را وامے بدہ و آنچہ
حاصل ہوتی ہے کہا اُن ہیں جو لوگ فقیر ہیں انہیں کچھ قرض دے اور جو لوگ
توانگرانند از ایشان چیزے بخواہ کہ دیگر یکے گرد تو نگردند **بیت**
مالدار ہیں کچھ ان سے مانگ کہ پھر یہاں نہ آویں گے -

گر گدا پیشرو لشکر اسلام بود اگر فقیر لشکر اسلام کا ہر اول ہو	**کافر از بیم توقع برود تا در چین** کافر دہشت سوال کرنے سے جاوے چین تک

حکایت فقیہی[1] پدر را گفت ہیچ ازین سخنان دلاویز متکلمان[2] در من اثر
ایک مسئلہ داں نے اپنے باپ سے کہا کہ واعظوں کی باتوں میں سے کوئی مجھ میں
نمیکند بحکم آنکہ نمی بینم مر ایشان را فعلے موافق گفتار **مثنوی**
اثر نہیں کرتیں کس واسطے کہ میں ان کے فعل مطابق انکے قول کے نہیں پاتا ہوں

ترک دنیا بمردم آموزند دنیا کا چھوڑنا لوگوں کو تعلیم کرتے ہیں	**خویشتن سیم و غلہ اندوزند** اور آپ روپیہ اور غلہ جمع کرتے ہیں
عالمے را کہ گفت باشد و بس جس عالم کو فقط قول ہو اور کچھ نہیں	**ہر چہ گوید نگیرد اندر کس** اگر کچھ کہے اثر نہیں کرتا ہے کسی میں
عالم آن کس بود کہ بد نکند عالم وہ شخص ہے کہ برا کام نہ کرے	**نہ کہ گوید بخلق و خود نکند** نہ یہ کہ کہے خلق کو اور آپ وہ کام نہ کرے

[1] خلاصہ مضمون حکایت آنکہ طالبہ عارفاں آنست اولا ہر چیزیکہ میگویند خود عمل میکنند باز زبان بوعظ ونصائح بکشایند تا در دیگرے اثرش شود چنانچہ یکے کودکے را پیش امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ برد وگفت کہ ایں کودک قند سیاہ بسیار دوست میدارد و بکثرت میخورد نصیحتے فرمایند تا بگذارد فرمودند کہ بعد سہ روز بیائی نصیحتش خواہم کرد آخر پسر را بعد سہ روز حسب وعدہ نصیحت ہائے ترک آن فرمودند آن پسر ترک خورش آں نمود حاضراں پرسیدند کہ دریں چہ حکمت بود فرمودند کہ من ہم ازیں پیش ایں را بکثرت میخوردم ہرگاہ برنفس خود اولا عہد کردم بار دیگر یا و تعلیم ساختند کلام من در وے اثر گرفت ۱۲ [2] متکلمان مدنست بمعنی کلام کنندگان در اصطلاح فرقہ ایست اہل اسلام آنہا را ظاہر اہل شرع نامند و علمائے ظواہر ہم نیز گویند ۱۲

أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ ۔ بیت

کیا حکم کرتے ہو تم آدمیوں کو نیکی کرنے کا اور اپنے تئیں بھول جاتے ہو

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم ست کرا رہبری کند
جو عالم کہ عیش و عشرت اور اپنی پرداخت کرے	وہ آپ ہی بھولا ہے کسے راہ بتلاوے

پدر گفت ای پسر بمجرد این خیال باطل نشاید روی از تربیت

باپ نے کہا اے فرزند فقط اس خیال غیر صحیح سے نہ چاہیئے منہ تعلیم سے

ناصحان بگردانید و علمارا بضلالت منسوب کردن و در طلب عالم

نصیحت کرنیوالوں کی پھیرنا اور عالموں کو ساتھ گمراہی کے نسبت کیا گیا کرنا اور بیچ طلب کرنے عالم

معصوم از فوائد علم محروم ماندن ہمچو نابینائیکہ شبے در وحل افتادہ بود

پاک کے فائدوں علم سے بے نصیب رہنا مانند اس اندھے کے ہے کہ ایک رات بیچ کیچڑ کے پڑا تھا اور

ومی گفت آخر یکے از مسلمانان چراغے فرا راہ من دارید زنے

کہتا تھا کہ بارے اے مسلمانوں ایک چراغ میرے سامنے رکھو ایک عورت

فاجرہ بشنید و گفت تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنین

بدکار نے سنا اور کہا تو کہ چراغ کو نہیں دیکھ سکتا چراغ سے کیا دیکھیگا ایسی ہی

مجلس وعظ چون کلبہ بزاز ست آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے

مجلس ناصحوں کی مثل بزاز کی دوکان کے ہے کہ جبتک تو وہاں کچھ نقد نہ دیویگا کوئی مال

نستانی و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری قطعہ

نہ لیوے گا اور یہاں جبتک تو اعتقاد نہ لاویگا سعادت نہ حاصل کرے گا

گفت عالم بگوش جان بشنو	ور نماند بگفتنش کردار
فرمانا عالم کا دل کے کان سے سن	اگرچہ مطابقت نہ رکھتا ہو قول سے فعل اُس کا
باطل است آنچہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
غلط ہے جو کچھ دعوے کرنیوالا کہتا ہے	کہ سوتے کو سوتا کب جگا سکتا ہے

۱؎ مقصود از تمثیل آنست کہ علم ہمچو چراغست و سائل معترض ہمچو اعمی پس چگونہ ہدایت یابد از علم چہ برائے ہدایت اول ارادت شرطست پس ارادت بمنزلہ نقد است و علم بمنزلہ دکان بزاز ۲؎ بمعنے مماثل و مشابہ شدن ۳؎ مقولہ اش مصرع تا نیست اے ای اینکہ مدعی گوید کہ خفتہ را یعنی مرد غافل و جاہل را خفتہ یعنے عالم بے عمل بیدار اے ہدایت نمی تواند کرد قولیست باطل بدلیل قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر ایے حق تعالے این دین را تائید میکند بسبب وعظ و نصائح مرد بدکار ۴؎ عیب ۵؎ فاحشہ بفاو را و حائے مہملتین بر وزن فاخرہ بمعنی خوش طبع آمدہ است ۶؎ کلبہ بمعنے دوکان و بزاز بفتح موحدہ و تشدید معجمہ جامہ و بزاز جامہ فروش ۱۲

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
آدمی کو چاہیئے کہ دل سے سُنے

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ
ایک صاحبدل مدرسے میں آیا خانقاہ سے

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود
کہا میں نے عالم اور زاہد میں کیا فرق تھا

گفت اُو گلیم خویش بدر میبرد ز موج
کہا وہ یعنی زاہد اپنی ہی کملی بچاتا ہے دریا کی لہر سے

ور نبشتست پند بر دیوار قطعہ
نصیحت اگرچہ دیوار پر لکھی ہو

بشکست عہد صحبت اہل طریق را
اور ارباب معرفت سے مصاحبت کا عہد توڑا

تا کردی اختیار از ان این فریق را
کہ تو نے اختیار کیا اُس فرقے سے اِس فرقے کو

وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را
اور یہ یعنی عالم کوشش کرتا ہے کہ خلاصی دیوے ڈوبتے ہوئے کو

حکایت[۱] یکے بر سر راہے خفتہ بود و زمام اختیار از دست رفتہ عابدے
ایک شخص اوپر سر ایک راہ کے سوتا تھا اور باگ اختیار کی ہاتھ سے گئی ایک عابد نے

بروے گذر کرد و در انخالت مستقبح او نظر کرد جوان از خواب
اوپر اسکے گذر کیا اور اس کے بُرے حال کو دیکھا جوان نے خواب

مستی سر بر آورد و گفت وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا قطعہ
مستی سے سر اُٹھایا اور کہا اور جب گذرے بُری چیز پر گذرے اس پر مثل کریم کے

اِذَا رَاَیْتَ اَثِیْمًا کُنْ سَاتِرًا وَّحَلِیْمًا
جسوقت دیکھے تو گنہگار کے تئیں ہو پردہ پوش اور بردبار

قطعہ متاب اے پارسا روے از گنہگار
مت پھیر اے عابد منہ گنہگار سے

اگر من ناجوانمردم بہ کردار
اگر میں نالائق ہوں کاموں میں

یَا مَنْ تُقَبِّحُ اَمْرِیْ لِمْ لَا تَمُرُّ کَرِیْمًا
اے وہ کوئی کہ جانتا ہے بُرا میرے کام کو کیوں نہیں گذرتا ہے جوانمرد

بہ بخشایندگی در وے نظر کن
نگاہ بخشش سے اُسکی طرف دیکھ

تو بر من چون جوانمردان گذر کن
تو میری طرف جوانمردوں کے مانند گذر کر

حکایت[۲] طائفہ رندان بخلاف درویشی بدر آمدند و سخنان ناسزا
چند شخص آزادوں میں سے ایک درویش کی مخالفت میں آئے اور باتیں نالائق

[۱] وظاہر است نصیحتیکہ از عالم عمل صادر شود اوقع واودن از مکتوب بر دیوار عیست ومراد آنست کہ بقول لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال ہر جا کہ کلام بہتر واستوار باشد بشنو و قبول نماید ۱۲ [۲] یکے از اخلاق درویشے آنست کہ بر حال کسے نظر نکند عملا بقولہ تعالے واذا مروا باللغو مروا کراما پس علم بے عمل را و بکریم متحقق با خلاق بہتر باشد بہ نظر انکار و حقارت نباید دید و ربط این حکایت بما قبل حکایت سابق ہر دو معلوم شد ۱۲ [۳] محصل حکایت آنکہ از اخلاق درویشان ست تحمل بر جور و جفا و نرنجیدن از ستم اعدا و مقصد ازین اسرار نظر نکردن بر عیوب دیگران با بدان معاملہ نیکان کردن چہ کسے را کہ این مرتبہ حاصل شود راضی برضائے الٰہی بود و شاکی از جور مخلوق نباشد و ازین تقریر ہویدا شد ربط این حکایت دہم بحکایت سابق ۱۲

گفتند و بزدند و برنجانیدند شکایت از بیطاقتی پیش پیر طریقت برد
کہیں اور فقیر کو مارا اور ستایا وسبب بے صبری کے حضور میں پیر مرشد کے شاکی ہوا

کہ چنین حالے رفت گفت ای فرزند خرقۂ درویشان جامۂ رضاست
کہ یہ ماجرا مجھ پر گذرا پیر نے کہا اے فرزند خرقہ فقیروں کا جامہ رضا مندی کا ہے

ہر کہ درین کسوت تحمل بیمرادی[1] نکند مدعیست خرقہ برو حرام ست فرد
جو شخص یہ لباس پہنے اور بیمرادی نامرادی کی نکرے جھوٹا ہے اور خرقہ اسپر حرام ہے

دریائی فراوان نشود تیرہ بسنگ
دریا بڑا نہیں ہوتا ہے گندلا ساتھ پتھر کے

عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز
عارف اگر رنجیدہ ہووے تھوڑا پانی ہے ابتک

قطعہ گر گزندت رسد تحمل کن
اگر تجھے کوئی صدمہ پہنچے اٹھالے

کہ بعفو[2] از گناہ پاک شوی
کہ بسبب عفو کے گناہ سے پاک ہو جاویگا

ای برادر چو عاقبت خاک ست
اے بھائی جو آخر کو خاک ہونا ہے

خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی
خاک ہو پہلے اوس سے کہ خاک ہووے تو

حکایت منظوم
کہانی نظم میں

این حکایت شنو کہ در بغداد
یہ قصہ سن تو کہ بغداد میں

رایت و پردہ را خلاف افتاد
جھنڈے اور پردے میں جھگڑا پڑا

رایت از گرد راہ و رنج رکاب[3]
جھنڈے نے راہ کے رنج اور رکاب کی مشقت سے

گفت با پردہ[4] از طریق عتاب
کہا پردے سے ازراہ غضب کے

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
میں اور تو دونوں غلام ایک ہی مالک کے ہیں

بندۂ بارگاہ سلطانیم
اور بندہ بارگاہ بادشاہ کے

من ز خدمت دمی نیاسودم
میں خدمت سے ایک دم نہ باز رہا

گاہ و بیگاہ در سفر بودم
وقت بیوقت سفر میں تھا

۱ لفظ نامرد کہ در عوام شہرت دارد غلط است صحیح بیمراد مولانا فرماید ع عاشقان از بیمرادیہای خویش باخبر آید نگہ ید کہ ایتمالی داد دکہ نامراد بمعنی نامرادی قیاس آید بلفظ ۱۲ ۲ قولہ خدا تعالی در شان مومنین متقین فرماید والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ای بشاشند فرو خورندہ غضب و بخشانندہ تقاصیر از مردماں پس معلوم شد کہ عفو بلیت پرہیزگاری و آں مستلزم عفو گناہ ست ۱۲ ۳ رکاب بالکسر معروف یعنے حلقہ از آہن کہ راکب بران پا نہد خود میلند وار رنج رکاب اینکہ سوار وسط نیزہ را در دست گرفتہ باشد اسفل نیزہ در حلقہ مذکورہ البتہ و در عرصہ بیاری خود بیکا رو دریں بود لن باشد نیزہ بر حلقہ مذکور البتہ و بعد غرضہ سودن و حکاک آن موجود نباشد ۱۲ ۴ پردہ چیزیکہ حائل بود از جامہ و غیر آن و عوام قنات گویند ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۲ ۱۲

توئی رنج آزمودہ نہ حصار
تونے رنج کی عقوبت جانی نہ قلعہ کشائی کی

نہ بیابان و باد و گرد و غبار
نہ جنگل نہ راہ کی گرد و غبار کی

قدم من بہ سعی پیشتر ست
پاؤں میرا محنت میں تجھ سے بڑھا ہوا ہے

پس چرا راحت تو بیشتر ست
کس واسطے مرتبہ تیرا زیادہ ہے

تو بر بندگان مہ روئی
تو غلامان خوبصورت کے پاس ہے

با کنیزان یاسمن بوئی
اور خوبصورت لونڈیوں کے ساتھ

من فتادہ بدست شاگردان
میں پڑا ہوں شاگرد پیشہ کے ہاتھ میں

بسفر پای بند و سرگردان
سفر میں گرفتار اور گردش میں

گفت من سر بر آستان دارم
پہرہ دے نے کہا میں سر چوکھٹ پر رکھتا ہوں میں

نہ چو تو سر بر آسمان دارم
نہ تیری طرح سر آسمان پر رکھتا ہوں میں

ہر کہ بیہودہ گردن افرازد
جو شخص کہ بیہودہ دعوے کرتا ہے

خویشتن را بہ گردن اندازد
آپ کو سر کے بل گراتا ہے

حکایت

حکایت یکے از صاحبدلان زور آزمای را دید بہم بر آمدہ و کف
ایک نے صاحبدلوں میں سے ایک پہلوان کو دیکھا جھنجھلایا ہوا اور کف

بر دہان انداختہ گفت این را چہ حالتست گفتند فلان دشنام دادش گفت
اوپر منہ کے ڈالے ہوئے کہا اس کی کیا حالت ہے لوگوں نے کہا فلانے شخص نے اسے گالی دی ہے صاحبدل نے کہا

این فرومایہ ہزار من سنگ بر میدارد و طاقت سخنی نمی آرد قطعہ
یہ کمینہ ہزار من کا پتھر اٹھاتا ہے اور ایک بات کی برداشت نہیں کر سکتا

لاف سرپنجگی و دعوی مردی بگذار
ادعا پہلوانی کا اور دعوی شہ زوری کا چھوڑ دے

عاجز نفس فرومایہ چہ مردے چہ زنے
عاجز اپنے نفس شریر سے کیا مرد کیا کوئی عورت

گرت از دست بر آید دہنی شیرین کن
اگر تجھ سے ہو سکے منہ میٹھا کر

مردی آن نیست کہ مشتے بزنی بر دہنی
شہ زوری وہ نہیں ہے کہ ایک گھونسا مارے تو کسی کے منہ پہ

ا؎ آر حصار عبارت است از جنگ کردن و ہمچنین بیابان و گرد و غبار کہ مراد ازاں سفر کردن است ۱۲ ۲؎ آن در اکثر نسخ لوکہ بر بندگان واقع شدہ و این کاف بیایے موقع افتادہ صحیح بر بندگان اضافت بمعنی پیش ۱۲ ان ۳؎ شاگرد در اصل بمعنے خادم ست و بمعنے تلمیذ مجازاً شہرت گرفتہ چنانچہ ازہمین بیت واضح میشود ۱۲ ۴؎ فرومایہ ناقص و کم مایہ و آنکہ کارہائے کمینہ از و بر آید ۱۲ ۵؎ لاف معروف و لاف زدن بخود ستائی خود بر دیگرے بانگ زندہ و بمعنے حریف نیز آمدہ ۱۲ سوید ۶؎ لے خود را بر گردن اندازد کہ موجب شکست گردن گردد ۱۲ خیابان ۷؎ کہ مردانگی ہمین است ۱۲ سروری ۱۲ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

قطعه اگر خود بردرد پیشانی پیل
اگر پھاڑ ڈالے ہاتھی کا ماتھا
بنی آدم سرشت از خاک دارند
اولاد آدم کی خمیر خاک سے رکھتے ہیں

نه مردست آنکه در وی مردمی نیست
مرد نہیں ہے وہ اگر اُسمیں آدمیت نہ ہو
اگر خاکی نباشد آدمی نیست
جو خاکساری نہ کرے آدمی نہیں ہے

حکایت بزرگے را پرسیدم از سیرت اخوان صفا گفت کمینه آنکه
ایک بزرگ کے تئیں پوچھا میں نے خصلت بھائیوں صفائی سے کہا کمینہ وہ
مراد خاطر یاران بر مصالح خویش مقدم دارد و حکما گفته اند
شخص ہے کہ مقصد خاطر یاروں کا اوپر مصلحتوں اپنی کے مقدم رکھے حکیموں نے کہا ہے
برادر که در بند خویش ست نه برادرست و نه خویش ست فرد
بھائی کہ بیچ فکر اپنی کے ہے نہ بھائی ہے اور نہ اپنا ہے

همراه اگر شتاب کند در سفر بایست
ساتھی جو جلدی کرے سفر میں تو ٹھہر رہ
چون نیست خویش را دیانت و تقوٰی
جو نہ ہووے عزیز کے تئیں دینداری اور پرہیزگاری

دل در کسے مبند که دل بسته تو نیست فرد
دل بیچ کسی کے مت باندھ کر دل بندھا ہوا تیرا نہیں ہے
قطع رحم بهتر از مودت قربی
قطع کرنا قرابت کا بہتر ہے دوستی سے عزیزوں کی

یاد دارم که یکے مدعی درین بیت بر قول من اعتراض کرده بود و گفته
یاد رکھتا ہوں میں کہ ایک مدعی نے بیچ اس بیت کے اوپر قول میرے کے طعنہ کیا تھا اور کہا
که حق تعالیٰ در کتاب مجید از قطع رحم نهی کرده ست و بمودت ذوالقربی
کہ حق تعالیٰ نے بیچ کتاب مجید کے قطع کرنے قرابت سے منع کیا ہے اور ساتھ دوستی صاحب قرابت کے
فرموده و اینچه تو گفتی مناقض آنست گفتم و ان جاهداك علیٰ
فرمایا ہے اور یہ جو تو نے کہا ضد اسکی ہے کہا میں نے اور اگر کوشش کریں تیرے تئیں
ان تشرك بی ما لیس لك به علم فلا تطعهما ۔ بیت
اور پر اس بات کے کہ شرک کرے تو ساتھ میرے جسکی تجھ کو خبر نہیں ہے پس نہ مان کہنا ان کا

ل بدانکه از قواعد اسمی است که با سمیکه رباعی مقصود باشد الفتی را با خوانند و ماقبل را کسره دهند چون تقوی و قربی و دعوی و عیسی تشیر الیه الکلام السروری ۱۲ ۵ وجه استدلال آنکه اهل قرابت از اعانت قریب و کمک دیگر وقت فرو ماندن آن در معیت و اعتاد و کشش و لا دے بر داوند لا محاله براه خلاف شرع رفته باشد و حق از امر مخالف شرع اتباع والدین که واجب الاطاعه هستند تا نعمت فرموده تا بقریبان دیگر چه رسد و با جمله در صورت مخالفت و اختیار راه خلاف شرع ترک صله رحم از قریبان جایز ست بحکم ترک اطاعت والدین که عبارتست از ترک صله رحم هنگام اختیار راه خلاف شرع ۱۲ منه ۵ رحم بالفتح و بالضم بمعنی بخشودن و بفتح و کسر حائے حطی بر وزن کتف و بالکسر و سکون حا بر وزن لبس بمعنی قرابت و خویشی و بچه دان ۱۲ می

هزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
ہزار اقربا کہ خدا سے بیگانے ہوں

فدای یک تن بیگانہ کآشنا باشد
فدا ہیں ایک شخص بیگانے پہ کہ خدا شناس ہو

حکایت منظوم
کہانی نظم میں

پیرمردے لطیف در بغداد
ایک پیر مرد ظریف نے بغداد میں

دخترک را بہ کفش دوزے داد
اپنی لڑکی کا نکاح ایک موچی سے کردیا

مردک سنگدل چنان بگزید
اس مردک بے رحم نے

لب دخترک کہ خون ازو بچکید
لڑکی کا ہونٹ ایسا کاٹا کہ خون اس سے ٹپکا

بامدادان پدر چنان دیدش
صبح کو باپ نے اسکا یہ حال دیکھا

پیش داماد رفت و پرسیدش
داماد کے سامنے گیا اور اس سے پوچھا

کای فرومایہ این چہ دندانست
کہ اے کمینے یہ کیسے دانت ہیں

چند خائی لبش نہ انبان ست
کب تک چبا دیگا تو اس کے لب کو یہ چمڑا نہیں ہے

بمزاحت نگفتم این گفتار
ظرافت سے میں نے یہ کلام نہیں کہا ہے

ہزل بگذار و جد ازو بردار
تمسخر کو چھوڑ اور اچھی بات قبول کر

خوے بد در طبیعتے کہ نشست
بری خو جس طبیعت میں قائم ہوگئی

نرود جز بوقت مرگ از دست
تا وقت مرگ نہیں جاتی

حکایت آوردہ اند کہ فقیہے دخترے داشت بغایت زشت رو بجای
کہتے ہیں کہ ایک دانشمند کی ایک بیٹی تھی نہایت بد صورت

زنان رسیدہ باوجود جہاز و نعمت کسی در مناکحت او رغبت نمیکرد فرد
جوان ہوگئی تھی باوجود جہیز اور بہت نعمت کے کوئی اسکے ساتھ نکاح کی خواہش نکرتا تھا

زشت باشد دبیقی و دیبا
برا معلوم ہوتا ہے دبیقی اور دیبا

کہ بود بر عروس نازیبا
اگر ہو بد صورت دلہن کے بدن میں

۵۱ مزاح بالکسر لطیفہ خوش طبعی کہ دیگری را بنشاط آرد و از صدق عاری نباشد و ہزل بفتحتین مسخرگی کردن و بیہودہ گفتن و بالفتح بازی ہجد در بالکسر ضد ہزل یعنی کلام چیدہ و سخن پسندیدہ ۱۲ ۵۲ سعدی می گوید کہ مسموع از اساتذہ شد درست و آنچہ در بعضے نسخہا نرود در بعضے دیگر نبود واقع است رکیک ست و دبہ رکاکت بقلم ضیا در ۵۵ بجائے زنان رسیدہ ای جوان شدہ و بلوغ رسیدہ ۱۲ ۵۶ دبیقی بفتح دال وغاف جامہ باریک کہ از مصر آرند ۱۲ ۵۷ بنان پوست بزغالہ مشک کردہ شدہ کہ درویشان بر میان بندند و مصری گویند کہ مراد در زمان جرم و باغت دادہ باشد ۱۲

فی الجملہ بحکم ضرورت با ضریرے عقد نکاحش لبستند و آوردہ اند کہ حکیمے[۱]

حاصل کلام کا ساتھ حکم ضرورت کے ساتھ ایک اندھے کے گرہ نکاح اسکے کی باندھی کہتے ہیں کہ ایک حکیم

دران تاریخ از سراندیب[۲] آمدہ بود کہ دیدۂ نابینا را روشن ہمیکرد فقیہ را گفتند

بیچ اس تاریخ کے سراندیپ آیا تھا کہ آنکھ اندھے کی روشن کرتا تھا دانشمند کے تئیں کہا

چرا داماد خود را علاج نکنی گفت ترسم کہ بینا شود و دخترم را طلاق دہد ع

کیوں اپنے داماد کی دوا نہیں کرتا ہے تو اسنے کہا میں ڈرتا ہوں کہ آنکھ والا ہو جاوے اور میری بیٹی کو طلاق دیدیوے

شوئے زن زشت روئے نابینا بہ

شوہر بد صورت عورت کا اندھا ہی اچھا

حکایت پادشاہے بدیدۂ استحقار در طائفۂ درویشان نظر کردے

ایک بادشاہ نے نظر حقارت سے فقیروں کے گروہ کی طرف دیکھا

یکے ازان میان بفراست بجائے آورد و گفت اے ملک ما درین دنیا

ان میں سے ایک شخص نے عقلمندی سے معلوم کیا اور کہا اے بادشاہ ہم لوگ اس دنیا میں

بہ عیش از تو خوشتریم و بہ جیش از تو کمتریم و بمرگ

تجھ سے عیش میں بہتر اور لشکر میں کم ہیں اور مرجانے میں

برابریم و بقیامت بہتر انشاء اللہ تعالے مثنوی

برابر ہیں اور قیامت کے دن خدا اگر چاہے تو بہتر

اگر کشور کشائے کامران ست[۳]

اگر کوئی بادشاہ بامراد ہے

وگر درویش حاجتمند نان ست

اور اگر فقیر حاجتمند روٹی کا ہے

در انساعت کہ خواہند این و آن مرد

جس وقت کہ یہ اور وہ دونوں جائیں گے

نخواہند از جہان بیش از کفن برد

جہان سے ایک کفن کے سوا کچھ نہیں لیجاینگے

چو رخت از مملکت بربست خواہی

جو کارخانہ بادشاہی کا اٹھا دے گا تو

گدائی بہترست از پادشاہی

فقیری بہتر ہے بادشاہی سے

۱؎ مراد از حکیم درینجا طبیب حاذق و کامل است ۱۲ ش ۲؎ سراندیب بفتح و یائی فارسی جزیرہ ایست در سیلان کہ
کہ انصاف ہیندست دور عجائب البلدان مرقوم ست کہ شہریست بزرگ کہ ہشتاد محلہ دارد و ہر محلہ فرسنگے وحدے با دریا
دارد و بر لب آن گور آدم علیہ السلام است و حدی با ظلمات وحدے با مطلع آفتاب و حدے بہ ہندوستان کذا فی الابراہیمی خلاصہ
حکایت دلیب آن در اشعار آخر است ازان رابطہ باب بحکایت سابق دریافت میشود ۱۲ ک ۵؎ چراکہ دل درویشان از مشاغل کہ باعث
صدگونہ تشویش ست خالی ست ۱۲ صودے ۶؎ لفظ کامران خبر کشور کشا و صفت آں تواند بود و حاجتمند خبر درویش و صفت
آن کہ ہر دو طریق راست می آید ۱۲ نور اللہ الاحد ادے ۱۲

طریقت ظاہر درویشی جامۂ ژندست وموئے سترده

ظاہر فقیروں کا لباس گدڑی ہے اور بال منڈے ہوئے

وحقیقت آن دل زنده ونفس مرده قطعه

اور حقیقت میں دل زنده اور نفس مرا ہوا

نہ آن کہ بر در دعوی نشیند از خلقے

نہیں ہے وہ شخص کہ ایک عالم سے دعوی کرے بیوقوفی سے

وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد

اور اگر خلاف اُسکے کریں لڑنے کو تیار ہو

کہ گر ز کوه فرو غلطد آسیا سنگے

بلکہ اگر پہاڑ سے گرے ایک چکی پتھر کی

نہ عارفست[۲] کہ از راه سنگ برخیزد

وہ شخص خداشناس نہیں ہے جو پتھر کی راہ سے اُٹھ جائے

طریقت طریق درویشان ذکرست[۳] وشکر وخدمت وطاعت

طریق فقیروں کا ذکر اور شکر ہے اور خدمت اور اطاعت

وایثار وقناعت وتوحید وتوکل[۴] وتسلیم وتحمل ہر کہ بدین صفتہا

اور بخشش اور قناعت اور توحید اور توکل اور سر جھکانا اور بُرد باری جو شخص ان صفتوں سے

کہ گفتم موصوف ست بحقیقت درویش ست اگرچہ در قباست اما

کہ بیان کی میں نے موصوف ہے وہ حقیقت میں فقیر ہے اور اگر چہ دنیاداروں کے لباس میں ہے لیکن

ہرزه گرد بے نماز ہواپرست ہوس باز کہ روزہا بشب آرد در بند

بیہودہ پھرنے والا بے نماز خواہش دوست بوالہوس کہ دنوں کو رات کرے بیچ فکر

شہوت وشبہا روز کند در خواب غفلت وبخورد ہرچہ درمیان

خواہش نفس کے اور راتوں کو دن کرے خواب غفلت میں اور کھائے جو کچھ

آید وبگوید ہرچہ برزبان آید رندست اگرچہ در عباست قطعه

اور کہے جو کچھ زبان پر آئے بدراہ ہے اور اگرچہ عباپوش ہے

ای درونت برہنہ از تقوی

اے باطن تیرا خالی پرہیزگاری سے ہے

کز برون جامۂ ریا داری

کہ باہر سے لباس مکر کا رکھتا ہے تو

[۱] جلف بفتح جیم سخره دیباک وسفیه ومیانہ تہی کذافی المؤید ودر نسخہ سروری دو دیگر نسخ خلقی بجای معجمہ است مگر نظر بمعنی کتاب بہتر است ۱۲ش [۲] بلکہ عارف کسے ست کہ راضی باشد بقضائے الہی ۱۲ش [۳] ظاہر آنست کہ ذکر بکسر ذال معجمہ چنانکہ مصطلح متصوفہ است باشد وبضم ذال بمعنے وخلاف نسیان نیز درست می تواند شد اما بعدی دارد ۱۲ع [۴] توکل عبارت است از اعتماد بر چیزیکہ برسد بسوئے بنده از جانب تقدیر الہی واعراض از چیزیکہ در دست مردمان ست وتسلیم انقیاد یعنی اظہار عبودیت واہل تحقیق برآنند کہ توکل مرتبہ اولی ست وآن از اوصاف مومنین ست وتسلیم مرتبہ وسطے وآن از اوصاف اولیاست وتفویض مرتبہ نہایت است وآن وصف خص خواص ست سروری ۱۲

پردۂ ہفت رنگ را بگذار

پردہ ہفت رنگی ترک کر

مثنوی دیدم گل تازہ چند دستہ

دیکھے میں نے گل تازہ کے کئی دستے

گفتم چہ بود گیاہ ناچیز

کہا میں نے کیا رتبہ رکھتی ہے گھاس ناچیز

بگریست گیاہ و گفت خاموش

روئی گھاس اور کہا چپ رہ

گر نیست جمال و رنگ و بویم

اگرچہ نہیں خوبصورتی اور رنگ و بو مجھ میں

من بندۂ حضرت کریمم

میں بندہ درگاہ خدا کا ہوں میں

گر بے ہنرم و گر ہنرمند

یا بے ہنر ہوں میں یا عقلمند

باآنکہ بضاعتے ندارم

باوجودیکہ کچھ مایہ نہیں رکھتا ہوں میں

او چارۂ کار بندہ داند

وہ تدبیر بندے کے کام کی جانتا ہے

رسمیست کہ مالکانِ تحریر

رسم ہے اہل فرمان کی

اے بارِ خدائے عالم آرای

اے خدا عالم کے بنانے والے

توکہ در خانہ بوریا داری

توکہ گھر میں بوریا رکھتا ہے تو

برگنبد از گیاہ بستہ

ایک گنبد پر گھاس سے بندھے ہوئے

تا در صفِ گل نشیند او نیز

کہ صف میں پھولوں کے وہ بیٹھے

صحبت نہ کند کرم فراموش

صحبت نہیں کرتی کرم کو فراموش

آخر نہ گیاہِ باغ اویم

آخر کیا نہیں گھاس اُسکے باغ کی ہوں میں

پروردۂ نعمت قدیمم

پلا ہوا نعمت قدیم کا ہوں میں

لطف ست امیدم از خداوند

عنایت کی اُمید ہے مجھکو خدا سے

سرمایۂ طاعتے ندارم

اسباب عبادت کا نہیں رکھتا ہوں میں

چون ہیچ وسیلتش نماند

جب کوئی بندے کو وسیلہ نہیں رہتا

آزاد کنند بندۂ پیر

آزاد کرتے ہیں ضعیف غلام کو

بر سعدی پیر خود ببخشای

اپنے سعدی ضعیف پر بخشش کر

لہ مراد از نعمت قدیم وجود است کہ از کتم عدم بمنصۂ ظہور بروں آمدن عبارت از وست و غرض ازین بیان آنست کہ ہرگاہ حق عزوجل از راہ عنایات کسوت وجود پوشانیدہ باین نعمت اعزاز بخشید امیدوارم کہ ہم بدیگر نعمہ کہ متفرع برآنست نیز اعزازی خواہد بخشید ۱۲ ۲ے اے کسانیکہ قدرت دارند بر آزاد کردن بندگان چنانکہ مالک یوم الدین یعنے کسیکہ صاحب تصرف بروز قیامت است ۱۲ ۳ے صاحب بحر الغرائب بار خدائی را بمعنے مولا نوشتہ و معنی از صحاح فارسی نقل کردہ اند کہ بار مخفف باری بحذف یا کہ نامست از نامہای الٰہی مشترک در لغت عرب و عجم و برین تقدیر بار خدائی لفظ مرکب باشد و بعض از مفضول نقل کردہ اند کہ معنی بار خدائی در لغت فارسی خدائے بزرگ است لیکن مناسبت بلفظ اعتاق معنی اول است کذا فی بحر منقول شدہ ۱۲ ۵ے تحریر از باب تفعیل بمعنے آزاد کردن ۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

سعدی رہ کعبۂ رضا[1] گیر
اے سعدی راہ رضا کے کعبے کی لے
بدبخت کسیکہ سر بتابد
بدبخت وہ شخص ہے کہ سر پھیرے

اے مرد خدا رہ خدا گیر
اے مرد خدا راہ خدا کی لے
زین[2] در کہ در دگر نیابد
اس دروازے سے کیونکہ دوسرا دروازہ نہ پاوے گا

حکایت حکیمے را پرسیدند کہ از سخاوت و شجاعت کدام فاضلتر ست
ایک حکیم سے پوچھا کہ سخاوت اور جوانمردی میں سے کون بہتر ہے
گفت آنکس را کہ سخاوتست بشجاعت حاجت نیست فرد
کہا جسے کہ سخاوت ہے جوانمردی کی احتیاج نہیں

بشتست بر گور بہرام گور
لکھا ہے بہرام گور کی قبر پر
نماند حاتم[3] طائی[4] ولیک تا باید
نہ رہا حاتم طائی اور لیکن قیامت تک
زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلہ[5] رز را
زکوٰۃ مال کی نکال کہ شاخ انگور کو

کہ دست کرم بہ کہ بازوے زور قطعہ
کہ ہاتھ بخشش کا بہتر ہے بازوے زور سے
بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور
رہا نام بلند اسکا نیکی میں مشہور
چو باغبان بزند بیشتر دہد انگور
جب باغبان تراشتا ہے زیادہ دیتی ہے انگور

باب سوم در فضیلت قناعت
تیسرا باب قناعت کی فضیلت میں

حکایت خواہندۂ مغربی[6] در صف بزازان حلب میگفت ای خداوندان
ایک سائل پچھان کا رہنے والا حلب کے بزازوں کی قطار میں کہتا تھا اے نعمت والو
نعمت اگر شما را انصاف[7] بودی و ما را قناعت رسم سوال از جہان برخاستے
اگر تمہیں انصاف ہوتا اور مجھے توکل رسم سوال کی جہان سے اُٹھ جاتی

قطعہ ای قناعت توانگرم گردان
اے توکل مجھے دلتمند کر

کہ ورای تو ہیچ نعمت نیست
کہ تیرے سوا کوئی نعمت نہیں ہے

---

[1] رضا در لغت بمعنی خوشنودی و در اصطلاح عارفان مراد از راضی بودن بر قضاے الٰہی در ہمہ حال ۱۲ [2] زین در کہ آہ این کاف تعلیلیہ بمعنے آنکہ باشد و درین در شارہ بسوی در حق سبحانہ و تعالیٰ ۱۲ [3] حاتم بکسر تا ست و در فارسی بفتح ہم آید شعرا با جم و نم قافیہ گردہ اند و اد پسر عبداللہ طائیست یعنی منسوب بہ قبیلہ طے ۱۲ شرح [4] فضلہ رز بضم زا و فتح رائے مہلہ کنایہ از شاخ و برگ انگور زاید و بیکار دانستہ ہر سال باغبانان می تراشند ۱۲ [5] در مغربی یائے نسبتی است ۱۲ [6] یعنی تقضاے انصاف دادن زکوٰۃ و صدقات است بغیر درخواست دیگرے کہ موجب قناعت و صبر اکتفاست بر آنکہ از قوت و ترک سوال ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

کنج[۱] صبر اختیار لقمان ست گوشہ صبر کا اختیار لقمانؑ کا ہے	**ہر کرا صبر نیست حکمت نیست** جس شخص کے تئیں صبر نہیں ہے حکمت نہیں ہے

حکایت دو امیر زادہ در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال اندوخت
دو امیر زادے مصر میں تھے ایک علم کی تحصیل کرتا اور دوسرا مال جمع کرتا تھا

عاقبۃ الامر یکے علامہ عصر گشت و آن دگر عزیز مصر شد پس
انجام کار ایک بڑا عالم ہوا اور وہ دوسرا وزیر مصر کا ہوا اوس وقت

این توانگر بچشم حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتی من بسلطنت
اس دولتمند نے حقارت سے اس عالم کیطرف دیکھا اور کہا میں اوپر سلطنت کے

رسیدم و این ہمچنان در مسکنت بماند گفت ای برادر شکر نعمت
پہنچا اور یہ ویساہی بیچ مفلسی کے رہا کہا اے بھائی شکر نعمت

باری عز اسمہ ہمچنان بر من افزون تر ست کہ میراث پیغمبران یافتم
خدا کا بزرگ ہے نام اوس کا ایسا اوپر میرے زیادہ ہے کہ میراث پیغمبروں کی پائی میں نے

یعنی علم و ترا میراث فرعون و ہامان رسید یعنی ملک مصر مثنوی
یعنے علم اور تیرے تئیں میراث فرعون اور ہامان کی پہنچی یعنے ملک مصر کا

من آن مورم کہ در پایم بمالند میں وہ چیونٹی ہوں کہ پاؤں سے مجھے مل ڈالتے ہیں **کجا خود شکر این نعمت گذارم** کس طرح سے شکر اس نعمت کا ادا کر سکتا ہوں میں	**نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند** بھڑ نہیں ہوں میں کہ میرے ڈنک سے فریاد کریں **کہ زور مردم آزارے ندارم** کہ قوت آدمیوں کے تکلیف دینے کی نہیں رکھتا ہوں میں

حکایت درویشے را شنیدم کہ در آتش فاقہ می سوخت
ایک فقیر کو سُنا میں نے کہ فاقے کی آگ میں جلتا تھا

و خرقہ بخرقہ می دوخت و تسکین خاطر خود را این بیت می گفت شعر
اور پیوند پر پیوند سیتا تھا اور اپنی تسکین خاطر کے لئے کہتا تھا

۱ کنج بضم کاف عربی بمعنی گوشہ است و ہمیں مناسب مقام و مسموع از استاذ ہ و مراد آن صبر است چہ اطلاق گوشہ بر صبر شائع است چنانکہ می آید و احتمال دارد کہ بفتح کاف فارسی باشد بمعنی خزینہ و دلیل بر اختیار لقمان گنج صبر را آنست کہ نصیحت کرد پسر خود را القول خود و اصبر علی ما اصابک الایۃ چہ الفاظ بعیر بد گر دلیل ست بر اختیار و اعظا اور مولوی انور علی ر ۱۲ ف ۲ چہ زیادت شکر جہت انعام منعم باید و شک نیست کہ نعمت از دولت افضل بل بدرجہا بہتر لیس شکر یہ نعمت علم زیادہ باید کرد بہ نسبت دولت دنیا ۱۲ ف ۳ بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام العلماء ورثۃ الانبیا ۱۲ ف ۴ نزجر بضم اول صحت اے بفتح اول غلط جانورے است معروف ۱۲ ۱۲

بنان خشک قناعت کنیم و جامهٔ دلق
سو کھی روٹی اور گدڑی پر صبر کرتے ہیں ہم

کہ رنج محنت خود بہ کہ بار منت خلق
کیونکہ اپنی سعی کا بوجھ اُٹھانا بہتر ہے خلق کے احسان اٹھانے سے

کسے گفتش چہ نشینی کہ فلان درین شہر طبعے کریم دارد و کرمی عمیم میان
ایک شخص نے اُس سے کہا تو بیٹھا کیا کرتا ہے کہ فلانا شخص اس شہر میں ول سخی اور لطف عام رکھتا ہے آزادوں کی

بخدمت آزادگان بستہ و بر در دلہا نشستہ اگر بر صورت حالت
خدمت میں باندھے ہے اور لوگوں کی دلجوئی میں مصروف اگر تیرے حال پر

چنانکہ ہست وقوف یابد پاس خاطر عزیزان داشتن[۱] منت دارد و غنیمت
جیسا کہ ہے واقف ہوگا تیرا احسان جانے گا اور غنیمت

شمارد گفت خاموش کہ در پستی[۲] مردن بہ کہ حاجت پیش کسے بردن قطعہ
سمجھیگا کہا چپ رہ کہ پستی کے مرجانا بہتر ہے کسی کے سامنے حاجت لے جانے سے

ہم رقعہ دوختن بہ و الزام[۱] کنج صبر
پیوند لگانا اور گوشہ صبر کا اختیار کرنا بہتر ہے

کز بہر جامہ[۲] رقعہ بر خواجگان نبشت
کپڑے کیواسطے امیروں کے پاس رقعہ لکھنے سے

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر ست
سچ ہے کہ دوزخ کے عذاب کے برابر ہے

رفتن[۳] بپای مردی ہمسایہ در بہشت
ہمسائے کی مدد سے بہشت میں جانا

حکایت یکے از ملوک عجم طبیبے حاذق را بخدمت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
ایک شخص نے عجم کے بادشاہوں میں سے ایک طبیب ہوشمند کو خدمت میں محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ

وسلم فرستاد سالے چند در دیار عرب بود کسے تجربۂ[۲] پیش او
وسلم نے بھیجا وہ چند برس عرب کے شہر میں رہا کوئی تجربہ کار آگے اُس کے

نیاورد و معالجہ ازوی درنخواست پیش پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمد
نہ آیا اور دوا کی خواہش اُس سے نہ کی وہ حضور میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا

و گلہ کرد کہ مرا این بندہ را برای[۳] معالجت اصحاب بخدمت فرستادہ اند
اور گلہ کیا کہ خاص کر اس بندے کے تئیں واسطے علاج کرنے یاروں تمہارے کے بھیجا ہے

[۱] اتفاق کردہ اند ہمہ ناظرین کتاب ہر آنکہ کنج درینجا بضم کاف عربی است و الزام کنج صبر یعنی بر نفس خود لازم خواستن بالا تحمل مقتضے لزوم نیاید نہ الزام ۱۲ [۲] ای از نوشتن رقعہ برائے طلب جامہ پیش مر اقبہ [illegible] و تنہا در گوشہ نشستہ بسر کردن بہتر است ۱۲ [۳] در رشید لیست پا مرد کار دوشیار شفیع و یاری رہ پس یائے تحتانی درینجا برائے نسبت و پای مرد بر ائے یعنے بمددگاری ہمسایہ در بہشت رفتن ۱۲ [۴] ک در ابرادین حکایت [illegible] اشارت است بدانکہ گفتار ذیل اند طعام باوجود مقدرت برائے قناعت است و صاحب قناعت ہمیشہ از شدت امراض وغیرہ کہ باعث ہلاکت تباہیست مصئون و محفوظ ماند و بریں تقریر ربط این حکایت بحکایت سابق ہویدا است شد ۱۲ [۵] ای منت دار شود و ممنون گردد چہ منت داشتن بمعنے مستعمل میشود بخلاف منت گذاشتن و منت نہادن ۱۲ نور اللہ ۱۲

درین مدت کسے التفاتے نکرد تا خدمتے که بر بنده معین ست بجا
کسی شخص نے اس مدت میں توجہ نہ کی تا کہ جو خدمت بندے سے متعلق ہے بجا
آرد رسول علیه الصلوٰة والسلام گفت این طائفه را طریقی هست که تا
لاوے رسول نے اوپر اُنکے درود اور اسلام کہا اس گروہ کے تئیں ایک راہ ہے کہ جب تک
اشتها غالب نه شود نخوارند و هنوز اشتها باقی بود که دست از طعام بدارند
انکو بھوک غالب نہیں ہوتی کچھ نہیں کھاتے اور تھوڑی بھوک باقی رہتی ہے ہاتھ کھانے سے اٹھا لیتے ہیں
حکیم گفت همین ست موجب تندرستی زمین خدمت ببوسید و رفت مثنوی
حکیم نے کہا کہ سبب صحیح رہنے کا یہی ہے زمین خدمت کی چومی اور چلا گیا

سخن آنگه کند حکیم آغاز
بات اسوقت حکیم شروع کرتا ہے
یا سر انگشت سوئے لقمه دراز
یا ہاتھ طرف کھانے کے بڑھاتا ہے
که ز ناگفتنش خلل زاید
کہ اسکے نہ کہنے سے خلل ہوتا ہے
یا ز ناخوردنش بجان آید
یا نہ کھانے سے مرتا ہو
لاجرم حکمتش بود گفتار
اسی راہ سے کلام اس کا حکمت ہوتا ہے
خوردنش تندرستی آرد بار
اور کھانا اسکا صحت کا پھل لاتا ہے

حکایت در سیرت اردشیر بابکان آمده است که حکیم
بیچ کتاب تاریخ حال اردشیر بابکاں کے لکھا ہے کہ حکیم
عرب را پرسید که روزے چه مایه طعام باید خوردن گفت
عرب سے پوچھا کہ دن بھر میں کس قدر کھانا چاہیئے اس نے کہا
صد درم سنگ کفایت کند گفت این قدر چه قوت دهد گفت
بوزن سو درم یعنی انتیس تولہ کفایت کرتا ہے کہا اسقدر کیا طاقت لاوے گا کہا
هذا المقدار یحملک وما زاد علی ذلک فانت حامله۔
اس قدر تجھے قائم رکھیگا اور اگر اس سے زیادہ کھاوے تو تو اس کا بار بردار ہے

۱؎ قال الشیخ بو علی سینا اشعار جمع الطب فی البیتین جمع۔ وحسن القول فی قصر الکلام۔ فقلل ان اکلت بعد اکل تجنب فالشفاء فی الانهضام لیس علی النفوس اشد بلاء من ادخال الطعام علی الطعام ۱۲ ۵؎ درین بیت لف و نشر مرتب است و شارح ناظم گوید که لفظ سر بر انگشت زیاده است مانند سر پنجه و سر زمین و سر پنجه و سر جنگ مولف گوید میتواند این جا مجاز بود از عالم اطلاق جزء بر کل چنانچه در فن بیان مشہور است و این گویا اشارت است بآنکه حکیم بسر انگشت چیزی خورد که کنایه است از کم خوردن ۱۲ ارغ شیخ محصل این حکایت که قناعت است پس درین باب آوردن وهم بعد حکایت که مطلق چیز کم خوری و اکتفا به قلیل است ذکر کردن خود ظاهر است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

یعنی این قدر ترا بر پا میدارد[۱] و هرچه برین زیادت کنی حمال آنی شعر
یعنے اسقدر تیرے تئیں قائم رکھتا ہے اور جو کچھ اوپر اسکے زیادہ کرے تو اٹھانیوالا اُس کا ہے تو

خوردن برای زیستن و ذکر کردن ست　｜　تو معتقد که زیستن از بهر خوردن ست
کھانا زندگی اور خدا کی یاد کرنے کے واسطے ہے　｜　تو اعتقاد رکھتا ہے کہ جینا کھانے ہی کیواسطے ہے

حکایت دو درویش خراسانی ملازم صحبت یک دیگر سفر کردندے
دو فقیر خراسان کے رہنے والے ایک ساتھ سفر کرتے تھے

یکے ضعیف بود که بعد دو شب[۲] افطار کردے و دیگر قوی که روزے
ایک دُبلا تھا کہ بعد دو رات کے روزہ کھولتا تھا اور دوسرا موٹا تازہ کہ ایک دن میں

سه بار خوردے اتفاقا بر در شهرے بتهمت جاسوسی[۳] گرفتار آمدند
تین بار کھاتا اتفاقاً ایک شہر میں جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے

هر دو را بخانه در کردند و بگل[۴] بر آوردند بعد از دو هفته که معلوم شد که
اور دونوں کو ایک ہی جگہ قید کیا اور دروازہ قید خانے کا مٹی سے بند کردیا بعد دو ہفتہ کے معلوم ہوا کہ

بیگناه اند قوی را دیدند مرده و ضعیف جان بسلامت برده مردم
بیگناہ ہیں موٹے کو دیکھا مرا ہوا اور دُبلا جان سلامت لے گیا آدمی

درین عجب بماندند حکیمے گفت خلاف این عجب بودے که این بسیار خوار
اس میں حیران تھے ایک حکیم نے کہا اگر اس کے برعکس ہوتا تعجب ہوتا کہ یہ بہت کھانیوالا

بوده است طاقت بینوائی[۵] نیاورد و هلاک شد و آن دگر خویشتن دار
تھا فاقہ اٹھا نہ سکا اور ہلاک ہوا اور دوسرا اپنے تئیں سنبھالتا تھا

بود لاجرم بر عادت خویش صبر کرد و بسلامت خلاص یافت قطعه
موافق عادت اپنی کے صبر کیا اور ساتھ سلامتی کے خلصی پائی

چو کم خوردن طبیعت شد کسی را　｜　چو سختی پیشش آید سهل گیرد
اگر کم کھانے کی خو ہووے کسی کی　｜　جب تنگدستی اسکو پیش آتی ہے اٹھاتا ہے

[۱] اے باعث حرکت وقیام تست ۱۲ [۲] جاسوس بر وزن ناموس معروف است وآں شخصے باشد که از
طرف ملکے بملکے دیگر خبر برد و خشخاش زبدے را نیز گویند یعنے خشخاش سپید چه زبه یا بائے دبهر بمعنے سفید یا باشند ۱۲ [۴] نوشتن
دار اصل بمعنی بگل اعجاب خود داشت و در بهر امور ... بمعنے سایرست ۱۲ - غ -

وگر تن پرورست اندر فراخی اگر تن پرور ہے حال فراغت میں	چو تنگی بیند از سختی بمیرد جب تنگی دیکھے سختی سے مرے

حکایت یکے از حکما پسر را نہی ہمیکرد از بسیار خوردن کہ سیری
ایک شخص داناؤں میں سے اپنے بیٹے کو منع کرتا تھا بہت کھانے سے پیٹ بھر
مردم را رنجور کند گفت ای پدر گرسنگی خلق را بکشد نشنیدہ کہ
کھانا آدمی کو بیمار کرتا ہے کہا اے باپ بھوک آدمی کو مار ڈالتی ہے نہیں سنا ہے تونے
ظریفان گویند بہ سیری مردن بہ کہ گرسنگی بردن گفت
کہ خوش طبعوں نے کہا ہے آسودگی سے مرنا اچھا ہے بھوکا مرنے سے کہا
اندازہ نگہ دار کلوا واشربوا ولا تسرفوا شعر
ایک حد مقرر کر کھاؤ اور پیو اور بیجا تصرف نہ کرو

چندان بخور کز دہانت بر آید اتنا کھا جاکہ تیرے منہ سے نکل پڑے	نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید نہ اتنا کہ ناتوانی سے تیری جان نکل جاوے
قطعہ با آنکہ در وجود طعام ست عیش نفس باوجود اسکے کہ کھانے میں مزہ ہے روح کا	رنج آورد طعام کہ بیش از قدر بود لیکن تکلیف دیتا ہے وہ کھانا کہ زیادہ مقدار ضروری سے ہو
گر گلشکر خوری بہ تکلف زیان کند اگر گلقند کھاوے تو بے خواہش نقصان کرے	ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود اور اگر سوکھی روٹی ٹھہر کر کھاوے تو گلقند ہو جاوے

حکایت رنجوری را گفتند دلت چہ میخواہد گفت آنکہ دلم چیزے نخواہد شعر
ایک بیمار کو کہا تیرا دل کس چیز کو چاہتا ہے کہا یہ کہ میرا دل کسی چیز کو نہ چاہئے

معدہ چو پر گشت شکم درد خاست معدہ جب بھر گیا اور پیٹ میں درد اٹھا	سود ندارد ہمہ اسباب راست فائدہ نہیں کرتی ہے کوئی دوا اچھی

حکایت بقالے را درمی چند بر صوفیان گرد آمدہ بود در واسط
ایک غلہ فروش کے کچھ روپے فقیروں پر قرض ہو گئے تھے شہر واسط کے

لے در کشاف است کہ طبیبی حاذق نصرانی ملازم ہارون رشید بود روزی بعلی بن حسین مخاطبت نمودہ گفت کہ آیا نیست در کتاب شما از علم طب چیزی و حال آنکہ علم دو علم است علم الابدان و علم الادیان جواب داد کہ آن خداوند عالم جمیع طب در نصف آیت جمع کردہ گفت چہ گفت کلوا واشربوا ولا تسرفوا باز نصرانی پرسید کہ از کلام رسول چیزی دریں طب منقول است نزد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم چند الفاظ طب جمع نمودہ است گفت آن چیست فرمود کہ المعدۃ بیت الداء والحمیۃ راس کل دواء واعط کل بدن ما عودتہ یعنی شکم خانۂ بیماری است و پرہیز رئیس ہر دوا است و بدہ ہر بدن را چیزیکہ بآن عادتش کردہ پس گفت نصرانی کہ قرآن و نبی شما برائے جالینوس چیزی از طب فرو نگذاشت ۱۲

ہر روز مطالبت[1] کردے وسخنہای باخشونت گفتی واصحاب از تعنت[2] او
ہر روز تقاضا کرتا اور باتیں سخت کہتا اور فقرا بدگوئی اُسکی سے
خستہ خاطر ہمی بودند واز تحمل چارہ نبود صاحبدلے دران میان گفت
ہمیشہ دل شکستہ رہتے اور سوائے برداشت کے کچھ چارہ نہ تھا ایک صاحبدل نے بیچ اس درمیان کے کہا
نفس را وعدہ دادن بطعام آسان ترست کہ بقال را بدرم قطعہ
نفس سے وعدہ کرنا کھانا دینے کا آسان زیادہ ہے غلہ فروش کو روپیہ دینے کے وعدہ کرنے سے

ترک احسان خواجہ اولی تر
چھوڑنا احسان صاحب خانہ کا بہتر ہے
بہ تمنائے گوشت مردن بہ
گوشت کی آرزو میں مرجانا بہتر ہے

کاحتمال جفائے بوابان[3]
دربانوں کے ظلم اُٹھانے سے
کہ تقاضائے زشت قصابان
قصابوں کے سخت تقاضوں سے

حکایت[4] جوانمردے را در جنگ تاتار جراحتے رسید کسے
ایک سپاہی کو تاتار کی لڑائی میں ایک زخم کاری پہونچا کسی نے
گفت فلان بازرگان نوشدارو[5] دارد اگر بخواہی باشد کہ
اُس سے کہا فلانے سوداگر پاس نوشدارو ہے اگر تو مانگے شاید کہ
دریغ ندارد گویند بازرگان بہ بخل چنان معروف بود شعر
افسوس نہ رکھے اور کہتے ہیں کہ سوداگر ساتھ بخل کے مشہور تھا

گر بجائے نانش اندر سفرہ[6] بودے آفتاب
اگر بجائے روٹی کے اُسکے دسترخوان پر آفتاب ہوتا
تا قیامت روز روشن کس ندیدے در جہان
قیامت تک روز روشن کوئی نہ دیکھتا دنیا میں

جوان مرد گفت اگر دارو خواہم از و دہد یا ندہد و اگر دہد نفع
جوان مرد نے کہا اگر دارو چاہوں میں اُس سے کوے یا نہ دے اور اگر دیوے فائدہ
کند یا نکند بارے خواستن از و زہر کشندہ است شعر
کرے یا نکرے بہرصورت مانگنا اُس سے زہر قاتل ہے

[1] مطالبت بمعنی درخواست ۱۲ [2] تعنت خطا وگناہ کسے جستن واینجا کنایت از عیب وبدگوئیست ۱۲ ح [3] محصل ہر دو حکایت قناعت است وربط ہر دو باہم ظاہر [4] نوشدارد ظاہر آنکہ منفصل نوشتہ شود بمعنے ترکیبی دارو سے نوش نافع باشد نہ نوشدارو ئے مصطلح کہ بکار جراحت می آید ۱۲ ف [5] سفرہ بالضم بمعنے دستارخوان ۱۲ ف [6] زیرکہ او گاہے دستارخوان خود نمے کشاد تا آفتاب طلوع میکرد ۱۲ ع [7] بوابان بفتح اول وثانی مشدد مفتوح جمع بواب بمعنے دربان ۱۲ [8] نفع یعنی نفع ادا امر موہوم است ضررش یعنی ذلت وخواری صوال امر معلوم فی الحال وجود پس اختیار ضرر بامید نفع موہوم از عقل بعید است ۱۲

ہرچہ از دونان بمنت خواستی
جو کچھ کمینوں سے گڑگڑا کے مانگا تونے

در تن افزودی واز جان کاستی
بدن میں بڑھا تو اور جان سے گھٹا تو

حکیمان گفتہ اند اگر آب حیات فروشند فی المثل باآبروے
حکیموں نے کہا ہے جو آب زندگانی بھی بیچیں مثلاً عوض آبرو کے

دانا نخرد کہ مردن بعزت بہ از زندگانی بمذلت شعر
دانا نہ خرید کرے کہ مرنا ساتھ عزت کے بہتر ہے زندگانی سے ساتھ ذلت کے

اگر حنظل خوری از دست خوشروئے
اندرائن کا پھل کھائے تو صاحب خلق کے ہاتھ سے

بہ از شیرینی از دست ترشروئے
بہتر مٹھائی کھانے سے ترشرو کے ہاتھ سے

حکایت یکے از علماء خورندہ بسیار داشت و کفاف اندک یکے را
ایک شخص عالموں سے کھانیوالے لوگ بہت رکھتا تھا اور روزینہ تھوڑا ایک کے تئیں

از بزرگان کہ معتقد او بود بگفت روئے از توقع او درہم کشیدہ
بڑے آدمیوں سے کہ اعتقاد کرنیوالا اُسکا تھا کہا منہ اُمید اُسکی سے بھینچ لیا اور

تعریض سوال از اہل ادب در نظرش قبیح آمد قطعہ
آگے لانا سوال کا اہل ادب سے بیچ نظر اس کی کے برا آیا

ز بخت روی ترش کردہ پیش یار عزیز
برگشتگی بخت سے منہ بنائے ہوئے سامنے یار عزیز کے

مرو کہ عیش بروبیز تلخ گردانی
مت جا کہ عیش اُسکا بھی تلخ کرے گا تو

بحاجتی کہ روی تازہ روی و خنداں رو
جس کام کے لئے جائے تو شگفتہ رو اور ہنس مکھ رہ

فرو نہ بندد کار کشادہ پیشانی
کیونکہ بند نہیں رہتا ہے کام کشادہ پیشانی کا

آوردہ اند کہ اندکے در وظیفۂ او زیادت کرد و بسیاری از ارادت کم
نقل کرتے ہیں کہ اُسکے روزینے میں کچھ زیادہ کیا اور بہت اعتقاد اپنے سے کم کر دیا

دانشمند چون پس از چند روز مودت معہود برقرار ندید گفت شعر
عالم نے جو بعد چند روز کے دوستی مقرر برقرار نہ دیکھی کہا

۱؎ حنظل بالفتح مانند کدوے خُرد کہ در صحرا پیدا شود و درخت او مانند درخت ہندوانہ است ۱۲ ۲؎ خلاصہ حکایت آن کہ ترک قناعت باعث بوقعت و موجب ندامت است لہذا باید کہ ملک قناعت را بدست آرند و بار احسان دیگران علی الخصوص دوناں بر گردن خود نہ نہند چنانکہ در حکایت سابق از حال جوانمرد معلوم شد ۱۲ ۳؎ تعریض بفتح تا و رائے مہملہ و یائے تحتانیہ و ضاد معجمہ از باب تفعیل بمعنے سخن گفتن بکنایہ و پیش کردن کسے را بر کارے ۱۲ ۴؎ اہل ادب کسیکہ حد ہر شئے نگاہ دارد ۱۲ ۵؎ آہ یعنے اگر آبحیات بعوض آبرو دہند آنکہ عاقل است ہرگز خرید نکند چراکہ بعزت مردن بہ از زیستن بخواری ۱۲

بئس المطاعم حین الذل تکسبها | القدر منتصب والقدر مخفوض
بد ترین کھانیکا وقت ذلت کے حاصل کرے تو اسکو | ہانڈی چڑھی ہوتی ہے اور مرتبہ پست

فرونانم افزود و آبرویم کاست | بینوائی بہ از مذلت خواست
روزینہ میرا زیادہ ہوا اور عزت گھٹ گئی | مفلسی بہتر ہے ذلت طلب سے

حکایت درویشے را ضرورتے پیش آمد کسے گفت فلان
ایک فقیر کو ایک ضرورت درپیش ہوئی کسی نے کہا فلانا
نعمتے دارد کامل و کرم نفسی شامل اگر بر حاجت تو واقف
نعمت رکھتا ہے کامل اور بخشش ذاتی شامل اگر اوپر حاجت تیری کے واقف
گردد ہمانا کہ در قضائے آن توقف روا ندارد گفت من
ہووے یقین ہے کہ بیچ جاری کرنے اُسکے کے درنگ روا نہ رکھے گا کہا میں
او را ندانم گفت منت رہبری کنم دستش گرفت تا بمنزل آن
اُسکے تئیں نہیں جانتا ہوں کہا میں تجھکو راہ بتلانے کو چلتا ہوں ہاتھ اُسکا پکڑا اور اُس شخص کے
شخص در آورد یکے را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ برگشت و سخن
گھر تک لایا ایک کو دیکھا ہونٹھ لٹکائے ہوئے اور خفا بیٹھا ہوا پھر آیا اور بات نہ کہی کسی
نگفت کسے گفتش چہ کردی گفت عطای ور ابلقائے او بخشیدم قطعہ
نے کہا اُسکو کیا کیا تو نے کہا بخشش اُسکی کے تئیں ساتھ شکل اُسکی کے بخشا میں نے

مبر حاجت بنزدیک ترشروے | کہ از خوی بدش فرسودہ گردی
مت لے جا حاجت سامنے ترشرو کے | کہ اُسکی خو نے بد سے خستہ خاطر ہوگا تو

اگر حاجت بری نزد کسے بر | کہ از رویش بنقد آسودہ گردی
تو جو حاجت لیجاتا ہے تو نزدیک اُس شخص کے لے جا | کہ منہ اُسکے سے فوراً آسودہ ہووے تو

حکایت خشک سالے در اسکندریہ پدید آمد چنانکہ
ایک خشک سالی بیچ اسکندریہ کے ظاہر ہوئی ایسا کہ

۱ مصراع ثانی در مقام تعلیل است ۱۲ ۲ حاصل حکایت آنکہ اختیار قناعت اسلم وجہ اسبت و ترک آن مذموم خصوصاً طلب سوال پیش کسے کہ زشت خو و ترشرو باشد کردن بغایت مذموم و بنہایت مستہجن ست چنانچہ پیش معتقدین نامستحسن لست چہ حضرت قائم بسوئے این معتقد کہ اعتقاد و در حق او وارد میشود مومنے را در سوء اعتقاد انداختن نباید و ازین ربط این حکایت بحکایت سابق ہم ہویدا شدہ ۳ فرسودن بالفتح کاہیدن و حال بدیرفتن و کہنہ و ریزہ شدن و کردن ۳ سویہ ۵ با ضافت ذلت و خواست بمعنے خواستن اے از خواری سوال ۱۲ ش مان ۱۲

عنان طاقت درویشان از دست رفتہ بود و درہائے آسمان
باگ طاقت کی ہاتھ فقیروں سے چھوٹ گئی تھی اور دروازے آسمان

بر زمین بستہ و فریاد اہل زمین بآسمان پیوستہ قطعہ
کے اوپر زمین کے بندھے ہوئے اور فریاد اہل زمین کی اوپر آسمان کے ملی ہوئی

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور
نہ رہا کوئی جاندار کیا وحشی کیا پرند کیا مچھلی اور کیا چیونٹی

عجب کہ دود دل خلق جمع می نشود
تعجب کہ دھواں دل خلق کا جمع نہیں ہوتا

کہ بر فلک نشد از بیمرادی افغانش
کہ آسمان تک نہ گئی بسبب نامرادی کے فریاد اُسکی

کہ ابر گردد و سیلاب دیدہ بارانش
کہ بدلی ہو جائے اور اشک آنکھوں کا مینہ برسادے

درچنین سالے مخنثے دور از دوستان کہ سخن در وصف او ترک
اسی سال میں ایک ہیجڑا دور ہو دوستوں سے ایسا کہ کلام اُسکی تعریف میں کرنا ترک

ادب ست خاصة در حضرت بزرگان و بطریق اہمال ازان در گذشتن
ادب کا ہے خصوصاً بزرگوں کے حضور میں اور سُستی کی راہ سے اس سے در گذر

ہم نشاید کہ طائفہ بر عجز گویندہ حمل کنند برین دو بیت اختصار کنیم
بھی نہ چاہیئے کہ لوگ عاجزی کا گمان کریں اسی دو بیت پر اختصار کیا میں نے

کہ اندک دلیل بسیارے باشد و مشتے نمونہ خروارے شعر
کہ تھوڑی دلیل بہت کی ہووے اور تھوڑی بانگی ایک گون سے

تتری گر کشد مخنث را
کافر تاتاری اگر مار ڈالے ہیجڑے کو

چند باشد چو جسر بغدادش
کب تک ہو مثل بغداد کے پُل کے

تتری را دگر نباید کشت
تاتاری کو اُس کے عوض میں نہ چاہیئے مار ڈالنا

آب در زیر و آدمی بر پشت
پانی اُسکے نیچے اور آدمی بیٹھ پر

چنین شخصے کہ یک طرف از نعت وشنیدے درین سال نعمت بیکران
ایک ایسا شخص کہ ایک تھوڑا تعریف اُسکی سے سُنا تو نے بیچ اس سال کے نعمت بہت

[1] در جامعہ نسخ تتری اگر کشد مخنث را واقع است و در مدار الافاضل بحرکت اول سکون دوم آمدہ و بہمیں بیت استناد نمودہ اشتری مخفف تاتری نوائے و ملکیست از ترکستان کہ آنہا کافر بودند بلکہ افواج سلاطین چنگیز اکثر تاتاری بودند و در عہد شیخ قدس سرہ کہ ہم پیش اہل عالمے از دست ایشان ہلاک شدہ اند بہذا التخصیص تاتاریں بیت واقع شدہ و محل انکہ ونارت تخنث بمرتبہ رسیدہ اگر کافر تاتاری او بکشد کافر را عوض از نباید کشت و این مقولہ بطریق طیبت از مودہ اند بر قاعدہ شریعت چہ مخنث مباح الدم نیست کہ ہر کہ بخواہد بکشد و دم وہ باشد تا کہ در قصاص قتل را لہذا در کتب فقہ و تخمیس مخنث وغیرہ دوستاں وغیرہ ۱۲ قصاص نفرمودہ اند ۱۲

داشت تنگدستان را سیم وزر دادے و مسافران را سفره نهادے
رکھتا تھا فقیروں کو سونا چاندی دیتا اور مسافروں کے واسطے دستر خوان بچھاتا

گروہے درویشان از جور فاقه بطاقت[۱] رسیده بودند آهنگ دعوت او
ایک گروہ فقیروں نے کہ ظلم فاقے سے تنگ آ گئے تھے قصد اُسکے مہمان ہونے کا

کردند و مشورت بمن آوردند سر از موافقت باز زدم و گفتم قطعه
کیا اور مجھ سے صلاح پوچھی میں نے سر اُن کی موافقت سے پھیرا اور کہا

نخورد شیر نیم خورده سگ
نہ کھاوے شیر چھوٹا کُتے کا

تن به بیچارگی و گرسنگی
تن بیچارگی اور بھوک کو

گر فریدون شود به نعمت و ملک
اگرچہ فریدوں ہو نعمت اور ملک میں

پرنیان[۲] و نسیج بر نا اهل
حریر منقش اور جامہ زربفتی نالائق پر

گر به سختی بمیرد اندر غار
اگرچہ سختی سے مرجاوے غار میں

بنه و دست پیش سفله[۱] مدار
قبول کر اور ہاتھ سوال کا کمینے کے سامنے مت پھیلا

بے هنر را هیچ کس مشمار
لیکن بے ہنر کو کسی آدمی کے برابر نہ جان

لاجورد[۲] و طلاست بر دیوار
لاجورد اور سونا ہے دیوار پر

حکایت حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ همت تر در جهان
حاتم طائی سے لوگوں نے کہا اپنے سے زیادہ ہمت والا کوئی دُنیا میں

دیده یا شنیده گفت بلے روزی چهل شتر قربان کرده بودم امرائے
دیکھا ہے تو نے یا سُنا ہے تو نے کہا ہاں ایک دن چالیس اونٹ میں نے ذبح کئے تھے امیروں

عرب را طلب نموده پس بگوشهٔ صحرائے بحاجتے برون رفته بودم
عرب کے واسطے پھر بیچ ایک گوشۂ جنگل کے واسطے ایک حاجت کے باہر گیا تھا میں

خارکشے را دیدم پشتهٔ خار فراهم آورده گفتمش بمهمان[۳] حاتم
ایک لکڑی چننے والے کو دیکھا میں نے گٹھا لکڑیوں کا جمع لایا کہا میں نے اُسکو بیچ جہان خانۂ حاتم کے

(۳) بمہمانی

۱ سفله بفتح اول و سکون دوم در لغت مشهور بکسر اول و سکون دوم نزد بعضے بمعنے مردم اسافل چنانچه در قاموس و صحاح و طرح و نهایهٔ جوزی تصریح است صاحب صحاح گوید سفله جمع است و عامه بجائے مفرد استعمال کنند و طاهر مراد از جمع اسم جمعیت فعله و از ان جمعیت دخان آرزد گوید که در فارسی باستعمال عامه شهرت دارد میگویم که در فارسی که بکسر اول و سکون دوم بمعنے مفرد شهرت دارد ظاهر استعمال جدید باشد و لهذا صاحب بد لفضلا گفته که سفله بالکسر فرومایه و میز دو کتابه از بخیل است و بمعنے فرود مرتبه نیز منقول است ۱۲ ۲ پرنیان جامه ابریشمی که نقش نکرده باشند پرنیان و حریر گویند و سرد و می حریر منقش و نسیج بجیم عربی عربے و بجیم فارسی جامه خریز زر لغت ۱۲ ۱۲ ۱۲

چرا نروی که خلقے بر سماط او گرد آمده اند گفت فرد

کیوں نہیں جاتا ہے کہ ایک عالم اسکے دسترخوان پر جمع ہے کہا

ہر کہ نان از عمل خویش خورد جو شخص کہ روٹی اپنی محنت سے کھاتا ہے	منت حاتم طائی نبرد احسان حاتم طائی کا نہیں اٹھاتا ہے

انصاف دادم کہ من اورا بہمت وجوانمردی بیش از خود دیدم

انصاف دیا میں نے کہ میں نے اسکے تئیں سنج ہمت اور جوانمردی کے زیادہ اپنے سے دیکھا میں نے

حکایت[۱] موسے علیہ السلام درویشے را دید از برہنگی

موسے علیہ السلام نے ایک فقیر کو دیکھا عریانی سے

بریگ اندر شدہ گفت ای موسیٰ دعا کن تا خدائے عزوجل مرا

ریت میں گھسا ہوا کہا اے موسیٰ دعا کر کہ خدائے بزرگ مجھے

کفافے دہد کہ از بیطاقتی بجان آمدم[۲] موسیٰ دعا کرد و برفت

فراغت دے کہ بے طاقتی سے نہایت تنگ آیا ہوں میں موسےؑ نے دعا کی اور چلے گئے

پس از چند روزے کہ باز آمد از مناجات مرد[۳] را دید گرفتار

پیچھے چند روز کے پھر آئے دعا مانگنے سے خاصکر اُسکے تئیں دیکھا گرفتار اور

و خلقے انبوہ بروے گرد آمدہ گفت این چہ حالتست گفتند خمر

ایک خلق کی بھیڑ اوپر اُس کے جمع آئی کہا یہ کیا حالت ہے لوگوں نے کہا شراب

خوردہ و عربدہ کردہ و کسے را کشتہ اکنون بقصاص فرمودہ اند قطعہ

پی اور لڑائی کی اور کسی کے تئیں مارڈالا اب واسطے بدلے کے فرمایا ہے

گربۂ مسکین اگر پر داشتے بلی غریب جو پر رکھتی	تخم گنجشک از جہان برداشتے نسل چڑیا کی جہان سے اٹھاتی
ہیچ کس را گمرِ خود نگذاشتے کسی کو اپنے پاس نہ چھوڑتا	این دو شاخ گاؤ گر خر داشتے دو سینگ بیل کے یہ گدہا جو رکھتا

[۱] خلاصہ حکایت آنکہ مردم را باید کہ ملک قناعت بدست آرند و در طلب دنیا و فراغت عیش خود را اہلک نہ سازند چہ از فراغت و دولتمندی خبر از ارتکاب معاصی و بغاوت رومیدہد بدلیل قولہ تعالیٰ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فے الارض پس بقدر میسور اکتفا ساختن و در طلبش تکاپو نمودن ہمچو سترم فرزدش ولیل قناعت و طریقت منانت است ازین تقریر وجہ آوردن این حکایت اندرین باب و بطشش بہ حکایت سابق معلوم شد ۱۲ ع سماط بکسر سین مہملہ و میم و آخر طائے مہملہ بمعنے دسترخواں م عربدہ بفتح عین و سکون را مہملہ و فتح موحدہ سوال مہملہ جنگ کردن با دوست و آزردن ندیم را کذا فے المؤید الفضلا ۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

[۱] ن دعاء
[۲] ن آمدم
[۳] ن مرد

فرد عاجز باشد کہ دست قوت یابد | برخیزد و دست عاجزان برتابد
عاجز ہووے وہ کہ ہاتھ قوت کا پاوے | اٹھے اور ہاتھ عاجزوں کا اینٹھے

شعر وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ
اگر خدا زیادہ کر دیتا رزق اپنے بندوں کا تو گمراہ ہوتے زمین میں

مَاذَا اَخَاضَکَ یَا مَغْرُوْرُ فِی الْخَطَرِ | حَتّٰی ہَلَکْتَ فَلَیْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِرِ
اس کس چیز نے بیچ اندیشہ باطل کے ڈالا تیرے تئیں اے مغرور | تاکہ ہلاک ہو تو پس کاش کہ چیونٹی نہ اڑتی

نظم سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش | سیلی خواہد بضرورت سرش
سفلے کے پاس جب ثروت آئی اور چاندی اور سونا ملا | دھول چاہتا ہے ضرورت پر سر اس کا

آن نشنیدی کہ فلاطون چہ گفت | مور ہمان بہ کہ نباشد پرش
وہ نہیں سنا تو نے کہ فلاطوں نے کیا کہا | چیونٹی وہی بہتر کہ جسکے پر نہ ہوں

فرد پدر را عسل بسیار ست ولیکن پسر گرمی دار ست
باپ کے پاس شہد بہت ہے مگر بیٹا گرم مزاج ہے

آنکس کہ توانگرت نمی گرداند | او مصلحت تو از تو بہتر داند
جو شخص کہ تجھے مالدار نہیں کرتا ہے | وہ مصلحت تیری تجھ سے بہتر جانتا ہے

حکایت اعرابیے را دیدم در حلقہ جوہریان بصرہ کہ حکایت می کرد
ایک بادیہ نشین کو دیکھا میں نے کہ محفل میں بصرے کے جوہریوں کے بیٹھا ذکر کرتا تھا

کہ وقتے در بیابان راہ گم کردہ بودم و از زاد معینی چیزے با من
کہ میں ایک وقت جنگل میں راہ بھول گیا تھا اور توشہ میرے پاس کچھ

نماندہ دل بر ہلاک نہادہ کہ ناگاہ کیسۂ یافتم پر از مروارید ہرگز آن
نہ رہا تھا آمادہ مرگ ہوا تھا کہ یکایک ایک تھیلی پائی میں نے موتیوں سے بھری ہوئی ہرگز وہ

ذوق و خوشی فراموش نکنم کہ پنداشتم کہ گندم بریان ست
مزا اور خوشی نہیں بھولتا ہوں میں کہ جانا میں نے کہ بھنے ہوئے گیہوں ہیں

ف محصل حکایت آنکہ مال و دولت جمع کردن و تکیہ برزاق مطلق و منعم حقیقی کردن و قناعت شیوہ خود نیافتن کارے نیارد و فائدہ نہ بخشد نشنودی کہ مال و دولت در بیابان کار نیاید چنانچہ از مضمون این حکایت معلوم میشود ہمچنین اگر منظور حضرت باری نباشد مال و دولت در شہر و قریہ ہم زیادہ ہیچ ثمرہ نہ بخشد پس اختیار قناعت تکیہ برحضرت منعم حقیقی در ہمہ حال انسب بلکہ ضروری ست علاوہ بریں مال و دولت دنیا نیز بر معاصی بر جان مے کند و بجالت کبرے رساند ۱۲ لہ مصروف دوست این کہ ہر گاہ آبادی جائے دور دست رود گندم بریاں برائے توشہ ہمراہ میگرند لہذا اعرابی نظر بدیں عرف دانست کہ گندم بریاں باشد ۱۲

باز آن تلخی و نومیدی که معلوم کردم که مروارید ست قطعه
پھر وہ تلخی اور نومیدی کہ معلوم کی میں نے کہ موتی ہیں

تشنہ را در دہان چہ دُر چہ صدف پیاسے کو منہ میں کیا موتی کیا سیپی	در بیابان خشک و ریگ روان خشک جنگل اور ریتل میں
بر کمر بند او چہ زر چہ خزف پھر اُسکے کمر بند میں خواہ سونا ہو یا ٹھیکری سب بیکار	مرد بے توشہ کاوفتاد زپای شخص بے توشہ جب گر پڑا بھوک سے

حکایت یکے از عرب در بیابانے از غایت تشنگی میگفت نظم
ایک عرب ایک جنگل میں نہایت پیاس سے کہہ رہا تھا

یَوْمًا اَفُوْزُ بِمُنْیَتِیْ ایک دن پہنچوں میں آرزو کو	یَا لَیْتَ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ کاش میں قبل موت کے
وَاَظَلُّ اَمْلَأُ قِرْبَتِیْ اور ہمیشہ بھرتا رہوں میں اپنے مشک کو	نَهْرٌ تَلَاطَمَ رُکْبَتِیْ ایک نہر ہو کہ تھپیڑا مارے میرے زانو کو

حکایت ہمچنان درویشے در قاع بسیط گم شدہ
اسی طرح ایک غریب مسافر ایک بڑے جنگل میں راہ بھول گیا

وقوت و قوتش نماندہ درمے چند داشت بسیار بگردید رہ بجائے
اور زادِ راہ اور قوت اُس میں نہ رہی تھوڑے سے روپے اُسکے پاس تھے بہت پھرا راستہ

نبردبس بہ سختی ہلاک شد طائفہ برسیدند درمہا
نہ ملا آخر کار مصیبت سے ہلاک ہو گیا کچھ لوگ وہاں پہنچ گئے روپوں کو

دیدندش پیش روئے نہادہ و بر خاک نبشتہ قطعہ
اُسکے دیکھا سامنے رکھے ہوئے اور زمین پر لکھا ہوا

مرد بے توشہ بر نگیرد گام مرد بے توشہ اس سے مراد کو نہیں پہنچیگا	گر ہمہ زر جعفری دارد اگر بالکل زر خالص رکھتا ہے

لہجوف بفتحتین خاورائے ہجمیتین سفال وقیل پیندو آنچہ مشہور ست غلط است بزائے معجمہ باید ۱۲ غیاث ۲ زر جعفری در مدار الافاضل زر خالص منسوب بجعفر نام کیمیا گر و بعضی گویند منسوب بجعفر برمکی داد اند خلفائے عباسیہ بود کہ بحکم او زر مخصوص میا پاک ساختند ۱۲ اش ۳ سرودی گوید کہ گام بکاف فارسی بمعنی قدم مناسب است و معنی آنکہ اگر مسافر توشہ ندارد و بانکہ زر جعفری در کمر نشس بگر قدم برداشتن نیتواند ۱۲ ع این دوست از بحر کامل مضمر مخزوبت ہر مصرع متفاعلن دو بار و باضمار گردد مستفعلن ۵ قوت بالضم قاف و تشدید واو مفتوح بمعنی زور و بسکون واو طعام ۱۲ س ۶ بتلاش طعام و قوت بسیار گردد و نگر رہ بجائے بمعنی طعام بہ سختی در گرسنگی ہلاک شود و در مشقت ہیچ بر نیافت

در بیابان فقیر سوختہ را　|　شلغم پختہ بہ کہ نقرۂ خام

جنگل میں فقیر مصیبت زدہ کو　|　شلغم پکا ہوا بہتر ہے خالص چاندی سے

حکایت[۱] ہرگز از دور زمان ننالیدہ ام وروی از گردش ایام

ہرگز گردش زمانے سے نہیں رویا ہوں میں اور منہ دور زمانے سے

درہم نکشیدہ مگر وقتیکہ پایم برہنہ بود و استطاعت پای پوشے

نہیں بھیرا مگر اُسوقت کہ پاؤں میرے ننگے تھے اور مقدور جوتی پہننے کا

نداشتم بجامع کوفہ در آمدم دلتنگ یکی را دیدم کہ پائی نداشت

نہیں رکھتا تھا کوفے کی جمعہ مسجد میں آیا میں غمزدہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ پاؤں نہیں رکھتا تھا

سپاس نعمت حق بجای آوردم و بر بے کفشی صبر کردم قطعہ

شکر خدا کی نعمت کا ادا کیا میں نے اور جوتی کے نہ ہونے پر صبر کیا

مرغ بریان بچشم مردم سیر　|　کمتر از برگ ترہ بر خوان ست

مرغ بھنا ہوا پیٹ بھرے کی نگاہ میں　|　کمتر ساگ پات سے دستر خوان پر ہے

وانکہ را دستگاہ و قدرت نیست　|　شلغم پختہ مرغ بریان ست

اور جس شخص کو دسترس اور قدرت نہیں ہے　|　شلغم پکا ہوا اُسکے آگے مرغ بریان ہے

حکایت یکے از ملوک با تنے چند خاصان در شکار گاہے بہ

بادشاہوں میں سے ایک شخص ساتھ کئی مصاحبوں کے ایک شکار گاہ میں

زمستان از عمارت دور افتادند تا شب در آمد خانہ دہقانے

جاڑے کے موسم میں شہر سے دور نکل گیا تھا یہاں تک کہ رات ہو گئی ایک زمیندار کا گھر

را دیدند ملک گفت شب آنجا رویم تا زحمت سرما نباشد یکے از

دکھائی دیا بادشاہ نے کہا رات کو وہیں چلے جاویں کہ تکلیف جاڑے کی کم ہو جاوے ایک نے

وزرا گفت لائق قدر بلند پادشاہان نباشد بخانہ دہقانے

وزیروں میں سے کہا لائق مرتبہ بلند بادشاہوں کے ہوگا ایک کسان

---

[۱] شلغم پختہ نظر مقابل نقرۂ خام است کہ نقرۂ خالص را گویند چنانچہ در مدار الافاضل است و میتواں گفت کہ شلغم خام غذائے آدمی نیست و درین صورت زائد نباشد ۱۲ [۲] قولہ ترہ بالفتح و تشدید را و تخفیف آن سبزہ کہ بلخورد نہا خورند چنانچہ در رشیدیست و این نظر بحاورہ است نظر بر اصل معنے مطلق سبزی است لہذا شاہ ترہ نام دوائیست ۱۲ خیابان [۳] زمستان مرکب است از زم بمعنے سردی و ستان کہ مفید معنی انبوہے و بسیاریست و ازہمیں مرکبست زہمن کہ زمی تنہا بیائے نسبت نیزہ آمدہ بمعنی منسوب بسوئے سردے چہ جوہر خاک سرد است ۱۲ الخ [۴] جامع کوفہ بمعنے مسجد جامع شہر کوفہ کہ ہمہ مردم در آنجا بجماعت نماز جمعہ ادامی نمایند جامع مسجد اضافت صفت بسوی موصوف اے مسجد جمع کنندہ مردمان ۱۲

ندارد پاے کفش ہرگز از / شکر خدا کہ صبر کردم

رکیک التجا کردن ہم اینجا خیمہ بزنیم و آتش[۱] افروزیم دہقان را
ضعیف کے گھر میں پناہ لینا اسی جگہ خیمہ کھڑا کریں اور آگ جلائیں کسان کو

خبر شد ما حضرے کہ داشت ترتیب کرد و پیش[۲] آورد و زمین ببوسید
خبر ہوئی جو کچھ کہ موجود تھا درست کیا اور آگے لایا اور زمین چومی

و گفت قدر بلند سلطان بدین قدر نازل نشدے ولیکن نخواستند
اور کہا مرتبہ بلند بادشاہ کا ساتھ اس اندازے کے اُترنیوالا نہ ہوتا اور لیکن شیروں نے نچاہا

کہ قدر دہقان بلند شود سلطان را سخن گفتن او مطبوع شبانگہ
کہ مرتبہ گاؤں والوں کا بلند ہو بادشاہ کے تئیں بات کہنا اُس کا پسند کیا رات

بمنزل او نقل کردند بامدادش خلعت و نعمت فرمود[۳]
کیوقت بیچ گھر اُسکے کے کوچ کیا صبح کو اُسکو خلعت اور نعمت دیا

شنیدندش کہ قدمے چند در رکاب سلطان بود میگفت قطعہ
سُنا اُسکو کہ قدم کتنے ایک بیچ سواری بادشاہ کے تھا اور کہتا تھا

زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم
بادشاہ کی شوکت اور مرتبے سے کچھ نہ گھٹا

کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید
کسان کی ٹوپی آفتاب پر پہونچی

از التفات بمہمانسرائے دہقانے
ایک کسان کے مہمان خانے پر توجہ کرنے سے

کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے
کہ اُسپر سایہ ڈالا تجھ ایسے بادشاہ نے

حکایت گدائے سؤل را حکایت کنند کہ نعمتے وافر اندوختہ بود
ایک منگ گدا کے تئیں نقل کرتے ہیں کہ بہت سامال جمع کیا تھا

یکے از پادشاہان گفتش ہمی نمایند کہ مال بیکران داری دما را
ایک نے بادشاہوں سے کہا اُسکو کہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ بہت مال رکھتا ہے تو اور ہمارے تئیں

ہمیست اگر ببرخے ازان دستگیری کنی چون ارتفاع برسد
ایک کام سخت ہے اگر ساتھ تھوڑے سے کے اُس مال سے مدد کرے تو جو فائدہ پہنچیگا

[۱] محصل حکایت آنکہ تن بضاعت در ندادن دوست طمع کشادن و ریزہ ریزہ از ہر جا جمع کردن سزاوار اہل فتوت نیست نہ بینی کہ آخر نتیجہ مال فراہم آوردہ گدای مسعول چہ شد بادشاہ وقت والجہت ہمہ مالش را از راہ و تعدی و ظلم بر گرفت و گدا اور تمام عمر و رداغ حسرت تحزن باندا گرالا ابتدائے سوال ہر چہ از نقود و اجناس کہ بیش اومی بود مانند دہقان کہ ذکرش در حکایت سابق گذشت عالی ہمتی کردی و ہر چہ میسر شدی بسمہ افرین و مہانان در باب احتیاج دادے ہم برائے آخرت ذخیرہ شدی و ہم ازین تحسیر تحزن نجات یافتے [۲] سکوں بفتح سین مہملہ وضم ہمزہ بروزن صبور صیغہ مبالغہ فاعل از سوال ای بسیار سوال کنندہ چنانچہ خان آرزو ہم این نسخہ اسیدیدہ و کسکہ ہول بابفتح بمعنی ترسانیدہ خندہ گفتہ بعدے وارد ودرے نسخ مستول واقع شد ۱۲ ۱۲ ۱۲

وفا کردہ شود و شکر گفتہ آید گفت ای خداوند روئے زمین

ادا کیا جائیگا اور شکر کہا جائیگا کہا اے صاحب روئے زمین کے

لائق قدر بزرگوار پادشاہ نباشد دست بمال چون من گدائے

لائق مرتبہ بزرگ بادشاہ کے نہووے ہاتھ بیچ مال مجھ ایسے کنگال کے

آلودہ کردن کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام گفت غم

آلودہ کرنا کہ ذرہ ذرہ ساتھ بھیک مانگنے کے جمع کیا ہے میں نے کہا غم

نیست کہ بکافر میدہم کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ شعر

نہیں ہے کہ کافر کو دیتا ہوں میں کہ چیزیں بد واسطے بدوں کے لائق ہیں

گر آب چاہ نصرانی نہ پاکست	جہود مردہ میشوئی چہ باک ست
جو پانی کنوئیں نصرانی کا نہیں پاک ہے	یہود مرے ہوئے کو دھوتا ہے تو کیا دہشت ہے

شعر قَالُوْا عَجِیْنُ الْکِلْسِ لَیْسَ بِطَاہِرٍ

لوگوں نے کہا چونے کا خمیر پاک نہیں ہے

قُلْنَا نَسُدُّ بِہٖ شُقُوْقَ الْمَبْرَزِ

ہم نے کہا ہم اس سے بند کرینگے درزیں پاخانے کی

شنیدم کہ سر از فرمان ملک باز زد و حجت آوردن گرفت و

سنا میں نے کہ بادشاہ کے حکم سے سرتابی کی اور حجت لانے لگا اور

شوخ چشمی کردن ملک بفرمود تا مضمون خطاب را از وے

بیحیائی کرنے بادشاہ نے فرمایا تو مضمون خطاب کے تئیں اس سے

بزجر و توبیخ مخلص کردند مثنوی

ساتھ جھڑکی اور زبردستی سے چھڑا لیا کریں

بہ لطافت چو بر نیاید کار	سر بہ بیحرمتی کشد ناچار
نرمی سے جب نہ نکلے کام	نوبت بیحرمتی کی پہنچتی ہے ناچار

۱؎ قولہ عجین الکلس آہ کلس بکسر کاف وسکون لام آہک را گویند کہ با خاکستر وغیر آن آمیختہ خمیر نمایند و اضافت عجین الکلس از قبیل جر قطیفۃ اخلاق ثیاب یعنی اضافت صفت بسوئے موصوف است و این لفظ بلفظ مبرز معنا بستے دارد و ظاہر درین صورت بمعنی خلال چسپان تر است و معنی بیت آنکہ گفتند کہ خمیر آہک حلال نیست گفتیم باک نیست کہ شگاف ہائے مبرز بند میکنیم یعنی خمیرہ آہک کہ اگرچہ بظاہر مثل خمیر ہائے آرد دیدہ میشود دار فی الحقیقۃ مثل آن نیست چنانچہ مال دیگران است مامان چون از گدائی بدست آمد طہارت و خلت ندارد در بعض نسخ عجین الکرس بکسر کاف تازی وسکون راے مہملہ بمعنے خمیر سرگین ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

هر کہ بر خویشتن نبخشاید | گر نبخشد بر و کسے شاید
جو شخص کہ اپنے اوپر ترحم نہ کرے | اگر اُس پر کوئی رحم نہ کرے سزاوار ہے

حکایت بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت
ایک سوداگر کو دیکھا جو ڈیڑھ سو اونٹ بار برداری کے رکھتا تھا
و چہل بندہ و خدمتگار شبے در جزیرۂ کیش[۱] مرا بحجرۂ خویش برد
اور چالیس غلام اور خدمت کرنیوالے ایک رات جزیرہ کیش میں مجھے اپنے حجرے میں لے گیا
ہمہ شب نیارمید از سخنہائی پریشان[۲] گفتن کہ فلان انبارم
تمام رات نہ آرام کیا واہی باتیں بکنے سے کہ فلانا بوجھ میرا
بترکستان ست و فلان بضاعت بہندوستان و این قبالۂ
ترکستان میں ہے اور فلانا مال میرا ہندوستان میں اور یہ کاغذ
فلان زمین ست و فلان چیز را فلان کس ضمین[۳] ست و گاہ گفتے
فلانی زمین کا ہے اور فلانی چیز کا فلانا آدمی ضامن ہے اور کبھی کہتا
کہ خاطر[۴] اسکندریہ دارم کہ ہوائے خوش ست باز گفتے نہ کہ دریائے
کہ اسکندریہ کا ارادہ رکھتا ہوں کہ ہوا اچھی ہے پھر کہتا نہیں کہ دریا
مغرب مشوش ست سعدیا سفرے دیگر درپیش ست اگر آن
پچھاں کا تشویش دینے والا ہے اے سعدی ایک سفر اور درپیش ہے اگر وہ بھی
کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشۂ بنشینم و قناعت کنم گفتم
کرلیا جائے باقی عمر اپنی ایک گوشے میں بیٹھ کے کاٹوں اور قناعت کروں کہا میں نے وہ
آن کدام سفر ست گفت گوگرد[۵] پارسی خواہم بردن بچین کہ شنیدم
کون سفر ہے کہا فارس کی گندھک چین میں لیجایا چاہتا ہوں کہ میں نے سنا ہے
کہ قیمتے عظیم دارد و کاسۂ چینی بروم آرم و دیبائی رومی
کہ وہاں گراں قیمت ہے اور چین کے پیالے روم میں لیجاؤں اور روم کا دیبا

۱ کیش بکسر کاف تازی و یائے مجہول و آخر شین معجمہ اینجا نام شہرے در جزیرہ دریا بالائے کوہے ۱۲ ۲ قولہ از سخنہائے پریشان آہ
نیز مقوم است گو اضافت کہ بعد ازین مے آید بتدائے نوخوالہ اختیار برائے مہملہ بمعنے جنس مجتمع و تودہ کردہ باشد یا بنائے معجمہ بمعنی شرکت
بضاعت بالکسر علیہ کالا کہ بفروختن فرستند ۱۲ خیابان ۳ ضمین بروزن وہ بمعنے کفیل کہ بمعنی ضامن باشد ۱۲ ۴ خاطر اسکندریہ لے
خواہش شہر اسکندریہ آنچہ در دل گذرد آنرا نیز خاطر گویند ۱۲ ۵ فاضل سروری گوید کہ گوگرد بضم ہر دو کاف خوبی است و صاحب موئید
بکاف فارسی و واو مجہول و کسر سوم آوردہ است بمعنے گندھک و ہمیں مشہور است ۱۲ ۱۲

ہندو پولاد ہندی بحلب و آبگینۂ حلبی بہ یمن و برد یمانی بپارس و

ہند میں اور ہند کا فولاد حلب میں اور حلب کا شیشہ یمن میں اور برد یمانی پارس میں اور

ازاں پس ترک سفر کنم و بدکانے بنشینم انصاف ازین ماخولیا

بعد اُسکے ترک سفر کروں میں اور ایک دکان میں بیٹھ رہوں اسقدر اس قسم کی دیوانگی کی

چندان فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت ای سعدی

باتیں کیں کہ آگے اُسکو کہنے کی طاقت نہ رہی کہا اے سعدی

تو ہم سخنے بگوے ازانہا کہ دیدۂ و شنیدۂ گفتم قطعہ

تو بھی کوئی بات کہہ اُن میں سے کہ جو کچھ دیکھا ہے یا سُنا ہے تو نے کہا میں نے

آن شنیدستی کہ در صحرای غور
وہ سُنا ہے تو نے کہ بیچ جنگل غور کے

بارسالارے بیفتاد از ستور
اسباب ایک سردار کا گر پڑا گدہے سے

گفت چشم تنگ دنیا دار را
کہا چشم طمع کو دنیا دار کی

یا قناعت پر کند یا خاک گور
یا صبر بھرے یا مٹی قبر کی

حکایت مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چنان معروف بود کہ

ایک مالدار کو سُنا میں نے بخل میں ایسا مشہور تھا کہ

حاتم طائی در کرم ظاہر حالش بہ نعمت دنیا آراستہ و خست نفس

جیساکہ حاتم طائی سخاوت میں ظاہر حال اُسکا نعمت دُنیا سے آراستہ اور بخل ذاتی

جبلی ہمچنان در وے متمکن تا بجائی رسید کہ نانے ز دست بجانے ندادے

اُسکی ذات میں ایسا قرار پایا ہوا کہ ایک روٹی ایک جان کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتا تھا

و گربۂ ابوہریرہ رض را بہ لقمۂ ننواختے و سگ اصحاب کہف را استخوانے نینداختے

اور ابوہریرہ رض کی بلی کو ایک لقمے سے سرفراز نکرتا اور اصحاب کہف کے کتے کو ایک ہڈی حوالے نہ کرتا

فی الجملہ خانۂ او را کس ندیدے در کشادہ و سفرۂ او را سر بستہ

حاصل کلام کوئی نہ دیکھتا اُسکے گھر کا دروازہ کھلا ہوا اور اُسکے دسترخوان کو پھیلا ہوا

لہ سروری گوید کہ بار بیائے فارسی بمعنی سالگذشتہ است و بعضے بار بیائے عربی صحیح دانستہ اند و بے تکلف درست میشود ۱۲ مولوی ہادی علی مرحوم
لہ ملخص حکایت آنکہ مالداران را باید کہ شیوۂ ارباب قناعت بدست گیرند یعنی خود برانند کہ از کفاف اکتفا کنند باقی بارباب احتیاج
و ذوے الارحام تقسیم دہند اینکہ خود خورند و نہ بکسے دہند چراکہ عزیزان و اقربا ازاں چنین کس دور و بدل باشند بلکہ توقع سرکشی خواہند پس
سزا وار آنست کہ ہوس فراہم کردن مال از دل بدر نمایند و خیالات خام ہمچو تاجر نافرجام کہ ذکرش در حکایت سابق رفت نپزند دار
اینجا ربط این حکایت سابق وا پیدا آن در باب ہویدا شد ۱۲

درویش بجز بوی طعامش نشنیدے
فقیر سوائے اُسکے کھانیکی بو کے نہ سونگھتا تھا

مرغ از پسِ نان خوردن او ریزه نچیدے
چڑیا بعد اُس کے کھانا کھالینے کے ریزے نہ چگتی

شنیدم که بدریائے مغرب راهِ مصر پیش گرفته بود و
سُنا میں نے کہ دریائے مغرب کی راہ سے مصر کو چلا اور

خیالِ فرعونی در سر حتّیٰ اِذَا اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ
خیال فرعونی سر میں رکھتا تھا یہاں تک کہ پہنچا اُسے غرق

بادے مخالف به کشتی بر آمد چنانکه گوید فرد
ایک ہوا ناموافق کشتی میں آئی جیسا کہ کہتے ہیں

با طبعِ ملولت چه کند دل که نسازد
ساتھ طبع رنجیدہ تیری کے کیا کرے کہ موافق نہ ہو

شرطه همه وقتی نبود لائقِ کشتی
کہ ہوا موافق ہر وقت نہیں ہوتی لائق کشتی کے

دست بدعا بر آورد و فریادِ بے فائده خواندن گرفت فاذا
ہاتھ دعا میں اٹھایا اور بیفائدہ چلانا شروع کیا پس جب

رَکِبُوْا فِي الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ شعر
سوار ہوتے ہیں کشتی پر یاد کرتے ہیں خدا کو درحالیکہ خالص کرنیوالے ہیں اُس سے عقیدے کو

دست تضرع چه سود بندهٔ محتاج را
ہاتھ الحاح اور زاری کا کیا فائدہ کرتا ہے بندۂ محتاج کو

وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل
وقت دعا کے طرف خدا کے اور وقت بخشش کے بغل میں

قطعه از زر و سیم راحتے برسان
سونے اور چاندی سے آرام پہنچا

خویشتن هم تمتعے برگیر
اور آپ بھی فائدہ حاصل کر

وانگه این خانه گز تو خواهد ماند
(چونکہ) اگر جانے کہ یہ گھر تیرے ہی ملک میں رہے گا

خشتے از سیم و خشتے از زر گیر
ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونیکی بنالے

آورده اند که در مصر اقارب درویش داشت بعد از هلاک وے به بقیّتِ
نقل کرتے ہیں کہ مصر میں اقارب مفلس رکھتا تھا بعد اُسکے مرنے کے باقی

۱ ای خیال فرعونے تا وقتے در سرش بود کہ دریافت اور اغرق اے غرق شدہ و این پارہ آیت است کہ در حال فرعون وارد شدہ و در آوردن پارہ این آیت تلمیح است باینکہ حالش ہمچو حال فرعون بود ۱۲ مولوی از علی ۲ متعلق است بقول او شنیدم بدریائے مغرب یعنی شنیدم کہ بدریائے مغرب بادے مخالف بر کشتی بر آمدہ ۱۲ ۳ خطاب بہ معشوقست و حاصل مضمون شعر اینکہ با طبع نازکت کہ از ملال میدار دلم چہ حیلہ نماید و کدام تدبیر بدست آید کہ تا باد و بسازد و موافق شود و براہ یکجہتی در آید و چہ از موافقت و دوام عشق چارہ نیست از آنکہ باد موافق ہمہ وقت نصیب کشتی نمیشود یعنی عنایات و مہربانی تو ہمہ وقت مبذول بر دل مخزونم نمیشود پس دل زارم را زین عادی کردن ضرور است ۱۲ اشس

مالِ وے تونگر شدند جامہائے کہن بمرگ او بدریدند وخز[۱]

مال اُسکے سے دولتمند ہو گئے اور پرانے کپڑے اُسکے مرنے سے پھاڑ ڈالے اور خز

ودمیاطی بعوض آن بریدند ہمدران ہفتہ یکے را دیدم از

دمیاطی عوض اُسکے قطع کئے اُسی ہفتے میں ایک شخص کو دیکھا میں نے

ایشان بربادپائی سوار روان وغلام[۱] دو درپے دوان قطعہ

انہیں سے ایک گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا اور دو غلام پیچھے دوڑے جاتے تھے

(۱) غلام سے یہاں نوکر مراد ہے

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے کیا اچھا ہوتا کہ اگر مُردہ پھر آتا	بسرائے قبیلۂ وپیوند گھر میں عزیز واقربا کے
ردّ میراث سخت تر بودے میراث کا پھیرنا زیادہ سخت ہوتا	وارثان را ز مرگ خویشاوند وارثوں کو مرگ عزیز سے

بسابقۂ معرفتے کہ درمیان ما بود آستینش گرفتم وگفتم بیت

اگلی جان پہچان سے کہ ہم سے اور اُس سے تھی اُسکی آستین پکڑی میں نے اور کہا میں نے

بخور اے نیک سیرت سرہ مرد[۵] کھالے نیک خصلت بے عیب آدمی	کان فرومایہ گرد کرد ونخورد کہ اُس بدبخت نے جمع کیا اور نہ کھایا

حکایت صیّادِ ضعیف را ماہی قوی بدام افتاد طاقت حفظ

ایک شکاری ضعیف کے تئیں ایک مچھلی زور آور بیچ جال کے پڑی طاقت نگاہ رکھنے

آن نداشت ماہی برو غالب آمد ودام از دستش دربود قطعہ

اُسکے کی نہ رکھتا تھا مچھلی اوپر اُسکے غالب آئی اور جال اُسکے ہاتھ سے لے گئی

شد غلامے کہ آب جو آرد گیا ایک غلام کہ نہر کا پانی لاوے	آب جو آمد وغلام ببرد پانی نہر کا آیا اور غلام ہی کو لے گیا
دام ہر بار ماہی آوردے جال ہر مرتبہ مچھلی لاتا تھا	ماہی این بار رفت ودام ببرد مچھلی اس مرتبہ گئی اور جال ہی کو لے گئی

۱؎ خز بالفتح وبتجتمین جامہ ایست کہ از حریر وپشم بافند دومیاطی منسوب بدمیاط بالفتح نام شہریست در مصر ۱۲ ۲؎ ود۵ بمعنی تعجب ۱۲ ۳؎ سرہ بفتحتین درست وبے عیب وپاکیزہ ۱۲ خ ۴؎ حاصل این حکایت این کہ اختیار قناعت کہ عبارت از طلب قدر قوت لایموت دوست کشیدن آن از طلب زائد است در ہر حال این را نظر دانند تا کلفت وتشنیع مردم وگزیدن دست تاسف وافسوس خود نانجات یابند وتہ بینی کہ آخر بہ ماہی گیر کہ رات واجست گردید چہ رسید بالجملہ نافع ورامنی بر تقدیر بود زیرا کہ ماہی بے تقدیر واجل در وجلہ ہم بدست نیفتد دراجل ریگستان بے اجل نمیرد ۱۲

بیت صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد شکاری نہ ہر مرتبہ شکار لے جاوے	یکروز بود کہ پلنگش بدرد شاید کہ ایک دن چیتا اُسکو کھاوے

دیگر صیادان دریغ خوردند و ملامتش کردند کہ چنین صیدے
اور شکاری متاسف ہوئے اور اُس کو ملامت کرنے لگے کہ ایسا شکار

در دامت افتاد و نتوانستی نگاہداشتن گفت اے برادران
تیرے جال میں پڑا اور تو تھام نہ سکا کہا اے بھائیو

چہ توان کرد مرا روزی نبود و او را ہمچنین روزی ماندہ
کیا کیا چاہیئے میرا رزق نہ تھا اور اُسکے تئیں بھی ایسی روزی رہی

حکمت صیاد بی روزی در دجلہ[1] نگیرد و ماہی بے اجل بر خشکی[2] نمیرد
عاقلوں نے کہا ہے شکاری بے مقسوم دریا میں مچھلی نہیں پکڑتا اور مچھلی بے موت خشکی میں نہیں مرتی

حکایت دست و پا بریدۂ ہزار پائے[3] را بکشت صاحبدلے
ایک شخص ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے نے ایک کنکھجورے کو مار ڈالا ایک صاحب باطن

برو بگذشت و گفت سبحان اللہ با ہزار پائے کہ داشت چون
وہاں وارد ہوا اور بولا پاک ہے اللہ باوجود ہزار پاؤں کے رکھتا تھا جب

اجلش فرا آمد از بیدست و پائے گریختن نتوانست **مثنوی**
موت اُس کی آپہنچی ایک بے دست و پا سے بھاگ نہ سکا

چو آید زپے دشمن جانستان جب آوے پیچھے سے دشمن جان کا لینے والا	ببندد اجل پائی مرد دوان باندھ دیتی ہے موت پاؤں شخص دوڑنیوالے کا
دران دم کہ دشمن پیاپے رسید جب دشمن آہی پہنچا	کمانے کیانی نباید کشید کمان کیانی نہ چاہیئے کھینچنا

حکایت ابلہی را دیدم سمین[4] و خلعتی ثمین[5] در بر و مرکب تازی[6] در زیر و قصبی[7] مصری بر سر
ایک احمق کو دیکھا میں نے موٹا اور ایک خلعت قیمتی بیچ بدن کے اور گھوڑا تازی نیچے اور ایک پگڑی مصری کی سر پر

[1] اے ماہی را و دجلہ بالکسر نام دریائے در شہر بغداد ١٢ [2] ظاہر اور آوردن ایں حکایت اندرین باب اشارہ ایست بآنکہ اصل و مغز قانع بودن بر تقدیر راست نہ درتگاپو بیہودہ در طلب رزق ماندن چہ اگر منظور الٰہی بباشد بے دست و پا ہزار پا یعنی قانع کہ در خانہ خود نشستہ بود بر حریص کہ ہر سو دوادوش کند ظفر کا یابد وروفہ خود بدست مے آرد چہ آن ہزار پا باوجود کشادہ شدن گونا گون ابواب رزق پیش او پے مطلب بدر ١٢ [3] ہزار پا جانوریست کہ پاہا بسیار دارد و در گوش آدمی در آید ١٢ [4] خیابان ١٢ [5] یسین بسین مہملہ بروزن لعین بمعنی فربہ و ثمین بثائے مثلثہ بمعنی قیمتی است مشتق از ثمن ١٢ [6] خ [7] قصب بفتحتین دآخر سوجدہ نوعے از جامہ کہ مخلوط ابریشم کتھا ودراں درجتہ باشد و دار بر سرزند ١٢

کسی گفت سعدی چگونہ ہمی بینی این دیباے معلم برین حیوان لایعلم گفتم
کسی نے کہا اے سعدی کیونکر دیکھتا ہے تو یہ کپڑا بوٹے دار اوپر اس حیوان جاہل کے کہا میں نے

قد شابہ بالوری حمار	عجلا جسدا لہ خوار
تحقیق کہ مانند ہے ساتھ آدمی کے گدھا	گائے کا بچہ ہے اور جسم میں بغیر روح واسطے اسکے ہے آواز

گفتہ اند یک طلعت زیبا بہ از ہزار خلعت دیبا قطعہ
کہا ہے ایک شکل اچھی بہتر ہزار خلعت دیبا سے

شریف اگر متضعف شود خیال مبند	کہ پایگاہ بلندش ضعیف خواہد شد
بزرگ اگر ناتوان ہووے خیال مت باندھ	کہ رتبہ بلند اسکا ضعیف ہووے گا
ور آستانہ سیمین و میخ زر بزند	گمان مبر کہ یہودی شریف خواہد شد
اور جو چوکھٹ چاندی کی سونے کی میخوں سے مارے	گمان مت لے جا کہ یہودی شریف ہوگا
قطعہ بآدمی نتوان گفت ماند این حیوان	مگر دراعہ و دستار و نقش بیرونش
ساتھ آدمی کے نہ کہا چاہیئے کہ مشابہت رکھتا ہے یہ حیوان	مگر پیراہن اور پگڑی اور نقش اسکے اوپر کے
بگرد در ہمہ اسباب ملک و ہستی او	کہ ہیچ چیز نہ بینی حلال جز خونش
پھر تو سب اسباب ملک اور ہستی اسکی میں	کہ کوئی چیز نہ پاوے گا تو حلال اسکے خون کے سوا

حکایت دزدے گدائے را گفت شرم نمیداری از برائے
ایک چور نے ایک فقیر سے کہا شرم نہیں رکھتا ہے تو واسطے

جوئے سیم دست پیش ہر لئیم دراز کردن گفت بیت
ایک جو چاندی کے ہاتھ آگے کنجوس کے دراز کرنا فقیر نے کہا

دست دراز از پے یک حبہ سیم	بہ کہ ببرند بدانگے دو نیم
ہاتھ بڑھا ہوا واسطے ایک رتی چاندی کے	بہتر ہے کہ کاٹیں واسطے ایک وانگ کے دو ٹکڑے

حکایت مشت زنے را حکایت کنند از دہر مخالف
ایک پہلوان کی نقل کرتے ہیں کہ زمانہ مخالف سے

لہ این در باب تشبیہ دیگر است کہ ہم خوار تواں گفت وہم گوسالہ ومصرع ثانی اقتباس است بآیہ کریمہ کہ حق گوسالہ سامری نازل شدہ ۱۲ خیابان دنور اللہ اوارے ۲ یعنے اگر یہودے را آستانہ سیمیں باشد کہ بران میخہاے زر زدہ باشد بدین تکلف او شریف نشود ظاہر انیست کہ مراد از آستانہ اینجا در باشد چہ آستانہ تنہا را بدین طریق آراستن نیست خان آرزو گوید کہ آستانہ میخ زدن از مسامحت نیست قیاس میخ بر آستانہ زدن میخواہد گو قول شیخ درین باب سیدّ است ۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

بفغان آمدہ بود و از حلق فراخ و دست تنگ بجان رسیدہ

فریاد میں آیا تھا اور حلق فراخ اور مفلسی سے عاجز ہو

شکایت پیش پدر برد و اجازت خواست کہ عزم سفر دارم مگر

شکوہ باپ کے حضور میں لے گیا اور اجازت مانگی کہ قصد سفر کا رکھتا ہوں میں

بقوت بازو دامن کامے فراچنگ آرم کہ بزرگان گفتہ اند بیت

شاید قوت بازو سے دامن مقصد کا ہاتھ میں لاؤں میں کہ بزرگوں نے کہا ہے

فضل و ہنر ضائع ست تا ننمایند | عود[ع] بر آتش نہند مشک بسایند

فضیلت اور ہنر بیکار رہے جبتک اُسے نہ دکھلائیں | اگر کو آگ پر رکھیں مشک کو گھسیں

پدر گفت ای پسر خیال محال از سر بدر کن و پای قناعت در دامن سلامت

باپ نے کہا بیٹا خیال مشکل سر سے نکال ڈال اور پاؤں صبر کا سلامتی کے دامن میں

کش کہ خردمندان گفتہ اند دولت[ا] نہ بکوشیدنست چارہ[ا] کم جوشیدنست شعر

کھینچ کہ عقلمند کہہ گئے ہیں دولت کا ملنا کوشش سے نہیں ہے علاج اُسکا کم تلاش کرتا ہے

کس نتواند گرفت دامن دولت بزور | کوشش بیفائدہ ست وسمہ بر ابروی کور فرد

کوئی نہیں پکڑ سکتا ہے دولت کا دامن زور سے | کوشش بیفائدہ ہے وسمہ لگانا اندھے کے ابرو پر

اگر بہر سر موئیت[۲] ہنر دو صد باشد | ہنر بکار نیاید[۳] چو بخت بد باشد بیت

اگر تیرے ہر سر بال میں ہُنر دو سو ہوں | ہُنر کام نہیں آتا اگر نصیب بُرے ہوں

چہ کند زورمند وارون بخت | بازوی بخت بہ کہ بازوی سخت

کیا کرے پہلوان بد نصیب | بازوئے بخت کا بہتر ہے بازوئے سخت سے

پسر گفت اے پدر فوائد سفر بسیار ست از نزہت خاطر و جر[ہ] منافع و دیدن

بیٹے نے کہا اے باپ فائدے سفر کے بہت ہیں تازگی خاطر کی اور کھینچنا فائدوں کا اور دیکھنا

عجائب و شنیدن غرائب و تفرج[۲] بلدان و مجاورت[۳] خلان[ہ]

عجائبات کا اور سُننا نادر باتوں کا اور سیر شہروں کی اور ملاقات دوستوں کی

[ا] یعنی دولت و مال بکوشیدن حاصل نشود پس علاج بیصبری و چارہ کار در قناعت است بر قلیلے از طعام و بعضے گویند کہ علاج قلب اضطراب است ۱۲ سروری [۲] تفرج در مدار الافاضل الفت جستن و کشادگی گرفتن و فارسیاں بمعنی تماشا استعمال کنند و بلدان بضم جمع بلد بمعنی نام شہر است ۱۲ ا رخ [۳] مجاورت بجیم تازی بمعنی ہم جھتی و ہم بجائے مہلہ بمعنے ہم سخنی و ہر دو درست باشد و خلان جمع خلیل است بمعنے دوست ۱۲ ان [ع] عود بر آتش نہند آہ اے عود بدون سوختن و مشک بغیر سائیدن بوے نہد ہمچنین فضل و ہنر بدون ظاہر کردن فائدہ نہ بخشد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

وتحصیل جاہ وادب ومزید مال ومکتسب ومعرفت یاران وتجربت
اور حاصل کرنا مرتبے اور ادب کا اور زیادتی مال اور کمائی اور شناسائی یاروں کی اور امتحان

روزگار چنانکہ سالکان طریقت گفتہ اند - رباعی
زمانے کا جیسا کہ چلنے والوں راہ طریقت نے کہا ہے

تا بدکان[۱] خانہ در گروی
جبتک گھر کی کوٹھڑی میں بند رہے تو
بروا اندر جہان تفرج کن
جا عالم کی سیر کر

ہرگز اے خام آدمی نشوی
ہرگز اے بے تجربہ آدمی نہ بنے گا تو
پیش ازان روز کز جہان بروی
اُس سے پہلے کہ جہان سے جاوے تو

پدر گفت ای پسر منافع سفر چنین کہ تو گفتی بیشمارست ولیکن مسلم
باپ نے کہا اے بیٹے منافع سفر کے جیسا کہ کہا تو نے بے حد ہیں و لیکن

پنج طائفہ راست نخستین بازرگانے را کہ باوجود نعمت و
پانچ گروہ کو سفر لائق ہے پہلے سوداگر کو کہ باوجود دولت اور

مکنت غلامان وکنیزکان دارد وشاگردان[۲] چابک ہر روز بشہرے
حشمت کے غلاموں اور لونڈیوں کو رکھتا ہے اور شاگردوں چالاک کر ہر روز ایک شہر میں

و ہر شب بمقامے و ہر دم بتفرج گاہے از نعیم دنیا متمتع قطعہ
اور ہر رات ایک مقام میں اور ہر دم ایک تماشا گاہ میں نعمتہائے دنیا سے بہرہ یاب ہوتا ہے

منعم بکوہ ودشت وبیابان غریب نیست
مالدار پہاڑ پر اور جنگل میں مسافر نہیں ہے
وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس
اور اس شخص کو کہ جہان کی نعمت پر مقدور نہیں ہے

ہر جا کہ رفت خیمہ زد وخوابگاہ ساخت
جہاں گیا خیمہ کھڑا کیا اور خوابگاہ بنائی
در زاد بوم[۳] خویش غریب ست وناشناخت
اپنے وطن اصلی ہی میں مسافر ہے اور ناشناسا

دوم عالمے کہ بمنطق شیرین وقوت فصاحت ومایۂ بلاغت
دوسرا عالم کہ کلام شیرین اور قوت فصاحت اور مایۂ بلاغت سے

۱؎ لفظ دکان بتشدید کاف معروف و بتخفیف استعمال فارسیان است و آنکہ اکثر مردمان ہندوستان دوکان بواو خوانند و نویسند غلط محض است و قیاس بر دیناکہ اصلش دنار است بتشدید نون بیجاست زیرا کہ قیاس در زبان پیش نمیرود مگر در صورت آمدن لفظ ۱۲

۲؎ لفظ شاگرد را شارح سروری و صاحب خیابان بمعنے خادم نوشتہ لہذا تلمید شاگرد گویند و شارح فاضل بمعنے پیادہ آوردہ ۱۲

۳؎ واو یکہ درمیان لفظ زاد و بوم مے نویسند غلط ست بلکہ ترکیب زادبوم از عالم گہیان خدپوخطل بہ قلب است یعنے بوم زاد اے زمین ولادت کہ آن را مسقط الراس گویند ۱۲

ہر جا کہ رود بخدمت او اقدام نمایند و اکرام کنند قطعہ
جہاں کہیں جاوے اُس کی خدمت کریں اور جس جگہ بیٹھے تعظیم کریں

وجودِ مردم دانا مثال زر طلا ست
ذات شخص دانا کی مثل سونے خالص کے ہے
بہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند
جہاں کہیں کہ جاوے قدر اور قیمت اُسکی جانیں

بزرگ زادۂ نادان بشہرو ا ماند
بزرگ زادہ احمق مثل کھوٹے روپے کے ہے
کہ در دیار غریبش بہیچ نستانند
کہ غیر شہر میں اُسے کچھ نہیں جانتے ہیں

سوم خوبروئے درون صاحبدلان بمخالطت او میل کند کہ بزرگان
تیسرا خوبصورت کہ دل صاحب طبیعتوں کا اُس سے اختلاط کی خواہش کرے کہ بزرگوں نے
گفتہ اند اندکے جمال بہ از بسیارے مال و گویند روی زیبا مرہم دلہائے خستہ
کہا ہے تھوڑی سی خوبصورتی بہتر ہے بہت مال سے اور کہتے ہیں منہ اچھا مرہم زخمی دلوں کا ہے
است و کلید درہائی بستہ لاجرم صحبت او ہمہ جا غنیمت شناسند قطعہ
اور کنجی بند دروازے کی خواہ مخواہ صحبت اس کی سب جگہ غنیمت جانتے ہیں

شاہد ہر جا کہ رود حرمت و عزت بیند
معشوق جہاں جاتا ہے حرمت اور عزت پاتا ہے
دربرانند بقہرش پدر و مادر خویش
اگرچہ نکالدین اُسکو غصے سے اُسکے ماں باپ

پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم
پر طاؤس کا بیچ ورقوں قرآن کے دیکھا میں نے
گفتم این منزلت از قدر تو می بینم بیش
کہا میں اتنے یہ مرتبہ تیرے مرتبہ سے زیادہ دیکھتا ہوں میں

گفت خاموش کہ ہر کس کہ جمالے دارد
بولا چپ رہ کہ جو شخص کہ کچھ خوبصورتی رکھتا ہے
ہر کجا پائی نہد دست بدارند ش پیش
جس جگہ پاؤں رکھتا ہے ہاتھ رکھدیتے ہیں اُسکے آگے

قطعہ چون در پسر موافقت و دلبری بود
اگر لڑکے میں نرمی اور معشوقی ہوئے
اندیشہ نیست گر پدر از وے بری بود
اندیشہ نہیں ہے اگر باپ اس سے ناراض ہو

او جوہر ست گو صدف اندر میان مباش
وہ موتی ہے کہدے کہ صدف کے درمیان نہ رہے
در یتیم را ہمہ کس مشتری بود
دُرِّ یکتا کے سب آدمی خریدار ہوتے ہیں

۱ زر طلا بتشدید رای ہی وزن است بمعنی زر خالص چہ طلا انان گرفتہ میشود ۱۲ ۲ گویند کہ شہروا بفتح لفظ واحد است بمعنے درق معزوب باسم سلطان تفصیلش آنست کہ بعضے از سلاطین عجم در اوائل سلطنت خود برائے اظہار تقرر سلطنت نامہائے خود را بر اوراق صاف نوشتہ بر رومان حکم میفرمودند کہ در معاملات بیع و شرائے خود ہمچو دراہم مضروبہ صرف کنند مردمان بسبب خوف از قہر شان قبولش میکردند کذافی شرح امروہی و فاضل اوادی و سروری بعد نقل این معنے مینویسد کہ شہروا ماند بسکون رائے مہملہ ہم درست میتوان گفت و در شہر خود اماندہ مجبوس می باشد آں کہ در دیار غریب قدرے ندارند ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چهارم خوش آوازے که بحنجرهٔ داؤدی آب از جریان و مرغ از طیران باز
چوتھا خوش گلو کہ داؤدی گلے کی بدولت پانی کو بہنے سے اور چڑیا کو اُڑنے سے

دارد پس بوسیلت آن فضیلت دل مشتاقان صید کند و ارباب
باز رکھتا ہے پس بوسیلہ اس فضیلت کے دل مشتاقوں کا شکار کرتا ہے اور صاحبان

معنی بمنادمت او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند شعر
تمیز اس کی ہم صحبتی کی خواہش کرتے ہیں اور ساتھ طرح طرح کے خدمت کرتے ہیں

سَمعِی اِلٰی حُسنِ الاَغانِی
کان میرا طرف خوبی سرود کے ہے

مَن ذَا الَّذِی جَسَّ المَثانِی
کون ہے کہ بجا دے ساز اور تار کو

قطعه چه خوش باشد آهنگ نرم و حزین
کیا خوب ہوتی ہے آواز نرم اور درد ناک

بگوش حریفان مست صبوح
کان میں حریفاں مست شراب صبح گاہی کے

به از روی زیباست آواز خوش
بہتر روئے خوب سے ہے آواز اچھی

که آن حظ نفس است واین قوت روح
کہ وہ حظ نفس کا ہے اور یہ طاقت روح کی

پنجم پیشه ورے که بسعی بازو کفافے حاصل کند تا آبرو
پانچواں صاحب پیشہ کوشش بازو سے روزی حاصل کرتا ہے اس واسطے کہ آبرو

از بهر لقمه ریخته نگردد چنانکه بزرگان گفته اند قطعه
واسطے روٹی کے زائل نہ ہو دے جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے

گر بغریبی رود از شهر خویش
اگر مسافرت میں جائے اپنے شہر سے

سختی و محنت نکشد پنبه دوز
سختی اور محنت نہیں اٹھاتا ہے پنبہ دوز

ور بخرابی فتد از ملک خویش
اور اگر ویرانے میں جا پڑے اپنے ملک سے

گرسنه خفتد ملک نیم روز
بھوکا سوئے بادشاہ نیمروز کا

چنین صفتها که بیان کردم ای پسر در سفر موجب جمعیت خاطر ست
یہ صفتیں کہ بیان کیں میں نے اے لڑکے سفر میں موجب دلجمعی کی ہیں

لہ جریان وطیران دراصل بفتحتین است لیکن فارسیان بسکون دوم استعمال کنند ۱۲ احبابان ۲ منادمت بنون ودال مهمله از باب مفاعلت بمعنے همنشینی ۱۲ سه سمعی بمعنی گوش من والی بمعنے طرف وحسن بالضم وسکون بمعنے خوبی اوفانے جمع اغنیه مانند امانی جمع امنیه بمعنی نغمه وسرود جس بفتح جیم وتشدید سین مهمله سودن بدست ومثانی جمع مثنی بمعنی تار که نوعے از ساز ست معنی بیت اینکه گوش من مائل ست بسوئے نکوئی نغمها کیست آنکس که بدست ساید تارها را ۱۲ سه صبوح بالفتح شرابی که بوقت صبح نوشند ۱۲ ۵ که آن حظ نفس الخ بدانکه در شرح سروری همیں نسخه نوشته واین نسخه اولے است زیرا که روئے زیبا دکر بعید است بنسبت آواز خوش واشارت بعید بلفظ آن وبقریب بلفظ این شائع است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ودا عیۂ طیب عیش وانکہ ازین جملہ بے بہرہ است بخیال باطل در
اور باعث حُسن گذران کا ہے اور وہ شخص کہ ان سب باتوں سے بے نصیب ہے خیال بے سر و پا سے

جہان برود و دیگر کسش نام و نشان نشنود قطعہ
جہان میں جاتا ہے اور پھر کوئی اُسکا نام نہیں لیتا اور نہیں سُنتا ہے

ہر انکہ گردش گیتی بکین او برخاست
جس شخص کو گردش زمانے نے اُس سے دشمنی کی

بغیر مصلحتش رہبری کند ایام
طرف بُری بات کے راہ دکھاتا ہے اُسے زمانہ

کبوتریکہ دگر آشیان نخواہد دید
اُس کبوتر کو کہ پھر آشیانہ نہ دیکھے گا

قضا ہمی بردش تا بسوی دانہ و دام
قضا لیجاتی ہے اُسکو دانہ اور جال کی طرف

پسر گفت اے پدر قول حکما را چگونہ مخالفت کنم کہ گفتہ اند
بیٹے نے کہا اے باپ عاقلوں کے قول کی کیونکر مخالفت کروں نہیں کہ کہہ گئے ہیں

رزق اگرچہ مقسوم ست باسباب حصول آن تعلق شرطست وبلا اگرچہ
روزی اگرچہ مقسوم میں ہے لیکن اُسکے حاصل کرنے میں دوا دوش شرط ہے اور بلا اگرچہ

مقدرست از ابواب دخول آن حذر کردن واجب قطعہ
تقدیری ہے پر اُسکے دروازے میں داخل ہونے سے پرہیز کرنا واجب ہے

رزق ہرچند بیگمان برسد
روزی ہرچند کہ بیشک پہنچتی ہے

شرط عقل ست جستن از درہا
شرط عقل معاش ہے ڈھونڈھنا دروازوں سے

ورچہ کس بے اجل نخواہد مرد
اگرچہ کوئی بے موت نہ مرے گا

تو مرو در دھان اژدرہا
تو مت جا منہ میں اژدہے کے

درینصورت کہ منم با پیل دمان بزنم و با شیر ژیان پنجہ در افگنم پس مصلحت
اس صورت میں کہ میں ہوں مست ہاتھی پر حملہ کروں اور شیر غصہ ور سے پنجہ لڑاوں میں پس مصلحت وہ ہے

آنست اے پدر کہ سفر کنم کہ ازین بیش طاقت بینوائی ندارم قطعہ
اے باپ کہ سفر کروں میں کیونکہ اس سے زیادہ تاب مفلسی کی نہیں لاسکتا ہوں میں

لہ این فقرہ بر سبیل سعیت فقرہ اولی واقعشد ودر بطلب حکایت دخلے ندارد ۱۲ ان ورخ ۲ لہ اژدرہا واژدہا اژدرمار بزرگ جثہ دظاہر الفظ ہا درین ترکیب جزو کلمہ است نہ علامت جمع ونیز اژدہا نوعے از آتشبازی ۱۲ بہار ۳ لہ لفظ دمان بمعنی سخت ہولناک است واکثر ہر کیب مستعمل میشود چنانچہ پیل دمان ودر مدار الافاضل دموید ست کہ این لفظ جز در صفت مار و پیل و شیر نیامدہ لیکن صفت نہنگ نیز واقعشدہ چنانکہ در شرح سکندر نامہ نوشتہ شد ودر فرہنگ بمعنی مطلق درندہ است ۱۲ ا خ ۴ لہ ژیان بکسر زای فارسی بمعنی خشمناک واطلاق این لفظ بر سباع وبہار وطائران جنگل گیر کنندہ و ستارہ ۲ این لفظ جانوران چہ زندہ ودرندہ اطلاق میکند وقید نظر ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چون مرد بر فتاد ز جای و مقام خویش
جبکہ آدمی جاتا رہا اپنے مقام اور جگہ سے

دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جای اوست
پھر کیا غم ہے اسے کیونکہ تمام دنیا اسکی جگہ ہے

شب ہر توانگری بسرای ہمی رود
ہر رات کو مرد دولتمند ایک حویلی میں جاتا ہے

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست
فقیر کو جہاں رات ہوگئی وہی مکان اوسکا ہے

این بگفت و پدر را وداع کرد و ہمت خواست و روان شد و با خویشتن ہمی گفت شعر
یہ کہا اور باپ کو رخصت کیا اور دعا چاہی اور روانہ ہوا اپنے دل میں کہتا تھا

ہنرور چو بختش نباشد بکام
جس صاحب ہنر کے نصیب نہوں موافق

بجائے رود کش ندانند نام
وہاں جائے کہ جہاں اُسکا کوئی نام نہ جانے

ہمچنین تا برسید بر کنار آبے کہ سنگ از صلابت او بر سنگ ہمی
یہاں تک کہ پہنچا ایک کنارے اور دریا کے کہ پتھر اُسکی شدت سے پتھر پر
آمد و خروشش بفرسنگے رفت بیت
پڑتا تھا اور شور اُسکا بارہ ہزار قدم تک جاتا تھا

سہمگین[۱] آبی کہ مرغابی درو ایمن نبودے
دہشت ناک پانی کہ چڑیا پانی کی اُسمیں نڈر نہ تھی

کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودے
ذراسی لہر پاٹ چکی کا کنارے سے بہالے جاتی تھی

گروہے مردمان را دید ہر یک بقراضہ[۲] در معبر[۳] نشستہ و رخت سفر بستہ
تھوڑے سے آدمیوں کو دیکھا کہ ہر ایک عوض ریزہ چاندی سونے کے کشتی میں بیٹھے ہوئے اور اسباب سفر کا باندھے ہوئے
جوان را دست عطا بستہ بود زبان ثنا بر کشود چندانکہ زاری کرد یاری
جوان کا ہاتھ بخشش کا بندھا تھا زبان تعریف کی کھولی کتنا ہی رویا لوگوں نے مدد
نہ کردند ملاح بے مروت ازو بخندہ بر گردید و گفت شعر
نہ کی ملاح بے مروت اُس سے ہنس کر رو گرداں ہوا اور بولا

بے زر نتوانی کہ کنی بر کس زور
بے روپے کے تو نہیں کرسکتا ہے کسی پر زور

ور زر داری بزور محتاج نہ شعر
اور اگر روپیہ رکھتا ہے تو زور کا حاجتمند نہیں ہے تو

۱؎ سہمگین بمعنی خوف و ترس چہ سہم در فارسی بمعنی ترس و ہیبت مستعمل است و گین بکسر کاف فارسی و سکون یا و نون بمعنے صاحب بہر ترکیب واقعشدہ ہمچو شرمگین وغیرہ کذا فی البرہان وغیرہ ۲؎ قراضہ بضم اول ریزہ از زر و سیم و در بعضی نسخ قراضہ زرد و در بعضے نسخ بدون آں و بار قیع ست ۱۲ ح ۳؎ معبر و بکسر میم و فتح بائے موحدہ بمعنے کشتی است و آنچہ بداں عبور کنند پس لفظ کشتی بر تقدیر وجودش بیانی معبر خواہد بود و اضافت یعنی عالم اضافت بخاص ملاحظہ باید نمود و الاحاجت ندارد کذا فی شرح الاحرار ے و صاحب و صراح خود تصریح کردہ کہ معبر آں چہ بگذارند بر وے یعنی پل و کشتی و بفتح اول کنار رود یا کہ گذرگاہ مردماں باشد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

زر نداری نتوان رفت بزور از دریا
روپیہ نہیں رکھتا ہے تو نہیں جا سکتا ہے تو بزور دریا سے

زور دہ مرد چہ باشد زر یک مرد بیار
زور دس آدمی کا کیا چیز ہے روپیہ ایک مرد کا لا

جوان را دل از طعنہ ملاح بہم بر آمد خواست کہ ازو انتقامی کشد کشتی
جوان کا دل ملاح کے طعنہ سے غصے میں آ گیا چاہا کہ اس سے بدلہ لے کشتی

رفتہ بود آواز داد گفت کہ اگر بدین جامہ کہ پوشیدہ ام قناعت کنی
جا چکی تھی پکار کر کہا کہ اگر ان کپڑوں پر جو میں پہنے ہوئے ہوں اکتفا کرے

دریغ نیست ملاح طمع کرد و کشتی باز گردانید بیت
تو دریغ نہیں ہے ملاح نے طمع کی اور کشتی پھیر لایا

بدوزد شرہ[۱] دیدہ ہوشمند
بند کر دیتی ہے حرص آنکھ عقلمند کی

در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند
لاتی ہے طمع چڑیا اور مچھلی کو جال میں

چندانکہ دست جوان بریش و گریبانش رسید بخود در کشید
یہاں تک کہ جوان کا ہاتھ ملاح کی داڑھی اور گریبان تک پہنچا اسے اپنی طرف کھینچا

و بے محابا[۲] فرو کوفت یارش از کشتی بدر آمد کہ پشتی کند ہمچنین[۴]
اور بے تحاشا مارا ملاح کا یار کشتی سے نکلا کہ مدد کرے ویسی ہی

درشتی دید پشت بگردانید مصلحت آن دیدند کہ با او بمصالحت
سختی دیکھی بھاگا مصلحت وہ دیکھی کہ ساتھ اس کے صلح

گردانیدند و باجرت کشتی مسامحت[۵] نمایند مثنوی
کریں اور کشتی کی اجرت سے درگذر کریں

چو پرخاش[۳] بینی تحمل بیار
جب لڑائی دیکھے تو برداشت کر

کہ سہلی ببندد در کارزار
کہ نرمی بند کرتی ہے دروازہ لڑائی کا

بشیرین زبانی و لطف و خوشی
میٹھی زبان اور نرمی اور خوشی سے

توانی کہ پیلے بموئے کشی
ایک ہاتھی کو ایک بال سے کھینچ سکتا ہے تو

۱ شرہ بفتحتین و آخر ہای ہوز غیر مختفی بمعنی حرص و بفتح شین معجمہ و کسر را مہملہ بمعنی حریص ۱۲ ۲ محابا بالضم مختصر محابات و بمعنی ترس و فروختن بہا اندک بہا بسبب تراضی و توافق جانبین و در فارسی نگاہ داشتن و منع آید و از شیخ محمد جعفری بمعنی دریغ مسموع است و فارسیان بحذف تا آورند ۱۲ ۳ پرخاش بالفتح پیکار و در بعضی فرہنگ بمعنی خصومت زبانی مسطور است و در محل فتاش نیز مستعمل میشود ۱۲ موید ۴ ای مثل ملاح اول سختی دید یعنی جوان او را ہم فرو کوفت ۱۲ غ ۵ مسامحت بسین و حای مہملتین از باب مفاعلت با کسی کار آسان گرفتن و فرو گذاشت و نرمی کردن ۱۲ ۱۲ ۱۲

لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز نرمی کر تو جہاں کسی میں دیکھے تو لڑائی	نبرد قزِ نرم را تیغ تیز نہیں کاٹتی ہے نرم ریشم کو تلوار تیز

بعذر ماضی بقدمش در افتادند و بوسۂ چند بنفاق بر سر و چشمش دادند
واسطے عذر تقصیر گذشتہ کے اُسکے پاؤں پر گر پڑے اور کئی بوسے نفاق سے اُسکے سر اور آنکھ پر دیئے

پس بکشتی در آوردند و روان شدند تا برسیدند بستونے کہ از
اور کشتی پر لے آئے اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ پہنچے نزدیک ایک ستون کے کہ

عمارتِ یونان در آب ایستادہ بود ملّاح گفت کشتی را خللے ہست
یونان کی عمارت سے پانی میں کھڑا تھا ملّاح نے کہا کشتی میں کچھ نقصان ہے

یکے از شما کہ زور آور تر ست باید کہ برین ستون برود و خطام[1]
ایک تم میں سے کہ بڑا پہلوان ہو اس ستون پر جائے اور رسّی

کشتی بگیرد تا عمارت کنیم جوان بغرور دلاوری کہ در سر داشت از
کشتی کی پکڑ لے کہ مرمت کریں ہم جوان بسبب غرور پہلوانی کے کہ سر میں رکھتا تھا

خصم آزردہ دل نیندیشید و قول حکما را کار نفرمود کہ گفتہ اند ہر کرا رنجے
دشمن آزردہ دل سے نہ ڈرا اور حکیموں کے کہنے پر عمل نہ کیا کہ کہتے ہیں جس شخص کو کچھ دکھ

بدل رسانیدی اگر در عقب آن صد راحت برسانی از پاداش آن
پہنچایا تو نے اگر بعد اُسکے سو خوشی پہنچاوے تو لیکن اُس آزار کے بدلے سے

یک رنجش ایمن مباش کہ پیکان از جراحت بدر آید و آزار در دل بماند بیت
بےخوف مت رہ کہ پھل تیر کا زخم سے نکل آتا ہے پر دُکھ دل میں رہ جاتا ہے

چہ خوش گفت بکتاش[2] با خیلتاش کیا خوب کہا بکتاش نے خیلتاش سے	چو دشمن خراشیدی ایمن مباش جب دشمن کو ایذا دی تو نے بےخوف مت رہ
قطعہ مشو ایمن کہ تنگدل گردی[3] مت رہ بےخوف کہ تنگ دل ہوگا تو	چون ز دستت دلی بہ تنگ آید جب تیرے ہاتھ سے کوئی دل عاجز آوے

(حاشیہ: زور آوران — نسخہ بکتاش — نسخہ گردی)

[1] در مدار الافاضل بکتاش بکسر بای موحدہ نام شاہ خوارزم و در بعضی کتب بفتح بای یکے از وو ملوک کہ خواجہ شان یکے باشد و تاش بمعنی بندہ و ملوک و بار خانہ باشد کہ آنرا خواجہ تاش گویند صاحب خانہ مراد دارند و بیون خواجہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
راد و غلام باشد ہر یک در میان خود ہا خواجہ تاشند مولف گوید ظاہر اصحیح بکسر اول است و کاف فارسی مخفف بمعنی صاحب و سردار پس بمعنی صاحب غلام خواہد بود و میتواند کہ از عالم اتابک باشد و تحقیق آن گذشت و بر تقدیر بمعنی ترکیب مجہول بر عکس باشد و نیز در کتاب مذکور خیلتاش و خواجہ تاش بیک معنے است و شارح فاضل گوید کہ خیلتاش سردار جماعت کہ در ہند جمعدار ش گویند و در خیلتاش تاش بمعنے خواجہ است یعنے خواجہ خیل ۱۲ خیابان ۱۲　　۱۲　　۱۲

سنگ بر بارۂ حصار مزن	کہ بود کز حصار سنگ آید
پتھر قلعے کی دیوار پر مت پھینک	کہ ممکن ہے قلعے سے پتھر آوے

چندانکہ مقود کشتی بساعد بہ پیچید و بر بالائے ستون رفت
یہاں تک کہ رسی کشتی کی بازو پر پیٹی اور ستون پر چڑھ گیا
ملاح زمام از کفش در گسلانید و کشتی براند بیچارہ متحیر بماند روزے
ملاح نے رسی اُسکے ہاتھ سے تڑائی اور کشتی رواں کی بیچارہ حیران رہا دو دن
دو بلا و محنت کشید و سختی دید سوم روز خوابش گریبان گرفت و در
اذیت (بلا) اور محنت کھینچی اور سختی دیکھی تیسرے روز خواب نے اُس کا گریبان پکڑا اور
(ن شبانہ روزے)
آب انداخت بعد از شبانروزی دگر بر کنار افتاد از حیاتش رمقے
پانی میں اُسے گرا دیا ایک دن اور رات کے بعد کنارے پر جا پڑا کچھ زندگی اُس کی
ماندہ بود برگ درختان خوردن گرفت و بیخ گیاہان بر آوردن تا
باقی تھی درختوں کے پتے کھانے لگا اور جڑ گھانسوں کی نکالے
(ن ۲ امیرفت)
اندکے قوت یافت سر در بیابان نہاد و برفت تا تشنہ
یہاں تک کہ تھوڑی قوت پائی جنگل کو چلا اور چلا جاتا تھا یہاں تک
و بی طاقت شد و بر لب چاہے رسید قومے
کہ پیاس سے بیتاب ہوا اور ایک کوئیں پر پہونچا ایک قوم
را دید شربت آب بہ پشیزے ہمی آشامیدند جوان
کو دیکھا تھوڑا سا پانی عوض ایک پیسے کے پیتے تھے جوان کے پاس
را پشیزے نبود طلب کرد و بیچارگی نمود رحمت نیاوردند دست
کوئی پیسہ نہ تھا مانگا اور گڑگڑایا رحم نہ کیا اور ہاتھ
تعدی دراز کرد و تنے چند را فرو کوفت مردان غلبہ کردند
تعدی کے واسطے بڑھایا اور کئی آدمیوں کو اس نے ٹھونکا لوگوں نے غلبہ کیا

۵ پشیزہ و پشیز مخفف پول ریزہ بغایت تنک و کوچک کہ بتازی فلس گویند و درم ماہی را نیز گویند و بعضی گفتہ اند پشیز فلس و پشیزہ درم ماہی چہ ہا برائے نسبت ست و در مدار الافاضل ست کہ پشیزہ بفتح چہارم حصہ از دانگ و در روزن درمے کم از دو کہ در خرید و فروخت رواج دارد و صاحب جہانگیری گوید جو ہری کم از آنکہ در عرف ہند کوڑی گویند مولف می گوید کہ ازین اختلاف ظاہر میشود کہ پشیز چیزے کم ارز بود کہ در خرید و فروخت بکار آید و بسبب ملک مختلف می شود ۲ خیابان ع ۹ بارہ بالی موحدہ و رائے مہملہ بمعنی دیوار و احاطہ قلعہ ع ۹ کہ بود کز کاف تعلیلیہ بود بمعنی شاید و کاف دوم بیانیہ است

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

وبے محابا بزدندش مجروح شد قطعہ
اور اوسکو بے تحاشا مارا زخمی ہوگیا

پشہ چو پر شد بزند پیل را
مچھر جب بہت ہوجاتے ہیں مارڈالتے ہیں ہاتھی کو

مورچگان را چو بود اتفاق
چیونٹیوں کو جب آپس میں ہوتی ہے موافقت

باہمہ مردی وصلابت کہ اوست
باوجود اُس جوانمردی اور زور کے کہ اُس میں ہے

شیر ژیان را بدر آرند پوست
غصہ ور شیر کی کھال نکال ڈالتی ہیں

بحکم ضرورت در پی کاروان افتاد و برفت شبانگہ برسیدند
ناچار ایک قافلے کے ساتھ ہوا اور چلا رات کو پہنچے

بمقامیکہ از دزدان پر خطر بود کاروانیان را دید لرزہ براندام افتادہ
زا دزد
ایک مقام پر کہ چوروں سے پرخطر تھا قافلے والوں کو دیکھا کانپتے ہوئے

و دل بر ہلاک نہادہ گفت اندیشہ ندارید کہ درین میان یکے
اور مرنے پر مستعد کہا کچھ خوف مت کرو کہ اس مجمع میں ایک

منم کہ تنہا پنجاہ مرد را جواب گویم و دیگر جوانان ہم یاری کنند
میں ہوں کہ اکیلا پچاس آدمیوں کو جواب دوں اور دوسرے جوان بھی مدد کریں

این بگفت و مردم کاروان بلاف او قوی دل شدند و
یہ کہا اور آدمی قافلے کے ساتھ کلہ زنی اُس کی کے مضبوط دل ہوئے

بہ صحبتش شادمانی کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب
اور اُس کے ملنے سے خوشی کی اور کھانے پینے سے اُس کی مدد واجب

دانستند جوان را آتش معدہ بالا گرفتہ بود و عنان طاقت از دست
جانی جوان کو آگ معدے کی بھڑکی ہوئی تھی اور باگ طاقت کی ہاتھ سے

رفتہ لقمۂ چند از سر اشتہا تناول کرد و دمے چند آب در پے
گئی ہوئی کئی لقمے بھوک سے کھائے اور کئی گھونٹ پانی اُس کے بعد

۱ محابا بالضم بمعنی محبت و جنگ واین از لغات اضداد ست ۱۲ ک ۲ پر شد اے بسیار باشد ۱۲ ۳ ژیان بزای فارسی بمعنی خشمناک واین لفظ در صفت پیل وشیر وغیرہ واقع شود ۱۲ ک ۴ برسیدند اے جوان وکاروانیان ۱۲ ۵ جواب گویم اے مقابلہ کنم ۱۲ ک ۶ لاف بردزن کاف کلام فضول وعبارت کشادہ وخویشتن ستائی وبیجائی باشد ۱۲ لک ۷ اے گرسنگی شدید بود ۱۲ ۸ عنان طاقت آہ کنایہ از طاقت باقی نماندن واین زوال طاقت است ۱۲ ۹ لقمہ چند مراد از قدرے خورش و دمے چند مراد ازان چند مرتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

آن آشامید تا دیو درونش بیارمید و بخفت پیر مردے جہان دیدہ
پیئے تو دیو پیٹ اُس کے نے آرام کیا اور سو رہا ایک پیر مرد جہاندیدہ نے کہ

دران کاروان بود گفت اے جماعت من ازین بذرقۂ شما
بیچ اس قافلے کے تھا کہا اے گروہ میں اس رفیق تمہارے سے

اندیشناکم بیش ازانکہ از دزدان چنانکہ حکایت کنند غریبے را
خوف رکھتا ہوں اُس سے زیادہ کہ چوروں سے جیسا کہ نقل کرتے ہیں کہ ایک غریب کے پاس

درمے چند گرد آمدہ بود و بشب از تشویش لوریان در خانہ
تھوڑے سے روپے جمع ہوئے تھے اور رات کو چوروں کے ڈر سے اکیلے گھر میں اُسے

نمی خفت یکے را از دوستان بر خود خواند تا وحشت تنہائی
نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ دوستوں میں سے ایک شخص کو اپنے پاس بُلایا اسواسطے کہ تنہائی کی دہشت

بدیدار وے منصرف کند شبے چند در صحبت او بود چندانکہ بر
اُسکے دیدار سے دفع کرے کئی رات اُس کی صحبت میں تھا یہاں تک کہ اُس کے

درمہاش وقوف یافت ببرد و بخورد و سفر کرد بامدادان دیدند
روپیوں پر اطلاع پائی لے گیا اور کھایا اور سفر کیا صبح کو اُس غریب کو دیکھا

غریب گریان و عریان کسی گفت حال چیست مگر آن درمہائے
روتا اور ننگا کسی نے پوچھا کہ حال کیا ہے شاید وہ روپے

ترا دزد برد گفت لا واللہ بدرقہ برد　قطعہ
تیرے چور لے گیا وہ کہنے لگا نہیں قسم خدا کی وہ رفیق لے گیا

ہرگز ایمن ز یار نہ نشستم ہرگز بیخوف یار سے نہیں بیٹھا میں	تا بدانستم آنچہ عادت اوست جب تک نہ جانا میں نے جو کچھ ہے عادت اُس کی
زخم دندان دشمنی تیز ست اُس دشمن کے دانتوں کا زخم تیز ہے	کہ نماید بچشم مردم دوست کہ معلوم ہو آدمیوں کی آنکھوں میں دوست

[1] بدرقہ بالفتح با ذال معجمہ فتح را راہبری میذ رقہ اسم فاعل لذ فعللۃ راہبر دور فارسی بدوقہ بدال مہملہ بمعنی راہبر مستعمل ست و صاحب مغرب گوید کہ بدرقہ بدال مہملہ جماعت کہ راہبر قافلہ و نگہبان آن باشند و این عربی اصل نیست بلکہ مولد است [2] لوریان جمع لوری بروزن شوری بمعنی بیحیا و نام گروہیست از مردگویان گدائی کو چہار اہم گویند کذا فی البرہان و در مؤید و مدار است لور بی بفتح لام طائفہ اند کہ نچہ زنند و حجامت کنند اکثر از ایشان سبز عام باشند و بواو فارسی آزاد بیبی کہ عرب او را خدام خوانند پس آنچہ فاضل بمعنے فارسی درینجا نقل کردہ مناسب مقام نیست و تعجب بر کسیکہ در معنیش باعتبار ناصل بمعنی دزدان ذکر کردہ طعن نمودہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چہ دانید کہ اگر این ہم از جملۂ دزدان باشد بعیاری[۱] درمیان ما تعبیہ
تم کیا جانو شاید یہ بھی منجملہ چوروں کے ہو مکر سے ہم لوگوں میں آ ملا
شدہ تا بوقت فرصت یاران را خبر کند مصلحت آن می بینم کہ مر
اس لئے کہ وقت فرصت اپنے یاروں کو خبر کرے صلاح یہ دیکھتا ہوں میں کہ
این خفتہ را بگذاریم و رخت برداریم جوانان را پند پیر استوار آمد و مہابتے
اسے سوتا چھوڑ دیں ہم اور اسباب اٹھالیں ہم جوان کو بڈھے کی نصیحت مناسب معلوم ہوئی اور ایک خوف
از مشت زن در دل گرفتند و رخت برداشتند و جوان را
مشت زن سے دل میں لائے اور اسباب اٹھایا اور جوان کو
خفتہ بگذاشتند آنگہ خبر یافت کہ آفتابش بر کتف تافت سر برآورد
سوتا چھوڑ دیا اسوقت خبر پائی کہ دھوپ اسکے بازو پر پہونچی سر جو اٹھایا
کاروان را رفتہ دید بیچارہ بسے بگردید رہ بجائے نبرد و تشنہ و
قافلے والوں کو روانہ دیکھا بیچارہ بہت پھرا پتہ نہ لگا اور پیاسا اور
بینوا روئے بر خاک و دل بر ہلاک نہادہ میگفت شعر
بھوکا منہ خاک پر اور دل ہلاک ہونے پر رکھے ہوئے کہتا تھا

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِیْ وَقَدْ مَرَّ الْعِیْسُ کون ہے جو مجھ سے باتیں کرے درحال یہ کہ اونٹ سب چل دیئے	مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسُ نہیں ہے واسطے مسافر کے سوائے مسافر کے کوئی ہمنشین
فرد درشتی کند بر غریبان کسے سختی کرتا ہے مسافروں پر وہ شخص	کہ نابودہ باشد بغربت بسے کہ نہ رہا ہوئے مسافرت میں بہت

مسکین درین سخن بود کہ پادشہ پسرے بصید از لشکریان دور
غریب یہی باتیں کر رہا تھا کہ ایک بادشاہ کا بیٹا واسطے شکار کے فوج سے دور
افتادہ بود بالائی سرش ایستادہ این سخن بشنید و در ہیائتش
ہو گیا تھا اور سرہانے کھڑا ہوا یہ باتیں سن رہا تھا اور اس کی صورت

[۱] عیار بفتح و تشدید اسپیکہ از نشاط ہر سو دود ہمچنین مردے را گویند کہ بسیار حرکت و کثیر الطواف باشد و بمعنی بیباک و نیز در سکندر ریست عیار با بفتح تراز و طمسال در رنگ و مہرہ گونہ و فروشدن آفتاب و بتشدید و زندو راہزن ۱۲ مدار ۲ تعبیہ مصرع بمعنی آراستن لشکر است د شارح ناظم بمعنی آمیختن آوردہ و در کنز اللغات بمعنی عطر آمیختن پس بر تقدیر اول مجاز ست بمعنی مطلق آراستن کہ عبارت از ساختن چیزے بود و در صورت دوم بمعنے مطلق آمیختن و این ہر دو معنی اصلی اوست و فارسیان بمعنی ساختن چیزے قدرے غریب نما باستعمال نمایند کذا فی برہان علیہ سروری گوید کسیکہ گفتہ کہ در اصل بمعنی عطر آمیختن در اینجا آسودہ و مرفہ الحال ست خطا کردہ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

ہمی نگرید صورتش پاکیزہ دید و حالش پریشان پرسید از کجائی و
دیکھ رہا تھا صورت اس کی پاکیزہ دیکھی اور حال اس کا پریشان پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے تو اور

بدین جا نگہ چون افتادی برخے از انچہ بر سر او رفتہ بود اعادت
اس جگہ کیونکر آپڑا تو تھوڑا ان سب حالات سے کہ اس پر گذر گئے تھے پھر بیان

کرد ملک زادہ را بر حالِ تباہ او رحمت آمد و خلعت و نعمت
کیا شاہزادے کو اس کے حالِ تباہ پر رحم آیا اور خلعت اور نعمت

داد معتمدے را با وے بفرستاد تا بشہر خویش باز آمد پدرش بدیدن او
دی اور ایک معتمد کو اسکے ساتھ کر دیا یہاں تک کہ اپنے شہر میں آپہونچا باپ نے دیکھنے اسکے کے سے

شادمانی کرد و بر سلامت حالش شکر گفت شبانگہ از انچہ بر سر او رفتہ بود از
خوشی کی اور اسکے صحیح اور سالم رہنے سے شکر ادا کیا رات کو جو کچھ کہ اس پر گذرا تھا از قسم

حالت کشتی و جور ملاح و ظلم روستائیان[1] بر سر چاہ و غدر کاروانیان در
حال کشتی اور ظلم ملاح اور زیادتے دہقانوں کی کوئیں پر اور بیوفائی قافلے والوں کی راہ میں

راہ با پدر ہمیگفت پدر گفت ای پسر نگفتمت ہنگام رفتن کہ تہیدستان
باپ سے کہتا تھا باپ نے کہا اے بیٹا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا وقت چلنے کے کہ مفلسوں کا

را دستِ دلیری بستہ است و پنجہ شیری شکستہ شعر
ہاتھ جرأت کا بندھا ہوا ہے اور پنجہ شجاعت کا ٹوٹا ہوا

چہ خوش گفت آن تہیدست سلحشور[2] | ن: پنجاہ | جوے زر بہتر از ہفتاد من زور
کیا خوب کہا ہے اس مفلس سپاہی نے | | ایک جو سونا بہتر ہے ستر من زور سے

پسر گفت ای پدر ہر آئینہ تا رنج نبری گنج بر نداری و تا جان در
بیٹے نے کہا اے باپ البتہ جب تک رنج نہ اٹھائے گا تو خزانہ پائے گا اور جب تک جان

خطر نہ نہی بر دشمن ظفر نیابی و تا دانہ پریشان نہ کنی خرمن
آفت میں نہ ڈالیگا تو دشمن پر فتح نہ پائے گا تو اور جب تک دانہ نہ بوئیگا تو کھریان

[1] روستائی بمعنی دہقان آمدہ و روستائی منسوب بروستا از عالم شیدا و شیدائی حضرت شیخ فرماید ع۔ روستازادگان دانشمند بایندر کہ روستا بمعنی دہیز آمدہ و روستائی معرب آنست ۱۲ح [2] سلحشور بفتح اول و ثانی بمعنی سپاہی متشدد قتال و جدال باشد معنی آن سلاح ہم رسانیدن و تحصیل کردن اسباب جنگ باشد مرسلاح ہمہ را نیز گفتہ اند پیادہ سلاح بدست را ہم میگویند کذا فی البرہان و فاضل لوری گوید کہ اذین تقدیر ظاہر میشود سلحشور بجائے مہملہ است و ظاہر لزبیان معنی ترکیبی آن است کہ برہم زنندہ گفتہ شود کہ سلاح را بسلاح مصادمت کند و این کنایت از کثرت اسلحہ است چہ شوریدن بمعنی برہم کردن و برہم خوردن آمدہ لہذا خاک بیز را خاک شور گویند ۱۲ ۱۲

ن: صورت لا نقش

ن: کجا ع

نگیری نہ بینی باندک مایہ رنجے کہ بروم چہ تحصیل راحت کردم
نہ پاویگا تو نہ دیکھا تونے کہ ساتھ تھوڑے رنج کے کہ لیگیا ہوں کیا حاصل کرنا خوشی کا کیا میں نے

و بہ نیشے کہ خوردم چہ مایہ عسل آوردم فرد
اور ساتھ ایک ڈنگ کے کہ کھایا میں نے بوہنچی شہد کی لایا میں

گرچہ بیرون زرزق نتوان خورد اگرچہ زیادہ رزق سے نہیں کھا سکتا ہے	در طلب کاہلی نباید کرد فرد تلاش میں رزق کے سستی نہ کرنا چاہیئے
غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ غوطہ خور اگر خوف کرے نہنگ کے منہ سے	ہرگز نکند در گران مایہ بچنگ ہرگز موتی گران قیمت نہ حاصل کرے گا

حکمت آسیا سنگ زیرین متحرک نیست لاجرم تحمل بار گران میکند قطعہ
چکی کا پاٹ نیچے کا نہیں چلتا ہے اس لیے برداشت بھاری بوجھ کی کرتا ہے

چہ خورد شیر شرزہ در بن غار کیا کھائے گا شیر قوی قعر غار میں	بازافتادہ را چہ قوت بود باز پڑے ہوئے کو کیا طعمہ ملے
گر تو در خانہ صید خواہی کرد اگر تو گھر ہی میں شکار کرے گا	دست و پایت چو عنکبوت بود ہاتھ پاؤں تیرے شل مکڑی کے ہو نگے

پدر لپسر را گفت ترا درین نوبت فلک یاوری کرد و اقبال
باپ نے بیٹے سے کہا اس بار فلک نے تیری مدد کی اور اقبال نے

رہبری کہ صاحب دولتے بتو رسید و بر تو بخشید و کسر حالت را بتفقدی
ہدایت کہ ایک صاحب دولت طرف تیری پہنچا اور اوپر تیرے رحم کیا اور شکستگی حال تیرے کی ساتھ مہربانی کے

جبر کرد چنین اتفاق نادر افتد و بر نادر حکم نتوان کرد بیت
جوڑ نا کیا ایسا اتفاق نادر پڑتا ہے اور اوپر نادر کے حکم نہ سکیے کرتا

صیاد نہ ہر بار شغالے ببرد شکاری نہیں ہر بار شغال مارے جاتا ہے	باشد کہ یکے روز پلنگش بخورد ممکن ہے کہ ایکدن شیر اُسے کھا جائے

۱؎ غواص بفتح غین معجمہ و تشدید واو آخر صاد مہملہ بمعنی غوطہ زن ۱۲ ۲؎ شرزہ بفتح شین معجمہ و سکون رائے مہملہ بفتح زائے معجمہ و آخر ہائے مختفی بمعنے خشمگین درندہ رندان و زورآور ۱۲ ب ۳؎ کسر بفتح کاف تازی و سکون سین مہملہ بمعنی شکستگی ۱۲ ۴؎ جبر بفتح جیم و سکون بائے موحدہ و آخر رائے مہملہ بمعنی شکستہ البتن ۱۲ ۵؎ نہنگ برون پلنگ بمعنی گر ۱۲ قوت لضم اول و سکون ثانی طعام لبقائی حیات باشد ۱۲ ۶؎ زیرا کہ عنکبوت در شبکہ خود نشستہ شکار میکند و از آن بیرون نرود ۱۲ للعہ ۷؎ این بیت در حکایت صیاد ضعیف الخ گذشتہ درینجا مکرر واقع شد ۱۲ عبدنا ۱۲

چنانکہ یکے از ملوک پارس را نگینے گرانمایہ در انگشتری بود بارے
جیسا کہ ایک شخص کو فارس کے بادشاہوں میں سے ایک نگینہ گران قیمت انگوٹھی میں تھا ایک بار
بحکم تفرّج با تنے چند خاصان بمصلائ شیراز بیرون رفت فرمود
بطریق سیر دو تین خواصوں کے ساتھ طرف مصلا کے شیراز کے گیا فرمایا
تا انگشتری را بر گنبد عضد نصب کردند تا ہر کہ تیر از حلقۂ انگشتری
کہ انگوٹھی کو عضد کے گنبد میں لٹکادیں تا جو شخص کہ تیر انگوٹھی کے حلقے سے
بگذراند خاتم اورا باشد اتفاقاً چہارصد حکم انداز کہ در خدمت
پار کرے انگوٹھی اُسی کی ہو جاوے اتفاقات سے چار سو تیرانداز بے خطا نے کہ بیچ خدمت
او بودند بیند اختند جملہ خطا کردند مگر کودکے کہ بر بام رباطے
اُسکی کے تھے تیر ڈالے سب نے خطا کی مگر ایک لڑکا کہ اوپر کوٹھے ایک سرائے کے
ببازیچہ تیر ہر طرف می انداخت باد صبا تیر اورا از حلقۂ انگشتری
ساتھ کھیل کے تیر ہر طرف ڈالتا تھا ہوا پروائی نے تیر اُسکے کے تئیں حلقہ انگوٹھی سے
بگذرانید خلعت و نعمت یافت و خاتم بوے ارزانی داشتند
گذرانا خلعت اور نعمت بادشاہ نے دی اور انگوٹھی اُسکو بخشنا رکھی
آوردہ اند کہ پسر تیر و کمان را بسوخت گفتند چرا چنین کردی
کہتے ہیں کہ لڑکے نے تیر اور کمان کے تئیں جلایا لوگوں نے کہا کس لئے ایسا کیا تو نے
گفت تا رونق نخستین برجائے ماند قطعہ
کہا تو رونق پہلی اوپر جگہ کے رہے

گہ بود کز حکیم روشن رائے	بر نیاید درست تدبیرے
کبھی اتفاق ہوتا ہے کہ حکیم عاقل سے	بن نہیں پڑتی درست تدبیر
گاہ باشد کہ کودکے نادان	بغلط بر ہدف زند تیرے
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک لڑکا نا سمجھ	دھوکے سے نشانے پر تیر مار دیتا ہے

۱؎ حکم انداز وصف ترکیبی است بمعنی کسیکہ حکم کند بانکہ تیرش بر نشانہ خواہد رسید ۱۲ اش ۵؎ این لفظ انگشترین را اہجیاد نوں دیگر بادنوں دیگر فقط بہر سہ وجہ آمدہ چنانکہ صاحب گوید ۱۲ مصرع فلک مارا کجا انگشتر یابی تواند شد پس بادنون برائے نسبت نباشد وانگشتر وانگشتری مخفف انگشترین بود و میتواند کہ انگشتر بود و یا دنون آنرا زیادہ باشد از عالم لفظ بہین و بزرگترین و دو رین و سوہین و ام این اقوی است لہذا صاحب بہار عجم کہ از یاران مولف است نوشتہ کہ انگشتر مخفف انگشترین ست یعنی صاحب انگشت پس یا دنون نہ بود ہذا غایۃ التحقیق ۱۲ اخ ع ۵؎ مصلای شیراز بمعنی عیدگاہ شیراز ۱۲ ۲؎ عضد بفتح عین مہملہ وضم ضاد معجمہ پادشاہے بود در شیراز ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

۲؎ بود انگشتر و انگشتری

حکایت درویشے را شنیدم کہ بغارے در نشستہ بود و در بروے
ایک فقیر کو میں نے سُنا کہ ایک غار میں بیٹھا تھا اور دروازہ اپنے منہ پر

از جہان بستہ و ملوک و اغنیا را در چشم ہمت او شوکت و ہیبت نماندہ قطعہ
دنیا کے لوگوں سے بند کر لیا اور بادشاہوں اور توانگروں کی بیچ آنکھ ہمت اسکی کے دبدبہ اور ہیبت نہ رہی

ہر کہ بر خود در سوال کشاد
جس نے اپنے اوپر دروازہ سوال کا کھولا
تا بمیرد نیاز مند بود
جب تک مرے گا محتاج رہے گا

آز بگذار و پادشاہی کن
حرص کو چھوڑ دے اور بادشاہی کر
گردن بے طمع بلند بود
بے طمع کی گردن بلند رہتی ہے

یکے از ملوک آن طرف اشارت کرد کہ توقع بکرم و اخلاق مردان
ایک نے اسطرف سے بادشاہوں میں سے کہلا بھیجا کہ امید عنایت اور اخلاق مردوں سے

چنین ست کہ یکے با ما بنان و نمک موافقت کنند شیخ رضا داد
یہ ہے کہ ایک بار نان اور نمک میں ہماری موافقت کریں شیخ نے قبول کیا

بحکم آنکہ اجابت دعوت سنت ست دیگر روز ملک بعذر قدومش
اس لئے کہ قبول کرنا دعوت کا سنت ہے دوسرے روز بادشاہ اُسکے تشریف لانے کی شکر گذاری کیواسطے

رفت عابد از جائی برجست و ملک را در کنار گرفت و تلطف کرد
گیا عابد جگہ سے اُچھلا اور بادشاہ سے بغل گیر ہوا اور مہربانی کی

و ثنا گفت چون غائب شد یکے از جماعت پرسید شیخ را کہ چندین
اور تعریف کی جو غائب ہوا ایک نے جماعت سے پوچھا شیخ کو کہ اتنی

ملاطفت امروز کہ با پادشہ کردی خلاف عادت بود دیگر ندیدم
نرمی آج کے دن کہ ساتھ بادشاہ کے کی تو نے خلاف عادت تھی دوسری بار نہ دیکھا میں نے

گفت نشنیدی آنکہ یکے از صاحبدلان گفتہ است فرد
کہا نہ سُنا تو نے یہ کہ ایک نے صاحبدلوں سے کہا ہے

۱ے ترک ملاقات مردم نمودہ ۱۲ ۲ے از بہر خدا لئے معجمہ بمعنی عرض ۱۲ مولوی انور علی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۱۲ ۳ے اے بہ قناعت ۱۲ ۴ے او سر فراز بود ۱۲ ۵ے یکے اے یک بار ۱۲ ۶ے کلام با درویش خاصہ است اگرچہ . از روی ایہام باشد و در صورت جمع غائب آوردن تا لکنایہ کہ ابلغ از تصریح است اداے مقصود کند و در مقام بندگی داشت سخن در پیرایہ ادب باشد . . . . . ۱۲ مولوی محمد ہادی علے مرحوم ۱۲ ۷ے اے در آمدن درویش بر مکان بادشاہ یعنی بپاس آرے او زانکہ عزم نشین بود و بجاے نمی رفت ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

هر کرا بر سماط بنشستی
جس شخص کے دستر خوان پر بیٹھا تو

واجب آمد بخدمتش برخاست
واجب آیا اُسکی خدمت کیلئے اُٹھنا

نشنوی گوش تواند که همه عمر وے
کانوں سے ہوسکتا ہے کہ تمام عمر نہ سُنے

نشنود آواز دف و چنگ و نے
آواز دف اور چنگ اور بانسلی کی

دیده شکیبد ز تماشائے[۱] باغ
آنکھیں صبر کرسکتی ہیں باغ کی سیر سے

بے گل و نسرین بسر آرد دماغ
بے گلاب اور چنبیلی کے بسر کرسکتا ہے دماغ

گر نبود بالش آگنده پر
اگر نہ ہو تکیہ پروں سے بھرا ہوا

خواب توان کرد حجر زیر سر
سوسکتا ہے آدمی پتھر سر کے نیچے رکھ کر

ور نبود دلبر همخوابه پیش
اور اگر نہ ہو معشوق ساتھ سونے والا سامنے

دست توان کرد بآغوش خویش
ہاتھ رکھ کر سوسکتے ہیں اپنی ہی بغل میں

وین شکم بے هنر و پیچ پیچ
اور یہ پیٹ بے ہُنر اور پیچدار

صبر ندارد که بسازد به هیچ
صبر نہیں رکھتا ہے کہ موافقت کرے ادنےٰ چیز سے

باب چهارم در فوائد خاموشی
چوتھا باب چُپ رہنے کے فائدوں میں

حکایت یکے را از دوستان گفتم امتناع سخن گفتنم بعلت
ایک شخص کو دوستوں میں سے کہا میں نے کہ باز رہنا بات کہنے سے مجھے اس واسطے

آن اختیار آمده است که غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدهٔ
پسند آیا ہے کہ اکثر اوقات بات میں بُرا بھلا اتفاق پڑتا ہے اور آنکھیں

دشمنان جز بر بدی نمی آید گفت ای برادر دشمن آن به که نیکی نه بیند شعر
دشمنوں کی سوا بدی پر نہیں پڑتی ہیں اُس نے کہا اے بھائی دشمن وہی بہتر کہ بھلائی نہ دیکھے

وَاَخُو العَدَاوَةِ لَا یَمُرُّ بِصَالِحٍ
اور بھائی دشمنی کا نہیں گذرتا ہے طرف صالح کے

اِلَّا وَیَلْمِزُهٗ بِکَذَّابٍ اَشِرٍ شعر
مگر درحالیکہ عیب کرتا ہے اُسکے تئیں ساتھ دروغ تہمت بد کے

[۱] لفظ تماشا تما تلفظ اوشی واصلش تماشی بیاست و فارسیان دریں قسم مصادر یا را بالف بدل کنند از عالم تمنا و تولا و تقاضا پس معنے تماشا نظر باصل لغت بالیکدیگر پیاده رفتن است چوں یاراں برائے تفرج اکثر باہم پیاده سیر میکنند لہٰذا بطور مجاز بمعنی تفرج مستعمل شد و در طرف دیده منسوب داشته اند نقل ست که روزی سعدالله خاں بتحقیق اخوند ملا عوض برین شد که تماشا دیدن غلط ست زیراکه تماشا خود بمعنے دیدن است میگویم که چنین نیست بلکه وجه غلط بودنش آنست که این ترکیب بمسامحت مفید است چرا که تماشا را باتمہار لازم بمعنے تفرج گیرند درست مے شود ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

هنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی ست
ہنر عداوت کی آنکھوں میں بڑا عیب ہے

گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست
پھول ہے سعدی اور دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹا ہے

بیت نور گیتی فروز چشمۂ هور[1]
نور دنیا کا روشن کرنیوالا آفتاب کے چشمے کا

زشت باشد بچشم موشک کور[2]
بُرا ہے آنکھ میں چھچھوندر کی

حکایت بازرگانی را هزار دینار خسارت[3] افتاد پسر را گفت نباید
ایک سوداگر کو ہزار دینار نقصان واقع ہوا بیٹے سے کہا نہ چاہیئے

که باکسی این سخن درمیان نهی گفت ای پدر فرمان تراست نگویم و
کہ کسی سے اس بات کو بیان کرے تو کہا اے باپ حکم آپ ہی کا ہے میں کچھ نہیں کہتا

ولیکن باید که مرا بر فائدهٔ این مطلع گردانی که مصلحت در نهان داشتن چیست
اور لیکن چاہیئے کہ مجھے اسکے فائدے پر مطلع کر دیجئے کہ مصلحت اسکے پوشیدہ رکھنے میں کیا ہے

گفت تا مصیبت دو نشود یکی نقصان مایه دوم شماتت[4] همسایه
کہا اسواسطے کہ دو رنج نہ ہوں ایک نقصان مال کا دوسرے ہنستا ہمسایہ کا

شعر مگو انده خویش با دشمنان
مت کہہ رنج اپنا دشمنوں سے

که لاحول[5] گویند شادی کنان
کہ لاحول کہیں گے خوشی کرتے ہوئے

حکایت جوانی خردمند از فنون فضائل حظی وافر داشت
ایک جوان عقلمند کمالات کے فنون سے بہت بہرہ کامل رکھتا ہے

و طبعی نافر[6] چنانکه در محافل دانشمندان نشستی زبان سخن و بستی
اور طبیعت نفرت کرنیوالی بات سے یہانتک کہ مجلس میں عقلمندوں کی بیٹھتا زبان بات کرنے سے بند رکھتا

باری پدرش گفت ای پسر تو نیز آنچه دانی بگوی گفت
ایک بار باپ نے اُس کے کہا اے لڑکے تو بھی جو کچھ جانتا ہو بیان کر کہا

ترسم از انچه ندانم بپرسند و شرمساری برم قطعه
ڈرتا ہوں میں کہ اگر اُن باتوں میں سے جو میں نہیں جانتا پوچھ بیٹھیں شرمندگی حاصل کروں میں

[1] هور بهای هوز دوا و مجهول و در آخر رای مهمله بمعنی آفتاب ۱۲ [2] موشک کور نام جانوریست که آفتاب را نمی بیند و بشکل موش باشد بهندی چهچهوندر نامند ۱۲ [3] خسارت بالفتح بمعنی زیان ۱۲ [4] شماتت بالفتح خنده یدن بمکروه کسی و این صفت نباشد مگر در دشمن ۱۲ [5] لاحول گویند او یعنی نیست قوت و توانائی مگر باستعانت خدا تعالی و این در وقت وقوع خبر بد خوانند مگر دوستان متاسف و دشمنان شادمانی کنان فافهم ۱۲ [6] نافر بنون و فا نسخه مولوی مخدوم مرحوم بمعنی نفرت کننده از سخن چنانچه از سیاقش ظاهر ست و خان آرزو بیائی که موحده و قاف مکسور بمعنی صاحب علم و مال بسیار و بمرد فطن حسن و قبیح هر دو نسخه ظاهر است ۱۲

آن شنیدی کہ صوفئی میکوفت
یہ سُنا ہے تونے کہ ایک صوفی ٹھونکتا تھا

زیر نعلین خویش میخے چند
اپنی جوُتی کے نیچے کئی کیلیں

آستینش گرفت سرہنگے
آستین اُس کی پکڑی ایک پیادے نے

کہ بیا نعل بر ستورم بند فرد
کہ آ میرے بیل کے نعل باندھ دے

نگفتہ نداز دکسے باتو کار
نہ کہا ہوا نہ رکھے کوئی ساتھ تیرے کام

ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
اور لیکن جو کہا تونے دلیل اوسکی لا

حکایت عالمے معتبر را مناظرہ[۱] افتاد با یکے از ملاحدہ[۲]
ایک عالم معتبر کو بحث واقع ہوئی ساتھ ایک شخص کے ملحدوں میں سے

لعنهم الله علی حدة وبحجت ازو بر نیامد[۳] سپر بینداخت و برگشت
لعنت کرے خدا اُن ہر ایک پر اور دلیل میں اُس سے بر نہ آیا عاجز ہوگیا اور چل دیا

کسے گفت ترا با چندین فضل و ادب کہ داری با بیدینے حجت[۴]
ایک شخص نے کہا اُس سے کہ باوجود اتنے فضل اور ادب کے کہ رکھتا ہے تو مقابلے میں ایک بے دین کے دلیل نہ رہی

نماند گفت علم من از قرآن ست و حدیث و گفتار مشائخ و او بدینہا
کہا علم میرا قرآن ہے اور حدیث پیغمبرؐ کی اور کلام بزرگوں کا اور وہ ان چیزوں کا

معتقد نیست و نمی شنود و مرا شنیدن کفر او بچہ کار آید - بیت
معتقد نہیں ہے اور نہیں سُنتا ہے اور میرے تئیں سُننا کفر اُسکے کا کس کام آوے

آن کس کہ بقرآن و خبر[۵] زو نرہی
جو شخص کہ قرآن اور حدیث سے اُس سے نجات نہ پاوے تو

آنست جوابش کہ جوابش ندہی
تو یہی ہے جواب اُسکا کہ جواب نہ دیوے تو

حکایت[۶] جالینوس ابلہی را دید دست در گریبان دانشمندے زدہ
جالینوس نے ایک احمق کو دیکھا ہاتھ ایک عقلمند کے گریبان میں ڈالے ہوئے

وبیحرمتی ہمیکرد گفت اگر این دانا بودے کار او بنادان بدینجا نرسیدے
اور بیحرمتی کر رہا تھا کہا اگر یہ عقلمند ہوتا کام اِسکا ساتھ بیعقلوں کے یہاں تک نہ پہنچتا

۱ مناظرہ بحث کردن متخاصمین در نسبت میان دو چیز برائے اظہار صواب ۱۲ ۲ ملاحدہ بفتح میم جمع ملحد یعنی شخصے کہ اعتقاد شریعت نداشتہ باشد لعنت کند خدا ایشان را بر ہر یکے یعنی ہر فرد ملحدی را ۱۲ مولوی محمد علی ۳ مقابلہ می خواہد کہ از خبر خبر سوال یعنی حدیث مرد باشد در مقام مقتضے تعمیم است و ہر کسیکہ گفتہ کہ مراد از ان اخبار انبیاء و اولیاء و مشائخ دہ پس بر اعتقاد خود دلیلے ندارد ۱۲ ۶ حاصل این حکایت اینست کہ بمقابلہ نادان برائے حفاظت خود از شر او خاموشی باید گزید پس مناسبت آن با باب و حکایت سابق ہویدا ست ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

مثنوی دو عاقل را نباشد کین و پیکار
دو عقلمندوں کو نہیں ہوتی عداوت اور لڑائی
نہ دانائے ستیزد با سبکسار
نہیں کوئی عقلمند لڑتا ہے کمینے سے

اگر نادان بوحشت سخت گوید
اگر احمق وحشت سے سخت کہہ بیٹھے
خردمندش بنرمی دل بجوید
عقلمند اسکی سخنان نرم سے دلجوئی کرتا ہے

دو صاحبدل نگہدارند موئے
دو صاحبدل ایک بال کو بچا رکھتے ہیں
ہمیدون سرکشی و آزرم جوئے
ایسا ہی ایک سرکش جنگجو اور دوسرا صلح جو

وگر در ہر دو جانب جاہلانند
اور اگر دونوں طرف سے جاہل ہیں
اگر زنجیر باشد بگسلانند
اگر زنجیر بھی ہو توڑ ڈالیں

یکے را زشت خوئے داد دشنام
ایک شخص کو ایک بدخو نے گالی دی
تحمل کرد و گفت ای نیک فرجام
وہ برداشت کر گیا اور کہا اے نیک بخت

بتر زانم کہ خواہی گفت آنی
بدتر اس سے ہوں جو کہے تو کہ وہ ہے تو
کہ دانم عیب من چون من ندانی
کیونکہ میں جانتا ہوں کہ عیب اپنا مثل میرے تو نہیں جانتا ہے

حکایت سحبان وائل را در فصاحت بے نظیر نہادہ اند بحکم آنکہ سالے بر
سحبان بن وائل کو فصاحت میں بے مانند کہتے ہیں اس واسطے کہ ایک سال
سر جمعے سخن گفتی کہ لفظی مکرر نکردی و اگر ہمان اتفاق افتادے بعبارت
روبرو ایک جماعت کے باتیں کرتا اور کوئی لفظ دوبارہ نہ لاتا اور اگر اُس بات کے کہنے کا اتفاق پڑتا عبارت
دیگر بگفتے و از جملۂ آداب ندمائے حضرت ملوک یکے اینست **مثنوی**
دوسری کہتا اور حضرت سلاطین کے مصاحبوں کے آداب سے ایک یہ بھی ادب ہے

سخن گرچہ دلبند و شیرین بود
بات اگرچہ دلچسپ اور اچھی ہو
سزاوار تصدیق و تحسین بود
قابل سچ جاننے اور تعریف کرنے کے ہو

چو یکبار گفتی مگو باز پس
جو ایک بار کہی تو نے مت کہہ پھر
کہ حلوا چو یکبار خوردند بس
کہ حلوا جو ایک دفعہ کھایا اور کافی ہے

۱ در سر دو بے وغیرہ نگہداشتن موی کنایت از کمال مولفقت و محبت است ۲ ہمیدون وغیرہ آزرم بمد و بتقدیم زائے منقوطہ از لغت اضداد است و درینجا بمعنے نرمی و تحمل و در سرکشی و آزرم جوئے یائے وحدت است مگر فاضل سروری خلاف دیگران یائے مصدری گفتہ میگوید یائے مصدری حسن تقابل را باد و صاحبدل ہمی زند حاصل از خیابان آنکہ چنانکہ دو صاحبدل را جنگ باہم واقع نشود ہمچنین اگر یک کس سرکش و دیگرے آزرم جو است باہم جنگ نمیکنند چرا کہ جنگ از دو طرف باشد ۱۲ سحبان بجائے حطی و بائے موحدہ نام مردیست مشہور بدیار عرب بفصاحت و بلاغت و نام پدرش وائل بیائے تحتیہ است و لفظ ابن از ترکیب سحبان و وائل حذف شدہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکایت یکے را از حکما شنیدم کہ میگفت ہرگز کسی بجہل خود اقرار نکردہ
ایک شخص کو داناؤں میں سے سُنا میں نے کہ کہتا تھا ہرگز کسی نے اپنی نادانی کا اقرار نہیں کیا
است مگر آنکس کہ چون دیگرے در[1] سخن ہمچنان تمام ناگفتہ سخن آغاز کند مثنوی
ہے مگر وہ شخص کہ جب دوسرا آدمی بات کر رہا ہو اور یہ قبل اُسکی بات تمام ہونے کے بات شروع کرے

سخن[2] را سرست اے خردمند و بن	میاور سخن در میان سخن
بات کو سر ہے اے دانا اور جڑ	مت لا بات کو درمیان بات کے
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش	نگوید سخن تا نہ بیند خموش
صاحب تدبیر اور دانائی اور ہوش کا	نہیں کہتا بات جبتک نہیں دیکھتا چپ

حکایت تنی[3] چند از بندگان محمود گفتند حسن میمندی را کہ سلطان
کئی شخصوں نے سلطان محمود کے مصاحبوں میں سے حسن میمندی سے کہا کہ آج بادشاہ نے
امروز چہ گفت ترا در فلان مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند گفتند آنچہ با
تم سے کیا کہا فلانے مقدمے میں کہا تم پر بھی مخفی نہ رہیگا اُن لوگوں نے کہا بادشاہ جو تجھ سے کہتا ہے
تو گوید بامثال ما گفتن روا ندارد گفت باعتماد آنکہ داند کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید بیت
ہم لوگوں سے اُسکا کہنا روا نہیں رکھتا ہے کہا باوجود اعتماد اسبات کے کہ جانتا ہے کہ میں کسی سے نہ کہونگا پھر تم کیوں پوچھتے ہو

نہ ہر سخن کہ بر آید بگوید اہل شناخت	بسر شاہ سر خویشتن نشاید باخت
نہ ہر بات کو کہ زبان سے نکلتی ہے کہ کہتا ہے اہل تمیز	بادشاہ کے راز کھولنے سے بچنا چاہیے اپنا سر برباد دینا

حکایت در عقد بیع سرائے متردد بودم جہودے گفت بخر[4] کہ
ایک گھر کے مول لینے میں مشوش تھا میں ایک یہودی نے کہا کہ مول لے لے
من از کدخدایان این محلتم وصف این خانہ چنانکہ ہست از من
کہ میں رئیس اس محلے کا ہوں تعریف اس گھر کی جیسی کہ ہے مجھ سے
پرس ہیچ عیبے ندارد گفتم بجز آنکہ تو ہمسایہ من باشی قطعہ
پوچھ کچھ عیب نہیں رکھتا ہے کہا میں نے سوا اسکے کہ تو ہمسایہ میرا ہووے تو

[1] یعنی سخن آن قائل ہنوز تمام نشدہ کہ این شخص آغاز سخن کند ۱۲ خیابان [2] لفظ سخن در اصل بضم خا ست زیراکہ سخون بود و نیز بہمین معنی آمدہ پس مخفف آن باشد در ینصورت عامہ متاخرین بالجن و دہن قافیہ کنند وجہ آن ظاہر نیست مگر آنکہ گفتہ شود کہ حرف مضموم را گاہ مفتوح سازند مثل افتادہ و ازین توجیہ لفظ افتادہ بفتح نیز درست میشود درین بیت صنعت ذوالعجز ست الی الصدر ۱۲ خ [3] بجز امر ست از خریدن بکسر خائے معجمہ در اصل دگاہ است کہ مفتوح شود ۱۲ سروری [4] حاصل این حکایت آنست کہ تا تمام سخن دیگری خاموش باید ماند گر نہ خفت بہم میرسد ۱۲ ۱۲ ۱۲

خانہ راکہ چون تو ہمسایہ است	دہ درم سیم کم عیار ارزد
جس گھر کا کہ تجھ سا ہمسایہ ہے	دس درم چاندی کھوٹی پر بکتا ہے
لیکن امید وار باید بود	کہ پس از مرگ تو ہزار ارزد
لیکن امیدوار چاہیئے رہنا	کہ بعد تیرے مرجانے کے ہزار کو بکے گا

حکایت یکے از شعرا پیش امیر دزدان رفت و ثنا گفت فرمود

ایک شخص شاعروں میں سے چوروں کے سردار کے سامنے گیا اور تعریف کی فرمایا

تا جامہ اش بر کنند و از دہ بدر کنند مسکین برہنہ بسرما میرفت

کہ کپڑے اُسکے اُتار لیں اور گاؤں سے نکالدیں غریب ننگا بیچ جاڑے کے جاتا تھا

سگان در قفائی وے افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگان را

کُتے اُسکے پیچھے پڑے چاہا کہ ایک پتھر اُٹھاوے اور کتوں کو

دفع کند زمین یخ بستہ بود عاجز شد و گفت این چہ حرامزادہ مردمانند

دُور کرے زمین پر برف جمی تھی عاجز ہوگیا اور کہا یہ کیا حرامزادے آدمی ہیں

سگان را کشادہ اند و سنگ را بستہ امیر دزدان از غرفہ بدید بشنید و بخندید

کہ کتوں کو کھولدیا ہے اور پتھر کو جما دیا چوروں کے سردار نے کھڑکی سے دیکھا سُن لیا اور ہنسا

و گفت اے حکیم از من چیزے بخواہ گفت جامۂ خود می خواہم اگر

اور کہا اے عقلمند مجھ سے کچھ مانگ اُس نے کہا میں اپنے کپڑے مانگتا ہوں اگر

انعام فرمائی ع رضینا من نوالک بالرحیل - بیت

عنایت فرمائیے خوش ہوئے ہم تیری بخشش سے کوچ کرنے پر

امیدوار بود آدمی بخیر کسان	مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان
امیدوار ہوتا ہے آدمی آدمیوں کی نیکی کا	مجھے تیری نیکی کی امید نہیں ہے بد نہ پہنچا

سالار دزدان را بر و رحمت آمد جامۂ او باز داد و قبائے پوستینی بران مزید کرد و درمے

چوروں کے سردار کو اُسپر رحم آیا کپڑے اُسکے پھیر دیئے اور ایک سمور کی قبا اُس پر زیادہ کی اور کئی درم بھی

۱ دہ درم سیم بفک اضافت برائے وزن شعر عیار بمعنے خالص چہ عیار بکسر بمعنے محک نیز زرکہ از محک معلوم میشود ہندش بان خوانند فارسیان بفتح خوانند ۱۲ ۲ لفظ حرامزادہ کہ حسب الشرع دشنام ست در عرف فارسیان بمعنے شریر و فتنہ گر مستعمل ست ۱۲ غ ۳ غرفہ بضم غین بالاخانہ کنار بام کہ از انجا بغار سے بیرون در خوانند ۱۲ فاضل شرقی ۱۲ ۴ نوال بمعنے بخشش و عطا اسم فاعل رحیل از رحل یعنی کوچ و من بمعنے عوض است اے راضی شدیم عوض عطائے تو بکوچ ۱۲ سردی ۵ قبائے پوستین جلد الیست کہ استر آن از سنجاب و قاقم و قندز باشد ۱۲ غ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

چندان نہاد حکایت منجمی بخانہ درآمد مرد بیگانہ دید با زن

اُوپر رکھے ایک منجم اپنے گھر میں آیا ایک شخص غیر کو دیکھا ساتھ جورو اُس کی کے

او بہم نشستہ و دشنام داد و سخت گفت درہم افتادند فتنہ و آشوب

بلا بیٹھا ہوا گالی دی اور سخت کہا آپس میں پڑے اور فساد اور شور

برخاست صاحبدلے برین واقف گشت گفت شعر

برپا ہوا ایک صاحبدل اس حال پر واقف ہوا اور کہا

تو براوج فلک چہ دانی چیست	چون ندانی کہ در سرائی تو کیست
تو بلندی آسمان پر کیا جانتا ہوگا کیا ہے	جو تو اتنا نہیں جانتا کہ گھر میں تیرے کون ہے

حکایت خطیبے کریہ الصوت خودرا خوش آواز پنداشتے و فریاد

ایک خطیب بدآواز اپنے تئیں خوش آواز گمان کرتا اور

بے مزہ برداشتے گفتے نعیب غراب البین[۱] در پردۂ الحان

(بے فائدہ)

شور بیفائدہ بلند کرتا کہے تو کہ آواز زاغ فراق کی اُس کے لحان کے پردے میں

اوست یا آیہ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ در شان اوست شعر

ہے یا آیت بتحقیق بد تریں آوازوں کی اس کی شان میں ہے

اِذَا نَهَقَ الْخَطِيبُ اَبُو الْفَوَارِس

جب آواز کرے مثل آواز گدھے کے خطیب ابوالفوارس

لَهُ صَوْتٌ يَهُدُّ اِصْطَخْرَ فَارِس

اس کی ایسی آواز ہے کہ ہلا دیتی ہے قلعہ فارس کو

مردم قریہ لعلت جاہیکہ داشت بلیتش رامی کشیدند و اذیتش را مصلحت

گاؤں کے لوگ بسبب مرتبہ اور جاہ کے کہ رکھتا تھا مصیبت اُسکی کھینچتے تھے اور اُسکے ایذا دینے کو مصلحت

نمیدیدند تا یکے از خطبائے آن اقلیم کہ با او عداوتے نہانی داشت

نہیں دیکھتے تھے یہاں تک کہ ایک شخص اس ملک کے خطیبوں میں سے کہ اُسکے ساتھ دشمنی مخفی رکھتا تھا

[۱] این طعنہ محض لطافت است و ظرافت چہ منجمین دعوئ علم غیب میکنند پس اعتراض کردہ شد کہ آنچہ در غایت غیبوبت بود ست دعاے بیش آن دارند و ہرچہ در نہایت شہادت و قرب ست ازان غافل اند ۱۲ [۲] نوعی ست از زاغ کہ منقار و پائ او سرخ باشد و غراب البین ای زاغ فراق ازان نامند کہ عرب دانستند کہ ہرگاہ انسان از خانہ خود برآید و ملاقی شود بآن زاغ پس آن دلالت کرد بر فراق میان آنکس و مطلوب او ۱۲ مردر ے [۳] یہد بدال مہملہ مشدد بمعنے بر انداختن ہست و اگر بزای معجمہ بود بمعنی جنبانیدن خواندہ و آواز قوی در ہدم بنا تاثیری دارد چنانکہ برائے بر انداختن بنا نو بہائے نوا زند و اصطخر و اسطرخ بیک معنے است و آن قلعہ ایست در فارس ۱۲ و رخ دس دن ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

بارے بپرسیدن او آمدہ بود گفت ترا خوابے دیدہ ام خیر باد

ایک بار واسطے اسکے پوچھنے کے آیا تھا کہنے لگا کہ میں نے تیرے حق میں ایک خواب دیکھا ہے نیک ہوجیو

گفت چہ دیدی گفت چنان دیدم کہ ترا آواز خوش ست و

کہا کیا دیکھا تو نے کہا دیکھا میں نے کہ تجھکو آواز اچھی ہے اور

مردمان از انفاس تو در راحت خطیب اندرین لختے بیندیشید و

لوگ دم تیرے سے بیچ آرام کے خطبہ پڑھنے والے نے بیچ اسکے تھوڑی دیر اندیشہ کیا اور

گفت جزاک اللہ این چہ مبارک خوابیست کہ دیدی کہ مرا بر عیب خود

کہا بدلہ دے تجھکو اللہ کہ یہ مبارک خواب ہے جو تو نے دیکھا کہ میری تئیں اوپر عیب میرے کے

واقف گردانیدی معلوم شد کہ آواز ناخوش دارم و خلق از بلند خواندن

واقف کیا تو نے معلوم ہوا کہ آواز بری رکھتا ہوں میں اور خلق بلند پڑھنے

من در رنج اند عہد کردم کہ ازین پس خطبہ نگویم مگر باہستگی قطعہ

میرے سے بیچ رنج کے ہیں اقرار کیا میں نے کہ اس سے پیچھے خطبہ نہ پڑھونگا میں مگر ساتھ آہستگی کے

از صحبت دوستی برنجم | کاخلاق بدم حسن نماید

اس دوست کی ملاقات سے مجھے رنج ہوتا ہے | کہ میری بری عادتوں کو اچھی ظاہر کرے

عیبم ہنر و کمال بیند | خارم گل و یاسمن نماید

میرے عیب کو ہنر اور کمال سمجھے | میرے کانٹے کو گلاب اور چنبیلی جتاوے

کو دشمن شوخ چشم بیباک | تا عیب مرا بمن نماید فرد

کہاں ہے دشمن شوخ چشم بے حیا | کہ وہ میرے عیب کو مجھے دکھلاوے

ہر آنکس کہ عیبش نگویند پیش | ہنر داند از جاہلی عیب خویش

جو شخص کہ عیب اس کا نہ کہیں آگے | ہنر جانے جاہلی سے عیب اپنا

حکایت یکی در مسجد سنجار بطوع بانگ نماز گفتے باداے کہ مستمعان را ازو

ایک شخص مسجد میں ساتھ رغبت کے اذان کہتا تھا ساتھ اس آواز کے کہ سننے والوں کے تئیں اس سے

لہ خواب را تعبیر نیک داد برین طور کہ انان ذہن انتقال نمود لیعنی آواز ناخوش او اسپر دری ہے سردی دوستان دنمایند و بیینند بصیغہ جمع آمدہ چوں در بیت آخر بمعنی بسبب افراد مرجع راست نمی باید نشست لہذا گفتہ کہ مراد از جنس دشمن یا جمع بقرینہ لیف آخر ۱۲ ؎ درین حکایت فائدہ خاموشی است و سخن چون سخن مشتمل برآواز است و آواز بد موجب آزار است پس ازینجا بیان مقالات سکوت بد آواز آغاز کردہ کہ در سہ جا باید یکے در پند دیگر در اذان سوم در خواندن قرآن چنانکہ در آیندہ حکایتہا مصنف بر یلی الرحمن درجاد کر کردہ و ازینجا ربط ہر سہ حکایت در باب واضح شد حاجت بنوشتن علیحدہ نیست ۱۲ ؎ در بعض نسخ مسجد سنجر بہ واقع شدہ و در ابراہیمی سنجر نام قلعہ سنجرہ شاہ نام کوہیست نزدیک و تحقیق آنست کہ قلعہ را ابنا سعدت نام کوہ نامیدہ اند و آن نزدیک بموصل است ۱۲ ۱۲

نفرت بودے وصاحب مسجد امیری بود عادل نیک سیرت نمیخواستش
نفرت ہوتی اور صاحب مسجد کا ایک امیر تھا عادل اور نیک خصلت نہیں چاہتا تھا اسکو

کہ دل آزردہ گردد گفت ای جوانمرد مراین مسجد راموذنان قدیمی اند کہ
کہ دل آزردہ ہووے کہا اے جوان مرد خاصکر اس مسجد کے تئیں موذن ہیں قدیم کہ

ہر یکے از ایشان را پنج دینار مرتب[۱] داشتہ ام ترا دہ دینار میدہم تا جائی دیگر روے
ہر ایک کے تئیں انہوں سے پانچ دینار روزینہ مقرر کیا ہے میں نے اور تیرے تئیں دس دینار دیتا ہوں تو دوسری جگہ جاوے تو

برین قول اتفاق کردند پس از مدتے در گذرے پیش امیر باز آمد و گفت
اوپر اس قول کے اتفاق کیا پیچھے ایک مدت کے بیچ ایک راہ کے آگے امیر کے پھر آیا اور کہا

اے خداوند برمن حیف[۲] کردی کہ بدہ دینار ازان بقعہ ام بیرون کردی
اے صاحب اوپر میرے ظلم کیا تو نے کہ ساتھ دس دینار کے اس جگہ سے مجھ کو باہر کیا تو نے

کہ آنجا کہ رفتہ ام بیست دینار میدہند کہ بجائی دیگر روم قبول نمیکنم امیر
کہ اس جگہ کہ گیا ہوں بیس دینار دیتے ہیں کہ جگہ دوسری جاوں میں قبول نہیں کرتا ہوں

بخندید و گفت زنہار نستانی کہ بہ پنجاہ دینار راضی گردند شعر
امیر ہنسا اور کہا ہرگز نہ لیوے تو کہ ساتھ پچاس دینار کے راضی ہوویں

چنانکہ بانگ درشت تو میخراشد[۳] دل	بہ تیشہ کس نخراشد زروئی خارا گل
جیسے کہ تیری کڑی آواز دل خراشی کرتی ہے	بسولے سے نہیں چھیلتا پتھر کے رخ سے مٹی

حکایت ناخوش آوازے ببانگ بلند قرآن خواندے صاحبدلے
ایک بد آواز چلا کر قرآن پڑھ رہا تھا ایک صاحبدل

روزی بروے بگذشت و گفت ترا مشاہرہ[۴] چند است گفت ہیچ گفت پس
ایک دن اوپر اسکے گذرا اور کہا تیرا مہینا کتنا ہے کہا کچھ نہیں کہا پھر یہ

این زحمت بخود چرا میدہی گفت از بہر خدا میخوانم گفت از بہر خدا کہ دیگر مخوان
رنج اپنے تئیں کیوں دیتا ہے تو کہا واسطے خدا کے پڑھتا ہوں کہا واسطے خدا کے پھر مت پڑھ

[۱] مرتب صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی مقرر کردہ شدہ باشد و آراستہ نمودہ ۱۲ [۲] حیف بفتح حای حطی و سکون تحتیہ و فا در آخر اینجا مراد از ظلم و ستم ۱۲ [۳] یعنی آواز کردہ آن خطیب دل را مے خراشید بوصفیکہ کسے خراشید بوصفیکہ کسے از روئے خارا گلی بخراشد و خراشیدن گل مبالغہ است در بدآوازی پس برین تقدیر دل تراشیدن خواہد بود ۱۲ [۴] مشاہرہ بضم میم و فتح ہائے ہوز مشتق از شہر بمعنی ماہ کہ بفارسی آنرا ماہانہ گویند یعنے آنچہ بکسے ہر ماہ دادہ باشند ہمچنیں ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲

بیت گر تو قرآن بدین نمط خوانی
اگر قرآن اسیطرح پڑھے گا تو

ببری رونق مسلمانی
کھو دیگا اسلام کی رونق

باب پنجم در عشق و جوانے
پانچواں باب عشق اور جوانی کے باب میں

حکایت حسن میمندی را گفتند سلطان محمود چندین بندهٔ
حسن میمندی سے بعض شخصوں نے کہاکہ بادشاہ محمود اتنے غلام

صاحب جمال دارد که هر یکے بدیع جهانے اند چگونه افتادست که با
خوبصورت رکھتا ہے کہ ہرایک اُن میں سے نادر زمانہ ہے کس طرح پڑا ہے کہ ساتھ

هیچکدام از ایشان میلے و محبتے ندارد چنانکه با ایاز با آنکه زیادت
کسی کے اُنھوں سے ایک خواہش اور ایک محبت نہیں رکھتا ہے جیسی کہ ساتھ ایاز کے باوجود اُسکے کہ زیادتی

حسنی ندارد گفت هرچه در دل فرود آید در دیده نکو نماید قطعه
حسن کی نہیں رکھتا ہے کہا جو کچھ بیچ دل کے کھبے بیچ آنکھ کے نیک دکھلائی دے

کسے بدیدهٔ انکار گر نگاه کند
اگر کوئی چشم انکار سے دیکھے

نشانِ صورت یوسف دهد بنا خوبی
یوسف کی صورت کو بُرا بتلاوے

وگر بچشم ارادت نگه کند در دیو
اور اگر خواہش کی آنکھ سے دیو کی طرف دیکھے

فرشتهٔ اش بنماید بچشم کروبی
دیو اسکی آنکھوں میں فرشتہ صفت نظر آوے

مثنوی هر که سلطان مرید او باشد
جو شخص کہا بادشاہ اُسکا چاہنے والا ہو

گر همه بد کند نکو باشد
اگر بالکل بُرا کرے اچھا ہو

وانکه را بادشاه بیندازد
اور جس شخصکو بادشاہ رتبے سے گرادے

کش از خیل خانه ننوازد
کوئی اُسکو گھر کے لوگوں میں سے سرفراز نہیں کرتا

حکایت گویند خواجه را بندهٔ نادر الحسن بود باوے بسبیل
نقل کرتے ہیں کہ ایک صاحب کا غلام حسن میں نادر تھا اور وہ اُس سے بطریق

۱؎ عشق افراط محبت را گویند و تعریف عشق ممکن نیست چنانکه مولانای روم فرمایند ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان چون بعشق آیم خجل باشم ازان و جوانی از بلوغ تا سے و پنج سال گفته اند النسیان و در رجم چنین ست و بعد تولد تا بلوغ طفل و صبی و غلام و بعد بلوغ شباب تا چہل سال و بعد آن کهول تا پنجاه سال و بعد او شیخ تا آخر عمر ۱۲ هذا خلاصه ما فی السروری ۱۲ ۲؎ فشان صورت یوسف آه ای نشان صورت یوسف بنماید خوبی ۳؎ فرشته در اصل فرسته بسین مهمله بود بمعنے فرستاده سین بسبب قاعده بدل بشین معجمه مستعمل شده ذکره جبی بفتح کاف و تشدید رای مهمله مضموم نوعی فرشتگان مقربین و این بدل ست او فرشته بمعنی آنکه آن دیو ترا در چشم فرشته کروبی نماید ۱۲ رب اغفر لکاتبه ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

مودت ع۵ و دیانت نظرے داشت بایکی از دوستان گفت دریغ

محبت پاک کے ایک نظر رکھتا تھا ایک شخص سے دوستوں میں سے کہا کہ افسوس

این بندہ من باحسن و شمائلے کہ دارد اگر زبان دراز و بے ادب نبودے

یہ غلام میرا باوجود اتنی خوبصورتی کے کہ رکھتا ہے اگر زبان دراز اور بے ادب نہ ہوتا

چہ خوش بودے گفت اے برادر چون اقرار دوستی کردی توقع خدمت

کیا خوب ہوتا کہا اے بھائی جب تو نے اقرار محبت کا کیا امید خدمت کی

مدار کہ چون عاشقی و معشوقی درمیان آمد مالکی و مملوکی برخاست قطعہ

مت رکھ کیونکہ جب عاشقی اور معشوقی درمیان میں آئی آقائی اور غلامی جاتی رہی

خواجہ با بندۂ پری رخسار

صاحب خانہ خوبصورت غلام کے ساتھ

چون درآید ببازی و خندہ

جب کھیلنے اور ہنسنے لگے

چہ عجب کو چو خواجہ حکم کند

نہیں عجب ہے اگر مانند صاحب کے حکم کرے

وین کشد بار ناز چون بندہ

اور یہ کھینچے بوجھ ناز کا مانند بندے کے

بیت غلام آبکش باید و خشت زن ۱

غلام محنتی چاہیئے اور کار پرداز

بود بندۂ نازنین مشت زن

ہوتا ہے غلام خوبصورت منہ زور گھونسا مارنیوالا

حکایت ۲ پارسائے را دیدم بمحبت شخصے گرفتار نہ

ایک پرہیزگار کو دیکھا میں نے ایک شخص کے عشق میں گرفتار میں نہ

طاقت صبر نہ یارائے گفتار چندانکہ ملامت دیدی و

تاب صبر کی نہ طاقت بولنے کی جتنا کہ برا دیکھتا اور

غرامت ۳ کشیدی ترک تصابی ۴ نکردے و گفتے قطعہ

برائی کھینچتا نہ کرتا چھوڑنا محبت کا اور کہا

کو نہ کنم ز دامنت دست

کھینچ نہ لوں تیرے دامن سے ہاتھ

ور خود بزنی بہ تیغ تیزم

اگرچہ مارے تو تیز تلوار سے مجھ کو

۱ خشت زن جنگ کنندہ بخشت و آن نوعی از سلاح جنگ باشد و نیز بمعنی خشت ساز و خشت پز دو رینجا ہمیں بمعنی مقصود باشد ۱۲
۲ حاصل اینحکایت آنکہ در عشق آقا با غلام جفا کارے و بے ادبی خادم در حق آقا ست و اشارت ست باین معنے کہ در عشق امتیازے باقی نماند و غلبہ آن حاکم را محکوم گرداند ۱۲ ۳ بفتح غین معجمہ و رائے مہملہ بمعنے تاوان و عذاب ۴ بتصحیح بمعنے بدی پیوستہ و ہلاک و عذاب ۱۲ ۵ مودت بالفتح دوستی و دیانت بالکسر راستی و دینداری یعنی عشق پاک داشت مثل نفس پرستان بندہ شہوت نبود و از خیانت در امور دین نماید ۱۲ از شرح ۶ تصابی بصاد مہملہ بروزن تراجی بمعنے عشقبازی ۱۲

بعد از تو ملاذ و ملجائی نیست
تیرے سوا پناہ کی مجھے نہیں ہے

ہم در تو گریزم ار گریزم
تیری ہی طرف بھاگوں گا اگر بھاگوں ہیں

بارے ملامتش کردم و گفتم عقل نفیست را چہ شد کہ نفس
ایک مرتبہ میں نے اُسے ملامت کی اور کہا کہ تیری عقل نفیس کو کیا ہوا کہ تیرا نفس

خسیست بر و غالب آمد زمانے بفکرت فرو رفت و گفت قطعہ
خسیس اُسپر غالب آیا تھوڑی دیر سوچتا رہا بعد اُسکے بولا

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند
جہاں کہیں بادشاہ عشق کا آیا نہیں رہتا

قوت بازوی تقویٰ را محل
پرہیزگاری کے بازو کی قوت کا موقعہ

پاکدامن[۱] چون زید بیچارۂ
پاکدامن کیونکر زندگی کرے بیچارہ

اوفتادہ تا گریبان در وحل
پھنسا ہوا گریبان تک کیچڑ میں

حکایت[۲] یکے را دل از دست رفتہ بود و ترک جان گفتہ
ایک شخص کا دل ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور پرواہ جان کی نہ رہی تھی

و مطمح نظرش جائی خطرناک و منظنۂ ہلاک نہ لقمۂ متصور
اور اُس کے نظر کی جگہ جائے خوفناک اور مقام ہلاک نہ لقمہ ہی تھا

شدے[۳] کہ بکام آید یا مرغیکہ بدام افتد بیت
کہ منہ میں آجائے یا وہ چڑیا کہ جال میں پھنس جائے

چو در چشم شاہد نیاید زرت
جب معشوق کی نظر میں تیرا روپیہ نہ ٹھہرے

زر و خاک یکسان نماید برت
روپیہ اور خاک برابر ہو نزدیک تیرے

بارے نصیحتش گفتند ازین خیال محال تجنب کن خلقی ہم بدین
ایکبار بطور نصیحت کے اوسکو کہا کہ اس خیال دشوار سے پرہیز کر بہت سے لوگ اور بھی اسی

ہوس کہ تو داری اسیر اند و پائی در زنجیر بنالید و گفت قطعہ
ہوس میں کہ تو رکھتا ہے قید ہیں اور پاؤں دل کا زنجیر میں رویا اور کہا

ف۱ یعنی پاکدامن چہ قسم تواں بسر برد آن بیچارہ کہ تا گردن در گل و لای افتادہ باشد البتہ تردامن خواہد شد یا گویم پاکدامن کہ آن بیچارہ است چگونہ زندہ باشد کہ تا گریبان در گل و لای افتادہ است فرق دریں توجیہ آن ست کہ در صورت اول بیچارہ فاعل ست و پاکدامن حال و فایدہ آن تخصیص ست بمعنی حال و در صورت دوم پاکدامن فاعل و لفظ بیچارہ بیان آن و فایدہ او آنست کہ ایضاح کند متبوع را بجا لیکہ مختص او راست در اں حالت لیکن تقریر اول مناسب روزمرہ حال ست و تقریر دوم بمذاق ۱۲ ف۲ تعلق اینہی حکایت با حکایت سابق اینست کہ چنانچہ در عشق دست از کار باز داشت ہمچنان ترک دل و جان باید گفت و مناسبت بباب واضح ۱۲ ف۳ مخفی نماند قضیہ کہ در شرط و جزا فعلے مقدم گرد و معنی چنان شود کہ اول خود حبس نیشود دیگر بالغرض شود چنیں خواہد بود ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

دوستان گو نصیحتم نکنند
دوستوں کو کہدے کہ مجھے نصیحت مت کریں

کہ مرا دیدہ برارادت اوست
کہ میرے تئیں نظر اُس کی خواہش پر ہے

جنگجویان بزور پنجہ و کتف
لڑنے والے پنجے اور بازو کی قوت سے

دشمنان راکشند و خوبان دوست
دشمنوں کو مار ڈالتے ہیں اور معشوقوں دوست کو

شرط مودّت نباشد باندیشہ جان دل از مہر جانان برگرفتن ابیات
شرط دوستی کی نہیں ہے جان کے خطرے سے معشوق کی محبت سے دل پھیر لینا

تو کہ دربند خویشتن باشی
اگر تو اپنے ہی دھندے میں رہے

عشقبازی دروغ زن باشی
جھوٹا عشقباز ہے تو

گر نشاید بدوست رہ بردن
اگر دوست تک نہ پہنچ سکے تو

شرط عشقست در طلب مردن [ف ۱]
شرط عشق کی ہے اُس کی جستجو میں مرنا

گر دست [ف ۲] رسد کہ آستینش گیرم
اگر دسترس ہو تو آستین اُسکی پکڑ لوں

ورنہ بروم بر آستانش میرم
اور اگر یہ نہ ہو جاؤں میں اور اُسکے آستانے پر مرُوں

متعلقانش را کہ نظر در کار او بود و شفقت بروزگار او
اُسکے خویشوں کو کہ نظر اُسکے افعال پر تھی اور شفقت اس کے حال پر

پندش دادند و بندش نہادند شعر
نصیحت اُسے دی اور قید اُسکو رکھا

دردا کہ طبیب صبر میفرمآید
افسوس کہ حکیم دوائی تلخ کو کہتا ہے

وین نفس حریص را شکر میباید ابیات
اور اس نفس حریص کو شکر چاہیئے

آن شنیدی کہ شاہدے بنہفت
وہ سُنا ہے تو نے کہ ایک معشوق خلوت میں

بادل از دست دادہ می گفت
اپنے عاشق سے کہتا تھا

تا ترا قدر خویشتن باشد
جبتک تجھے اپنی قدر رہے

پیش چشمت چہ قدر من باشد
تیری آنکھ میں میری کیا قدر ہو گی

ف ربا‌عی - خرم چو خانہ بیش ازمن ندیم - خصم از تیغ شمشیر زند باتیغ

لہ بعض شراح گفتہ اند در نیصورت جزای شرط محذوف خواہد بود یعنے فبہا درد بعضے از نسخ بدون کاف وبای موحدہ بجائے آن واقعشدہ و درین نسخہ بے تکلف معنے درست میشود لا خلاف ظاہر میخاید و خاں آرزو و چنین تحقیق نمودہ کہ کاف درین جا کاف مفاجات است کہ جزائے شرط داخل شدہ چنانکہ درین بیت است بیت ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آمد گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید و این وقتے باشد کہ میان وقوع شرط و جزا بعد بسیار بود ۱۲ ؏ صبر بمعنے دار وئے تلخ کہ اہل ہند آنرا ایلوا گویند بفتح اول و کسر دوم تحقیق نمودہ اند و از ین شعر کلام بعضے از کبار معلوم می شود کہ بسکون وسط باشد چنانکہ بمعنے جنس نفس بر مکارہ منبع آواز لذاید بسکون وسط است نور اللہ احوارہ

آوردہ اند کہ مر آن پادشاہ زادہ را کہ مطمع نظر او بود خبر کردند کہ جوانے
روایت کرتے ہیں کہ اُس بادشاہزادے کو کہ منظور نظر اُسکا تھا لوگوں نے خبر کی کہ ایک جوان

بر سر این میدان مداومت مینماید خوش طبع شیرین زبان سخنہای
اس میدان میں ہمیشہ آمد و رفت کرتا ہے خوش طبع ہے اور شیریں کلام باتیں

لطیف میگوید و نکتہای بدیع ازو می شنوند چنین معلوم میشود کہ شورے
نادر کہتا ہے اور نکتے لطیف اُس سے لوگ سنتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شور

در سر دارد و سوزے در جگر و شیدا صفت می نماید پسر دانست کہ دل آویختہ
بیچ سر کے رکھتا ہے اور ایک سوز بیچ جگر کے اور شیدا کی صفت رکھتا ہے لڑکے نے جان لیا کہ عاشق

اوست و این گرد بلا انگیختہ او مرکب بجانب او راند چون دید کہ شاہزادہ
اوسکا ہے اور یہ غبار بلا کا اٹھایا ہوا اُسکا ہے گھوڑا اُسکی طرف دوڑایا جو اُس نے دیکھا کہ شاہزادہ

بنزدیک او عزم آمدن دارد بگریست و گفت بیت
قریب اُس کے قصد آنے کا رکھتا ہے رویا اور کہا

آن کس کہ مرا بکشت باز آمد پیش
جس شخص نے کہ مجھکو مار ڈالا پھر آیا سامنے

مانا کہ دلش بسوخت بر کشتہ خویش
معلوم ہوتا ہے کہ رحم آیا اُسے اپنے مارے ہوئے پر

چندانکہ ملاطفت کرد و پرسید کہ چونی و از کجائی و چہ نام
کتنی نرمی کی اور پوچھا کہ کسطرح پر ہے تو اور کہاں کا رہنے والا ہے تو اور کیا نام رکھتا ہے

داری و چہ صنعت دانی جوان در قعر بحر مودت چنان غریق ماندہ
اور کیا کام جانتا ہے جوان تو بیچ گہرائی دریائے دوستی کے ایسا ڈوبنے والا ہوا

کہ مجال نفس نداشت بیت
کہ مجال دم کی نہ رکھتا تھا

اگر خود ہفت سبع از بر بخوانی
بالفرض ساتوں منزل قرآن کی از بر پڑھے تو

چو آشفتی الف با تا ندانی
جبکہ عاشق ہوگا الف بے تے نہ جانے گا تو

۱ مانا بہ معنی پنداری و بمانا مرکب ست از ہم کہ نائد نیز آید چنانچہ ہمچنان و ہمچنین واز لفظ مانا پس بمانا بمعنی نیز پنداری خواہد بود و بفتح اول است وبضم خطا باشد ۱۲ غیاث ۲ سبع. بضم سین یک حصہ از سلف چنانکہ ثمن واحد ست از ثمانیہ ہفت سبع عبارت است از تمام قرآن چراکہ ہرگاہ تقسیم کردند قرآن را در زمان حجاج بہ سیپارہ نیز تقسیم کردند بر ہفت منزل ختم قرآن از سلف بدین گونہ مذکور ست کہ خواندہ شود قرآن روز جمعہ از اول تا سورۂ انعام و در روز شنبہ از سورۂ انعام تا سورۂ یونس در یکشنبہ سورۂ یونس تا سورۂ عنکبوت در روز سہ شنبہ از سورۂ عنکبوت در روز سہ شنبہ از سورۂ عنکبوت تا سورۂ زمر روز چہار شنبہ از سورۂ زمر تا سورۂ واقعہ و روز پنجشنبہ از سورۂ واقعہ تا آخر قرآن مجید ۱۲ زیب اغفر لکاتبہ ۱۲

گفتا سخنے با من چرا نگوئی کہ ہم از حلقۂ[ع۱] درویشانم بلکہ

کہا ایک بات ساتھ میرے کیوں نہیں کہتا ہے کہ میں بھی گروہ فقیروں سے ہوں بلکہ

حلقہ بگوش ایشانم آنگہ بقوت استیناس محبوب از میان

فرمانبردار اُن کا ہوں اُسوقت ساتھ طلب اُنس کرنے اُس محبوب کے درمیان

تلاطم[ا] امواج محبت سر بر آورد و گفت شعر

طمانچے لہروں دوستی سے سر اٹھایا اور کہا

عجب ست[۲] با وجودت کہ وجود من بماند	تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند
تعجب ہے تیرے موجود ہونے پر کہ میرا وجود باقی رہے	تو باتیں کرنے لگے اور مجھے طاقت کلام کی باقی ہے

این بگفت و نعرہ بزد و جان بحق تسلیم کرد بیت

یہ کہا اور ایک نعرہ مارا اور مر گیا

عجب از کشتہ نباشد بدر خیمہ دوست	عجب از زندہ کہ چون جان بدر آورد سلیم
تعجب اُس مرے ہوئے سے نہیں کہ مُوا خیمہ معشوق کے دروازے پر	تعجب اُس زندے سے ہے کہ جان بچا لے گیا سلامت

حکایت یکے را از متعلمان کمال بہجتے[۳] بود و طیب لہجتے[۴] و معلم

ایک شخص شاگردوں میں سے کمال حسن رکھتا تھا اور خوبی گفتگو کی اور معلم

ازان جا کہ حسن[۵] بشریت ست[۶] با حسن بشرہ او معاملتے

کہ اس راہ سے کہ تقاضا کے بشریت ہے اُسکی خوبصورتی کے ساتھ دل بستگی

تناسب

داشت زجر و توبیخے کہ بر کودکان دیگر کردے در حق وے

تھی جھڑکی اور غصہ کو اور لڑکوں پر کرتا اُس کے حق میں

روا نداشتے و وقتیکہ بخلوتش دریافتے گفتے قطعہ

جائز نہ رکھتا اور جس وقت اُسے اکیلا پاتا کہتا

نہ آنچنان بتو مشغولم ای بہشتی روی	کہ یاد خویشتنم در ضمیر مے آید
ایسا تجھ سے مشغول نہیں ہوں میں اے حور لقا	کہ خیال اپنا میرے دل میں آتا ہو

ا تلاطم یعنے برہم زدن موج کذافی الصراح و مصنف از معنے موج تجرید کردہ امواج بعد آن ذکر نمود ۱۲ ع۲ از بحر رمل مشکول کہ دران یک رکن مشکول دیگرے سالم بترتیب آید وزنش فعلات فاعلاتن چار بار ۱۲ ع۳ لہجت درصراح بمعنی زبان ست پس بمعنی خوبی زبان کہ عبارت ست از محاورہ نہ مجاز خواہد بود ۱۲ ع۴ چراکہ میل طرف حسن خاصہ انسانیت نہ حیوانی ۱۲ سروری ع۵ نہ آنچنان بتو آہ یعنے آنچنان بتو مشغولم کہ یاد خویشتن در ضمیرم نمی آید چراکہ کمال عشق است فراموشی از غیر معشوق دلازم است آنرا فراموشی از نفس خود ۱۲ اس وغیرہ ع۵ این کمال لطف ملطف ست از شاہزادہ و قولہ آنگہ بقوت یعنے بعد این سخن کہ معشوق گفت عاشق را کہ بہ بحر محبت فرو رفتہ بود و بقوت انس گرفتن معشوق اضافت یافت ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۳ ۱۲ ۱۲

زدیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم	گر از مقابلہ بینم کہ تیر مے آید
تیرے دیکھنے سے نہیں ہو سکتا کہ آنکھ بند کرلوں	اگرچہ دیکھوں کہ سامنے سے تیر آتا ہے

بارے پسرش گفت چندانکہ در آداب درس من نظر میفرمائی در
ایک مرتبہ لڑکے نے اُس سے کہا جیسا کہ میرے پڑھانے میں توجہ فرماتا ہے تو

آداب نفسم ہمچنین تامل میفرمائے تا اگر در اخلاق من ناپسند
میرے اخلاق کی درستی میں بھی توجہ فرمایا کہ جو ہیچ اخلاق میرے کے کوئی بات ناپسند

می بینی کہ مرا آن پسندیدہ ہمی نماند بر آنم اطلاع فرمائی تا بہ تبدیل
دیکھا ہے تو کہ میرے تئیں وہ پسندیدہ دکھلائی دیتی ہے اوپر اوسکے مجھ کو خبر فرماتا کہ ساتھ بدلنے

آن سعی کنم گفت اے پسر این سخن از دیگرے پرس کہ
اُسکے کوشش کروں میں کہا اے لڑکے یہ بات دوسرے سے پوچھ کہ

آن نظر کہ مرا باتست جز ہنر نمی بینم قطعہ
وہ نظر میرے تئیں ساتھ تیری ہی سوائے ہُنر کے نہیں دیکھتا ہوں میں

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد	عیب نماید ہنرش در نظر
دشمن کی آنکھیں نکلی ہوئی ہوجیو	عیب دکھلائی دیتا ہے ہُنر اُس کی نظر میں
ور ہنرے داری و ہفتاد عیب	دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر
اور اگر ایک ہُنر رکھتا ہے تو اور ستر عیب	دوست نہیں دیکھتا ہے سوائے اُسی ایک ہُنر کے

حکایت شبے یاد دارم کہ یار عزیزم از در در آمد چنان
ایک رات یاد رکھتا ہوں میں کہ میرا یار عزیز دروازے سے آیا ایسا

بیخود از جائے بر جستم کہ چراغم باستین کشتہ شد شعر
بیخود اِس جگہ سے اُچھلا میں کہ چراغ میری آستین سے گُل ہوگیا

سَرٰی طَیفُ مَن یَّجلُو بِطَلعَتِہِ الدُّجیٰ	فَقُلتُ لَہٗ اَہلاً وَّ سَہلاً وَّ مَرحَبًا
رات کو مجھے آیا خیال اس شخص کا کہ روشن ہوتی ہی اُسکی شکل سے تاریکی	پس کہا میں نے اُسکے لئے آیا تو اہل کو اور آسانی کو اور خوشحال

ل تیر در ینجا دو معنی دارد یکے معروف دوم دیگر از ستعارہ ای تیر نظر تو دانم کہ می آید لیکن بغرق شوق دیدنمی بندم ۱۲ ۲ سری طیف آہ سری امیغۂ ماضی از سرانت بمعنی رفتن بشب وگذشتن بچیزی ۱۲ ص واینجا معنی اول مرلواست طیف بفتح طاری حطی وسکون تحتانی و آخر فا بمعنی خیال وآمدن آن درجواب است دوجی بضم اول حطہ وجیم غازی با الف مقصودہ بمعنے تاریکی واہلاً وسہلاً ومرحبا کہ بوقت قدوم مسافر گفتہ میشود وہریکے مفعول بہ برائے فعل محذوف ست ای ایتت اہلاً آمدی مکان مانوس کہ کسان آن اہل ہستند واجنبی نبودہ اند وطئت سہلاً زیر پا کردے ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بنشست و عتاب آغاز کرد که در حال که مرا بدیدی چراغ بکشتی

بیٹھ گیا اور خفا ہوتا شروع کیا کہ اسوقت مجھے دیکھا تونے چراغ گل کردیا

بچہ معنی گفتم بدو معنی یکے آنکہ گمان بردم کہ آفتاب بر آمد و دیگر آنکہ

کس سبب سے کہا میں نے ساتھ دو معنی کے ایک وہ کہ گمان لے گیا میں کہ آفتاب نکلا اور دوسرے وہ کہ

این بیتم بخاطر گذشت قطعہ

یہ بیت مجھ کو بیچ خاطر کے گذری

چون گرانے بہ پیش شمع آید اگر کوئی شخص مکروہ شمع کے سامنے آوے ور شکر خندہ الیست شیرین لب اور اگر کوئی معشوق شیریں لب ہے	خیزش اندر میان جمع بکش اُٹھ اُسے مجمع میں مار ڈال آستینش بگیر و شمع بکش آستین اُس کی پکڑ لے اور شمع کو گل کردے

حکائیت یکے دوستے را کہ زمانہا ندیدہ بود گفت کجائے

ایک دوست کے تئیں کہ مُدتوں سے نہ دیکھا تھا کہا کہاں تھا تو

کہ مشتاق بودم گفت مشتاقی بہ کہ ملولی مثنوی

کہ مُشتاق تھا میں کہا کہ مشتاق بہتر کہ رنجیدہ

دیر آمدی اے نگار سرمست مدّت کے بعد آیا ہے تو اے محبوب بے پرواہ معشوق کہ دیر دیر بینند محبوب کو اگر بعد مدت دراز کے دیکھیں	زودت ندہیم دامن از دست جلدی نہ چھوڑونگا میں دامن تیرا ہاتھ سے آخر بہ ازان کہ سیر بینند اُس سے بہتر ہے کہ جی بھر کے دیکھیں

لطیفہ شاہدے کہ با رفیقان آید بجفا کردن آمدہ است

وہ معشوق کہ رفیقوں کے ساتھ آوے ظلم کرنے کو آیا ہے

بحکم آنکہ از غیرت و مضادت خالی نباشد بیت

اسواسطے کہ رشک اور ضد سے خالی نہ ہووے

۵ لفظ گرانی بیاے تنکیر یعنی شخصیکہ دیدن او بر دل گراں بیاشد مدعائے این دو بیت آنست کہ در ہر دو حال شمع
ربایدکشت در صورت اول بدان سبب کہ روی نحس شمن بنظر نیاید و در صورت دوم برائے آنکہ دیگریرا باز آمدنش خبر نشود تا بدو فتنہ شود
۱۲ ۵۲ تعلق این حکایت با سابق آنست کہ چنانکہ بعضے افعال خلاف مزاج نازک معشوق در حال اضطرار عاشق سر میزند ہمچنان
اقوال ہم صدر یابد لیکن عاشق بہ سبب اضطرار خود ازان معذور است ۱۲ ۵۳ یعنے تو خود از فرقت من مشتاق بودی حیران گفت
کہ در دیر آمدن مشتاق بودے اگ ہمیشہ مے آکام و ملاقات میکردم ملول می گشتے ہمیں معنے مناسب حکایت است ۱۲

اِذَا جِئتَنِی فِی رُفقَةٍ لِتَزُورَنِی
جب کہ آیا رفیقوں کے ساتھ تا میری ملاقات کرے

وَاِن جِئتَ فِی صُلحٍ فَاَنتَ مُحَارِبٌ
اگرچہ آیا تو واسطے صلح کے لیکن تو لڑنیوالا ہے

قطعہ بیک نفس کہ درآمیخت یار با اغیار
ایک دم جو آمیزش کی معشوق نے اوروں سے

بسی نماند کہ غیرت وجود من بکشد
قریب ہے کہ رشک مجھے مار ڈالے

بخندہ گفت کہ من شمع جمعم ای سعدے
ہنسکر بولا کہ میں شمع محفل ہوں اے سعدے

مرا از ان چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد
مجھے اس سے کیا کام کہ پروانہ اپنے تئیں مار ڈالے

حکائیت یاد دارم کہ در ایام پیشین من و دوستی چون دو مغز بادام
یاد رکھتا ہوں میں کہ جوانی کے دنوں میں اور ایک دوست مثل دو مغز بادام کے

در پوستے صحبت داشتیم ناگاہ اتفاق غیبت افتاد پس از
ایک چھلکے کے اندر آپسمیں صحبت رکھتے تھے یکایک اتفاق جدا ہونے کا ہوا بعد مدت کے

مدتے کہ باز آمد عتاب آغاز کرد کہ درین مدت قاصدے نفرستادی گفتم
جو پھر آیا غصہ شروع کیا کہ اتنے دنوں کوئی قاصد نہ بھیجا تو نے میں نے کہا

دریغ آمدم کہ دیدۂ قاصد بجمال تو روشن گردد و من محروم قطعہ
افسوس آیا مجھ کو کہ دیدہ قاصد کا ساتھ صورت تیری کے روشن ہووے اور میں بے نصیب رہوں

یار دیرینہ مرا گو بزبان توبہ مدہ
میرے دوست قدیم کو کہدے کہ زبان سے مجھے تائب نہ کر

کہ مرا توبہ بشمشیر نخواہد بودن
کہ مجھے تو بزور شمشیر بھی نہ ہوگی

رشکم آید کہ کسے سیر نگہ در تو کند
مجھے رشک آتا ہے کہ کوئی جی بھر کے تیری طرف دیکھے

باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بودن
پھر کہتا ہوں میں کہ کوئی تیرے دیکھنے سے سیر نہ ہوگا

حکائیت دانشمندے را دیدم کہ بکسے مبتلا شدہ و رازش از پردہ
ایک دانا کے تئیں دیکھا میں نے کہ ساتھ کسی کے مبتلا ہوا اور بھید اوسکا پردے سے

برملا افتادہ جور فراوان بردے و تحمل بیکران کردی بارے
باہر گرا ظلم بہت لے جاتا اور برد باری بیحد کرتا ایک بار

---

۱ رفقۃ بضم وسکون کسر فا و کسر را ہم آمدہ اسم جمع است بمعنے گروہ ہمسفر و بفتحتین جمع رفیق نیست کہ جمع فاعل بہ وزن فعلہ
می آید مثل طلبۃ جمع فعیل بران وزن نیامدہ است یعنے وقتیکہ بیائے در جماعت از ہمسفران بجہت آنکہ زیارت کنی مرا و ملاقات
نمائی اگرچہ آمدہ باشی در صورت صلح باوجود این جنگ کنندہ باشی ۱۲ نور اللہ ۲ یعنی اے یار دیرینہ مرا بزبان پند بدہ کہ از گناہ
باز ایستم و از بوس و کنار درگذرم چہ مرا توبہ از ان شمشیر زدن متصور نباشد ۱۲ ۳ سیر بسکون را بکسر یائے مجہول و نظر
بسکون و آنکہ سیر را صفت ترکیبی گفت خطا کرد ۱۲ اش ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بلطائفتش گفتم دانم که ترا در محبّت این منظور علتے وبنائی محبت بر زلتے

ساتھ مہربانی کے اُسکو کہا میں جانتا ہوں میں کہ تیرے بیچ اس محبت اس معشوق کی ایک علت نہیں ہے اور بنا محبت کی اوپر لغزش کے

نیست[1] پس باوجود چنین معنی لائق قدر علما نباشد خود را متہم

نہیں ہے پس باوجود ایسی بات کے لائق قدر عالموں کے نہووے اپنے تئیں متہم

گردانیدن وجورِ بے ادبان بُردن گفت ای یار دست عتابم از

کرنا اور ظلم بے ادبوں کا لیجانا کہا اے یار ہاتھ غصے کا میرے

دامن بدار که بارها درین مصلحت که تو بینی اندیشه کردم صبرم بر جفائے

دامن سے رکھو کہ کئی بار بیچ اس مصلحت کے کہ تو دیکھتا ہے اندیشہ کیا میں نے صبر میرا اوپر ظلم

او سہل تر همی نماید از نادیدن او و حکیمان گویند دل بر مجاہدت

اسکے کے سہل زیادہ معلوم ہوتا ہے نہ دیکھنے اُسکے سے اور دانا کہتے ہیں دل اوپر رنج اور محنت کے

نہادن آسان تر ست که چشم از مشاہدت فرو گرفتن مثنوی

رکھنا آسان زیادہ ہے کہ آنکھ دیکھنے سے بند کرنا

ہر که دل پیش دلبری دارد
جس کا دل کسی معشوق سے لگا ہوا ہے

ریش[2] در دست دیگری دارد
داڑھی دوسرے کے ہاتھ میں رکھتا ہے

آہوی پالہنگ[3] در گردن
ہرن گردن میں رسی پڑی ہوئی

نتواند بہ خویشتن رفتن
خود بخود نہیں چل سکتا ہے

آنکه بے او بسر نشاید بُرد
وہ شخص کہ بغیر اُسکے بسر نہ چاہیے لیجانا

گر جفائے کند بباید بُرد
جو ظلم کرے چاہیئے لے جانا

روزے[4] از دست گفتمش زنہار
ایک دن دوست سے کہا میں نے اُسکو پناہ

چند از آن روز گفتم استغفار
کتنا اُس دن سے کہا میں نے توبہ

نکند دوست زینہار از دوست
نہ کرے دوست پناہ دوست سے

دل نہادم بدانچه خاطرِ اوست
دل رکھا میں نے ساتھ اس چیز کے کہ ارادہ اس کا ہے

[1] صاحب سمر وری بجائے نیست نہ حرف نفی آورد و گفت نون نافیہ چون داخل شود بر فعل وغیر آن متصل نوشتہ شود و چون نزانست ونمید انم وچون داخل شود بر چیزی بجدا نوشتہ شود و آنکه گفت مخفف نیست ہست خطا کرد ونشناخت آنچه صاحب بحر الغرائب گفتہ که لفظ نہ حرف نون دہائے آخراں ہائے علامت است [2] ریش در دست دیگرے داشتن کنایہ از بے اختیاری و مطیع ومسخر دیگری بودنست شارایم [3] پالنگ مخفف پالاہنگ ریسمانے که اسپ خبیث را دران بندند در ہندی باگ ڈور گویند وتحقیق گشت که بالا اسپ خبیث را گویند وآہنگ بمعنے کشیدن است [4] از عالم ما اضمر عاملہ علے شریطۃ التفسیر است و حذف ایصال دار گفت غیب است کما لایخفے وحاصل آنست که روزے بحق دوست گفتم زنہار الامان او تو چند ازاں روز که زینہار گفتہ بودم استغفار کردم شدہ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

گر بہ لطفم بنزدِ خود خواند — ور بہ قہرم براند و داند
جو ساتھ مہربانی کے مجھ کو پاس اپنے بلا دے — اور جو ساتھ غصے کے مجھکو دھکا دے وہ جانے

حکایت در عنفوان جوانی چنانکہ افتد دانی باشاہدے سرّ ے و سرّ ے
شروع جوانی میں جیسا کہ اکثر اتفاق ہوتا ہے اور تو خوب جانتا ہی کہ ایک خوبصورت لڑکے سے علاقہ محبت کا

داشتم بحکم آنکہ حلقی داشت طیب الاداء و خلقے داشت کالبدر فی الدجیٰ بیت
رکھتا تھا میں اس سبب سے کہ گلا رکھتا تھا بہت ہی خوش آواز کہ چودھویں رات کا چاند تاریکی میں

آنکہ نبات[۱] عارضش آب حیات میخورد — در شکرش نگہ کند ہرکہ نبات میخورد
وہ کہ روئیدگی رخسار اسکے کی آبحیات کھاتی ہے — بیچ ہونٹھ اسکے کے جو نگاہ کرے گویا مصری کھاتا ہے

اتفاقاً خلاف طبع از وے حرکتے بدیدم کہ نہ پسندیدم
اتفاقات سے خلاف طبع اس سے ایک حرکت دیکھی میں نے کہ مجھے پسند نہ آئی

دامن از و بر کشیدم و مہرہ[۲] برچیدم و گفتم بیت
دامن اس سے کھینچا میں نے اور مہرہ اس کی محبت کا اٹھایا میں نے اور کہا میں نے

برو ہرچہ می بایدت پیش گیر — سر ما نداری سر خویش گیر
جا جو کچھ تیرا جی چاہے کر تو — ہمارا خیال نہیں رکھتا ہے تو چلا جا

شنیدم کہ ہمیرفت و میگفت بیت
سنا میں نے کہ چلا جاتا تھا اور کہتا تھا

شب پرہ[۳] گر وصل آفتاب نخواہد — رونق بازار[۴] آفتاب نکاہد
چمگادڑ اگر ملنا آفتاب کا نہ چاہے — آفتاب کے بازار کی رونق نہیں گھٹتی

این بگفت و سفر کرد و پریشانی او در من اثر شعر
یہ کہا اور سفر کیا اور اوسکی پریشانی نے میرے دل میں اثر کیا

فَقَدْتُ زَمَانَ الْوَصْلِ وَالْمَرْءُ جَاهِلٌ — بِقَدْرِ لَذِیْذِ الْعَیْشِ قَبْلَ الْمَصَائِبِ
کھو دیا میں نے زمانہ وصال کو اور آدمی نہیں جانتا — قدر لذت عیش کی قبل رنج اٹھانے کے

[۱] نبات اول سبزہ است کہ عبارت از خط ست و نبات دوم بمعنی شیرینی است معروف و مراد از شکر لب معشوق است و نگہ کردن کنایہ است از حسرت و توقع یعنی ہرکہ نبات میخورد حسرت و توقع لب شیرین آن معشوق دارد و پیش لب او بہتر باشد از نبات و شارح ناظم گوید ہرکہ مقدم است در معنی یعنی ہرکہ نگہ میکند در شکر او یعنے لب او بمجرد نگاہ کردن نبات میخورد و زبان شیرین میگردد ۱۲ [۲] مہرہ برچیدن کنایہ از ترک صحبت کردن است ۱۲ مولوی انور علی [۳] در بحر منسرح دشمن مطوی موقوف خور مفتعلن بعلات مفتعلن رفع و ہرکہ در مجتث بر وزن مفتعلن فاعلن مفاعل فعلن تجویز کردہ او در عروض نمیداند ۱۲ مولانا ہادیعلی مرحوم [۴] اے قدر آفتاب یعنی روشنی آفتاب کم نخواہد شد ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

شعر باز آئی و مرا بکش که پیشت مردن | خوشتر که پس از تو زندگانی کردن
پھر آیا مجھے قتل کر کہ تیرے سامنے مرنا | بہتر ہے تیرے بعد جینے سے

اما بشکر و منت باری پس از مدتے باز آمد آن حلق داؤدی متغیر شده
لیکن ساتھ شکر اور احسان خدا کے پیچھے ایک مدت سے پھر آیا وہ آواز حضرت داؤد کی سی بدل گئی
و جمال یوسفی بزیان آمده و بر سیب زنخدانش ہمچو بہ گردی نشسته و
اور خوبصورتی یوسف کی نقصان میں آئی اور سیب زنخدان اسکے پر مانند بہی کے گرد بیٹھی ہوئی اور
رونق بازار حسنش شکسته متوقع که در کنارش گیرم کناره گرفتم و گفتم
رونق بازار حسن اسکے کی ٹوٹی امیدوار کہ بیچ گود کے اسکولوں میں کنارہ پکڑا میں نے اور کہا میں نے

قطعه آن روز که خط شاهدت بود
اُس روز کہ خط پسندیدہ تیرا تھا
امروز بیامدی به صلحش
آج آیا اُس سے صلح کرنے کو
نظم تازهٔ بهار تو کنون زرد شد
لہلہاتا ہوا سبزہ تیرا اب زرد ہوگیا
چند خرامی و تکبر کنی
کب تک ناز سے چلے گا اور غرور کرے گا تو
پیش کسے رو که خریدار تست
اُس شخص کے پاس جا جو تیرا خریدار ہو
قطعه سبزه در باغ گفته اند خوش ست
سبزہ باغ میں کہتے ہیں کہ خوب ہوتا ہے
یعنی از روے نیکوان خط سبز
یعنے معشوقوں کے منہ پر سبزہ خط کا

صاحب نظر از نظر براندے
عاشق کو سامنے سے ہٹا دیا تو نے
کش فتحه و ضمه بر نشاندے
جبکہ اُس خط پر زبر اور پیش بٹھایا تو نے
دیگ منه کاتش ما سرد شد
ہوس وصال کی نہ کی کہ عشق ہمارا گھٹ گیا
دولت پارینه تصور کنی
گذشتہ دولت کا خیال کرے گا تو
ناز بران کن که طلبگار تست
ناز اُس سے کہ جو تیرا خواہاں ہو
داند آن کس که این سخن گوید
جانتا ہے وہ شخص جو یہ سخن کہے
دل عشاق بیشتر جوید
عاشقوں کے دل اکثر لے لیتا ہے

۱ بہ بکسر اول میوہ معروف کہ آنرا بہی گویند و ظاہر آن خشونتی دارد لہذا گرد آلودگی رفتن را کہ مراد از آن دمیدن سبزہ است از ان تشبیہ دادہ ۱۲ مولوی شمس الدین ۲ کنار بکسر کاف تازی بمعنے آغوش و بفتح آن کنارہ را گویند و در فرہنگ ملا اسعد نوشتہ کہ بفتح کاف تازی بمعنی آغوش باشد و در موید بکسر اول بفتح شودہ اما از اہل عراق بفتح اول مسموع شدہ است ۱۲ شارح مشرقی ۳ لطیفہ جمع میان خط و شاہد کہ در عرف بمعنی قبالہ و بمعنی گواہ مستعمل میشود مخفی نیست ۱۲ انور اللہ احراری گویم میان خط فتح و ضمہ ظاہر است ۱۲ ۴ تازہ بہار وصف ترکیبی است و تازہ بہار درخت نوخیز زرد شد یعنی برگ تو زرد شدہ است بر رخ از چہرہ تو پریدہ شد یعنی رنگ زرد شد ۵ دیگ منہ اے مشتاق مکن کہ آتش ما سرد شد یعنی گرمی عشق و آتش ما سرد شد یعنے گرمی عشق و آتش شوق ما منطفی گشت ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

بوستان تو گند نازاری ست
تیرا باغ تو کھیت ہے گندنے کا

رباعی گر صبر کنی ور نکنی موی بناگوش
تو نرمی کرے یا نہ کرے عالم نوخطی میں برابر ہے

گر دست بجان داشتمی ہمچو تو بر ریش
اگر قابو رکھتا میں جان پر مثل تیرے داڑھی پر

قطعہ سوال کردم و گفتم جمال روی ترا
سوال کیا میں نے اور کہا کہ تیرے حسن رخسار کو

جواب داد ندانم چہ بود رویم را
جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا ہوگیا میرے چہرے کو

بس کہ بر میسکنی و می روید
کہ کتنا ہی تو اکھاڑتا ہے اور اگتا جاتا ہے

این دولت ایام نکوئی بسر آید
کہ یہ زمانہ خوبصورتی کی دولت کا گذر جائے گا

نگذاشتمے تا بقیامت کہ بر آید
نہ فرصت دیتا اُسے قیامت تک کہ نکلے

چہ شد کہ مورچہ بر گرد ماہ جوشیدہ است
کیا ہوا جو چیونٹیاں مہتاب کے گرد ہجوم کر رہی ہیں

مگر بماتم حسنم سیاہ پوشیدہ است
شاید میرے حسن کے غم میں سیاہ پوش ہے

حکایت یکے را پرسیدم از مستعربان ما تقول فی الامرد گفت
ایک کو پوچھا میں نے عرب کے رہنے والوں سے کیا کہتا ہے تو بیچ امردوں کے کہا

لاخیر فیہم مادام احدہم لطیفا یتخاشن فاذا خشن یتلاطف
نہیں ہے خیر درمیان انکے جبتک کہ ایک انہوں کا نرم اور نازک ہے سختی کرتا ہے پس جسوقت کہ سخت ہوگیا نرمی کرتا ہے

یعنی چندانکہ لطیف و نازک اندام ست درشتی کند و سختی چون سخت
یعنی جتنا کہ لطیف اور نازک بدن ہے سختی کرے اور سختی اور جو سخت

و درشت شد چنانکہ بکار سے نیاید تلطف کند و دوستی نماید قطعہ
اور سخت ہوا جیسا کہ بیچ کام کے نہ آوے نرمی کرے اور دوستی دکھاوے

امرد آنگہ کہ خوب و شیرین ست
سادہ رو جب تک کہ خوب اور شیریں ہے

چون بریش آمد و بلاغت شد
جب کہ داڑھی نکالی اور بالغ ہوگیا

تلخ گفتار و تند خوی بود
تلخ کلام اور تند خو ہوتا ہے

مردم آمیز و مہرجوی بود
آدمیوں سے ملنے والا اور خلیق ہوتا ہے

۱؎ در بعضے از نسخ بر میکنی و میرویدبواو عطف و در بعضے بمیرید و لاقع است و شارح فاضل گوید بہتر نسخہ دوم است مولف گوید نسخہ اول بہتر است زیراکہ تشبیہ کند نا ز در مناسب عطف ست یعنی از بسکہ میکنی و میروید چوں بوستان تو شکل گند نا زار بہم رسانیدہ اگرچہ سابق سنبل زار بود بلی اگر گند نا زار بعد برکندن رستنی نے داشت نسخہ اول صحیح نہ شد ۲ ؎ در اکثر نسخ صبر کنی ورنہ کنی بصیغہ نہی مکا بل کنی و این دولت بواو عطف و انعقدہ و تقدیم این نسخہ چنین میشود کہ اگر صبر و تحمل در رضا و تلطف دوستان پیش گیری و اگر صبر نہ کنی و خشونت و بدخوئی بکار بری چندان التفات نیست چہ امر یکہ ناگذاشتہ باشد وجود و عدم آن پیش ارباب بصیرت یکساں ست ۳ ؎ ربط این حکایت با حکایت سابق آنست کہ چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ فرمود کہ محبوب ہنگام برآمدن ریش دبرد ست نبری پیش آید و قبل ازاں درشتے میکرد ہمچنان مستعرب وقت سوال بنا یدش جواب داد ۱۲ ۱۲

حکایت یکے را از علما پرسیدند کہ کسے با ماہروے در خلوت نشستہ

ایک کو عالموں میں سے پوچھا کہ ایک شخص معشوق کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہوا

و در ہا بستہ و رقیبان خفتہ طالب و شہوت غالب چنانکہ

اور دروازے بند کئے ہوئے اور رقیب سوئے ہوئے دل مقاربت کو خواہاں اور خواہش غالب جیسا کہ

عرب گوید اَلتَّمْرُ یَانِعٌ وَالنَّاطُوْرُ غَیْرُ مَانِعٍ ہیچ باشد کہ

عرب کہتا ہے خرما پختہ لگا ہوا ہے اور نگہبان مانع نہیں ایسا کوئی ہو وے

بقوت پرہیزگاری از وے بسلامت بماند گفت اگر از

کہ ایسے وقت میں مدد سے پرہیزگاری کی گناہ سے بچ رہے کہا اگر

مہرویان بسلامت ماند از بدگویان بے ملامت نماند شعر

معشوقوں سے بچ رہے بُرا کہنے والوں کی زبان سے نہیں بچنے سکا

وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِهٖ

اور اگرچہ بچ رہے انسان اپنے نفس کی بُرائی سے

فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمُ

پر بدگمانی دشمن سے سلامت نہیں رہتا

شعر شاید پس کار خویشتن بنشستن — لیکن نتوان زبان مردم بستن

ممکن ہے اپنے کام سے باز رہنا — لیکن نہیں ہو سکتا آدمیوں کی زبان کو بند کرنا

مثل طوطی را با زاغے در قفس کردند از قبح مشاہدت او در

ایک طوطی کو ایک کوئے کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیا طوطی اس کی مکروہ صورت سے

مجاہدت می بود مے گفت این چہ طلعت مکروہ ست و

تکلیف میں تھی اور کہتی تھی یہ کیا شکل بُری ہے اور

ہیئت ممقوت و منظر ملعون و شمائل ناموزون

صورت ناپسندیدہ اور چہرہ قابل لعنت کے اور خصلتیں نالائق

۱؎ یانع بیائے تحتانیہ وسوم نون بمعنی پختہ و ناطور بطائے مہملہ بمعنے باغبان ۱۲ ۲؎ خان آرزو فرمودہ آوردن این حکایت درین باب چنداں مناسب نیست مگر آنکہ گفتہ شود و طوطی در ظاہر خوبصورت و زاغ بدہیئت مناسبت درین ہر دو متعذر ست پس این چنین اختلاط صحبت کہ موجب آشنائی و صحبت کہ افراط آن مشقت در غیر جنس بصورت نگیرد اگر صورت گیرد اختلاط وصل کہ تمنائی عاشق است میسر نیابد انتہیٰ ۱۲ ۳؎ صاحب مدار الافاضل قفس بسین مہملہ در لغات فارسی و قفص بصاد در فصل الفاظ عرب آوردہ شاید کہ معرب باشد ۱۲ ۴؎ مجاہدت مصدر از باب مفاعلہ بمعنے محنت و مشقت ۱۲ ۵؎ ممقوت صیغہ مفعول معنی دشمن داشتہ شدہ و نامقبول ۱۲

یَا غُرَابَ الْبَیْنِ یَا لَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ۔
اے کوّے۔ فراق کے کاشکے جدائی ہوتی درمیان میرے اور تیرے مشرق اور مغرب کی کیا خوب ہوتا

علی الصباح بروئ تو ہر کہ برخیزد
صبح کو جو شخص تیرا منہ دیکھ کے اُٹھے
صباح روز سلامت بر و مسا باشد
روز عیش کی صبح اُسکے لئے شام ہو جاوے

بداختری چو تو در صحبت تو بایستے
تجھی سا بدبخت تیری صحبت میں چاہیئے تھا
ولے چنانکہ توئی در جہان کجا باشد
لیکن جیسا تو ہے جہان میں کہاں ہے

عجب ترا آنکہ غراب از مجاورت طوطی ہم بجان آمدہ بود و ملول شدہ
تعجب اسبات میں ہے کہ کوّا بھی طوطی کے مصاحبت سے عاجز آیا تھا اور رنجیدہ ہوا
لاحول کنان از گردش گیتی ہمی نالید و دستہائ تغابن۲ در یکدیگر
لاحول پڑھتا ہوا زمانے کی گردش سے روتا تھا اور افسوس سے ہاتھ پر ہاتھ
می مالید کہ این چہ بخت نگون ست و طالع دون و ایام بوقلمون
ملتا تھا کہ کیا نصیب اُلٹے ہیں اور بخت ناقص اور نیرنگی زمانے کی
لائق قدر من آنستی کہ با زاغے بر دیوار باغی خرامان ہمیرفتمی شعر
لائق میرے رتبے کے وہ تھا کہ ایک کوّے کے ساتھ کسی باغ کی دیوار پر نازسے چلتا میں

پارسا را بس این قدر زندان
پارسا کیواسطے اِسی قدر کافی ہے قید خانہ
کہ بود ہم طویلۂ رندان
کہ ہو ہم صحبت شہدوں کا

تا چہ گنہ کردہ ام کہ روزگارم بعقوبت آن در سلک صحبت چنین ابلہے
معلوم نہیں کہ کیا گناہ کیا ہے میں نے کہ زمانے نے مجھے اُسکی تعزیر میں بیچ صحبت ایسے احمق
خود رای ناجنس ہرزہ۳ درای بچنین بند مبتلا گردانیدہ است قطعہ
خود پسند ناجنس بیہودہ کے ایسی قید میں گرفتار کیا ہے

کس نیاید بپائ دیوارے
کوئی نہیں آئیگا نیچے اُس دیوار کے
کہ بران صورتت نگار کنند۴
کہ تیری صورت اُسپر نقش کریں

۱ بدانکہ دوری دو مشرق یا بنا بر تغلیب ست کہ مشرق و مغرب را مشرقین گویند چنانکہ شمس و قمر را قمرین گویند یا بجہت آنکہ آفتاب شش ماہ در برج جنوبی و شش ماہ در برج شمالی باشد پس دو مشرق بتکلف درست می آید لیکن در صحت اول مبالغہ دوری بسیار است ۱۲ اغ ۲ در مدار الافاضل تغابن آوردن چون زبان مستلزم افسوس استجارۂ ۳ درای از درائیدن بمعنی آواز کردن و گفتن ولہذا جرس را درای گویند پس معنی ترکیبی ہرزہ درا یاوہ گو باشد ۱۲ ۴ آنکہ زاغ با طوطی گوید کہ تو چنان زبون و بد شکل ہستی کہ اگر بر در بوی تصویر تو کشند زیر آن دیوار کسی نگذرد حتی کہ اگر در بہشت در آئی سوائے توہم اہل بہشت ترک دادہ دوزخ اختیار کنند ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲
۱۲

گر ترا در بہشت باشد جائی اگر تیرا بہشت میں مقام ہووے	دیگران دوزخ اختیار کنند اور لوگ دوزخ اختیار کریں

این ضرب المثل بدان آوردہ ام تا بدانی کہ چندانکہ دانا را از
یہ مثال اسواسطے لایا ہوں میں تو جانے تو کہ جتنی کہ عقلمند کے تئیں
نادان نفرت ست نادان را از دانا وحشت قطعہ
بے عقل سے نفرت ہے بے عقل کے تئیں عقلمند سے وحشت ہے

زاہدے درمیان رندان بود ایک زاہد رندوں کی مجلس میں تھا	زان میان گفت شاہد بلخی اُس مجلس سے کہا ایک معشوق بلخی نے
گر ملولی[1] ز ما ترش منشین اگر رنجیدہ ہے تو ہم سے منہ بنا کے مت بیٹھ	کہ تو ہم درمیان ما تلخی رباعی کہ تو بھی ہماری مجلس میں ناگوار ہے تو
جمعے چو گل و لالہ بہم پیوستہ ایک جماعت گل اور لالے کیطرح باہم بیٹھی ہوئی	تو ہیزم خشک درمیان شان رستہ تو شاخ خشک کی طرح اُنکے درمیان بیٹھا ہوا
چون باد مخالف و چو سرما ناخوش مثل ہوائے ناموافق کے اور مثل سردی کے ناپسندیدہ	چون برف نشستہ و چو یخ بربستہ مثل برف کے بیٹھا ہوا اور مانند اولے کے بندھا ہوا

حکائیت[2] رفیقے داشتم کہ سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نان و نمک
ایک رفیق رکھتا تھا میں کہ برسوں ساتھ سفر کیا تھا اور روٹی اور نمک
خوردہ و بیکران حقوق صحبت ثابت شدہ آخر بسبب نفع اندک آزار
کھایا تھا اور بہت حقوق صحبت کے ثابت ہوئے تھے آخر بسبب تھوڑے فائدے کے
خاطر من روا داشت و دوستی سپری شد و با اینہمہ از ہر دو طرف دلبستگی بود
میرے ملال خاطر کو گوارا کیا اور دوستی تمام ہوگئ اور اس سبب سے دونوں طرف سے ایک دلبستگی تھی اُس راہ سے
بحکم آنکہ شنیدم کہ روزے دو بیت از سخنان من در مجمعی می گفتند قطعہ
سُنا میں نے کہ ایکدن دو بیت میرے کلام سے ایک مجلس میں پڑھتے تھے۔

[1] یعنی اگر از ما ملول ہستی پس ترش منشیں یعنی بروز یرا کہ تو ہم درمیان ما تلخ و ناگوار ہستی دریں صورت اگر ملول رفا شرط است ترش منشیں جزائے آن و کاف مصرع ثانی برائے علت و یائے ملولی و تلخی برائے خطاب و منشیں بسکون و حرکت نون ہر دو جارواست تقطیش از بحر بسیط فاعلاتن مفاعلن فعل است و خان آرزو از بالائے ترش بحذف و فا عاطفہ قائل شدہ قامی اگر تو از ما ملول و ترش ہستی پس برو والاول الاولے ۱۲ [2] از حکایت سابق متوہم مے شد کہ عشقبازی سیہ کار لیست چرا کہ مصنف عشقباز ازا بازاغ کریہ المنظر تشبیہ دادہ است بالا لازان زمائم خلاف بآن ہم بیان کردہ برائے دفع ہم بایرادایں حکایت پرداخت اگر احیانا از محبوب بے اعتنائی واقع شود و بعد آن بسبب صلح جدید ترک محبت باد نباید کرد پس ربط ہمدگر بحکایت سابق و لاحق واضح شد ۱۲ ۱۲ ۱۳ ۱۲

نگار من چو در آید بخندهٔ نمکین	نمک زیادہ کند بر جراحت ریشان
معشوق میرا اگر ہنسے نمکینی سے	نمک زیادہ کرتا ہے عاشقوں کے زخم پر
چه بودے ار سر زلفش بدستم افتادے	چو آستین کریمان بدست درویشان
کیا خوب ہوتا اگر زلف اُسکی میرے ہاتھ میں آجاتی	مثل آستین اہل سخاوت کے فقیروں کے ہاتھ میں

طائفهٔ دوستان بر لطف این سخن نه که بر حسن سیرت خویش گواہی دادہ

کچھ لوگوں نے دوستوں سے اوپر خوبی اس سخن کے نہیں بلکہ اپنی خوش خلقی پر گواہی دی

بودند و آفرین کردہ و آن دوست ہم درآں جمله مبالغت نمودہ و بر

تھی اور تعریف کی اور اُسنے بھی اس محفل میں مبالغہ کیا تھا اور

فوت صحبت دیرین تاسّف خوردہ و بخطائی خویش اعتراف کردہ معلوم

صحبت قدیم کے گذر جانے پر افسوس کھایا اور سابقہ خطا اپنی کے اقرار کیا معلوم ہوا

شد که از طرف او ہم رغبتے ہست این بیتہا فرسادم و صلح کردم قطعه

کہ طرف اُسکی سے بھی ایک رغبت ہے یہ بیتیں بھیجیں میں نے اور صلح کی میں نے

نه مارا در جہان عہد و وفا بود	جفا کردی و بدعہدی نمودے
نہیں ہمارے آپس میں قول اور اقرار تھا	ظلم کیا تُونے اور بدعہدی کی تُونے
بیک بار از جہان دل در تو بستم	ندانستم که برگردی بزودی
بالکلیہ جہاں سے میں نے قطع کر دل تجھی سے لگایا	نہیں جانتا تھا میں کہ تو ایسا جلد پھر جائیگا
ہنوزت گر سر صلح ست باز آ	کزاں محبوب تر باشی که بودی
اب بھی تجھے اگر خیال صلح کا ہے پھر آ	کہ اُس سے عزیز تر رہیگا کہ آگے تھا

حکایت یکے را زنے صاحب جمال درگذشت و مادر زن

ایک شخص کی جورو خوبصورت مرگئی اور ساس

فرتوت بعلت کابین درخانه متمکن بماند مرد از مجاورت او بجان

بڑھیا لبسبب دعوے مہر کے اُسکے گھر میں ٹھہری رہی مرد اُس کی مصاحبت سے جان سے

ف۱ از لفظ ہم اشارت است باین معنے که مرا نیز رغبتے با او بود است از طرف او ہم رغبتے شدہ ۱۲ ش ف۲ این مصرع بطریق استفہام انکاری یعنی البته مرا عہد و قرار بود ۱۲ اخ ف۳ یعنے ہمه دنیا گذاشتم و دل خود را بچیزے از ال رابطہ ندادم جز بتو ۱۲ ش ف۴ گردے از گردیدن بمعنی رجوع نه بمعنی دوران و آن که تفسیرش با عراض کردن نمودہ است تفسیر لازم بمعنی آن کردہ چرا که رجوع را اعراض لازم است واین معنی مطابق بر لفظ گردیدن ۱۲ س ف۵ ریش یعنے زخم و آبرو بردرمے آید ۔ درینجا بمعنے است ۱۲ س ف۶ که امن سرت ہدانکه کاف اینجا بعزا بیه است ۱۲

رنجیدے و از محاورت او چارہ ندیدے تا گروہے آشنایان

نہایت رنجیدہ تھا اور گفتگو اُس کی سے تدبیر نہ دیکھتا تھا تو ایک گروہ آشنایوں کا

بپرسیدن آمدندش یکے گفت چگونۂ در مفارقت آن یار عزیز گفت

واسطے پوچھنے کے آیا اُسکو ایک نے کہا کہ کس طرح ہے تو بیچ جدائی اُس یار عزیز کے کہا

نادیدن زن چنان دشوار نیست کہ دیدن مادر زن مثنوی

نہ دیکھنا جورو کا ایسا سخت نہیں ہے کہ دیکھنا جورو کی ماں کا

گل بتاراج رفت و خار بماند

پھول لٹ گیا اور کانٹا رہ گیا

گنج برداشتند و مار بماند

خزانہ لوگوں نے اُٹھا لیا اور سانپ رہ گیا

دیدہ[1] بر تارک سنان دیدن

آنکھ کو نوک نیزے پر دیکھنا

خوشتر از روئے دشمنان دیدن

بہتر ہے دشمنوں کے منہ دیکھنے سے

واجب[2] ست از ہزار دوست برید

واجب ہے ہزار دوستوں سے قطع کرنا

تا یکے دشمنت نباید دید

تو ایک دشمن اپنا نہ دیکھنا چاہیے

حکایت یاد دارم کہ در ایام جوانی گذرے داشتم در کوئی و نظر با ماہروئے

یاد رکھتا ہوں میں کہ جوانی کے موسم میں آمد و رفت رکھتا تھا ایک کوچے میں اور نظر رکھتا تھا میں ایک محبوب پر

در تموز[3] کہ حرورش[4] دہان بخوشانیدے و سمومش مغز در استخوان

شدت گرمی میں کہ گرمی اُسکی منہ خشک کرتی اور لو اُسکی ہڈی کے مغز کو

بجوشانیدے از ضعف بشریت تاب آفتاب ہجیر نیاوردم و التجا

پگھلاتی عاجزی بشریت سے تاب دھوپ دوپہر کی نہ لایا میں اور التجا

بسایۂ دیوارے کردم مترقب کہ کسے حر تموز از من بہ برد آبے

ایک سایہ دیوار کی طرف لے گیا میں انتظار اسبات کا کہ کوئی حرارت گرمی کی مجھ سے ساتھ ٹھنڈے پانی کے

فرو نشاند کہ ناگاہ از ظلمت دہلیز خانہ روشنائی بتافت یعنے

بجھاوے کہ یکایک تاریکی دہلیز گھر سے ایک روشنی چمکی یعنے

[1] یعنی چشم خود را بر سر سناں دیدن از مشاہدۂ روے دشمنان خوشتر است ۱۲ [2] یعنے اگر قطع دوستی ہزار دوست واسطے حصول نادیدن دشمن شود درویش ازان بزیدن نباید از انہا برید گذشت و دیدن ہزار دوست بر آں بریدن واجب است ۱۲ [3] تموز را بفوقانی مفتوح و بعضے گویند تاموز الف یعنے سختی دران و ظاہرا تموز مخفف آنست و بعضے براد فارسی نیز گفتہ اند و آں مدت ماندن آفتاب است در برج سرطان بحساب رومیان و فارسیان بمعنے شدت گرما استعمال نمودہ اند ۱۲ خیابان [4] حرور بالفتح اول باد گرم کہ در شب وزد و سموم کہ در روز وزد و گفتہ است ابو عبیدہ کہ وارد شدہ گاہ باشد کہ حرور در روز و سموم در روز باشد و گاہ است کہ در شب واد مراد ایں کہ ایں زماں در نہایت گرمی بود کہ خشک میکرد ایں دہن را بجوشش سے آورد مغز استخوان را ۱۲ اس [5] ہجیر بروزن امیر ظہیر و ز ۱۲

جمالیکه زبان فصاحت از بیان صباحت او عاجز آید چنانکه در شب
وہ جمال کہ زبان فصاحت کی بیان خوبصورتی اُسکی سے عاجز آئی جیسا کہ بیچ رات اندھیاری کے
تارے صبح بر آید یا آب حیات از ظلمات بدر آید قدحے بر فاب در دست
صبح نکل آوے یا آب حیات ظلمات سے باہر آوے ایک پیالہ برف کا بیچ ہاتھ کے
گرفتہ و شکر دران ریختہ و بعرق آمیختہ ندانم کہ بگلابش مطیّب
لئے ہوئے اور شکر بیچ اُسکے ڈالے ہوئے اور عرق ملایا ہوا نہیں جانتا ہوں کہ ساتھ گلاب کے اُسکو خوشبودار
کردہ بود یا قطرۂ چند از گل رویش دران چکید فی الجملہ شربت
کیا تھا یا قطرے کتنے گلاب کے اُسکے منہ اُسکے سے بیچ اُسکے ٹپکے تھے حاصل کلام شربت
از دست نگارینش بر گرفتم و بخوردم و عمر[۱] از سر گرفتم شعر
ہاتھ نگاریں اُسکے سے لیا میں نے اور پیا میں نے اور عمر دوبارہ گویا پائی میں نے

ظَمَاءٌ بِقَلْبِیْ لَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ
ایک پیاس ہے میرے دل میں کہ نہیں بجھا سکتا اُسکو پینا
رَشْفُ الزُّلَالِ وَلَوْ شَرِبْتُ بُحُوْرًا قطعہ
میٹھے پانی کا اگرچہ پی جاؤں میں دریا

خرم آن فرخندہ طالع را کہ چشم
شگفتگی ہے اُس مبارک طالع کو کہ اُسکی آنکھ
مست می بیدار گردد نیم شب
مست شراب کا ہوش میں آتا ہے آدھی رات کو

بر چنین روئے او فتد ہر بامداد
ایسے منہ پر پڑے ہر صبح کو
مست ساقی روز محشر بامداد
مست عشق ساقی کا روز قیامت کی صبح کو

حکائیت سالے محمد خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ با ختا برائے
ایک سال محمد خوارزم شاہ نے رحمت اللہ علیہ کی اوپر اُسکے ساتھ والی ختا کیواسطے
مصلحتے صلح اختیار کرد بجامع کاشغر در آمدم پسرے را دیدم بخوبی در غائیت
ایک مصلحت کے صلح اختیار کی مسجد کاشغر میں آیا میں ایک لڑکے کو دیکھا حُسن میں بہنایت

۱؎ یعنی عمر گذشتہ در حساب بنود حساب عمر ازیں وقت باید گرفت کہ چناں دولت بدست آمدہ چنانچہ نقل مشہور است کہ از عمر سوال کردند ایشان چند سال محدود فرمودند سائل استبعاد کردہ او جواب گفت کہ آنچہ در غفلت گذشتہ داخل عمر نیست چند سال گذشتہ است کہ دراں دوام حضور حاصل است ہمیں مستیت یا آنکہ چوں از شدّت حرارت خوف ہلاک بود گویا حیات از سر نو حاصل شد ۱۲ نور اللہ الجریری ۱۲ ۲؎ ساعت دادن چنانکہ از طراح ... دمیشود و مہلت دادن در ینجا کنایت از کم خاستن است چنانکہ شارح نوشتہ آب شیریں گرچہ نوشیدہ باشم دریا ہا لیکن ایں بسیار بعید است ۱۲ ۳؎ تا بغو فانی نام شہرے از ممالک چین و ختا ئے ختی ... خطا باشد ۱۲

اعتدال و نہایت جمال چنانکہ در امثال[1] گویند نظم

خوب اور بہت خوبصورت جیسا کہ ایسے معشوقوں کی مثال میں کہتے ہیں

معلمت ہمہ شوخی[2] و دلبری آموخت
معلم نے اُسے تمام شوخی اور معشوقی سکھلائی

جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
ستم اور ناز اور غصہ اور ظالمی سکھلائی

من آدمی بچنین شکل و قد و خوئی و رش
میں نے آدمی ایسی صورت اور عادت اور رفتار کا

ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت
نہیں دیکھا شاید یہ انداز اُسنے پری سے سیکھا

مقدمۂ نحو زمخشری[3] در دست داشت و ہمیخواند ضرب زیدٌ عمرًا و کان المتعدی
مقدمہ نحو زمخشری کا بیچ ہاتھ کے لئے پڑھتا تھا مارا زید نے عمرو کو اور ہوا تعدی کیا گیا

عمرو[4] و گفتم اے پسر خوارزم و ختا صلح کردند و زید و عمرو را خصومت ہنوز باقیست
عمرو کہا میں نے اے بیٹے خوارزم اور ختانے صلح کی اور زید اور عمرو کے تئیں دشمنی اب تک باقی ہے

بخندید و مولدم پرسید گفتم خاک پاک شیراز گفت از سخنان سعدی چہ داری گفتم
ہنسا اور جگہ پیدائش میری کی پوچھی کہا میں نے خاک پاک شیراز کہا باتوں سعدی سے کیا یاد رکھتا ہے تو کہا میں نے

نظم بلیتُ بنحویٍّ یصول مغاضبًا
گرفتار ہوا میں ایسے نحوی کا کہ حملہ کرتا ہے غصے سے

علیَّ کزیدٍ فی مقابلۃ العمرو
مجھ پر جیسے زید مقابلے میں عمرو کے

علی جرّ ذیلٍ لیس یرفع راسہ
اوپر کھینچنے دامن کے نہیں اُٹھاتا ہے سر اپنے کو

وھل یستقیم الرفع من عامل الجرّ
آیا درست آتا ہے پیش عامل زیر سے

لختے باندیشہ فرو رفت و گفت غالب اشعار او درین زمین بزبان
ایک ساعت غور میں گیا اور بولا کہ اکثر اشعار اُسکے بیچ اس زمین کے

پارسی ست اگر بگوئی بفہم نزدیک تر باشد گفتم مثنوی
زبان فارسی میں ہیں اگر وہ پڑھے تو جلد سمجھ میں آئیں میں نے کہا

طبع ترا تا ہوس نحو کرد
تیری طبیعت کو جب سے ہوس نحو کی ہوئی

صورت عقل از دل ما محو کرد
صورت عقل کی ہمارے دل سے مٹ گئی

[1] امثال بالفتح جمع مثل و مثل بفتحتین بمعنے قصص و داستانہا و امثال بالکسر مانند کردن ۱۲ [2] شوخی بمعنی بیباکی و بے شرمی ۱۲ مولوی انور علی
[3] مقدمہ نحو کتابے ست در فن نحو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ از تصنیفات جار اللہ زمخشری صاحب کشاف ۱۲ [4] بدانکہ در عمرو بالفتح واو در حالت رفع و جری نویسند در کتاب فرق پیدا شود اد عمر و بضم اول و فتح نصیب داد نہ نویسند چہ الف در حالت نصب فارق است از عمر زآنکہ در عمر بسبب ورم انصراف الف کہ مبدل از تنوین ست بناید ۱۲ سرور ی [5] ہر گاہ شنیدم مخاصمۃ زید با عمرو ازیں ترکیب گفتم اے پسر آہ ور سرور ے ۱۲ [6] طبع ترا اے طبیعت تو در اینجا زائد است ۱۲ فافہم ۱۲

اے دِل عشاق بدام تو صید اے شخص دِل عاشقوں کے تیرے جال میں پھنسے ہیں	ما بتو مشغول و تو با عمرو و زید ہم تجھ سے مشغول ہیں اور تو عمرو اور زید سے

بامداد[1] آن کہ عزم سفر مصمم شد کسے از کاروانیان گفتش کہ فلان[2]

صبح کیوقت کہ قصد سفر کا مضبوط ہوا کسی نے قافلہ والوں سے کہا اسکے کہ فلانا

سعدیست دوان آمد و تلطف کرد و تاسف خورد کہ چندین مدت

سعدی ہے دوڑتا ہوا آیا اور مہربانی کی اور افسوس کھایا کہ اتنی مدت تک

چرا نگفتی کہ سعدی منم تا شکر قدوم بزرگان را بخدمت

کس واسطے نہ کہا تو نے کہ سعدی میں ہوں کہ شکر گذاری بزرگوں کے آنے میں خدمت کے لئے

میان بستمے گفتم باوجودت[3] زمن آواز نیامد کہ منم

کمر باندھتا میں کہا میں نے ساتھ وجود تیرے کے مجھ سے آواز نہ آئی کہ میں ہوں میں

گفتا چہ شود اگر درین خطہ[4] روز چند بر آسائی تا بخدمت مستفید[5]

کہا کیا ہووے جو بیچ اس شہر کے تھوڑے روز آرام لے تو کہ خدمت سے فائدہ مند

گردیم گفتم نتوانم بحکم این حکایت منظوم

ہوویں ہم کہا میں نے یہ نہیں کر سکتا میں موافق اس حکایت نظم کے

بزرگے دیدم اندر کوہسارے ایک بزرگ کو دیکھا میں نے کوہستان میں	قناعت کردہ از دنیا بغارے قناعت کئے ہوئے دنیا سے فقط ایک غار پر
چرا گفتم بشہر اندر نیائی میں نے کہا کیوں شہر میں تو نہیں آتا	کہ بارے بندے از دل برکشائی کہ قید کی تکلیف دل سے اٹھائے تو
بگفت آنجا پریرویان نغزند بولا وہاں معشوقاں لطیف ہیں	چو گل بسیار شد پیلان بلغزند جب کیچڑ بہت ہو گئی ہاتھی پھسل جاتے ہیں

این بگفتم و بوسہ بروئے یکدگر دادیم و وداع کردیم مثنوی

یہ کہا میں نے اور آپس میں ہمنے اُسکے اُسنے ہمارے منہ پر بوسہ دیا اور رخصت کیا

[1] بامدادان مابین طلوع فجر و برآمدن آفتاب ۱۲ [2] فلان بضم اول و سکون آخر و نون باشد شخص مجہول و چیزے غیر معروف باشد و بہمان نیز ہمین معنے دارد ب دوال صفت مشتہ از دویدن ۱۲ [3] یعنے با بودن تو ازین آواز نیامد کہ من ہستم اے آنچنان در تو محو و ضحک شدم کہ خود را از تو جدا ندانستم کہ از خودنشان میدادم ماہ ۱۲ [4] خط بکسر آنجا کہ خط کشند نا کسے دیگر زو بدنیا مرد در عرف شہر کلاں را خطہ گویند ۱۲ [5] یعنے فائدہ بردارم از خدمتگاری تو آنانکہ بخدمت تو وانی بصحبت و بحضور تو فائدہ حاصل کنم چنانکہ گویند بخدمت اور فتم اے بصحبت بحضور او رفتم ۱۲

بوسہ دادن بروی یار چہ سود بوسہ دینا دوست کے منہ پر کیا فائدہ سیب[1] گفتی وداع یاران کرد سیب نے گویا یاروں کو رخصت کیا اِنْ لَمْ اَمُتْ یَوْمَ الْوَدَاعِ تَاَسُّفًا اگر میں نہ جاؤں روز رخصت کو تاسف سے	ہمدران لحظہ کردنش پدرود کہ اُسیوقت اُسکو رخصت کرنا روی زین نیمہ سرخ زان رو زرد شعر کہ منہ اُس کا ایکطرف سے سرخ ہے اور ایکطرف سے زرد لَاتَحْسِبُوْنِیْ فِی الْمَوَدَّۃِ مُنْصِفًا نہ جانو تم مجھے محبت میں منصف

حکایت خرقہ[2] پوشی در کاروان حجاز ہمراہ ما بود یکے از امرای عرب
ایک فقیر عرب کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھا ایک شخص نے عرب کے امیروں میں سے
مراورا صد دینار بخشید تا قربانی کند دزدان خفاچہ[3] ناگاہ بر کاروان زدند و
اُسکو سو دینار دیئے تو قربانی کرے قبلہ بنی عامر کے راہزن یکایک قافلے پر آپڑے اور صاف
پاک بردند و بازرگانان گریہ و زاری کردن گرفتند و فریاد بیفائدہ خواندن
لے گئے سوداگروں نے رونا پیٹنا شروع کیا اور شور بے فائدہ اُٹھانا

شعر گر تضرع کنی وگر فریاد اگر تو روئے یا شور مچاوے	دزد زر باز پس نخواہد داد چور مال پھیر نہ دے گا

مگر آن درویش صالح کہ بر قرار خویش ماندہ بود و تغیری درو نیامدہ
لیکن وہ فقیر صالح کہ اپنی حالت پر تھا اور پریشان احوال نہیں ہوا
گفتم مگر آن معلوم ترا دزد نبرد گفت بلے ببردند لیکن مرا بآن الفتی
کہا میں نے شاید وہ تیرے روپے چور نہیں لے گیا کہا ہاں لے گئے لیکن مجھے ساتھ اُسکے محبت
چنان نبود کہ بوقت مفارقت خستہ دلی باشد بیت
ایسی نہ تھی کہ جدا ہونے کے وقت پریشان اور مضطرب ہوتا میں

نباید بستن اندر چیز و کس دل نہ چاہیئے لگانا کسی چیز اور آدمی سے دل	کہ دل برداشتن کاریست مشکل کیونکہ دل اُٹھا لینا بہت کام دشوار ہے

۱؎ گویا سیب از دوستاں جدا افتادہ است این سبب نیمہ روئے او از سبب غم و غصہ فراق سرخ است و نیمہ دیگر زرد شدہ ۱۲ ۲؎ خرقہ کہ از پارہ ہائے جامہ دوختہ شدہ باشد و خرقہ پوش کسیکہ چنیں جامہ پوشد ۱۲ ۳؎ خفاچہ بضم خائے معجمہ قومے انداز راہزنان در راہ مکہ و در تاج است قبیلہ از عقیل کذا فی مدار الافاضل ۱۲ ۴؎ دزد بسکون دال و فال دزد بسکون ۵ مفعول اوست ۱۲ ۵؎ معلوم بمعنے دانستہ شدہ و نفس کردہ شدہ و در فارسی بمعنے درود نیامدہ ۱۲ ع منہ منصف است بالمرز خطاب بہ عاشق و دجمعیت برائے بے فائدہ بودن فریاد ۱۲ ۱۲ ۱۲

گفتم موافق حال من ست این چه گفتی که مرا در عهد جوانی با جوانے اتفاق
کہا میں نے موافق حال میرے کے ہے یہ کہ کہا تونے کہ میرے تئیں بیچ زمانہ جوانی کے ساتھ ایک جوان کے اتفاق دوستی کا
مخالطت بود و صدق مودت تا بجائیکه قبلهٔ چشمم جمال او بودے و سود سرمایهٔ عمرم وصال او
تھا اور سچی دوستی تو اُس جگہ تک کہ قبلہ آنکھ میری کا جمال اُسکا ہوتا اور فائدہ پونجی عمر میری کا ملاقات اوسکی

قطعه مگر ملائکه بر آسمان وگرنه بشر
شاید فرشتے آسمان پر ہوں وگرنہ آدمی
بحسن صورت او در زمی نخواهد بود
اُسکی خوبصورتی کا زمین پر نہ ہوگا
بدوستی که حرامست بعد ازو صحبت
قسم ہے اس دوست کی کہ حرام ہے بعد اُسکے صحبت
که هیچ نطفه چنو آدمی نخواهد بود
کہ کوئی نطفہ مثل اُسکے آدمی نہ ہوگا

ناگاه پای وجودش بگل عدم فرو رفت و دود فراق از دودمانش بر آمد
یکایک اسکی ہستی کا پاؤں نیستی کے کیچڑ میں جاتا رہا اور دھواں فراق کا اُسکے خاندان سے ظاہر ہوا
روزها بر سر خاکش مجاور کردم و از جمله که بر فراق او گفتم یکے این بود قطعه
بہت دنوں اُس کی قبر پر بیٹھا رہا میں اور اُن سب سے کہ اوپر جدائی اُس کی کے کہا میں نے ایک یہ قطعہ تھا

کاج کان روز که در پای تو شد خار اجل
کاش اُس دن کہ تیرے پاؤں میں گڑ گیا کانٹا موت کا
دست گیتی بزدے تیغ هلاکم بر سر
گردش زمانے کی مارتی تلوار موت کی میرے سر پر
تا درین روز جهان بے تو ندیدے چشمم
کہ آج کے دن دنیا کو تجھ سے خالی نہ دیکھتی میری آنکھ
این منم بر سر خاک تو که خاکم بر سر
اس حال میں میں ہوں تیری قبر پہ کہ خاک ہو جیو میرے سر پر
قطعه آنکه قرارش نگرفتی و خواب
وہ شخص کہ اُسے چین اور نیند نہ آتی تھی
تا گل و نسرین نفشاندے نخست
جبتک کہ گلاب کے پھول اور چنبیلی کے بچھا لیتا پہلے
گردش گیتی گل رویش بریخت
زمانے کی گردش نے اُسکے رخسارے کا پھول جھاڑ دیا
خار بنان بر سر خاکش برست
کانٹوں کے درخت اُس کی قبر پر اُگے

بعد از مفارقت او عزم کردم و نیّت جزم که بقیّت زندگانی
بعد اُسکی جدائی کے قصد کیا میں نے اور نیت مضبوط کہ باقی عمر

له بدون نون تا قافیه با آدمی صحیح باشد ولفظ زمی بمعنی زمین است ۱۲ اس درخ ۲ یعنی قسم بآں دوست و در قدما متاخرین این بائے قسمیه شهرت دارد وحق نزد مؤلف آنست که این با برائے الصاق است ولفظ هرگند میخورم ما میدهم محذوف لهذا سوگند بسرت میخورم نیز درست است و دریںجا با تفاق برائے الصاق است و بجائے بسرت بر سرت نیز آمده این قدر هست که بسرت تنها بمعنے قسم آمده بخلاف بر سرت فقط و آں از جهت کثرت بائے موحده است دریں باب بخلاف بر بد آنکه در بعضے مواقع بائے مذکوره و نیز در حذف گفته چنانچه جانی جهر تو گویند و آں محاوره فصحائے عراق است ۱۲

فرش ہوس در نوردم و گرد مجالست نہ گردم قطعہ
فرش ہوس کا اٹھالوں ہوں اور گرد ہمنشینی کے نہ پھروں میں

دوش چون طاؤس مینازیدم اندر باغ وصل
کل مثل طاؤس کے ناز کرتا تھا میں وصل کے باغ میں

دیگر امروز از فراق یار می پیچم چو مار
اور آج یار کی جدائی سے پیچ و تاب کھاتا ہوں سانپ کی طرح

سود دریا نیک بودی گر نبودی بیم موج
نفع دریا کا اچھا ہوتا اگر نہ ہوتا خوف لہر کا

صحبت گل خوش بدی گر نیستی تشویش خار
صحبت پھول کی اچھی ہوتی اگر نہ ہوتا اندیشہ کانٹے کا

حکایت یکے از ملوک عرب حدیث لیلی و مجنون و شورش حال وے بگفتند کہ با
ایک شخص سے عرب کے بادشاہوں میں سے قصہ لیلی مجنوں اور ان کی عاشقی اور معشوقی کا بیان کیا کہ
کمال فضل و بلاغت سر در بیابان نہادہ است و زمام اختیار از دست داده
باوجود کمال فضیلت اور بلاغت کے جنگل کو چلا گیا اور باگ اختیار کی چھوڑ دی
بفرمودش تا حاضر آوردند و ملامت کردن گرفت کہ در شرف نفس انسان چہ خلل
فرمایا تو اسے حاضر کیا اور ملامت کرنے لگا کہ ذات آدمی کی بزرگی میں کیا نقصان
دیدی کہ خوئے بہائم گرفتی و ترک صحبت مردم گفتی مجنون بنالید و گفت شعر
دیکھا تو نے کہ عادت چار پایوں کی اختیار کی اور آدمیوں سے ربط چھوڑ دیا مجنوں رویا اور کہا

وَرُبَّ صَدِيقٍ لَامَنِي فِي وِدَادِهَا
اور اکثر دوستوں نے ملامت کی اسکی محبت میں

أَلَمْ يَرَهَا يَوْمًا فَيُوضِحَ لِي عُذْرِي
کیا نہیں دیکھا اسے کسی دن تا ظاہر ہو جاتا میرا عذر

قطعہ کاج کانانکہ عیب من گفتند
کاش ان لوگوں نے کہ میری عیب جوئی کی

روئیت ای دلستان بدیدندی
تیرا منہ اے محبوب دیکھتے

تا بجای ترنج در نظرت
تا کہ عوض لیموں کے تیرے سامنے

بے خبر دستہا بریدندی
عالم بیہوشی میں اپنے ہاتھ کاٹتے

تا حقیقت معنی بر صورت دعوی گواہی دادے فذٰلکن الذی لمتننی فیہ
کہ حقیقت باطن کی ظاہر کے دعوی پہ گواہ ہو جاتی پس یہ وہ غلام ہے کہ مجھے تم ملامت کرتی تھیں اسکے امر میں

لہ اے مضارع متکلم از نوردیدن بمعنے پیچیدن حذف شود یا دال در مضارعات و برائے تخفیف چنانچہ دریجا است ۱۲ مرودی کہ بدی
بضم با مخفف بودے بیائے مجہول و لفظ نیستی دریجا بیائے مجہول برائے توقع است بمعنے نبودی بیائے مجہول ۱۲ ح کہ یعنے بالف مقصورہ است
فارسیان اماکہ کردہ یا خوانند و مجنون نامش قیس بود از دیوانگی عشق لیلے مجنون گفتندش ۱۲ کہ بہائم جمع بہیمہ بمعنی ستور و ہر چارپایہ بری
و بحری کنائی دادلانامش لیکن دریجا بمناسبت مقام چارپایہ بری مراد است ۱۲ کہ اشارہ بقصہ الیست کہ زلیخا ترنج و کارد بدست
زنان مصر دادہ یوسف را پیش آورد و آنہا بمشاہدہ شان چنان از خود رفتند کہ بجائے ترنج دستہا بریدند ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲

ملک را در دل آمد که جمال لیلی مطالعت کند تا چه صورت ست که موجب
بادشاہ کے دلمیں آیا کہ حسن لیلے کا دیکھے کہ کیسی شکل ہے کہ سبب

چندین فتنہ است پس بفرمودش طلب کردن در احیای عرب بگردیدند
اِتنے فتنوں کا ہے پس فرمایا اُس کو بلانا بیچ قبیلوں عرب کے پھرے

وبدست آوردند پیش ملک در صحن سراچہ بداشتند ملک در هیأت او تامّل کرد در
اور بیچ ہاتھ کے لائے اور آگے بادشاہ کے صحن خیمہ میں بٹھایا بادشاہ نے بیچ صورت اُسکی کے تامّل کیا بیچ

نظرش حقیر آمد بحکم آنکہ کمترین خدم حرام وبجمال از و پیشتر بود و بزینت بیشتر
نظر اُسکی کے فرلیلی آئی موافق اُس بات کے کہ کمترین لونڈیوں محل اُسکے کی صورت میں اس سے بڑھی ہوئی اور زینت میں زیادہ بہت

مجنون بفراست دریافت وگفت از دریچۂ چشم مجنون بایستی در جمال
مجنوں نے دانائی سے جانا اور کہا جھروکہ آنکھ مجنوں سے چاہیئے بیچ جمال لیلے کے

لیلی نظر کردن تا سر مشاهدت او بر تو تجلّی کند قطعہ
نظر کرتا تو بھید دیکھنے اُسکے کا اوپر تیرے تجلی کرے

مَا مَرَّ مِنْ ذِكْرِ الْحِمَى بِمَسْمَعِي — لَوْ سَمِعَتْ وُرْقُ الْحِمَى صَاحَتْ مَعِي
جو چیز کہ گذری یاد کرے سبزی سے بیچ کان میرے کے — اگر سنتی قمری اور کبوتر سبزہ زار کے نالہ کرتے ساتھ میرے

يَا مَعْشَرَ الْخُلَّانِ قُولُوا لِلْمُعَافَا — فِي لَسْتَ تَدْرِي مَا بِقَلْبِ الْمُوجَعِ
اے گروہ دوستوں کے کہو تم خاص کر تندرست کے تئیں — اہیں دریافت کرتا ہے تو وہ چیز کہ بیچ دل دردناک میرے کے ہے

نظم
تندرستانرا نباشد درد ریش — جز بهمدردی نگویم درد خویش
تندرستوں کو نہیں ہوتا درد زخم کا — سوائے ہمدرد کے کہوں گا اپنا درد دل

گفتن از زنبور بیحاصل بود — با یکے در عمر خود ناخوردہ نیش
حال بِرّ کا کہنا بے سود ہے — ایک شخص تمام عمر نیش نہ کھائے سے

تا ترا حالے نباشد همچو ما — حال ما باشد ترا افسانہ بپیش
جب تک تیرا حال مثل ہمارے نہ ہوگا — حال ہمارا تیرے سامنے کہانی ہے

۱ احیا بالفتح جمع حی بالفتح حائے حطی وتشدید یا بمعنی قبیلہ ومیان دہ اک ۲ ما مر من ذکر الخ اے آنچہ گذشت از ذکر چراگاہ محفوظ کہ کنایہ از محبوب باشد نہ بر تشبیہ بچراگاہ آہو ۳ در گوش من اگر شنیدی فاختہ وکبوتر چراگاہ فریاد میکرد با من اے گروہ دوستان بگوئید برائے عافیت دادہ شدہ نمی شناسی تو آنچہ در دل دردمند است بدانکہ حمی بکسر حائے حطی بالف مقصود چراگاہ در مصرع اول کنایہ از منزل حبیب است مجازاً و در مصرع ثانی بمعنی چراگاہ حقیقی و مسمعی بکسر میم بمعنے گوش ویائے متکلم است ورق بضم اول و سکون ثانی جمع ورقا بواو و راء مہملہ وقاف بر وزن صحرا بمعنی کبوتر و فاختہ ۱۲ معشر بفتح عین مہملہ ساکن وفتح شین معجمہ بمعنے گروہ خلان بضم خائے معجمہ و تشدید لام والف وآخر نون بمعنے دوستان ۱۲ ورب المغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکایت قاضی ہمدان را حکایت کنند کہ با نعلبند پسرے

شہر ہمدان کے قاضی کی حکایت کرتے ہیں کہ ایک نعلبند کے بیٹے پر

سر خوش بود و نعل دلش در آتش روزگاری در طلبش متلہف بود

عاشق تھا اور دل اسکا بیقرار ایک مدت تک اس کی تلاش میں غمگین تھا

و پویان و مترصد و جویان و بر حسب واقعہ گویان نظم

اور سرگردان اور امیدوار اور متلاشی اور حسب حال کہتا تھا

در چشم من آمد آن سہی سرو بلند مجھے دکھلائی دیا وہ معشوق خوش قد	بر بود دلم ز دست و در پای فگند اور لے گیا میرے ہاتھ سے دل کو اور روند ڈالا
این دیدہ شوخ می برد دل بکمند یہ شوخ دیدہ کھینچتا ہے دل کمند سے	خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ ببند اگر تو چاہے کہ کسیکو دل نہ دے تو دیکھنے سے آنکھ بند کرلے

شنیدم کہ در گذرے پیش قاضی باز آمد برخی ازان مقالہ بسمعش رسیدہ

سنا میں نے کہ ایک کوچے میں قاضی کے سامنے آیا تھوڑا اس گفتگو سے ہیچ کان اسکے کے پہنچا تھا

و زائد الوصف رنجیدہ دشنام بی تحاشا دادن گرفت و سقط گفتن و

اور بہت خفا ہوکر گالی بے تحاشا دین اور سخت کہا اور

سنگ بر داشت و ہیچ از بیحرمتی نگذاشت قاضی یکی را گفت از علمای معتبر کہ ہمعنان او بود

پتھر اٹھایا اور کوئی دقیقہ بیحرمتی کا نہ چھوڑا قاضی نے ایک کو کہا علمائے معتبر میں سے کہ ساتھ اسکے تھا

بیت آن شاہدی و خشم گرفتن بینش یہ معشوقی اور غصہ ہونا اوسکا دیکھنا	وان عقدہ بر ابروی ترش شیرینش اور یہ گرہ خوشنما اسکے ابروے پر شکن پر ملاحظہ کرنا

ضرب الحبیب زبیب بیت

دوست کا مارنا میٹھا ہے بیت

از دست تو مشت بر دہان خوردن تیرے ہاتھ سے منہ پر پتھر کھانا	خوشتر کہ بدست خویشتن نان خوردن بہتر ہے کہ اپنے ہاتھ سے روٹی کھانا

۱؎ متلہف اسم فاعل از تلہف یعنے اندوہ و حزن و فرق در تلہف و تاسف آنکہ تلہف حزن و اندوہ باشد بر آمدن کردہ و تاسف حزن و اندوہ بر فوات مطلوب کذا فی حاشیہ عبد الحکیم ۱۲ ۲؎ ای بر حسب حال واقعہ نمود این اشعار گویان شرح نور اللہ ۱۲ ۳؎ لفظ سہی بکسر یمن بمعنی راست صفت سرو تند واقع میشود ۱۲ اش ۴؎ بر بند بضم بای اول ای ببین طرف کسے و خطاب است بہ کسیکہ گوش دارد و حاضر است مراد آن است کہ چشمان خود را از دیدن معشوقوں نگہداری تا دل تو با ایشان تعلق نگیرد ۱۲ ش ۵؎ این کنایہ است ازانکہ از اندازہ تعریف و بیان زیادہ رنجیدہ بود ۱۲ خ ۶؎ ترش شیرین لذتیست کہ از اختلاط مزاج ترشی و شیرینی بہم رسد بعربی مز بضم میم و زای معجمہ شد و خوانند ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

همانا از وقاحت او بوی سماحت می آید فرد

معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی بیشرمی سے جوان مردی کی بو آتی ہے

انگور نو آوردہ ترش طعم بود انگور نیا پیدا ہوا کھٹا ہوتا ہے	روز دو سہ صبر کن کہ شیرین گردد دو تین روز ٹھہر جا کہ میٹھا ہو جائے گا

این بگفت و بمسند قضا باز آمد تنی چند از بزرگان عدول کہ در مجلس حکم وی بودندے

یہ کہا اور مسند قضا پر پھر آبیٹھا کئی لوگوں بزرگوں عادل سے کہ بیچ مجلس حکومت اُسکی کے تھے

زمین خدمت ببوسیدند کہ باجازت سخنی در خدمت بگوئیم اگرچہ ترک ادب است و بزرگان گفتہ اند

زمین خدمت کی چُومی کہ ساتھ اجازت کے ایک بات بیچ خدمت کے کہیں ہم اگرچہ چھوڑنا ادب کا ہے اور بزرگوں نے کہا ہے

بیت نہ در ہر سخن بحث کردن رواست نہ ہر بات میں اُلجھنا جائز ہے	خطا بر بزرگان گرفتن خطاست بزرگوں پر اعتراض پکڑنا خطا ہے

ولیکن بحکم سوابق انعام خداوندی کہ ملازم روزگار بندگان ست مصلحتے کہ

ولیکن ساتھ حکم پہلی نعمت دیتے ہوئے صاحب کے کہ لازم حال بندوں کے ہے ایک مصلحت کہ

بینند و اعلام نکنند نوعی از خیانت باشد طریق صواب آنست کہ با این پسر

دیکھیں اور خبر نہ کریں ایک طرح کی خیانت سے ہوتا ہے راہ نیکی کی وہ ہے کہ ساتھ اس لڑکے کے

گرد طمع نگردی و فرش ولع در نوردی کہ منصب[1] قضا پایگاہی منیع ست

گرد لالچ کے نہ پھرے تو اور فرش حرص کا لپیٹے تو کہ مرتبہ قضا کا ایک مرتبہ بڑا ہے

تا بگناہی شنیع ملوث نگردی کہ حریف اینست کہ دیدی و سخن اینکہ شنیدی

نہو کہ تو بیچ ایک گناہ بد کے آلودہ ہووے تو اور لڑکے کا حال یہ ہے کہ دیکھا تو نے اور بات یہ کہ سُنی تو نے

مثنوی یکے کردہ بی آبروئی بسے ایک شخص نے بہت بے عزتی کی	چہ غم داردش زابروی کسے کیا پروا رکھتا ہے کسی کی حُرمت اور عزت کا
بسا نام نیکوی پنجاہ سال بہت نام نیک بہ پچاس برس کے ہیں	کہ یک نام زشتش کند پائمال کہ ایک نام بد اُسے مٹا دیتا ہے

[1] این فقرہ بہ نسبت خطائے بزرگاں انسب و سزاوار تر بمقام ادب کما لا یخفی ۱۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ منصب بفتح میم وکسر صاد بمعنی جائے برپا شدن مجازاً بمعنے رتبہ وعہدہ جلیل القدر کہ برائے امرا از حضور بادشاہ ہندوستان مقرر کردہ و بفتح صاد خطا است از موید و کشف و مزیل واز تحقیقات خان آرزو چنین بتحقیق رسیدہ کہ لفظ منصب کہ بفتح صاد شہرت دارد با قتضائے ضابطہ تصریف بکسر صاد باید و این غلط عام است نہ غلط عوام بدانکہ غلط بر دو گونہ است یکے غلط عام چنانکہ لفظ منصب کہ بکسر صاد ست بفتح صاد گشتہ شود چنانکہ عامہ شعرا بالفظ لب با قافیہ کردہ اند و دیگر غلط عوام چنانچہ لفظ تعینات بمعنے شخص تعین کردہ شدہ بطرفے وکارے واین استعمال عوام است غیاث اللغات ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲

۱۲

قاضی را نصیحت یاران یکدل پسند آمد و بر حسن رأے قوم آفرین خواند و گفت
قاضی کے تئیں نصیحت یاروں ایک دل کی پسند آئی اور اوپر نیک عقل قوم کے آفرین پڑھی اور کہا
نظر عزیزان در مصلحت حال من عین صوابست و مسئلہ بیجواب و لیکن شعر
نظر عزیزوں کی بیچ مصلحت حال میرے کے نہایت ثواب ہے اور مسئلہ بے جواب لیکن

وَلَوْ اَنَّ حُبًّا بِالْمَلَامِ یَزُوْلُ ‏— لَسَمِعْتُ اِفْکًا یَفْتَرِیْہِ عَذُوْلُ[۱] شعر
اور جو تحقیق دوستی ملامت سے جاتی رہتی — البتہ سنتا میں جھوٹھ باندھے ہوئے منصف کو

نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی — کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی فرد
نصیحت کر مجھے جس قدر چاہے تو — کہ نہیں ممکن ہے دھونا حبشی کے جسم سے سیاہی کو

از یاد تو غافل نتوان کرد بہیچم — سر کوفتہ مارم نتوانم کہ بپیچم
تیری یاد سے مجھے کوئی غافل نہیں کر سکتا کسی تدبیر سے — سر کچلا ہوا سانپ ہوں میں نہیں پیچ کھا سکتا

این بگفت و کسی چند بہ تفحص[۲] حال او برانگیخت و نعمت بیکران
یہ کہا اور بہت آدمی اسکی تلاش کیلئے دوڑائے اور دولت بہت خرچ کی
بریخت و گفتہ اند ہر کرا زر در ترازوست زور در بازوست شعر
اور کہنے والوں نے کہا ہے جس شخص کی ترازو میں روپیہ ہے بازو میں زور ہے

ہر کہ زر دید سر فرود آرد — ور ترازوی آہنین دوش است
جس نے روپیہ دیکھا سر جھکا دیا — اگرچہ ڈنڈی لوہے کی ترازو کی ہے

فی الجملہ شبی خلوتی میسر شد و ہم دران شب شحنہ[۳] را خبر شد قاضی ہمہ شب
حاصل کلام کا ایک رات خلوت میسر ہوئی اور اسی رات کو توال کو خبر ہوئی قاضی تمام رات
شراب در سر و شاہد در بر از تنعم نخفتے و بہ ترنم گفتے نظم
شراب بیچ سر کے اور معشوق بیچ بغل کے خوشی سے نہ سوتا اور راگ سے کہتا

امشب مگر بوقت نمیخواند این خروس — عشاق بس نکردہ ہنوز از کنار و بوس
آج کی رات کاش وقت پر یہ مرغ نہ بولتا — کہ عاشقوں نے سیری نہیں حاصل کی ابتک بوس و کنار سے

۱؎ ور بعضے نسخ عذول بذال معجمہ بمعنے ملامت کنندہ بنظر آمدہ ۱۲ ۲؎ تفحص بفا وحاے حطی وصاد حطی از باب تفعل بمعنے جستجو ۱۲ ۳؎ شحنہ بکسر اول وسکون حاے مہملہ وفتح نون مردیکہ او را بادشاہ براے ضبط کارہاے سیاست مردم در شہر نصب کند بعرف آنرا کوتوال و حاکم گویند و این لفظ بفتح غلط است از قاموس و صراح و منتخب مزیل الاغلاط و بہار عجم و صاحب خیابان گوید کہ شحنہ در مدار الافاضل بالفتحتین گردہ نگہبانان شہر و پارسیان بسکون ہا استعمال نمایند ۱۲ غیاث اللغات ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲

یکدم کہ چشم فتنہ بخفت ست زینہار
ایک دم کہ فتنے کی آنکھ لگ گئی ہے البتہ

بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس
جاگتا رہ تاکہ عمر افسوس میں نہ کٹے

تا نشنوی ز مسجد آدینہ بانگ صبح
جبتک نہ سُنے تو جامع مسجد سے اذان صبح کی

یا از در سرای اتابک غریو کوس
یا شاہ اتابک کے دولتخانے سے شور نقارے کا

لب از لب چو چشم خروس ابلہی بود
لب کو لب سے اُٹھانا کہ مثل چشم مرغ کے سرخ ہے بیوقوفی ہو

بر داشتن بگفتن بیہودہ خروس
شور بیفائدہ مُرغ کے سبب سے

قاضی درین حالت بود کہ یکی از خدمتگاران در آمد و گفت چہ نشستہ خیز و
قاضی اسحالت میں تھا کہ ایک شخص اُسکے نوکروں میں سے دروازے سے آیا اور کہا کہ کیا بیٹھا ہے تو اُٹھ اور جب تک

تا پائی داری گریز کہ حسودان بر تو دقے گرفتہ اند بلکہ حقی گفتہ اند تا مگر آتش فتنہ
طاقت رکھتا ہے تو بھاگ کہ حسد کرنیوالوں نے تجھ پر الزام رکھا ہے بلکہ سچ کہا ہے تو فتنے کی آگ

کہ ہنوز اندک ست باب تدبیر فرو نشانیم مبادا کہ فردا چون بالا گیرد عالمی
کہ ابھی تھوڑی ہی تدبیر کے پانی سے ہم بجھائیں ایسا نہ ہو کہ کل جو بھڑک اُٹھے ایک عالم

فرا گیرد قاضی بہ تبسم درو نظر کرد و گفت قطعہ
کو گھیر لے قاضی نے ہنس کر اُس کی طرف دیکھا اور کہا

پنجہ در صید بردہ ضیغم را
پنجہ طرف شکار کے لے گئے ہوئے شیر کو

چہ تفاوت اگر شغال آید
کیا ہوا اگر گیدڑ آوے

روی در روی دوست کن بگذار
منہ معشوق کے منہ پر رکھ کر بے پرواہ ہو جا

تا عدو پشت دست می خاید
کہ دشمن حسرت اور ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹتا ہے

ملک را ہمدران شب آگہی دادند کہ در ملک تو چنین منکری حادث شدہ ست
بادشاہ کے تئیں لوگوں نے اُسی رات کو خبر دی کہ تیرے ملک میں اسطرح کا امر ناشایستہ ظہور میں آیا ہے

چہ فرمائی ملک گفت من اورا از فضلای عصر میدانم و یگانہ روزگار
کیا کہتا ہے تو بادشاہ نے کہا میں اُسکے تئیں فاضلوں زمانے سے جانتا ہوں میں اور یکتا زمانے کا

سلہ یکدم الخ اے در ہمچو حالت کہ وصل محبوب حاصل است و زمانہ بر سر فتنہ و فساد آمادہ بودہ است غفلت از حصول لذت وصل نباید ہوشیار باید بود تا عمر عزیز بہ ورع و تغابن ضائع نشود ۱۲ سلہ یکے از خدمتگاران الخ اے یکے از خادمان قاضی کہ خیر خواہ و نیک اندیش مخدوم خود بود بر مطلع شدن شحنہ و خبر کردن او بہ سلطان از حال خسران مال قاضی و ارادہ سلطان بچشم دیدن خود کیفیت قاضی آگاہ گشتہ پیش قاضی آمدہ خواست کہ قاضی را تنبیہ کند و از محوطہ فتنہ و فساد برآورد چنانچہ از فقرات آیندہ ظاہر است لاکن قاضی چنیں سخنان کے می شنید بہ سخنان مشار الیہ مطلق التفات نمود بلکہ متبسم شدہ نظر بطرف او کرد و قطعہ آیندہ حسب حال خود برخواند ۱۲

می شمارم باشد کہ معاندان در حق وی خوضی کردہ اند پس این سخن
گنتا ہوں میں شاید کہ دشمنوں نے بیچ حق اُس کے ایک کھوج کیا ہے پس یہ بات

در سمع قبول من نیاید مگر آنگہ کہ معائنت گردد کہ حکیمان گفتہ اند شعر
بیچ کان قبول میرے کے نہ آوے مگر اسوقت کہ دیکھتا ہووے کہ حکیموں نے کہا ہے

بہ تندی[1] سبک دست بردن بہ تیغ
ساتھ غصے کے جلد ہاتھ لیجاتا اوپر تلوار کے

بدندان گزد پشت دست دریغ
ساتھ دانتوں کے کاٹے پیٹھ ہاتھ افسوس کی

شنیدم[2] کہ سحرگاہ با تنی چند خاصان ببالین قاضی آمد شمع را دید استادہ
سنا میں نے کہ صبح کے وقت وہ بادشاہ کئی مصاحبوں کیساتھ قاضی کے سرہانے آپہونچا شمع کو دیکھا قائم

و شاہد نشستہ و می ریختہ و قدح شکستہ و قاضی در خواب مستی بیخبر
اور معشوق بیٹھا ہوا اور شراب گری ہوئی اور پیالہ ٹوٹا ہوا اور قاضی مستی کے خواب میں بے خبر

از ملک ہستی بلطف اندک اندک بیدارش کرد کہ برخیز کہ آفتاب بر آمد قاضی
ملک وجود سے نرمی سے اُسے تھوڑا تھوڑا جگاتا گیا کہ اٹھ کہ آفتاب نکل آیا قاضی

دریافت کہ حال چیست گفت از کدام جانب گفت از جانب
سمجھ گیا کہ حال کیا ہے بولا کس طرف سے کہا جانب

مشرق گفت الحمد للہ کہ ہنوز در توبہ ہمچنان بازست بحکم حدیث
پورب سے بولا شکر خدا کا کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے بموجب حدیث کے

لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَۃِ عَلَی الْعِبَادِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ
نہیں بند ہوگا دروازہ توبہ کا بندوں پر یہاں تک کہ آفتاب بر آمد ہو

مَغْرِبِہَا اَسْتَغْفِرُکَ اللّٰہُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ قطعہ
پچھم کیطرف سے استغفار کرتا ہوں میں خدا سے اور توبہ کرتا ہوں میں طرف اُس کے

این دو چیزم بر گنہ انگیختند
ان دو چیزوں نے مجھے گناہ کرنے پر مستعد کیا

بخت نافرجام و عقل ناتمام
طالع بدنے اور عقل ناقص نے

[1] بہ تندی الخ این شعر مقولۂ سلطان است ای در حالت خشم و غضب لبرائے مجرم بے تامل و تحمل دست بہ تیغ بردن و پشت دست دریغ بدندان گزیدن می افتد چہ بیشتر اتفاق افتادہ کہ شخص باغوائے معاندان ملزوم بجرم ناکردہ شدہ سزایاب گردید بعد سزا بے جرمی او محقق گشت ہیچ تدارک نتوانست شد و افسوس کردن افتاد ہمچنین بہ یک بیان شحنہ کہ محتمل بہ غرض باشد بے تحقیق و بچشم ندیدن خود قاضی شہر را کہ منصب والا نقضائے سزا دادن نباید ۱۲ [2] شنیدم الخ مقولۂ حضرت شیخ است در بیان آمدن سلطان بمکان قاضی برائے بچشم دیدن حال شنیدہ زبان شحنہ و دیدن کیفیت واقعی و سوال و جواب فیما بین در اعراض و الصلاح چنانچہ از فقرات آئندہ ظاہر است ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

گر گرفتار کنی مستوجبم
اگر مجھے قید کرے تو اسکے لائق ہوں

ور ببخشی عفو بہتر ز انتقام[۱]
اور اگر معاف کردے تو عفو بہتر ہے عوض لینے سے

ملک گفت توبہ درینحالت کہ بر جزای گناہ خویش اطلاع یافتہ سود ے
بادشاہ نے کہا توبہ اس حال میں کہ اپنے سزائے گناہ کی خبر پائی تو نے فائدہ

نکند فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا قطعہ
نہیں کرتی نہیں نفع کیا کافروں کو ایمان نے جب دیکھا اُن لوگوں نے عذاب ہمارا

چہ سود از دزدی آنگہ توبہ کردن
کیا فائدہ رکھتا ہے چوری سے اُسوقت توبہ کرنا

کہ نتوانی کمند انداخت بر کاخ
کہ کمند ہی نہیں ڈال سکتا تو محل پر

بلند[۲] **از میوہ گو کوتاہ کن دست**
بلند قد کو کہدے کہ میوے سے ہاتھ کوتاہ کرے

کہ کوتاہ خود ندارد دست بر شاخ
کیونکہ کوتاہ قد آپ ہی نہیں رکھتا قدرت شاخ پر

ترا با وجود چنین منکری کہ ظاہر شد سبیل خلاص صورت نہ بندد
تجھے باوجود ایسے فعل بد کے کہ واقع ہُوا چھُٹنا ممکن نہیں ہے

این بگفت و موکلان عقوبت در وی آویختند گفت مرا در خدمت
یہ کہا اور عذاب کرنیوالے اُس سے لپٹ گئے کہا مجھے خدمت

سلطان یک سخن باقیست ملک بشنید و گفت آن چیست گفت
بادشاہ میں ایک بات کہنی باقی ہے بادشاہ نے سُنا اور کہا وہ بات کیا ہے

قطعہ بآستین ملالیکہ[۳] **بر من افشانی**
اتنے غمے پر کہ تو نے مجھ پر کیا

طمع مدار کہ از دامنت بدارم دست
یہ خیالی مت کر کہ تیرے دامن سے ہاتھ کھینچ لوں میں

اگر خلاص محالست زین گنہ کہ مراست
اگر خلاص مشکل ہے بجہت اس گناہ کے کہ مجھ سے ہوگیا ہے

بدان کرم کہ تو داری امیدواری ہست
اُس صفت بخشایش سے کہ تو رکھتا ہے امید داری ہے

ملک گفت این لطیفہ[۴] **بدیع آوردی واین نکتہ غریب گفتی ولیکن**
بادشاہ نے کہا یہ لطیفہ نیا لایا تو اور بات نادر کہی تو نے اور لیکن

۱ در نسخہ کا انتقام ہم کاف بمعنی از باشد و انتقام پاداش بدی را گویند حاصل آنکہ انتقام در ذات خود بد نیست اگرچہ در حق من عذر باشد لیکن ازان عفو بہتر ست ۱۲ مولوی محمد ہادیعلی مرحوم ۲ ای بلند قد را بگو کہ از میوہ دست کوتاہ کن لفظ گو برائے تاکید باشد یعنی آنکہ ای بلند قد بگذار آن را با وجود قدرت بود ۳ اضافت آستین بسوئے ملال بادنے ملابست است یعنی بے سبب ملال آستین کہ بر من افشانی وآن کنایہ ست از عدم لطف ۱۲ خیابان ۴ لطیفہ بمعنی نکوئی و چیزے نیکو و در اصطلاح عبارتیکہ دقیق بود یعنی ان روشن شود ازان بمعنی در عبارت نہ گنجد ۱۲ شرح ۱۲

محال عقلست و خلاف نقل کہ ترا فضل و بلاغت امروز از چنگ عقوبت
محال عقل ہے اور خلاف حدیث کہ تیرے تئیں فضل اور بلاغت آج کے دن پنجہ عذاب

من رہائی دہد مصلحت آن بینم کہ ترا از قلعہ بزیر اندازم کہ دیگران نصیحت
میرے سے مخلصی دیوے مصلحت یہ دیکھتا ہوں کہ تجھے قلعے سے نیچے گرا دوں اس لئے کہ اور لوگ نصیحت

پذیرند و عبرت گیرند گفت ای خداوند جہان پروردۂ نعمت این خاندانم
قبول کریں اور دہشت پکڑیں بولا اے مالک جہان کے پالا ہوا نعمت اس گھرانے کا ہوں میں

و این جرم تنہا در جہان نہ من کردہ ام دیگرے را بینداز تا من عبرت
اور یہ گناہ فقط میں نے نہیں کیا ہے میں نے دوسرے کے تئیں ڈال تاکہ میں دہشت

گیرم ملک را خندہ گرفت و بعفو از سر جرم او برخاست و
پکڑوں ہیں بادشاہ کو ہنسی آئی اور از راہ بخشش کے اس کے گناہ سے درگزرا اور

متعنتان را کہ اشارت بکشتن او ہمی کردند گفت شعر
عیب ڈھونڈھنے والوں کے تئیں کہ اشارہ واسطے مارنے اس کے کے کرتے تھے کہا

ہمہ حمال عیب خویشتنید	طعنہ بر عیب دیگران مزنید
جو لوگ کہ اٹھانے والے عیب اپنے کے ہیں	طعنہ اور عیب اوروں کے نہ ماریں

حکایت منظومہ
کہانی نظم میں

جوانے پاکباز و پاک رو بود	کہ با پاکیزہ روئے در گرو بود
ایک جوان پاکباز اور پاک چلنے والا تھا	کہ ساتھ ایک پاکیزہ منہ کے عاشق تھا
چنین خواندم کہ در دریای اعظم	بگردابے درافتادند باہم
ایسا پڑھا میں نے کہ بیچ دریا بڑے کے	بیچ ایک بھنور کے گرے آپس میں
چو ملاح آمدش تا دست گیرد	مبادا کاندران حالت بمیرد
جو ملاح آیا تو نا پکڑے اس کا	ایسا نہ ہو کہ اوس حالت میں مرے

۱؎ عبرت مالکسر پندیکہ بدیدن حالِ کسے حاصل شود ۱۲ ۲؎ متعنتان جمع متعنت اسم فاعل از تعنت بروزن تفعل بمعنے خطا و عیب کسے جستن ۱۲ ۳؎ حمال بالفتح و تشدید میم بمعنے بردارندہ ۱۲ ۴؎ جوانے پاکباز ۵؎ پاک رو بفتح رائے مہلہ بمعنے نیک روش و قاف در ابتدائے مصرع ثانی انجلب کبرائے خطابات باشد بمعنے اتفاقاً و شاید کہ بمعنے داد جاطفر یا شد جو گرد بکاف فارسی مکسور بمعنے قید و بکاف تازی بمعنے گشتے و درین جا ہر دو معنے درست است ۱۲ ۶؎ مبادا کاندراہ این قاف تعلیلیہ است ان فعل مبادا بہ دلیلش بضرورت شعر موخر گردیدہ لے چون تا دستش گیرد و چہ اگر مبادا کہ در میر گرداب بمیرد و این شرط است و جزائے آن بیت آتی است ۱۲ رب المفخر الکاتب ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

همیگفت از میان موج تشویر[1] — مرا بگذار و دست یارِ من گیر
یہی کہتا تھا لہر پشیمانی کی سے — میرے تئیں چھوڑ اور ہاتھ میرے یار کا پکڑ

درین گفتن جہانے[2] بروی آشفت[2] — شنیدندش کہ جان میداد و میگفت
بیچ اس کہنے کے ایک جہان جوش میں آیا — سنا اُسکو کہ جان دیتا تھا اور کہتا تھا

حدیث عشق زان بطال منیوش — کہ در سختی کند یاری فراموش
بات عشق کی اوس بطال سے مت سن — کہ بیچ سختی کے کرے یاری بھلانا

چنین کردند یاران زندگانی — ز کار افتادہ بشنو تا بدانی
ایسی کی ہے یاروں نے زندگانی — تجربہ کار سے سن تو جانے تو

کہ سعدی راہ و رسم عشقبازی — چنان داند کہ در بغداد تازی
کسواسطے کہ سعدی راہ و رسم عشقبازی کی — ایسی جانتا ہے کہ بیچ بغداد کے زبان عربی

دلآرامے کہ داری دل درو بند — وگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
دل آرام کہ رکھے تو دل بیچ اس کے باندھ — پھر آنکھ تمام عالم سے بند کر

اگر مجنون و لیلی زندہ گشتے[3] — حدیث عشق ازین دفتر نوشتے
اگر مجنون اور لیلی زندہ ہوتے — بات عشق کی اس دفتر سے لکھتے

باب ششم در ضعف[4] پیری
باب چھٹا ناتوانی اور بڑھاپے میں

حکایت با طائفہ دانشمندان در جامع دمشق بحثے ہمیکردم کہ جوانے
ساتھ چند داناؤں کے دمشق کی مسجد کچھ بحث کرتا تھا میں کہ ایک جوان
درآمد و گفت درین میان کسی ہست کہ زبان پارسی داند غالب
دروازے سے اندر آیا اور بولا اس مجمع میں کوئی شخص ہے کہ زبان فارسی جانے اکثر
اشارت بمن کردند گفتمش خیرست گفت پیری صد و پنجاہ سالہ
لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا میں نے کہا خیر ہے کہا ایک بوڑھا ڈیڑھ سو برس کا

۱ تشویر در طرح بمعنے خجالت ست و اشارت کردن آوردہ دریں جا بمعنے ہلاک معلوم میشود لیکن این معنے از کتب عربیہ بثبوت نمیرسد ۱۲ ۲ خیابان ۲ آشفت بمعنے پریشان شد و بغضب آمد ۱۲ ۳ ای زندہ مے شدی ہر یک و مراد و ازین دفتر باب پنجم گلستانست باہمیں حکایت ۱۲ ز ص و ح ۱۲ ۴ ضعف بالفتح و الضم سستی و ناتوانی خلاف قوت در تارنخیست کہ اول کسیکہ پیر شد ابراہیم علیہ السلام بود کہ ہرگاہ موئے سپید در ریش خود دید گفت اے پروردگار من این چیست خدائے تعالٰی فرمود نور من است و وقار من گفت اے پروردگار میفزا بر من نور و وقار ۱۲ ص ر س ۱۲ ر ب الفغر لکا تیر ۱۲

در حالت نزع است و بزبان عجم چیزے ہمیگوید و مفہوم مانمی گردد اگر
قریب الموت ہے اور زبان عجم میں کچھ کہتا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا اگر از راہ
بکرم رنجہ شوی مزد یابی باشد کہ وصیتے ہمیکند چون بہ بالینش
مہربانی چلئے تو اجر پایئے گا شاید کہ کچھ وہ وصیت کرتا ہے جو اوپر مہربانی اُس کے کے
فراز آمدم این بیت میگفت قطعہ
آیا میں یہ بیت کہتا تھا

دمی چند گفتم بر آرم بکام ایک دم کتنے کہا میں نے برآوٗں گا میں ساتھ مقصد کے	دریغا کہ بگرفت راہ نفس افسوس کہ بند ہوئی راہ آمد ورفت دم کی
دریغا کہ بر خوان الوان عمر افسوس کہ اوپر خوان رنگ برنگ عمر کے	دمی چند خوردیم و گفتند بس ایک دم کھایا میں نے اور کہا بس کر

معانی این سخن بزبان عربی باشامیان ہمیگفتم و تعجب ہمیکردند از عمر
معنے اس بات کے زبان عربی میں ساتھ شامیوں کے کہے میں نے اور تعجب کرتے تھے عمر
دراز و تاسف او ہمچنان بر حیات دنیا گفتم چگونہ درینحالت گفت چہ گویم قطعہ
دراز اور افسوس اُسکے سے ایسا اوپر زندگی دنیا کے کہا میں نے کس طرح ہے تو بیچ اس حالت کے کہا کیا کہوں میں

ندیدہ کہ چہ سختی ہمیرسد بکسے نہیں دیکھا ہے تو نے کہ کیا سختی پہونچی اُس کو	کہ از دہانش بدر میکنند دندانے کہ منہ اس کے سے باہر کرتے ہیں دانت
قیاس کن کہ چہ حالش بود در انساعت قیاس کر کہ کیا حال اُسکا ہووے اُس ساعت میں	کہ از وجود عزیزش بدر رود جانے کہ بدن عزیز اُسکے سے باہر جاتی ہے جان

گفتم تصور مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر طبیعت مستولی مگردان کہ
کہا میں نے صورت باندھنا موت کا خیال سے باہر کر اور وہم کے تئیں اوپر طبیعت کے غالب مت کر کہ
فیلسوفان یونان گفتہ اند مزاج اگرچہ مستقیم بود اعتماد بقا را نشاید
عقلائے یونان نے کہا ہے مزاج اگرچہ صحیح ہو اعتماد بقا کا لایق نہیں

ن قدم — ن رسد بجان کے — ن جان

سلہ رنجہ شوی یعنے رنجیدہ شوی واین کنایہ از رفتن باشد ۲ سہ مزد بالضم بمعنے اجرت خواہ در دنیا مراد باشد خواہ در آخرت ۳ سہ بیت کلام منظوم سخن پس شامل باشد ہر دو بیت را ۱۲ امر د ۴ سہ بگرفت صیغہ ماضی از گرفتن بمعنے بستہ شدن ۱۲ ۵ سہ الوان بالفتح جمع لون بمعنے رنگ ۱۲ ۶ سہ گفت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر میشود فرزند آدم و پیر میشود و خصلت یکے حرص و دیگر طول امید ۱۲ اس ۷ سہ یعنے قیاس کن بسختے کہ پیشتر ہنگام برآوردن دندان باشد حال سختے بدر رفتن جان را کہ در رگ و پے جا دارد از سختے برآوردن دندان اشتقاق مضاعف خواہد بود ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲

ومرض اگرچه هائل[۱] بود دلالت کلی بر هلاک نکند اگر فرمائی طبیبے را
اور بیماری اگرچہ سخت ہو دلالت کلی مرنے پر نہیں کرتی اگر تو فرماوے حکیم کو
بخوانیم تا معالجت کند دیده پر آب کرد و بخندید و گفت مثنوی
بلاؤں کہ علاج کرے آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور ہنسا اور کہا

دست[۲] بر هم زند طبیب ظریف	چون خرف[۳] بیند اوفتاده حریف
افسوس کرے طبیب دانا	جب بے ہوش دیکھے پڑا ہوا ہم صحبت کو
خواجه در بند نقش ایوان ست	خانه از پای[۴] بست ویرانست
صاحب خانہ محل کے نقش کرنے کی فکر میں ہے	گھر بنیاد سے ویران ہے
پیرمردے به نزع[۵] می نالید	پیرزن صندلش همی مالید
ایک بڈھا مرد جان نکلنے سے روتا تھا	بڑھیا صندل اوس کے سر پر لگاتی تھی
چون مخبط[۶] شد اعتدال[۷] مزاج	نه عزیمت[۸] اثر کند نه علاج
جب مختل ہوگیا اعتدال مزاج کا	نہ افسون اثر کرتا ہے نہ علاج

حکایت پیرے را حکایت کنند که دختری خواسته بود و حجره بگل آراسته
ایک بڈھے کی نقل کرتے ہیں کہ ایک لڑکی سے عقد کیا تھا اور حجرے کی گل سے کی تھی
و بخلوت با او نشسته و دیده و دل در و بسته شبهائی دراز نخفتے و بذلها و
اور تنہائی میں اس کو لئے بیٹھا تھا اور دیدہ و دل اوس سے متعلق رکھتا تھا بڑی راتوں کو نہ سوتا اور ہنسی اور
لطیفها گفتی باشد که وحشت و نفرت نگیرد و موانست پذیرد و از ان
دل لگی کی باتیں کہتا تھا شاید کہ وحشت اور نفرت نہ کرے اور انس قبول کرے حاصل کلام
جمله شبی میگفت بخت بلندت یار بود و چشم دولت بیدار که بصحبت پیرے افتادی پخته پرورده
ایک شب کہتا تھا نصیبا بلند تیرا یار تھا اور آنکھ دولت کی بیدار کہ بیچ صحبت ایک بڈھے کے پڑی تو پکا پالا ہوا
جهاندیده آرمیده سرد و گرم کشیده نیک و بد آزموده که حقوق صحبت بداند و شرط مودت
جہاں دیکھا ہوا آرام کیا ہوا سرد و گرم زمانے کا کھینچا ہوا نیک و بد آزمایا ہوا کہ حق صحبت کے جانے اور شرط دوستی کی

[۱] مراد از هائل درینجا مرضیست که مهلک باشد و از دیدن آن خوف برسد ۱۲ [۲] دست بر هم زنده آه یعنے تاسف کند طبیب خوش طبع ۱۲
[۳] خرف بفتح خائے معجمه و کسر رائے مهمله و آخر فا بمعنے بیعقل و بے حواس ۱۲ [۴] پائے بست بهار رے فارسی اول و تازی در ثانی بمعنے
بنائے خانه و آنرا شاید یا بند هم گویند ۱۲ [۵] نزع بالفتح بمعنے جان کندن ۱۲ [۶] مخبط اسم مفعول از تخبیط بمعنے دیوانه و بیعقل
کردن ۱۲ [۷] اعتدال مزاج آنرا گویند که مزاج شخصے به روشے که سزاوار اوست باشد ۱۲ [۸] عزیمت بعین مهمله و زائے معجمه و آخر
فوقانی بر وزن کریمه بمعنے افسون و نوشتن فوقانی در آخر حسب رسم خط فارسیان است ۱۲ رب اغفر لکاتبه ۱۲ ۱۲

بجا آورد مشفق مہربان خوش طبع شیرین زبان مثنوی
بجا لاوے شفقت کرنے والا مہربانی کرنے والا اچھی طبیعت میٹھی زبان

تا توانم دلت بدست آرم	ور بیازاریم نیازارم
جب تک ہو سکے دل تیرا ہاتھ میں لوں	اور اگر تو مجھے ستانے میں آزردہ نہ کروں
ورچو طوطی شکر بود خورشت	جان شیرین فدای پرورشت
اور اگر مثل طوطی کے شکر تیری غذا ہو	جان شیریں تیری پرورش پر فدا ہے

نہ گرفتار آمدی بدست جوانی معجب[۲] خیرہ[۳] روی تیرہ[۴] رائے سبکپائی[۵] کہ
نہ پھنسی تو پھندے میں کسی جوان مغرور ضعیف العقل جلد باز واہی کے کہ
ہر دم ہوسی پزد و ہر لحظہ رائی زند و ہر شب جائی خسپد و ہر روز یاری گیرد قطعہ
ہر لحظہ نئی حرص کرے ہر ساعت نئی اپچ لے اور ہر رات نئے مقام میں سوئے اور ہر روز ایک نیا یار پیدا کرے

جوانان خرم اند و خوب رخسار	ولیکن در وفا با کس نہ پایند[۶]
جوان لوگ اگرچہ ہنس مکھ اور خوب صورت ہوتے ہیں	ولیکن وفا میں کسی سے قائم نہیں رہتے
وفاداری مدار از بلبلان چشم	کہ ہر دم بر گل دیگر سرایند
وفاداری کی توقع بلبلوں سے نہ رکھ	کہ ہر ساعت ایک نئے پھول پر بولتے ہیں

اما طائفہ پیران کہ بعقل و ادب زندگانی کنند نہ بمقتضائے جہل و جوانی فرد
لیکن بڈھے آدمی کہ عقل اور ادب سے زندگی بسر کرتے ہیں نہ نادانی اور جوانی کی اقتضا سے

ز خود بہتری جوی و فرصت شمار	کہ با چون خودی گم کنی روزگار
اپنے سے بہتر کو تلاش کر اور غنیمت جان	اپنے مثل کے ساتھ اوقات ضائع کرے گا

گفت چندان بریں نمط بگفتم کہ گمان بردم کہ دلش در قید من آمد و صید
کہا اتنی باتیں میں نے اس طرح سے کہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ دل اوس کا میرے جال میں پھنس گیا اور میرا شکار
من شد ناگہ نفسی سرد از دل پر درد بر آورد و گفت چندین سخن کہ گفتی در ترازوے
ہو گئی کہ یکایک اوس جلے دل پر درد سے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بولی اتنی باتیں کہ کہیں تو نے بیچ ترازو دے

۱ اے بقدر امکان ترا راضی دارم و اگر تو مرا آزردہ کنی من ترا آزردہ نکنم و انتقام نکشم و ممکن کہ نیازارم مرکب از نیاز دارم باشد یعنے اگر بیازارے عوض آن عجز و نیاز پیش آرم این معنے درین مقام ابلغ است ۱۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ ۲ معجب اسم فاعل از اعجاب یعنے خود بینے و خود ستا نیست فور اللہ ۱۲ ۳ خیرہ بکسر خائے معجمہ اینجا بمعنے مغلوب و عاجز ۱۲ ۴ بدکہ بہتر کسیکہ در کار تامل نکند و شتاب کار باشد ۱۲ ۵ سبکپای کسیکہ بر یک جا قرار نگیرد و ہرزہ گرد باشد ۱۲ ۶ نیا پندائے قائم و ثابت قدم نباشد ۱۲ ۷ اے در صحبت کسیکہ برابر تست در فضیلت ضائع کنی زمانہ عمر خود را پس تو کہ جوان ہستی مرد جوان مساوی تو بود و پیر در حق تو بہتر است ۱۲ رب اغفر الکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

عقل من وزن آن یک سخن ندارد که وقتے از قبیلۂ خویش شنیده ام که
عقل میری کے وزن ایک بات کا نہیں رکھتا ہے کہ ایک وقت قوم اپنی سے سُنتا ہے میں نے کہ

گفت زن جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند بہ از آنکہ پیرے قطعہ
کہا عورت جوان کے تئیں اگر ایک تیر بیچ پہلو کے بیٹھے بہتر اس سے کہ ایک بڈھا

لَمَّا رَأَتْ بَیْنَ یَدَیْ بَعْلِهَا
جسوقت دیکھا اس عورت نے سامنے خاوند اپنے کے

شَیْئًا کَارْخٰی فِیْ شَفَةِ الصَّائِمِ
ایک چیز کو مانند لب لٹکے ہوئے نرم روزہ دار کے

تَقُوْلُ هٰذَا مَعَهٗ مَیِّتٌ
کہتی تھی وہ رنڈی یہ خصم ساتھ اُس کے ایک مُردہ ہے

وَاِنَّمَا الرُّقْیَةُ لِلنَّائِمِ بَاعِیْ
اور سوا اسکے نہیں ہے کہ افسوں واسطے سونیوالے کے ہے

زن کز بر مرد بی رضا برخیزد
عورت رنڈی اگر مرد کے پاس ناخوش اُٹھی

بس فتنہ و جنگ از آن سرا برخیزد
بہت فتنے اور لڑائیاں اُس گھر سے پیدا ہوں

پیرے کہ ز جای خویش نتواند خاست
وہ بڈھا کہ اپنی جگہ سے نہیں اُٹھ سکتا

الا بعصا کیش عصا برخیزد
مگر لاٹھی کے زور سے کب اوسکا آلت اُٹھ سکتا ہے

فی الجملہ امکان موافقت نبود بمفارقت انجامید چون مدت عدت
حاصل کلام کا موافقت ممکن نہ تھی بد آئی ہوگئی جب زمانہ عدت کا

برآمد عقد نکاحش بستند با جوانے تند ترشروی تہیدست بدخوی جور و جفا
آخر ہوچکا اوسکا عقد نکاح باندھا ایک جوان تند خو بد مزاج مفلس بدخو کیساتھ ظلم اور اذیت

کشیدے و رنج و عنا دیدی که شکر نعمت حق ہمچنان گفتے الحمدللہ کہ
کھینچی اور رنج اور غم دیکھتی اور شکر نعمت خدا کا ویسا ہی کہتی کہ شکر خدا کا

ازان عذاب الیم برہیدم و بدین نعیم مقیم برسیدم قطعہ
اوس عذاب جانکاہ سے نکلی ہوں اور اس دولت دائمی کو پہونچی میں

روی زیبا و جامۂ دیبا
منہ زینت دار اور کپڑا دیبا کا

صندل و عود و رنگ و بوی و ہوس
صندل اور عود اور رنگ اور بوئے اور ہوس

۱؎ گفت فاعل این فعل ہمان قبیلہ زن باشد ۱۲ ۲؎ بعل بفتح موحدہ و سکون عین مہملہ یعنی شوہر و ارخی ابہت براء مہملہ خاء معجمہ بر وزن اعلی بمعنی سست تر رقیہ بضم رائے مہملہ سکون قاف و فتح تحتانیہ و آخر فوقانی یعنی افسون ۱۲ ادب فروہشتہ اشارہ بسوئے ذکر پیر است و افسون کنایہ از حرکاتے کہ باعث ہیجان شہوت باشد ۱۲ ۳؎ الا بعصا عصائے اول بمعنی چوب دستے کہ پیران باسعادت آن راہ روند و عصائے دوم کنایہ از آلت وصل باشد ۱۲ ارب اغفر لکاتبہ ۱۲

این ہمہ زینت زنان باشد
یہ سب زینت عورتوں کی ہووے
با این ہمہ جور و تند خوئے
باوجود اس ظلم اور بد مزاجی کے
با تو مرا سوختن اندر عذاب
تیرے ساتھ مجھے جلنا دوزخ میں
بوئے پیاز از دہن خوبروئے
بو پیاز کی خوبصورت کے منہ سے

مرد را گیر و خایہ زینت بس فرد
مرد کو گیر اور خایہ زینت بہت ہے
نازت بکشم کہ خوبروئے قطعہ
تیری ناز برداری کروں کہ تو خوب صورت ہے
بہ کہ شدن با دگرے در بہشت
بہتر ہے جانے سے اوروں کے ساتھ بہشت میں
بہ تحقیق کہ گل از دست زشت
اچھی معلوم ہوتی ہے بدصورت کے ہاتھ کے پھول سے

حکایت مہمان پیرے بودم در دیار بکر کہ مال فراوان داشت و فرزندے
مہمان ایک بڈھے کا ہوا میں دیار بکر میں کہ مال بہت رکھتا تھا اور ایک بیٹا
خوبروی شبے حکایت کرد کہ مرا در عمر خویش بجز این فرزند نبودہ است
خوبصورت ایک رات حکایت کرتا تھا کہ میرے تئیں بیچ عمر اپنی کے سوائے اس لڑکے کے نہیں ہوا ہے
درختے درین وادی زیارت گاہ است کہ مردمان بحاجت خواستن
ایک درخت اس جنگل میں زیارت گاہ ہے کہ لوگ مراد مانگنے کو
آنجا روند شبہائے دراز در پائے آن درخت بخدا نالیدہ ام تا مرا این فرزند
وہاں جاتے ہیں بڑی بڑی راتوں کو اس درخت کے نیچے درگاہ خدا میں رویا ہوں تب مجھے یہ
بخشیدہ است شنیدم کہ پسر با رفیقان آہستہ میگفت چہ بودے
بیٹا دیا ہے میں نے سنا کہ لڑکا رفیقوں سے آہستہ کہتا تھا کیا خوب ہوتا
اگر من آن درخت را بدانستمی کہ کجاست تا دعا کردمی کہ پدرم بمردے
اگر میں اس درخت کو جانتا کہ کہاں ہے تاکہ دعا کرتا کہ میرا باپ مرجاوے
حکمت خواجہ شادی کنان کہ فرزندم عاقلست و پسر طعنہ زنان کہ پدرم فرتوتست
صاحب خانہ خوشی کرنے والا ہے کہ میرا بیٹا عقلمند ہے طعنہ زنی کر رہا ہے کہ میرا باپ بے وقوف ہے

۱ چرا کہ زنان مرد را قبول کنند بسبب کیر و خایہ اگرچہ فقیر باشد ۱۲ ۲ مہمان پیری بودم آہ تعلق این حکایت با سابق باین وجہ است
کہ پیری ہیچ ازان نہ تنہا زن نفرت کند بلکہ جگر گوشگان ہم از وے دوری جویند و مرگ او را خدا خواہند فایدہ درین آنست کہ در صحبت
عیال و اطفال محبت خوب نیست کہ ایشان تا بقائے قوت بدن و جوانی آشنا ہستند و در پیری بخوف خدمت گذاری بیگانہ و نا آشنا
میشوند ۳ درین اشارت است باینکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بسیار سیاحت‌ہا جہانش بود این میزبان درین شب حکایت
شود ۱۲ ۴ مردے سگ ۵ کہ دران وقت بود ۱۲ ۵ یعنی پیدا شدہ ۱۲ ۶ یعنی بدرگاہ جل و علا بسیار تضرع کردہ ام ۱۲ ۷
فرتوت یعنی پیر سالخوردہ و کوتاہ عقل ۱۲ اجابت مع الغرض سر ورے ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

قطعہ سالہا بر تو بگذرد کہ گذار
برسوں تجھے گذرتے ہیں کہ گذر
تو بجائی[1] پدر چہ کردی خیر
تو نے باپ کے حق میں کیا نیکی کی

نکنی سوی تربت پدرت
نہیں کرتا اپنے باپ کی قبر کی طرف
تا ہمان چشم داری از پسرت
کہ وہی امید رکھے تو اپنے بیٹے سے

حکایت روزے بغرور جوانی سخت[2] راندہ بودم وشبانگہ بپای گریوہ[3]
ایک دن میں جوانی کی امنگ میں تیزی سے راہ چلتا تھا اور رات کے وقت ایک ٹیلے کے نیچے
سست ماندہ پیر مردے ضعیف از پس کاروان ہمی آمد گفت
تھک کے رہ گیا تھا ایک بڈھے مرد ضعیف ناتوان قافلے کے پیچھے آتا تھا کہا
چہ خسپی کہ نہ جای خفتن ست گفتم چون روم کہ نہ پای رفتن ست گفت
کیا ہوتا ہے تو کہ مقام سونیکا نہیں ہے میں نے کہا کیونکر چلوں کہ طاقت چلنے کی نہیں ہے بولا
این نشنیدہ کہ صاحبدلان گفتہ اند رفتن ونشستن بہ کہ دویدن وگسستن[4] قطعہ
یہ نہیں سنا تو نے کہ صاحب دلوں نے کہا ہے چلنا اور بیٹھنا بہتر ہے دوڑنے اور تھک جانے سے

اے کہ مشتاق منزلی مشتاب
اے کہ مشتاق منزل کا ہے تو مت دوڑ
اسپ تازی دو تگ[5] رود بشتاب
گھوڑا عربی دو دہ حملے کر سکتا ہے دوڑ کے

پند من کار بند و صبر آموز
میری نصیحت پر عمل کر اور تحمل سیکھ
اشتر آہستہ میرود شب و روز
اونٹ آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے رات و دن

حکایت جوانے چست لطیف خندان شیرین زبان در حلقہ عشرت ما
ایک جوان چالاک اور شگفتہ رو اور شیریں ہماری عشرت کے جھنڈ میں
بود کہ در دلش از ہیچ نوع غم نیامدے ولب از[6] خندہ فراہم[7] نیامدے روزگاری بر آمد کہ
تھا کہ اس کے دل میں کسی طرح سے غم نہ آتا اور لب ہنسی سے بند نہ ہوتے ایک زمانہ گذرا کہ
اتفاق ملاقات نیفتاد وبعد ازان دیدمش زن خواستہ وفرزند خاستہ
اتفاق اوس کی ملاقات کا نہوا بعد اوس کے دیکھا میں نے اسے کہ جورو کی اور لڑکے پیدا ہو گئے

[1] لفظ جائی درینجا زائد است و در بعضے نسخ بجان پدر واقع شدہ و درین صورت این لفظ زاید نیست ۱۲ [2] سخت راندہ بودم اے بسیار رفتہ بودم ۱۲ [3] گریوہ بفتح وکسر کاف فارسی یعنے پشتہ بلند ۱۲ [4] گسستن بکاف فارسی مضموم یعنے شکستگی و این جا کسر اعضا ارادہ کہ وہ گسستگی دشتہ حیات ۱۲ [5] تگ بفتح فوقانی وسکون کاف تازی بمعنے حملہ و لیز بمعنے قلیل و اندک یعنے اسپ تازی دو حملہ یا اندک راہ بسرعت واستعجال میرود و باز ماندہ ۱۲ شرح وغیرہ [6] یعنے ہموارہ چنان بخندید کہ لب بالہم بستہ نشد ۱۲ [7] فراہم اے فراہم نیامدے ۱۲ [8] زن خواستہ یعنے کتخدائے کردہ فرزندان خاستہ اے حاصل شد ادرا اولاد ۱۲ [9] اش بسب اغلب کاتبہ ۱۲

۱۲ ۱۲

و بیخ نشاطش بریده و گل رویش پژمریده پرسیدمش چگونه و چه حالت
اور اُس کی خوشی کی جڑ کٹ گئی اور پھول سا چہرہ اُسکا مرجھا گیا پوچھا مین نے اوس سے کہ کس حال میں ہے اور کیا حالت
است گفت تا کودکان بیاوردم دگر کودکی نه کردم شعر
ہے بولا جب سے لڑکے پیدا کئے میں نے لڑکپن نہیں کیا میں نے

مضیٰ الصِّبیٰ وَالشَّیبُ غَیَّرَ لِمَّتِی
جوانی گذر گئی اور بڑھاپے نے میرے سر کے بالوں کو سفید کیا
وَکَفیٰ بِتَغَیُّرِ الزَّمَانِ نَذِیرًا
اور کافی ہے رنگ برنگ ہونا زمانے کا ڈرانے کو

فرد چون پیر شدی ز کودکی دست بدار
جب بڑھا ہوا تو لڑکپن سے ہاتھ کھینچ
بازی و ظرافت بجوانان بگذار **مثنوی**
کھیل اور خوش طبعی واسطے نوجوانون کے چھوڑ

طرب نوجوان ز پیر مجوی
خوشی امرد کی بڈھے سے مت طلب کر
که دگر ناید آب رفته بجوی
کہ پھر کے نہیں آتا پانی ندی میں

زرع را چون رسید وقت درو
کھیت کا جب آیا وقت کٹنے کا
نخرامد چنانکه سبزهٔ نو
نہیں لہلہاتا مثل نئے سبزے کے

قطعه دور جوانی بشد از دست من
زمانہ جوانی کا گیا میرے ہاتھ سے
آه و دریغ آن زمن دلفروز
آہ اور افسوس وہ زمانہ دل کا روشن کرنے والا

قوّتِ سرپنجهٔ شیری برفت
زور پنجہ شیری کا جاتا رہا
راضیم اکنون به پنیری چو یوز
راضی ہوں میں اب پنیر کے ٹکڑے پر مثل چیتے کے

پیرزنی موئے سیه کرده بود
ایک بڑھیا نے بال سیاہ کئے تھے
گفتمش ای مامک دیرینه روز
میں نے اس سے کہا اے ماں پرانی

موئے به تلبیس سیه کرده گیر
بال فریب سے سیاہ کر لے
راست نخواهد شدن این پشت کوز
پر سیدھی نہ ہوگی یہ پیٹھ کبڑی

حکایت وقتی بجهل جوانی بانگ بر مادر زدم دل آزرده بکنجے بنشست
ایک دن جوانی کے جوش میں ماں پر چیخ اٹھا ماں خفا ہوکے ایک گوشے میں بیٹھ گئی

۱؎ مضی آہ صبی بالکسر والف مقصورہ بمعنے کودکی و شیب بفتح شین معجمہ و سکون تحتانی بمعنے پیری و لمتی بضم لام و تشدید میم و آخر فوقانی بمعنے موئے سر و در اکثر نسخ این شعر چنین واقع شدہ شعر مضی زمان الصبی و الشیب غیرنی وکفی بتغیر الزمان نظیرا گذشت وقت کودکی و پیری تغییر داد مرا و پسندست آن تغییر من برائے تعبیر زمانہ از روئے مثال چہ نشستے نمونہ از خردار لیست ۱۲ اس ۲؎ راضیم آہ راضی بودن بوز بہ پنیر از انست کہ یوز کہ آن ہر اکہ چیتا نامند بسیار ضعیف الجثہ باشد و ظاہر اما خوداست از یوزیدن بمعنے جستن ۱۲ خیابان ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲ ۱۲

وگریان ہمیگفت مگر خردی فراموش کردی کہ درشتی میکنی **قطعہ**
اور روتی ہوئی کہنے لگی شاید کہ لڑکپن تو بھول گیا کہ اسطرح سختی کرتا ہے

چہ خوش گفت زالے بفرزند خویش
کیا خوب کہا ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے سے
چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
جب دیکھا اور اسکو پہلوان اور قوی تن

گر از عہدِ خردیت یاد آمدے
اگر زمانہ لڑکپن کا تجھے یاد آتا
کہ بیچارہ بودی در آغوش من
کہ بے بس تھا میری گود میں

نکردی درین روز بر من جفا
کبھی نہ کرتا آج کے دن مجھ پر ظلم
کہ تو شیر مردی و من پیرزن
کہ تو پہلوان ہے اور میں بڑھیا

حکایت توانگرے بخیل را پسرے رنجور بود نیک خواہان گفتندش کہ ختم
ایک بخیل مالدار کا لڑکا بیمار تھا خیر خواہوں نے اس سے کہا کہ قرآن
قرآنے کنی از بہروی یا بذل[1] قربانی لختے باندیشہ فرو رفت و گفت
ختم کرے تو اُس کے لئے یا تقسیم گوشت قربانی تھوڑی دیر تک فکر میں رہا اور کہا
ختم مصحف اولیٰ ترست کہ گلہ دور ست صاحبدلے بشنید گفت ختمش
قرآن مجید کا ختم بہتر ہے کہ گلہ دور ہے ایک صاحب دل نے سُنا اور کہا ختم قرآن کا
بعلت آن اختیار آمد کہ قرآن برسر زبان ست و زر در میان جان **مثنوی**
اس سبب سے اوسے پسند آیا کہ قرآن زبان پر ہے اور مال جان کے اندر

دریغا[2] گردن طاعت نہادن
افسوس ہوتا فرمانبرداری خدا کی کرتا
گرش ہمراہ بودے دستِ دادن
اگر اوسکے ساتھ ہوتا ہاتھ بخشش کا

بدیناری چو خر در گل بمانند
واسطے ایک دینار کے مانند گدھے کے کیچڑ میں پھنس جائیں
ور الحمدے بخواہی صد بخوانند
اور اگر الحمد کہنے کو کہو سَو دفعہ پڑھ ڈالیں

حکایت پیر مردے را گفتند چرا زن نکنی گفت با پیرزنانم الفت نیست
ایک بڈھے کو کہا کیوں جورو نہیں کرتا تو بولا بڑھیوں سے مجھے الفت نہیں

[1] بذل بفتح موحدہ وسکون ذال معجم بمعنے صرف کردنی بیائے مجہول بمعنے اندکے ۱۲ [2] دریغا بکسر دال ورائے مہملتین بمعنے اندوہ و افسوس الف در آخر برائے مذبہ باشد و مذبہ بالضم بمعنے گریستن بر کسے باشد و نزد بعضے این الف برائے کثرت باشد اے بسیار افسوس و بعضے این الف برائے ربط گفتہ اند اے افسوس بودے پس بر تقدیر بمعنے اول جزائے شرط محذوف شد یعنے چہ خوش بودے و بر تقدیر بمعنے ثانی و ثالث ہمیں دریغ افسوس جزائے مقدم شرط مؤخر باشد خلاصہ اینکہ اگر ہمراہ عبادت چیزے دادن ہم واجب بودے بسیار جائے افسوس بودے ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

پس آنرا که جوان باشد با من که پیرم دوستی چگونه صورت بندد قطعه

پس اوس کے تئیں کہ جوان ہووے ساتھ میرے کہ بڈھا ہوں میں دوستی کیونکر صورت باندھے

پیرِ[1] هفتاد ساله جوانی مکنه ॥ کور مقری بخواب بیند چشم روشن

بڈھا ستر برس کا جوانی کرتا ہے ॥ اندھا مادر زاد خواب میں دیکھے چشم روشن

زور باید نه زر که بانو را ॥ گزرے سخت به که ده من گوشت

زور چاہیئے نہ مال گھر کی بی بی کو ॥ عضو مخصوص سخت بہتر ہے دس من گوشت سے

حکایت منظومه

کہانی نظم میں

شنیده ام که درین روزها کهن پیرے ॥ خیال بست به پیرانه سر که گیرد جفت

سنا میں نے کہ ان دنوں میں ایک پرانے بڈھے نے ॥ قصد کیا بڑھاپے میں کہ جورو کرے

بخواست دخترکے خوبروی گوهر نام ॥ چو درج گوهرش از چشم مردمان بنهفت

بیاہ لایا گوہر نام ایک خوبصورت لڑکی کو ॥ در موتی کی ڈبی کیطرح اپنے لوگوں کی آنکھوں سے چھپایا

چنانکه رسم عروسی بود تمنا[2] کرد ॥ ولے بحمله اول عصاے[3] شیخ بخفت

جیسا کہ معاملہ بکارت ہوتا ہے آرزو کی ॥ پہلے ہی حملہ میں عضو مخصوص شیخ جی کا افسردہ ہوگیا

کمان کشید و نزد بر هدف که نتوان دوخت ॥ مگر بسوزن پولاد جامهٔ هنگفت

کمان کھینچی اور تیر اور نشانے کے نہ مارا کہ نہیں سی سکتا ॥ سوائے فولاد کے سوئی سے کپڑا موٹا

بدوستان گله آغاز کرد و حجت ساخت ॥ که خان و مان من این شوخ دیده پاک برفت

دوستوں سے شکوہ شروع کیا اور دلیل لایا ॥ کہ گھر اور بار میرا اس بیحیا نے سب تلف کیا

میان شوهر و زن جنگ و فتنه خاست چنان ॥ که سر بشحنه و قاضی کشید و سعدی گفت

شوہر اور جورو میں لڑائی ہوئی اور فتنہ برپا ہوا اسقدر ॥ کہ کوتوال اور قاضی تک معاملہ پہونچا اور سعدی نے کہا

پس از ملامت و شنعت گناه دختر نیست ॥ ترا که دست بلرزد گهر چه دانی سفت

اور ملامت اور بدگوئی کے کہ گناہ لڑکی کا نہیں ॥ تیرا کہ ہاتھ کانپتا ہے موتی پرونا کیا جانے

---

[1] پیر هفتاد ساله یعنی پیر هفتاد ساله جوانی مے کند و کور مقری اے نابینائی مادر زاد بخواب نه بیند چشم روشن و در بعضے نسخے این شعر بنظر نیامده واکثر شارحان گفته اند که این زبان دهاتین شیراز ست ۱۲ و همچنین گوش مخفف گوشت ۱۲ [2] ... [3] عصاے شیخ کنایه از آلت تناسل ۱۲ [4] هنگفت بفتح اول کاف فارسی مضموم و سکون نا بمعنے گنده و سطبر [5] بس بیاے موحد یعنی بس کن اے پیر از سرزنش و بدگوئے دختر که گناه دختر نیست قصور ضعف قوت مردمی تست شنعت بالضم زشتے دست لرزیدن کنایه از ضعف و گهر سفتن کنایه از آله و این لفظ نظر بنام دختر چه بجا واقع شده و سر روئے پس بباے فارسی خوانده گفت که بعد خلاف شنعت ... گناه دختر نیست راسد و خالی از تعقد نباشد شا. وخ وغیره ۱۲ رب اغفر لکاتبه ولوالدیه ۱۲

۱۲

باب ہفتم در تاثیر تربیت

ساتواں باب تاثیر تربیت میں

حکایت یکے را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندی فرستاد
ایک شخص وزیروں میں سے ایک بیٹا کند ذہن رکھتا تھا ایک معلم کے حضور میں بھیجا

کہ مر این را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگاری تعلیم کرد مؤثر نبود
کہ اسے تعلیم کر شاید کہ فہیم ہو جاوے ایک مدت تک اوسے علم سکھایا فائدہ نہ ہوا

پیش پدرش کس فرستاد کہ این عاقل نمیشود و مرا دیوانہ کرد قطعہ
اس کے باپ پاس آدمی بھیجا کہ یہ لڑکا صاحب فہم نہیں ہوتا اور مجھے سڑی کر دیا

ن: پیش پدرش فرستاد

ہیچ صیقل نکو نداند کرد
کوئی صیقل بہتر نہیں کر سکتا ہے

آہنے را کہ بدگہر باشد
اوس لوہے کو کہ اصل میں بُرا ہے

چون بود اصل جوہرے قابل
اگر ہو اصل فطرت شائستہ

تربیت را در و اثر باشد
تعلیم کو اوس میں اثر ہے

سگ بدریائے ہفتگانہ بشوی
کتے کو ساتوں دریاؤں میں دہووے تو

چونکہ تر شد پلید تر باشد
جب کہ تر ہوا زیادہ نجس ہے

خر عیسیٰ گرش بمکہ برند
عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکے میں لیجائیں

چون بیاید ہنوز خر باشد
جب پھر آئے ویسا ہی گدھا ہے

حکایت حکیمے پسران را پند ہمیداد کہ ای جانان پدر ہنر آموزید کہ
ایک عاقل اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتا تھا کہ اے باپ کے پیارو ہنر سیکھو کہ

ن: درشکل

ملک و دولت دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در سفر محل خطر ست یا دزد
ملک اور دولت دنیا کی اعتماد کے لائق نہیں اور چاندی اور سونا سفر میں معرض تلف میں ہے یا چور

بیکبارہ ببرد یا خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمۂ زائندہ است و دولت
ایک مرتبہ لے جائے یا مالک بتدریج کھا جائے لیکن ہُنر بڑھنے والا چشمہ ہے اور دولت

ا کودن بروزن روزن بمعنے کم فہم لفظ عربیست ۱۲ ص ۲ صیقل بالفتح زنگ زدائندہ شمشیر و آئینہ وغیرہ در استعمال عجم نام صنعت مذکورہ است حاصل کہ ہیچ صیقل نکو نتواند کرد آئینے را الخ ۱۲ ازص دس وغیرہ ۱۲ ۳ جوہر بالفتح گوہر و مراد اصل و نژاد و ذات ۱۲ از شرح ۱۲ ۴ لفظ ہفتگانہ برائے لبنداد دست چنانچہ دوگانہ و سہ گانہ مراد از ہفت دریا ہفت دریائے مشہور است منسوب باقالیم ہفتگانہ ۱۲ امر درئی ۵ چشمہ زائندہ آنکہ آبش مدام از زمین بجوشد ماہ لہذا دریائے صفاہان بزائندہ رود شہرت دارد ۱۲ اخ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پاینده اگر هنرمند از دولت بیفتد غم نباشد که هنر در نفس خود دولتست

پائدار اگر صاحب ہنر مفلس ہو جائے پروا نہیں کہ ہنر بذات خود ایک دولت ہے

هر کجا که رود قدر بینید و بر صدر نشیند و بی هنر لقمه چیند و سختی بیند شعر

ہنرمند جس مقام میں جائے عزت پائے اور مقام اعلےٰ میں بیٹھے اور بے ہنر بھیگ مانگے اور رنج اُٹھائے

سخت ست پس از جاه تحکم[۱] بردن

سخت ہے پیچھے مرتبے سے حکم کا لے جانا

خو کرده بناز جور مردم بردن قطعه

خو کیا ہوا ساتھ ناز کے ظلم لوگوں کا لیجانا

وقتی افتاد فتنهٔ در شام

کسی زمانے میں ملک شام پر کچھ حادثہ واقع ہوا

هر کس از گوشهٔ[۲] فرا رفتند

ہر شخص ایک طرف سے چلا گیا

روستا زادگان[۳] دانشمند

دہقان زادے عقلمند

به وزیری پادشاه رفتند

وزیر ہونے کے واسطے بادشاہ کے حضور میں گئے

پسران وزیر ناقص عقل[۴]

بیٹے وزیر کے ناقص عقل

بگدائی بروستا رفتند

واسطے بھیک کے بیچ گاؤں کے گئے

حکایت یکی از فضلا تعلیم ملک زاده همی کردی و ضرب[۵] بی محابا

ایک شخص علمائے زمانہ سے شاہزادے کو تعلیم کرتا تھا اور بے دھڑک

زدی و زجر بقیاس کردی باری پسر از بیطاقتی شکایت پیش پدر برد و جامه

مارتا اور بہت سرزنش کرتا ایک مرتبہ لڑکا بے طاقتی سے باپ کے حضور میں شاکی ہوا اور لباس

از تن دردمند برداشت پدر را دل بهم[۶] بر آمد استاد را بخواند و گفت پسران

بدن خستہ سے دور کیا باپ کا دل غصہ میں آیا اُستاد کو بلایا اور کہا کہ عوام کے بیٹوں پر

رعیت را چندان زجر روا نمیداری که فرزند مرا سبب چیست گفت سبب آنکه

اسقدر سرزنش تو نہیں کرتا جتنا کہ میرے بیٹے پر سبب کیا ہے بولا یہ سبب ہے کہ

سخن اندیشیده گفتن و حرکت پسندیده کردن همه خلق را علی العموم باید و پادشاهانرا

بات غور سے کہنا اور افعال لائق پسند کے کرنا ساری خلقت کو بالعموم چاہئے اور بادشاہوں کو

---

۱ تحکم از باب تفعل بمعنے بزور حکم کردن ۱۲ ۲ هر کس از آه ای هر کس از هر طرف فرا رفتند درین صورت لفظ فرا زائد گفتن حاجت ندارد ۳ روستا زادگان آه روستا بالضم دواد مجهول و فوقانی بمعنے ده باشند و هر دو آمده ۱۲ ب و اینجا بمعنے دوم مراد ست و پادشاه مخفف پادشاه و حذف چنین ها در فارسی اکثر آمده است ۴ ناقص عقل عطف بیان پسران است نه صفت آن زیرا که فصل در صفت و موصوف در محاورات فارسی جائز نیست ۱۲ خیابان ۱۲ ۵ زجر اگرچه در اصل بمعنے باز داشتن است لیکن در فارسی بمعنے تنبیه لازم که ضرب و سرزنش یا شد مستعمل و این هم با ضافت و بے اضافت ...... روا باشد ۱۲ ارخ ۶ ای غمگین شد ۱۲ رب اغفر لکاتبه ولوالدیه ۱۲ ۱۲ ۱۲

علی الخصوص بموجب آنکہ بردست وزبان ایشان ہر چہ رفتہ شود[1] ہر آئینہ
بالخصوص سبب اوسکا یہ کہ اُن کے ہاتھ اور زبان سے جو حرکت ہوتی ہے ، بے شک

بافواہ بگویند وقول وفعل عوام راچندان اعتباری نباشد قطعہ
چرچے میں آتی ہے اور عوام کے قول وفعل کا اتنا اعتبار نہیں ہوتا ہے ۔

اگر صد عیب دارد مرد درویش
اگر سو حرکتیں نالائق ہوں فقیر سے

رفیقانش یکے از صد ندانند
ہمنشین اوسکے ایک بھی سَو حرکتیں سے نجانیں

وگر یک[2] ناپسند آید زسلطان
اور اگر ایک فعل ناشائستہ بادشاہ سے ہو

راقلیمے باقلیمے رسانند
ایک ملک سے دوسرے میں پہونچائیں

پس واجب آمد معلم پادشاہزادہ را در تہذیب اخلاق خداوندزادگان
پس لازم ہوا بادشاہزادے کے معلم کو صاحبزادوں کی آراستگی افعال میں بڑھاوے

اَنبتھُمُ اللّٰہ[3] نباتاً حسناً اجتہاد[4] ازان بیش کردن کہ درحق ابنائے[5] عوام قطعہ
اُنہیں اللہ اچھا بڑھانا کوشش اوس سے زیادہ کرنا کہ حق میں لڑکوں عوام کے

ہر کہ در خردیش ادب نکنی
جو شخص لڑکپن میں اوسکو تربیت نہ کرے

در بزرگی فلاح[6] ازو برخاست
جوانی میں خیر کی اوس سے رخصت ہے

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
گیلی لکڑی کو جیسا چاہے توتم کردے

نشود خشک جز بآتش راست
نہیں ہوتی سوکھی لکڑی بدوں آگ دکھائے سیدھی

فرد ہر آن طفل کو جور آموزگار[7]
جو لڑکا کہ وہ ظلم سکھانے والے کا

نہ بیند جفا بیند از روزگار
نہ دیکھے بدی دیکھے زمانے سے

ملک را حسن تدبیر فقیہ[8] و تقریر جواب او موافق آمد
بادشاہ کو تدبیر خوب مسئلہ دان کی اور تقریر جواب اس کے کی پسند آئی

خلعت و نعمت بخشید و پایۂ منصب بلند گردانید
خلعت اور نعمت بخشی اور مرتبۂ منصب اوس کا بڑھایا

لہ اگر ایک بیجا کام کرے بادشاہ تو

[1] اشارہ بدانست کہ اگرچہ سہواً یا بے قصد از زبان براند وایں درادائے مقصود ابلغ است ۱۲ [2] وایں دعائیست در حق شاہزادگان وجملہ معترضہ است درمیان مسند ومسند الیہ ۱۲ [3] اجتہاد بمعنے کوشش کردن فاعل واجب آمد [4] ابنائے بفتح جمع ابن بمعنے پسر ۱۲ [5] فلاح بے فوز وبقاد نجات اسم مصدر از افلاح ست چنین ست در مختار صحاح وقول کسیکہ گفت نجات از اصل افعال تبغیہ کلام است اصلے ندارد ۱۲ ش [6] آموزگار بمعنے معلم استاد ۱۲ [7] فقیہ بفاء وقاف بسکون تحتانی وآخر ہائے غیر ملفوظ بمعنے عالم ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲ ۱۲

حکایت[۱] معلم کتابی[۲] را دیدم در دیار مغرب ترشروی تلخ گفتار بدخوی و
ایک مکتبی میانجی کو دیکھا میں نے ملک مغرب میں بدرو اور بدزبان بدخو

مردم آزار گدا طبع ناپرہیزگار کہ عیش مسلمانان بدیدن او تبہ گشتی و
اور ظالم گدا طبیعت اور بے قید کہ خوشی مسلمان کی اُسکے دیکھنے سے جاتی رہتی اور

خواندن قرآنش دل مردم سیاہ کردی و جمعی پسران پاکیزہ و دختران
اُسکا قرآن پڑھنا آدمی کے دل کو تاریک کرتا اور گئی لڑکے خوبصورت اور لڑکیاں

دوشیزہ[۳] بدست جفائے او گرفتار نہ زہرۂ[۴] خندہ نہ یارائے گفتار گاہ عارض سیمین
کنواری اُسکے دست ظلم میں مقید نہ مجال ہنسی کی نہ طاقت گفتگو کی کبھی ایک کے رخسارہ مصفا پر

یکے را طپانچہ زدے و گاہ ساق بلورین یکے را در شکنجہ کردے القصہ
طمانچہ مارتا اور کبھی ایک کی شفاف پنڈلی کو شکنجے میں کھینچتا غرض کہ

شنیدم کہ طرفی از خیانت[۵] نفس او معلوم کردند و بزدند و براندند پس آنگہ
سنا میں نے کہ تھوڑی سی بدی طینت اوس کی لوگوں نے معلوم کی اور مارا اور نکالدیا پھر بعد اُس کے

مکتب وے بمصلحے[۶] دادند پارسا سلیمے نیکمردے حلیمے کہ سخن جز بحکم ضرورت
مکتب ایک مرد صالح کو دیا پرہیزگار نرم دل نکوکار بردبار کہ سوائے وقت ضرورت کے بات

نگفتے و موجب آزار کس بر زبانش نرفتے کودکان را ہیبت اُستاد
نہ کہتا اور بات کسی کی تکلیف کے سبب کی اُسکے زبان پر نہ آتی لڑکوں کو خوف پہلے اُستاد کا

نخستین از سر برفت و معلم دومین را اخلاق ملکی دیدند و دیو یک یک
دل سے جاتا رہا اور دوسرے معلم کو فرشتہ صفت دیکھا دیو کے مانند ایک ایک

شدند باعتماد حلم او علم فراموش کردند و ہمچنین اغلب اوقات ببازیچہ
ہوئے اور اُسکی بردباری کے اعتماد پر پڑہنا بھول گئے اور اسی طرح اکثر اوقات واسطے کھیل کے

فراہم نشستندے و لوح درست ناکردہ بر سر ہم شکستندے بیت
یکجا بیٹھتے اور تختی پوری نہ لکھی ہوئی ایک دوسرے کے سر پر توڑتے

---

۱ تعلق این حکایت بسابق درین معنے ہست کہ ضرب اُستاد در حق متعلم نافع است و حلم کم آزاری او ضرر است پس سیاست اُستاد کہ عین مصلحت ست در حق اطفال بجا ظاہر بکند وگرنہ اطفال آوارہ شوند و بے ہنر باشند و ازین جا مناسبت بدین باب ہم ہویدا شد ۲ کتاب بضم کاف و تشدید فوقانی و در آخر یائے نسبت ای منسوب کتاب کہ بمعنے مکتب نویسندگان در صراح آمدہ و کنایہ ازینجا از معلم الصبیان است ۳ دوشیزہ دختر نارسیدہ کہ مساس نکردہ باشد ۱۲ ۴ زہرہ بالفتح بمعنے تلخہ و کنایہ از طاقت باشد ۱۲ ۵ خیانت بجائے معجمہ مکسورہ تحتانی و نون آخر فوقانی بمعنے ناراستی و بفتح خائے معجمہ و حدہ ہمزہ مثلثہ بدنہا جیم نون و تحتانی بمعنے گناہ و این ہر سہ معنی درین مقام درست می شود ۶ مصلح بالضم و بسکون صاد مہملہ و کسر لام بمعنے نیکوکار ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

استاد و معلم چو بود بے آزار
اُستاد اور تعلیم کرنیوالا اگر ہو کم آزار

خرسک[۱] بازند کودکان در بازار
آنکھ مچولا کھیلا کریں لڑکے بازار میں

بعد از دو ہفتہ بران مسجد گذر کردم معلمِ اوّلین را دیدم کہ دل خوش کردہ
بعد دو ہفتے کے طرف اوس مسجد کے گذر کیا میں نے پہلے معلم کو دیکھا کہ خوش دل کیا تھا

بودند و بمقامِ خویش باز آوردہ برنجیدم ولاحول[۲] گفتم کہ دیگر بارہ ابلیس را
اور اپنے مقام پر اُسے پھر لائے تھے آزردہ ہوا میں اور لاحول کہا کہ دوسرے مرتبہ شیطان کو

معلم ملائکہ چرا کردند پیرمردے ظریف جہاندیدہ بشنید بخندید و گفت
معلم فرشتوں کا کیوں کیا ایک بڈھے مرد خوش طبع جہان دیکھے ہوئے نے سُنا ہنسا اور کہا

مثنوی پادشاہے پسر بمکتب داد
ایک بادشاہ نے بیٹا مکتب میں دیا

لوحِ سیمینش در کنار نہاد
چاندی کی تختی اوس کے بغل میں رکھی

بر سرِ لوح او نبشتہ بزر
اور سونے سے اُس تختی پر لکھدیا

جورِ اُستاد بہ ز مہرِ[۳] پدر
ظلم استاد کا بہتر ہے باپ کی محبت سے

حکایت پارسازادہ را نعمت بیکران از ترکہ عمان[۴] بدست افتاد
ایک پارسا کے بیٹے کو دولت بے حد چچا کے متروکے سے ہاتھ لگی

فسق و فجور آغاز کرد و مبذری پیشہ گرفت فی الجملہ نماند از سائر معاصے
بے راہی و بدکاری شروع کی اور فضول خرچی اختیار کی حاصل کلام نہ رہا گناہوں سے

منکر یکہ نکرد و مسکر یکہ نخورد بارے بہ نصیحتش گفتم ای فرزند دخل آب روانست
ایک بھی کہ اسے نکیا اور نشے کہ اسنے نہیں کھائے ایکبار نصیحت سے اوسکو کہا میں اے لڑکے دخل پانی روان ہے

و خرج آسیائی[۵] گردان یعنی خرج فراوان کردن مسلّم کسی را باشد کہ دخل معین دارد
اور خرچ چکی چلتی ہوئی یعنے خرچ زیادہ کرنا اُس کو لائق ہے کہ آمد مقرری رکھتا ہے

قطعہ چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن
اگر تجھے آمد نہیں ہے خرچ کم کر

کہ می گویند ملاحان سرودے
کہ گاتے ہیں ملاح ایک راگ

۱ خرسک بکسر خائے معجمہ و سکون را و فتح سین مہملین و آخر کاف تازی نوعی از بازیست کہ خطے بکشند و شخصے در میان خط باپستد و دیگران آمدہ او را بزنند و او پائے خود را جانب ایشان میفشاند ہر کدام کہ بپائے او بخورد او را در میان خط بجائے خود آورد ۱۲ اب و در بعضے نسخ خرسنگ بازند یعنی سنگ بزرگ ۱۲ واش ۲ لاحول ای لاحول ولاقوۃ الا باللہ این کلمہ است کہ ہنگام قوع امر کروہ میخوانند و معنیش اینست کہ نیست توانائی و قوت کسے را مگر خدائے تعالٰے و درین کلمہ سریست کہ بجز عارف کامل نفہمد ۱۲ ۳ ز مہر پدر و در بعض نسخ کہ مہر پدر کاملست یعنے از باشد ۱۲ ۴ ترکہ بفتح فوقانی و کسر یعنے متروکہ ہست ۱۲ ۵ عمان بن عم یعنی برادر پدر ۱۲ ۵ آسیا مخفف آسیاب کباب گردد و آسیائے معروف را دست آس گویند یعنی آنکہ گردیدن آسیا موقوف بر آب روانست و محتاج آن ہمچنین خرچ محتاج دخل است ۱۲ از شارح شرقی وغیرہ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲

بکوہستان اگر باران نبارد
کوہستان میں اگر پانی نہ برسے

بسالے دجلہ گردد خشک روئے
ایک برس میں دجلہ خشک ندی ہو جائے

عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار کہ چون نعمت سپری شود
عقل اور طرز پسندیدہ اختیار کر اور کھیل چھوڑ دے کہ جب دولت خرچ ہو چکے گی

سختی بری و پشیمانی خوری پسر از لذت نائے و نوش این سخن در گوش
سختی اُٹھائے گا تو اور افسوس کھائیگا تو لڑکے نے لذت عیش و عشرت سے یہ بات نہ سنی اور

نیاورد و بر قول من اعتراض کرد و گفت راحت عاجل[1] را بہ تشویش محنت
میرے کلام پر اعتراض کیا اور بولا آسائش موجود کو بجہت فکر رنج

آجل منغص کردن خلاف رائے خردمندان ست مثنوی
آیندہ کے بے لطف کرنا خلاف عقل عقلمندوں کے ہے

خداوندان کام و نیک بختی
صاحبان مقاصد اور خوش طالعی

چرا سختی برند از بیم سختی
کیوں سختی کھینچیں تکلیف کے خوف سے

برو شادی کن اے یار دل افروز
جا خوشی کر اے یاروں کے روشن کرنیوالے

غم فردا نشاید خوردن امروز
غم کل کا آج نہ کھانا چاہیئے

فکیف[2] مرا کہ در صدر مروّت[3] نشستہ ام و عقد فتوت
خصوصاً مجھے کہ مقام بلند مروت پر بیٹھا ہوں اور گرہ جوانمردی کی

بستہ و ذکر انعام در افواہ[4] عوام افتادہ مثنوی
باندھی اور ذکر میری بخشش کا زبان عوام پر پڑا

ہر کہ علم شد بسخاو کرم
وہ شخص مشہور ہوا سخاوت اور جود میں

بند[5] نشاید کہ نہد بر درم
نہ چاہیئے کہ روپے کو گرہ باندھے

نام نکوئی چو برون شد بکوی
نام نیکی کا جب کہ باہر گیا گلی سے

در نتوانی[6] کہ ببندی بروی
دروازہ نہ چاہیئے بند کرنا اپنے سامنے کا

[1] عاجل کنایہ از دنیا و آجل بہ الف از آخرت ۱۲ [2] فکیف اے قاعدہ کلیہ این است کہ کسے نیکبخت باشد بکام است و از سخاوت میدہند و بخوف سختی تنگدستی آئندہ بر خود تکلف گوارا نکنند پس چہ حال است مرا کہ بر جائے بلند جوانمردی نشستہ ام و گرد فرضی بستہ ازیں امر باز ایستادن دیدے ہرگاہ خداوندان کام از خوف سختی آئندہ بر خود سختی گوارا نکنند پس من چگونہ بخوف سختی آئندہ سختی برد و از سخاوت باز ۱۲ [3] مروت ہر دو بمعنیٰ بمعنے جوانمرد ۱۲ [4] افواہ جمع فوہ بمعنے مراد او کلامی کہ دہنہا افتادہ باشد ۱۲ [5] نشاید بر درم نہادن کنایہ از بخل نمودہ شدہ ۱۲ [6] نتوانی کہ آہ اے بناءً کہ از سخاوت روئے خود پوشی ۱۲

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد و دمِ گرمِ من در آہنِ سردِ وے اثر نمی کند ترک

دیکھا میں نے کہ نصیحت قبول نہیں کرتا اور میری بات دلسوزی کی اُسکے سرد لوہے میں اثر نہیں کرتی

مناصحت کردم و روی از مصاحبت بگردانیدم و قولِ حکمارا کار بستم

چھوڑنا نصیحت کا کیا میں نے اور اس کی محبت سے کنارہ کیا اور حکیموں کے کہنے پر عمل کیا

کہ گفتہ اند بلّغ ما علیک فان لم یقبلوا ما علیک **قطعہ**

کہ کہا ہے پہونچا جو چیز تجھ پر واجب ہے اگر قبول نہ کرے تجھ پر کچھ نہیں

گرچہ دانی کہ نشنوند مگوئے
اگرچہ جانے تو کہ نہ سنیں گے نہ کہہ

ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند
جو کچھ کہ جانتا ہے تو نصیحتوں سے

زود باشد کہ خیرہ سر بینی
قریب ہے کہ خود رائے کو دیکھے تو

بدو پا اوفتادہ اندر بند
دونوں پاؤں سے پھنسا ہوا قید میں

دست بر دست میزند کہ دریغ
ہاتھ پر ہاتھ مار رہا ہے کہ افسوس

نشنیدم حدیثِ دانشمند
نہ سنی میں نے بات عقلمند کی

تا پس از مدتے آنچہ اندیشۂ من بود از نکبت حالش بصورت بدیدم

بعد ایک مدت کے جو کچھ اس کی تباہی حال سے سوچتا تھا میں ظاہر میں دیکھا میں نے

کہ پارہ پارہ برہم میدوخت و لقمہ لقمہ ہمی اندوخت دلم از ضعفِ حالش

کہ کپڑے میں پیوند لگاتا تھا اور گدائی سے ٹکڑے جمع کرتا تھا دل میرا اس خراب حال سے

بہم بر آمد و مروت ندیدم در چنان حالی ریش درویش را بملامت

پیچ غصے کے آیا اور مروت نہ جانا میں کہ ایسی حالت میں زخم فقیر کا ملامت سے

خراشیدن و نمک پاشیدن پس با خود گفتم **مثنوی**

چھیلوں اور نمک اس پر چھڑکوں اپنے دل میں کہا میں نے

حریفِ سفلہ در پایانِ مستی
ہم صحبت کمینہ کمال مستی میں

نیندیشد ز روزِ تنگدستی
نہیں اندیشہ کرتا مفلسی کے دن سے

۱ مراد از دمِ گرم سخن پُرتاثیر کہ از راہِ دلسوزی گفتہ و از آہن سرد دل سخت او کہ قابلیت و استعداد قبول کردن اثر ندارد ۱۲ ۲ یعنی نصیحت کردن ترک کردم و مناصحت درینجا معنے مشارکت نیست بلکہ صرف از طرف شیخ واقع شدہ و بدین معنی نیز باب مفاعلت آید چوں مسافرت ۱۲ ۳ خیرہ سر بمعنے خود رائے و سرکش و لفظ را علامت مفعول دریں جا مقدر است ۱۲ ۴ نکبت بالفتح مصیبت رنج و رنج رسانیدن و ایں بیان آنچہ واقع شدہ و بصورت بدیدم اے بظاہر و خارج از خیال و سرودی ۱۲ ۵ حریف صحبت و ہم پیشہ ۱۲ ک ۶ سفلہ یا بالکسر بمعنے مردم فرومایہ ۱۲

درخت اندر بہاران[۱] بر فشاند درخت موسم بہار میں پتے گراتا ہے	زمستان[۲] لاجرم[۳] بے برگ ماند جاڑے کے موسم میں ناچار بے پتے کے رہتا ہے

حکایت پادشاہی پسر را بادیبی داد گفت تربیتش چنان کن کہ
ایک بادشاہ نے بیٹے کو ایک معلم کے حوالے کیا اور کہا تربیت اس کی ایسی کر کہ
یکے از فرزندان خود را سالی چند بروسعی کرد و بجائے نرسید و پسران ادیب در
جیسے ایک کو اپنے فرزندوں میں سے کئی برس اس پر کوشش کی کچھ حاصل نہ ہوا اور معلم کے بیٹے
فضل و بلاغت منتہی شدند ملک دانشمند را مواخذت[۴] کرد و معاتبت[۵] فرمود کہ
فضیلت اور بلاغت میں کامل ہوگئے بادشاہ نے معلم سے باز پرس کی اور غصہ کیا بولا کہ
وعدہ خلاف کردی و وفا بجا نیاوردی گفت بر رائے خداوند روئے زمین
وعدہ خلاف کیا تو نے اور شرط وفا بجا نہ لایا تو بولا کہ عقل مالک روئے زمین پر
پوشیدہ نماند کہ تربیت یکسان ست ولیکن طبائع مختلف ست قطعہ
مخفی نہ رہے کہ تعلیم برابر ہے ولیکن طبیعتیں مختلف ہیں

گرچہ سیم و زر ز سنگ آید ہمی اگرچہ چاندی سونا پتھر سے نکلتا ہے	در ہمہ سنگی نباشد زر و سیم پر سب پتھروں میں نہیں ہوتا سونا اور چاندی
بر ہمہ عالم ہمی تابد سہیل تمام عالم پر چمکتا ہے سہیل	جائی انبان[۶] میکند جائے ادیم[۷] کہیں پوست بے بو کرتا ہے اور کہیں بودار

حکایت یکے را شنیدم از پیران مربی کہ مریدی راہمی گفت
ایک شخص کو سنا میں نے پیران تربیت کنندہ سے کہ ایک مرید کو کہتا تھا
چنانکہ تعلق خاطر آدمی زاد ست بروزی اگر بروزی دہ بودے
جسقدر کہ آدمی کا تعلق طلب رزق پر ہے اگر رزق دینے والے پر ہوتا
بمقام از ملائکہ درگذشتے قطعہ
مرتبے میں فرشتوں سے بڑھ جاتا

[۱] بہاران بمعنی بہارست الف ونون برائے حسن کلام است یا زائدہ چہ اینجا جمع گفتن وجہے ندارد ۱۲ بر بالفتح اینجا مخفف برگ ست ۱۲ [۲] زمستان بمعنے سرما و حرف در بالائے آں محذوف است بقرینہ ظرفیت ۱۲ [۳] لا جرم لا برائے نفی جنس است و جرم بمعنے چارہ اسم آن یعنی چارہ بداں خیست مراد ضرور است در محاورات فارسیاں بمعنے ضرور استعمال کنند ہیچو ناگزیر ۱۲ [۴] مواخذت بالضم و فتح خائے معجمہ بمعنے گرفتار کردن ۱۲ [۵] معاتبت ہم وزن مواخذت بمعنے سرزنش کردن ۱۲ [۶] انبان بمعنے چرم بے بو ۱۲ [۷] ادیم چرم کہ بودار از تاثیر ستارہ سہیل در ولایت یمن پیدا شود یعنی ہر چند کہ سہیل در ہمہ عالم تابد لیکن جائے انباں و جائے بودار پیدا کند پس تاثیرات باعتبار مقام مختلف باشد ۱۲

فراموشت نکرد ایزد در آنحال ۔ کہ بودی نطفۂ مدفون و مدہوش
فراموش نہ کیا تجھے خدا نے اوس حال میں ۔ کہ تھا نطفہ تو پوشیدہ اور متحیر
روانت داد و طبع و عقل و ادراک ۔ جمال و نطق و رائے و فکرت و ہوش
جان تجھے دی اور طبیعت اور عقل اور فہم ۔ حسن اور گویائی اور تدبیر اور فکر اور ہوش
دہ انگشتت مرتب کرد بر کف ۔ دو بازویت مرکب ساخت بر دوش
دس انگلیاں بنائیں ہتھیلی پر ۔ اور دو بازو تیرے کندھے پر لگائے
کنون پنداری اے ناچیز ہمت ۔ کہ خواہد کردنت روزی فراموش
اب تو سمجھتا ہے اے بے ہمت ۔ کہ تیرا رزق فراموش کرے گا

حکایت اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمیگفت یَا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسْئُولٌ

ایک مرد اعرابی کو دیکھا میں نے کہ بیٹے کو کہتا تھا اے میرے چھوٹے فرزند تو پوچھا جاویگا
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَاذَا اکْتَسَبْتَ وَلَا یُقَالُ بِمَنِ انْتَسَبْتَ - یعنی
قیامت کے دن کہ کیا تو نے کسب کیا اور نہ کہا جائے گا کہ کس سے نسبت رکھتا ہے - یعنے
ترا خواہند پرسید کہ ہنرت چیست و نگویند کہ پدرت کیست قطعہ
تیرے تئیں پوچھیں گے کہ عمل تیرا کیا ہے اور نہ کہیں گے کہ باپ تیرا کون ہے

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند ۔ او نہ از کرم پیلہ نامی شد
کعبے کے لباس کو کہ چومتے ہیں ۔ وہ نہ بسبب ریشم کے کیڑے کے نامی ہوا
با عزیزی نشست روزے چند ۔ لاجرم ہمچو او گرامی شد
ساتھ ایک بزرگ کے بیٹھا کتنے روز ۔ بالضرور مانند اُسکے بزرگ ہوا

حکایت در تصانیف حکما آوردہ اند کہ کژدم را ولادت معہود نیست

داناؤں کی تصنیفات میں بیان کیا ہے کہ بچھو کی پیدائش بطریق معین نہیں ہے
چنانکہ دیگر حیوانات را بلکہ احشای مادر را بخورند و شکمش را بدرند و راہ صحرا گیرند
جیسا کہ سب جانوروں کی بلکہ ماں کے روٹے کھاتے ہیں پھر پیٹ اُسکا پھاڑتے ہیں اور جنگل کی راہ لیتے

۱ مدفون و مدہوش ہر دو بروزن مفعول اول بمعنے دفن کردہ شدہ یعنے پوشیدہ و دوم حیران کردہ شدہ ۱۲ ام ۲ مروری بیائے مجہول براو خود گفتہ یعنے رزق و روزی بمعنے وزہ گل خواہد کردن ضمیر ایزد و معنے ظاہر است ۱۲ ۳ اعرابی مفرد اعراب و این اسم جمع اہل بادیہ باشد جمع عرب ۱۲ ۴ پوشد یائے عربی و سین مہملہ و در بعض نسخ بیائے فارسی و سین معجمہ بنظر آمدہ ۱۲ ۵ کرم پیلہ بکسر کاف تازی و یائے فارسی جانوری ست از و ابریشم را بر مے آرند ۱۲ ۶ کژدم بکاف عربی و زائے فارسی بجائے آن جیم نیز مستعمل شود و چون بگی در دمش شد برین اسم مسمی شد و معہود بمعنے معین ۷ حاصل آنکہ پیدا نشود از شکم در سبیل عادت چنین مثل دیگر حیوانات ۱۲ اح و غیرہ ۸ بدرند و رواند صیغہ جمع آید با آنکہ لفظ کژدم با فراد ست چرا کہ از کژدم چنین مراد است و از جنس یعنے جمع گرفتہ شدہ باشد ۱۲

وآن پوستہا کہ درخانۂ کژدم بینند اثر آنست باری این نکتہ پیش

اور وہ چمڑے کہ بچھو کے گھر میں دیکھتے ہیں نشان اُسکا یہ ہے ایک مرتبہ یہ سخن حضور میں

بزرگی ہمیگفتم گفت دلِ من بر صدق این سخن گواہی مید ہد وجز

ایک بزرگ کے کہتا تھا میں بولا دل میرا اس کلام کی صداقت پر گواہی دیتا ہے اور سوائے اسکے

چنین نشاید بود در حالت خردی با مادر و پدر چنین معاملت کردہ

نہیں ہوسکتا جب بچپن کی حالت میں ماں باپ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے

اند لاجرم در بزرگی چنین[1] مقبول و محبوب اند قطعہ

بالضرور جوانی میں پسند و مرغوب ہیں

پسرے را پدر وصیّت کرد

ایک بیٹے کو باپ نے وصیّت کی

ہر کہ با اہلِ خود وفا نکند

جو شخص کہ اپنے لواحق سے وفا نہ کرے گا

کائے جوانمرد یاد گیر این پند

کہ اے جوانمرد یاد کرلے یہ نصیحت

نشود دوست روئے[2] و دانشمند

ہوگا لائق دوستی کے اور صاحب عقل

مثل کژدم را گفتند چرا بزمستان بدر نمی آئی گفت

بچھو لوگوں نے کہا کیوں جاڑے میں باہر نہیں نکلتا بولا

بتابستانم چہ حرمت ست کہ بزمستان نیز بیرون آیم

گرمیوں میں میری کیا عزت ہے کہ جاڑوں میں باہر نکلوں میں

حکایت زن درویشی حاملہ بود مدت حمل بسر آورد و درویش را

ایک فقیر کی جورو حاملہ تھی دن حمل کے تمام ہوگئے فقیر کے

ہمہ عمر فرزند نیامدہ بود گفت اگر خداوند تعالیٰ مرا پسرے بخشید جزین خرقہ

تمام عمر لڑکا نہ ہوا تھا بولا کہ اگر خدائے بزرگ مجھے بیٹا دیوے سوائے اس گودڑی کے

کہ پوشیدہ ام ہر چہ در ملکِ نیست ایثار درویشان کنم اتفاقاً پسر آورد

کہ تن پر میرے ہے جو کچھ میرے ملک میں ہے فقیروں بخشوں اتفاقاً بیٹا جنی

[1] چنین مقبول آہ این کلام بطریق استہزا گفتہ مراد ازاں نامقبول نامحبوب است ۱۲ [2] اس دوست روے وصف ترکیبی یعنی مقبول و منظور چنانکہ آشنا رو در یعنی ؟ دوست روئے آہ دانشمند بنظر آمدہ ۱۲ [3] یعنی ہیچ حرمت نیست ہر کہ مے بیند مے کشند ۱۲ [4] اے کمال اشتیاق داشت ۱۲ [5] ایثار بتحتانی و مثلثہ و رائے مہملہ بر وزن اکرام یعنے بخشش کذا فی منتخب ۱۲

سفرهٔ درویشان بموجب شرط بنهاد پس از چند سال از سفر شام باز آمدم
درویشوں کیلئے بموجب شرط کے دسترخوان رکھا کئی برس کے بعد ملک شام کے سفر سے پھر آیا
بمحلتِ آن دوست برگذشتم و از چگونگی حالش خبر[1] پرسیدم گفتند بزندان
اُس دوست کے محلے میں گیا اور حقیقت حال اُسکی پوچھی لوگوں نے کہا قید خانے میں
شحنه درست گفتم سبب چیست گفتند پسرش خمر خورده و عربده[2] کرده و خون کسے
کوتوال کے ہے میں نے کہا سبب کیا ہے بولے اُسکے بیٹے نے شراب پی ہے اور لڑائی کی اور ایک شخص کا خون
ریخته و از میان گریخته پدر را بعلت[3] وی سلسله در نائی ست و بند گران
کیا ہے اور شہر سے بھاگا ہے باپ کو اس علت سے طوق گلے میں ہے اور زنجیر
بر پائی گفتم این بلا را وی بلجاجت از خدای[4] عز وجل خواسته است
پاؤں میں میں نے کہا اس آفت کو اُس نے التجا کرکے خدائے برتر سے طلب کیا ہے

قطعه

زنان باردار ای مرد هشیار
عورتیں حاملہ اے مرد عاقل
اگر وقتِ ولادت مار زایند
اگر وقت جننے کے سانپ جنیں
ازان بهتر بنزدیکِ خردمند
اس سے بہتر نزدیک عاقل کے
که فرزندانِ ناهموار زایند
کہ لڑکا نالائق جنیں

حکایت طفل بودم که بزرگے را پرسیدم از بلوغ گفت در کتب
میں لڑکا تھا کہ ایک بزرگ سے پوچھا بالغ ہونے کے حال سے کتابوں میں
مسطور ست که سه نشان دارد یکے پانزده[5] سالگی و دوم احتلام
لکھا ہے کہ تین نشان رکھتا ہے ایک پندرہ سال کا ہونا اور دوسرے سونے میں انزال کرنا
وسوم برآمدن موی زهار اما در حقیقت یک نشان دارد و بس آنکه در
اور تیسرے نکلنا بالوں کا شرمگاہ پر لیکن حقیقت میں ایک نشان رکھتا ہے اور وہ یہ کہ
رضائے خدائے عز وجل بیش ازان باشی که در بند حظ[6] نفس خویش و هر که
رضا میں خدائے بزرگ برتر کے زیادہ اُس سے ہے تو کہ اپنی آسائش ذات کی قید میں اور جو شخص کہ

[1] لفظ خبر در نسخہ سروری نیست ظاہر زائد ہے نماید ۱۲ [2] عربدہ بفتح عین و سکون رائے مہملتین و فتح موحدہ و دال مہملہ شارح نور اللہ نوشتہ کہ بمعنے جنگ و بدخوئیست و در مدار الافاضل بمعنے آزردن ندیم و جنگ کردن یا حبیب است ظاہر اینجا معنے شارح مذکور مراد است ۱۲ [3] ہمیں نسخہ بہتر است در بعضے بقصاص آن واقع شدہ پس قصاص بمعنے پاداش خواہد بود کہ در بعض جا بدین معنے آمدہ ۱۲ خ [4] در سکندری ست کہ ہر جا دال آید آنرا معجمہ نیز خوانند الا این لفظ ۱۲ مدار الافاضل ۱۲ [5] یعنے اگر بیش ازین عمر علامت دیگر ظاہر شدہ باشد تا اقل مرتبہ رائے مرد دوازدہ سالگی ہست و برائے زن نہ سالگی باتفاق و ہشت سالگی باختلاف حاصل آنکہ اگر علامت دیگر یافتہ نشود بمجرد رسیدن سالہائے مذکور حکم بلوغ کنند ۱۲

درو این صفت موجود نیست نزد محققان بالغ نشمارندش قطعہ

اس میں یہ صفت موجود نہیں ہے ارباب تحقیق کے نزدیک بالغ نہیں گنتے ہیں اُسکو

بصورت آدمی شد قطرۂ آب

شکل میں ایک قطرہ پانی کا آدمی ہو گیا

وگر چہل سالہ را عقل و ادب نیست

اور اگر چالیس برس والے کو عقل و تمیز نہیں ہے

جوانمردی و لطفست آدمیت

سخاوت اور شفقت ہے آدمیت

ہنر باید کہ صورت میتوان کرد

ہنر چاہیئے نہ صورت کیلئے کہ صورت کھینچ سکتے ہیں

چو انسان را نباشد فضل و احسان

اگر انسان کو حاصل نہ ہو خوبی اور نیکوئی

بدست آوردن دنیا ہنر نیست

حاصل کرنا دنیا کا ہنر نہیں

کہ چہل روزش قرار اندر رحم ماند

کہ چالیس دن اُسے قیام رہا رحم کے اندر

بتحقیقش نشاید آدمی خواند قطعہ

حقیقت میں اُسے نہ چاہیئے آدمی کہنا

ہمین نقش ہیولانی مپندار

ایسے نقش بے کمال کو آدمی تصور نہ کر

بالوانہا در از شنگرف و زنگار

مکانوں پر شنگرف اور زر نگار ہے

چہ فرق از آدمی تا نقش دیوار

کیا فرق ہے آدمی میں اور نقش دیوار میں

یکے را گر توانی دل بدست آر

اگر ہو سکے کسی آدمی کا دل ہاتھ میں لا

حکایت سالے تراعی میان پیادگان حجاج افتادہ بود و داعی ہم

ایک سال پیادگاں حج گذار میں کچھ خصومت واقع ہوئی تھی اور یہ دعا گو بھی

دران سفر پیادہ بود از بے انصافی در سر و روے یکدیگر ہم افتادیم و داد فسوق

اس سفر میں پیادہ تھا انصاف سے ہم آپس میں گتھ گئے اور نافرمانی

و جدال دادیم کجاوہ نشینی را دیدم کہ با عدیل خویش میگفت یا للعجب

اور لڑائی کی داد دی ہم نے ایک کجاوہ نشین کو دیکھا میں نے کہ اپنے ہم چشم سے کہتا تھا طرفہ معاملہ ہے

پیادۂ عاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد فرزین میشود یعنی بہ ازان

پیادہ ہاتھی دانت کا جبکہ میدان شطرنج کاٹنے کو چکتا ہے فرزین ہو جاتا ہے یعنی بہتر اس سے

لے یعنی آدم بودن اینست کہ جوانمردی و لطف بود ورنہ لیس ہمیں ہیکل انسانی و پیکر حیوانی ۱۲ سے نفس ہیولانی کنایہ از پیکریست کہ عقل و ادب ندارد و در بعضے نسخ بعض ہیولانی بلفا و سین مہملہ یعنے نفس ناطقہ کہ وہ مرتبہ اول خلق از جمیع صورہا شد آنرا عقل ہیولانی نیز گویند و در ینجا نسخہ اول مناسب معلوم بشود و بقرینہ مضمون اشعار لاحقہ ۱۲ سے حجاج بالضم و تشدید جیم اول جمیع حاج بہ تشدید جیم کہ یکے از ان برائے تخفیف بیائے تحتانی ہم مبدل شود یعنے حج کنندہ ۱۲ ہ می بمعنے دعا گر این اشارہ است بسوئے شیخ رحمۃ اللہ ۱۲ سے انصاف آہ اے حق اینست خوب جنگ کردیم ۱۲ ۱۲ ۱۲

میشود کہ بود و پیادگان حاج بادیہ را بسر بردند و بتر شدند قطعہ

ہو جاتا ہے کہ تھا اور پیادے حج کرنے والے کعبے کے جنگل کو طے کر چکے اور بدتر ہو گئے

از من بگوی حاجی مردم گزاے را

میری طرف سے کہدے اس حاجی مرد آزار کو

کو پوستین خلق بآزار می درد

کہ وہ لباس خلق خدا کا رنج دینے کیلئے پھاڑتا ہے

حاجی تو نیستی شتر ست از برای آنکہ

حاجی تو نہیں ہے اونٹ ہے واسطے اسکے

بیچارہ خار می خورد و بار می برد

بیچارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ لے جاتا ہے

حکائیت ہندوئے نفط اندازی می آموخت حکیمے گفت ترا کہ خانہ

ایک کافر نفط اندازی سیکھتا تھا ایک عاقل نے اس سے کہا تیرا گھر

نئین ست بازی نہ اینست بیت

چھپر کا ہے یہ کھیل مناسب نہیں

تا ندانی کہ سخن عین صواب ست مگوئے

جبتک نہ سمجھ لے تو کہ سخن معقول ہے مت کہو

آنچہ دانی کہ نہ نیکوش جواب ست مگوے

اور جس کلام کو جانے تو کہ جواب اسکا اچھا نہیں مت کہو

حکائیت مردے را چشم درد خاست پیش بیطارے رفت تا دوا کند

ایک شخص کی آنکھوں میں درد پیدا ہوا سالوتری کے پاس گیا کہ میری دوا کر

بیطار ازانچہ در چشم چہار پایان میکرد در دیدۂ او کشید کور شد حکومت

سالوتری نے وہ دوا جو چارپایوں کی آنکھ میں لگاتا تھا اسکی آنکھ میں لگائی اندھا ہو گیا دونوں جھگڑا حاکم کے

پیش داور بردند گفت برو ہیچ تاوان نیست اگر این خر نبودے پیش بیطار

حضور میں لے گئے کہا اُسپر کچھ جرمانہ نہیں ہے اگر یہ شخص گدھا نہ ہوتا سالوتری کے پاس

نرفتی مقصود ازین سخن آنست تا بدانی کہ ہر کہ ناآزمودہ را کارِ بزرگ

نہ جاتا مقصود اس کلام سے یہ ہے تا جانے تو کہ جو شخص مرد ناتجربہ کار کو کار عظیم

فرماید با آنکہ ندامت برد بنزدیک خردمندان بخفت رائے منسوب گردد قطعہ

حوالے کرے باوجود اسکے کہ ندامت اٹھائے عاقلوں کے نزدیک کم عقلی سے منسوب ہوتا ہے

۱ حاجی تو نیستی بلکہ شتر حاجی است این بیت مربیت سابق ذو قافیتین واقع شدہ ۱۲ح ۲ نفط معرب لغت کہ روغن باشد در ولایت شترمال وآں دو نوعست سیاہ کہ آنرا بسوزد و سفید کہ در دواہا بکار برند ۱۲

۳ نئین اول منسوب بدنی است و دوم مرکب از نون نفی واین لطفش بر ظاہر ست ۱۲ ۴ داور بالفتح واو مفتوح بمعنے حاکم ۱۲ ب

۵ تاوان بدل چیزیکہ تلف گردد ۱۲ اس ۶ بیطار بفتح موحدہ سکون تحتانی و طائے مہملہ معنے طبیب چارپایان ۱۲

ندہد ہوشمند روشن رائے
نہیں دیتا ہوشیار عقلمند
بفرومایہ کارہای خطیر[۱]
شخص کم قدر کو بڑی خدمت میں
بوریا باف گرچہ بافندہ است
چٹائی بننے والا اگرچہ بننے والا ہے
نبرندش بکارگاہ حریر
لیکن نہیں لیجاتے اُسے حریر بانی کے کارخانے میں

حکائیت یکے از بزرگان ائمہ را پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر
بزرگوں پیشوا میں سے ایک بزرگ کا بیٹا مرگیا پوچھا اُس سے کہ
صندوق گورش چہ نویسیم گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش از انست
قبر کے تعویذ پر کیا لکھیں کہا قرآن کی آیتوں کو عزت اُس سے زیادہ ہے
کہ روا باشد بر چنین جائگاہ نوشتن کہ بروزگار سودہ گردد و خلائق بر و گذرند
کہ جائز ہو ایسے مقام پر لکھنا کہ تھوڑے زمانے میں مٹ جائے اور خلقت اُس پر گذرے
و سگان بر و شاشند[۲] اگر بضرورت چیزی نویسند[۳] این بیت کفایت می کند
اور کتے اوپر اوس کے پیشاب کریں اگر بالضرور اور کچھ لکھتے ہو یہ بیتیں کافی ہیں

قطعہ وہ کہ ہر گہ[۴] کہ سبزہ در بستان
افسوس جسوقت کہ سبزہ باغ میں
بدمیدے چہ خوش بدے[۵] دل من
اگتا تھا کیا خوش ہوتا تھا دل میرا
بگذار ای دوست تا بوقت بہار
ادھر گذر کر اے دوست تاکہ موسم بہار میں
سبزہ بینی دمیدہ بر گل من
سبزہ دیکھے تو اُگا ہوا میری خاک پر

حکائیت پارسائی بریکے از خداوندان نعمت گذر کرد کہ بندہ را
ایک پرہیزگار نزدیک ایک شخص کے اہل دل میں سے گیا کہ ایک غلام کے
دست و پائے بستہ عقوبت ہمیکرد گفت ای پسر ہمچو تو مخلوق را خدائے
ہاتھ پاؤں باندھے تھے اور مار دھاڑ کرتا تھا بولا اے فرزند تجھ اپنے مخلوق کو خدائے
عزوجل اسیر حکم تو گردانیدہ است و ترا بروی فضیلت دادہ شکر نعمت
زبردست اور بزرگ نے مقید تیرے حکم کا کیا ہے اور تجھے اوس پر بزرگی دی شکر نعمت

[۱] خطیر بروزن امیر یعنے بزرگ ۱۲ [۲] شاشند اے بول کنند ۱۲ [۳] اشارہ است بانکہ نوشتن چیزے ضرور نیست [۴] وہ بالفتح والاظہار ہائے ہوز لفظ فارسیست مشہور و مستعمل درمحل ستغرب واستعجاب و در مختار صحاح است کہ چون متعجب شوی از چیزیکہ خوش باشد گوئے وہ چیز خوش ست واز ینجا فہمیدہ میشود کہ شاید وہ مخفف واہ باشد ۱۲ [۵] یعنے از شارحان درین مقام گفتہ اند کہ ہر کہ مقصود ہر گاہ است یعنے ہر وقت و بیائش درباب اول گذشت و آنکہ در شرح این بیت گفت یعنے اگر در بستان دنیا بر زبان سبزہ من بدیدی یعنی آن پسر ظاہر شدے غافل شد از سیاق و سباق کلام و خلاصہ از ین قول بگذار ای دوست الخ ۱۲ س ۱۲

باری تعالیٰ ابجا آر چندین جفا برو ے میپسند نباید کہ فرداۓ قیامت

خدائے برتر کا بجالا اور اسقدر ظلم اُس پر روا نہ رکھ ممکن ہے کہ قیامت کے دن

بہ از تو باشد و شرمساری بری مثنوی

تجھ سے بہتر اور شرمندگی اٹھادے تو

بر بندہ مگیر خشم بسیار
اپنے غلام پر بہت خفا نہ ہو

جورش مکن و دلش میازار
ظلم اوس پر مت کر اور دل اوسکا مت دکھا

او را تو بدہ درم خریدی
اوس کو تو نے دس درم سے مول لیا

آخر نہ بقدرت آفریدی
آخر قدرت سے تو پیدا نہیں کیا تو نے

این حکم و غرور خشم تا چند
یہ حکم اور غرور اور غضب کب تک

ہست از تو بزرگ تر خداوند
تجھ سے بہت بڑا ایک مالک ہے

اے خواجہ ارسلان و آغوش
اے خاوند ارسلان آغوش کے

فرماندہ خود مکن فراموش
اپنے حاکم کو فراموش مت کر

در خبر ست از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ گفت بزرگترین حسرتے در روز

حدیث میں ہے صاحب عالم سے درود اللہ کا ہو جیو ان پر اور سلام کہ فرمایا سب سے بڑی حسرت قیامت کے

قیامت آن بود کہ بندۂ صالح را بہ بہشت برند و خداوندگار فاسق را بدوزخ

دن وہ ہوگی کہ غلام نیک کو بہشت میں لیجائیں گے اور آقا بدکار کو دوزخ میں

قطعہ بر غلامیکہ طوع خدمت تست
اوس غلام پر کہ فرمانبردار ہے تیری خواہش کا

خشم بیحد مران و طیرہ مگیر
غصہ بہت مت کر اور غضب مت کر

کہ فضیحت بود بروز شمار
کہ رسوائی ہوگی قیامت کے دن

بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر
غلام آزاد اور خاوند مقید

حکایت سالے از بلخ باشامیانم سفر بود و راہ از حرامیان پر خطر

ایک سال بلخ سے ہمراہ شامیوں کے میرا سفر تھا اور راہ رہزنوں سے خطر ناک

ل فرداے قیامت بطریق عطف بیان ہے آئندہ کہ مراد از آن قیامت است ۱۲ ۲ آخر نہ بقدرت آفریدے بدانکہ لفظ آخر در زبان و محاورۂ فارسیان برائے تاکید مبالغہ مستعمل شود ۱۲ ۳ ارسلان و آغوش دو نام اند بندگان باشند ۱۲ ۴ طوع بالفتح طاعت و فرمانبرداری کردن در رغبت نمودن ۱۲ ۵ طیرہ بالکسر فال بد و سبک و فاریان بمعنے غضب و خجالت استعمال کردہ اند و بالفتح نیز ۱۲ مدار در اینجا بمعنی غضب مراد است مولوی انور علی ۶ یعنی از بلخ کہ بالفتح شہریست از خراسان باگروہ شام مرا سفر بود و در بعضے نسخ صحیحہ بامیانم واقع شدہ و بامیان کوہے ست در کوہستان بلخ و غزنین و بلخ ۷ حرامیان کنایہ است از دزدان و رہزنان ۱۲

جوانی بیدرقہ[۱] ہمراہ ما شد سپر باز چرخ[۲] انداز سلحشور بیش زور کہ دہ مرد

ایک جوان رہبری اور نگہبانی کو ہمارے ساتھ ہوا سپر باز سخت کمان ہتھیار بند زبردست کہ دس مرد

توانا نان کمان اورا بزہ نکردندے و زور آوران روی زمین پشت

ہٹے کٹے اوسکی کمان کو چلہ نہ کر سکتے تھے اور پہلوان تمام دنیا کے پیٹھ

اورا در مصارعت بر زمین نیاوردندے اما چنانکہ دانی متنعم[۳] بود و سایہ

اوسکی کشتی میں زمین پر نہ لا سکتے تھے جیسا کہ جانتے تو ناز پروردہ تھا اور گوشہ خانہ میں پلا ہوا

پروردہ نہ جہاندیدہ و سفر کردہ رعد کوس دلاوران بگوشش

نہ جہان دیکھے ہوئے اور نہ سفر کئے ہوئے گرج دلاوروں کے نقارے کی اوسکی کان میں نہیں

نرسیدہ و برق شمشیر سواران ندیدہ شعر

پہونچی تھی اور چمک سواروں کی تلوار کی نہیں دیکھی تھی

نیفتادہ در دستِ دشمن اسیر
نہ پڑا تھا قید میں ہاتھ دشمن کے

بگردش نباریدہ باران تیر
اوسکے گرد میں نہیں برسا تھا مینہ تیر کا

اتفاقاً من و این جوان ہر دو در پے ہم دوان ہر دیوار قدیمش کہ

اتفاقاً میں اور وہ جوان دونوں بایکدیگر چلے جاتے تھے جو دیوار پورانی کہ

پیش آمدی بقوت بازو بیفگندے و ہر درختِ عظیم کہ دیدے

اوس کے سامنے آتی زور بازو سے گرا دیتا جو درخت بڑا کہ دیکھتا

بہ نیروے سر پنجہ بر کندے و تفاخر کنان گفتے بیت

ساتھ قوت پنجے کے اوکھاڑتا اور فخر کرتا ہوا کہتا

پیل کو تا کتف بازو گردان[۴] بیند
ہاتھی کہاں ہے کہ شانہ اور بازو پہلوانوں کے دیکھے

شیر کو تا کف و سر پنجۂ مردان بیند
شیر کہاں ہے کہ ہتھیلی اور پنجہ مردوں کا دیکھے

ما درین حالت کہ دو[۵] ہندو از پس سنگی سر بر آوردند و آہنگ قتال ما کردند بدست

ہم اس حال میں تھے کہ دو چوروں نے ایک پتھر کے پیچھے سے سر نکالا اور قصد ہم سے لڑنے کا کیا ہاتھ میں

[۱] بدرقہ بفتح موحدہ و سکون دال مہملہ بمعنے راہبرے و نگہبان قافلہ ۱۲ [۲] چرخ انداز در رشیدی بمعنے سخت کمان و در جہانگیری بمعنے مطلق کماندار آمدہ و بعضے بمعنے کمند انداز نوشتہ اند و این معنی در ہیچ لغت بنظر نیامدہ ۱۲ خیابان [۳] ای پرورش یافتہ نعمت و مراد از رعد آواز از برق رخش بطریق مجاز و آن نوعے از تشبیہ است ۱۲ [۴] در لفظ گردان و مردان دو نکتہ است اول صیغہ جمع بجائے مفرد آوردہ حال آنکہ مراد وزن ذات قائل ست و این از جہت عظمت و بزرگی است و ہمچنان وضع مظہر بجائے مضمر یعنی من و این نکتہ دوئیست چنانچہ سابق اشارت بدان رفتہ و این کمال بلاغت ست ۱۲ ا خ [۵] دو ہندو مراد از ہندو اینجا دزد باشد چراکہ در میان بلخ و دیار ایران ہندو بمیا شد مگر آنکہ از بلخ بطرف ہند آمدہ باشد ۱۲ ا خ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

یکے چوبی در بغل و دیگر کلوخ کوبی جوان را گفتم اکنوں چہ پائی کہ دشمن آمد بیت

ایک سے لکڑی اور دوسری کی بغل میں ایک موگری جوان کو کہا میں نے کیوں دیر کرتا ہے تو کہ دشمن آیا

بیار آنچہ داری ز مردی و زور | کہ دشمن بپائی خود آمد بگور

خرچ کر جسقدر رکھتا ہے تو قوت و زور | کہ دشمن اپنے پاؤں سے آیا ہے گور میں

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتادہ و لرزہ بر استخوان فرد

تیر و کمان کو دیکھا میں نے جوان کے ہاتھ سے گر پڑا اور رعشہ بدن میں پڑا ہوا

نہ ہر کہ موی شگافد بہ تیر جوشن خاے | بروز حملہ جنگ آوران بدارد پاے

نہ جو شخص کہ بال چیر ڈالتا ہے چار آئینہ کے کاٹنے والے تیر سے | لڑنے والوں کے حملے کے دن ثابت قدم رہتا ہے

چارہ جز آن ندیدیم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم و جان بسلامت بدر آوردیم

علاج سوائے اسکے نہ دیکھا ہم نے کہ اسباب اور ہتھیار اور لباس رہا کیا اور جان بچا لے گئے

قطعہ کارہائی گران مرد کار دیدہ فرست | کہ شیر شرزہ در آرد بزیر خم کمند

واسطے کارہائے عظیم کے مرد کار آزمودہ کو بھیج | کہ شیر غضبناک کو لادے کمند کے پیچ میں

جوان اگرچہ قوی بال و پیلتن باشد | بجنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند

جوان اگرچہ پرقوت اور پہلوان ہو | دشمن کی لڑائی میں دہشت سے اُسکا بند بند جدا ہو جائے

نبرد پیش مصاف آزمودہ معلوم ست | چنانکہ مسئلہ شرع پیش دانشمند

طریقہ لڑائی کا جنگ آزمودہ کے حضور میں روشن ہے | جیسا کہ مسئلہ شرعی صاحب علم کے آگے

حکایت توانگر زادہ را دیدم بر سر گور پدر نشستہ و با درویش بچہ بمناظرہ

ایک دولتمند زادے کو دیکھا میں نے باپ کی قبر پر بیٹھا ہوا اور ایک فقیر بچے سے بحث میں

در پیوستہ کہ صندوق تربت پدرم سنگین ست و کتابہ رنگین و فرش رخام

مشغول کہ میرے باپ کی قبر کا صندوق پتھر کا ہے اور کتبہ رنگین اور فرش سنگ مرمر کا

انداختہ و خشت پیروزہ در و ساختہ بگور پدرت چہ ماند خشتی دو فراہم نہادہ

بچھا ہوا اور فیروزے کی اینٹ اُسمیں جڑی ہوئی تیرے باپ کی قبر پر کیا ہے جو اس کے مشابہ ہو دو اینٹیں رکھی ہوئیں

۱ کلوخ کوب آلتی ست کہ مزارعان بداں کلوخ کلاں را بشکنند ۱۲ ۲ پائی بیائے خطاب از پائیدن بمعنے استادن و توقف کردن ۱۲
۳ ای ظاہر کن ۱۲ ۴ جوشن بروزن کودن سلاحے باشد غیر زرہ چندرہ تمام از حلقہ باشد و جوشن حلقہ و تنگہ آہن ہم باشد و کزاچار
آئینہ گویند ۱۲ ۵ کارہائے گران ای کارہائے بزرگ ۱۲ ۶ شرزہ بفتح شین معجمہ و تقدیم رائے مہملہ و تقدیم رائے مہملہ بر معجمہ و تقدیم رائے
مہملہ بر معجمہ بمعنے خشمگین و پرقوت و اطلاق این لفظ بر غیر شیر و پلنگ بر درندہ دیگر نیاید ۱۲ انوار اللہ ۷ مصاف بالفتح و تشدید
فا بمعنے صف کشیدن و کنایہ از میدان جنگ باشد اور در فارسی تخفیف فائدہ ۱۲ ۸ کنایہ بکسر آنچہ بر عمارت نویسند ۱۲
۹ رخام بالضم بمعنے سنگ مرمر ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

ومشتی دو خاک بر پاشیدہ درویش پسر این بشنید وگفت تا پدرت در زیر
اور دو مٹھی خاک اُس پر پڑی ہوئی فقیر کے بیٹے نے یہ سُنا اور بولا جب تیرا باپ اُس بھاری

آن سنگہائی گران بر خود بجنبید پدر من بہ بہشت رسیدہ باشد فرد
پتھروں کے نیچے جنبش کرے میرا باپ بہشت میں پہونچا ہوگا

خر کہ بر وے نہند کمتر بار
وہ گدھا کہ اُس پر بوجھ کم رکھیں

بیشک آسودہ تر کند رفتار
بیشک آرام سے چلتا ہے

قطعہ مرد درویش کہ بارِ ستم فاقہ کشید
جو مرد فقیر فاقہ کشی کرتا ہے

بدرِ مرگ ہمانا کہ سبکبار آید
مرگ کے دروازے پر آہستہ فارغ البال آتا ہے

وانکہ در دولت و نعمت و آسانی زیست
اور جس شخص نے دولت اور نعمت اور آرام سے زندگی کی

مردنش زینہمہ شک نیست کہ دشوار آید
مرنا اوس پر اس راہ سے شک نہیں کہ دشوار ہوگا

بہمہ حال اسیری کہ ز بندی بجہد
بہر حال وہ قیدی کہ قید سے چھوٹا

خوشتر ش دان ز امیری کہ گرفتار آید
خوش حال جان اوس امیر سے کہ مقید ہوا

حکائیت بزرگے را پرسیدم از معنی این حدیث اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ
ایک بزرگ سے پوچھے میں نے معنے اس حدیث کے بڑا دشمن تیرے دشمنوں سے تیرا نفس ہے

الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ گفت بحکم آنکہ ہر آن دشمنی کہ باوی احسان کنی دوست
کہ تیرے دو پہلو کے اندر ہے کہا اوس راہ سے کہ جس دشمن سے احسان کرے تو دوست

گردد مگر نفس را چندانکہ مدارا بیش کنی مخالفت زیادہ کند قطعہ
ہو جائے مگر نفس کہ جسقدر اوس سے ملائمت زیادہ کرے تو دشمنی زیادہ کرے

فرشتہ خوی شود آدمی بکم خوردن
فرشتہ خصلت ہو جاتا ہے آدمی کم کھانے سے

وگر خورد چو بہائم بیوفتد چو جماد
اور اگر کھائے مثل چارپایوں کے گر پڑے مانند پتھر کے

مراد ہر کہ برآری مطیع امر تو گشت
مراد جس کی بر لایا تو تیرا فرمان بردار ہوا

خلافِ نفس کہ فرمان دہد چو یافت مراد
برخلاف نفس کے کہ حکم رانی کرتا ہے جب بامراد ہوا

ف ای در جواب تونگر زادہ واین جواب بر سبیل طیبت ست ۱۲ ف مردنش زین ہمہ الخ ای مردان دولتمند کہ بسبب جدائی ازین چیزہا ست دشوار گردد جانش یعنی دہا مدد عذاب سکرات موت بسیار گردد ۱۲ ف بہمہ حال الخ ای بہر حال در میان رہا شدن اسیرے از قید وگرفتار شدن امیرے در قید فرقے بسیار است وامیر کنایہ از درویش کہ در دنیا تلخی وانندہ بگذارد وبعد مفارقت روح از بدن گویا از قید غم رہائی یافت چہ بیغم بہشت درآید وگرفتار آمدن امیر آنکہ چون امراز تعلقات دنیا آلودہ منہمک در ارات والیشان را محبت مال وزن فرزند بسیار بیقین بعد مردن گرفتار عذاب باشند ۱۲ ف بیوفتد در اصل بافتد مضارع در افتادن بواو کہ لغتے ست در افتادن الف را بیا بدل کردند ہمچو بیازار کہ بازار بود ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

جدال[1] سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی

سعدی کا جھگڑنا ایک مخالف سے تونگری اور فقیری کی گفتگو میں

یکے بر صورت درویشان نہ بر صفت ایشان در محفلے دیدم نشستہ و بشنعتے

ایک شخص اوپر صورت فقیروں کے نہ اوپر صفت اونہوں کے ایک محفل میں دیکھا میں نے بیٹھا ہوا اور بدگوئی میں

در پیوستہ و دفتر شکایت باز کردہ و ذم توانگران آغاز نہادہ سخن بدینجا رسانیدہ

مصروف اور دفتر شکایت کا کھولے ہوئے اور مذمت دولتمندوں کی شروع کیے ہوئے اور کلام اس مقام پر پہونچائے ہوئے

کہ درویش را دست قدرت بستہ است و توانگران را پای ارادت شکستہ بیت

کہ فقیروں کا ہاتھ داد و دہش کا بندھا ہوا ہے اور مالدار ونکا پاؤں خواہش بخشش کا ٹوٹا ہوا ہے

کریمان را بدست اندر درم نیست بخشش کرنے والوں کے ہاتھ میں روپیہ نہیں ہے	خداوندان نعمت را کرم نیست ارباب دولت میں جود و عطا نہیں ہے

مرا کہ پروردۂ نعمت بزرگانم این سخن سخت آمد گفتم ای یار توانگران دخل[2]

مجھے کہ پلا ہوا نعمت اغنیا کا ہوں یہ سخن ناگوار معلوم ہوا کہا میں ای یار دولتمند لوگ فقیروں کیلئے آمدنی کے سبب ہیں

مسکینانند و ذخیرہ[3] گوشہ نشینان و مقصد زائران و کہف مسافران و متحمل بار گران از بہر

اور سبب ذخیرہ مال کے گوشہ نشینوں کے واسطے اور جائے قصد زیارت کرنیوالوں کی اور پناہ مسافروں کی اور اٹھانیوالے بوجھ بھاری

راحت دگران دست[4] تناول بطعام آنگہ برند کہ متعلقان و زیر دستان بخورند و

واسطے آرام اوروں کے ہاتھ کھانے کا اوپر کھانے کے اوسوقت لیجائیں کہ متعلق اور زیر دست کھا دیں اور

فضلہ مکارم ایشان بہ ارامل[5] و پیران و اقارب و جیران[5] رسد نظم

بس خوردہ بخشش اونہوں کا ساتھ بیوہ عورتوں اور بڈہوں اور اقربا اور ہمسایوں کو پہونچے

توانگرا[6] را وقفست و نذر و مہمانی دولتمندوں کے تئیں وقف ہے اور نذر اور مہمانی	زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی زکوٰۃ اور صدقہ عید کا اور بندہ آزاد کرنا اور ہدی اور قربانی

[1] جدال در لغت بمعنے جنگیدن باہم در اصطلاح علم مناظرہ گفتگوی متخاصمین برائے الزام دیگر د اینجا ہر دو بتوان شد چہ دلایل ہر دو منقول سبت از دو کوب ہم واقع شد کذا قیل ۱۲ [2] یعنے سبب آمدنی مسکینان پس ترکیب مجاز بود یا از قسم عدل و ہمچنین ذخیرہ ۱۲ ح ۱۲ [3] ذخیرہ بالفتح چیزے ساگونیذ کہ برائے روز پسین گذانند ۱۲ ش [4] ارامل بفتحتین و رائے مہملہ و کسر میم جمع ارمل بمعنے مرد بے زن و ارملہ بمعنے زن بے شوی ای بیوہ ۱۲ کذا فی الصراح ۱۲ [5] جیران بروزن میران بمعنے ہمسایگان ۱۲ [6] توانگران را آیہ نذر بمعان وجہان نسبتی د باور آخر قافیہ مصدر بست و مراد ازین بیت کہ خیرات توانگرانست کہ از دست مفلسان نیاید فطرہ بکسر صدقہ عید الفطر و اعتاق بالکسر بردہ آزاد کردن و ہدی بمعنے قربانی کہ بمکہ معظمہ فرستند ۱۲ اس رخ دش ۱۲

تو کے بدولت ایشان رسی کہ نتوانی
تو کب برابر دولت اونہوں کے پہونچے تو کہ نسکے تو

جز این دو رکعت و آنہم بصد پریشانی
سوائے دو رکعت نماز کے اور وہ بھی ساتھ سو پریشانی کے

اگر قدرت جود ست و اگر قوت سجود توانگرانرا بہتر میسر میشود کہ مال مزکی[۱] دارند
جو مقدور بخشش اور جو طاقت سجدے کی ہے دولتمندوں کے تئیں بہتر میسر ہوتا ہے کہ مال زکوٰۃ دیا ہوا رکھتے ہیں

و جامۂ پاک و عرض[۲] مصون و دل فارغ و قوت طاعت در لقمہ لطیف ست
اور لباس پاکیزہ اور اسباب گھر کا نگاہ رکھا گیا اور دل فارغ اور قوت طاقت کی بیچ لقمہ لطیف کے ہے

و صحت عبادت در کسوت نظیف پیداست کہ از معدۂ خالی چہ قوت آید
اور صحت عبادت کی بیچ لباس پاکیزہ کے ظاہر ہے۔ کہ پیٹ خالی سے کیا قوت آوے

و از دست تہی چہ مروت و از پائی بستہ چہ سیر و از دست گرسنہ چہ خیر قطعہ
اور ہاتھ خالی سے کیا مروت اور پیر بندھے سے کیا سیر اور ہاتھ بھوکے سے کیا خیرات

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید
رات کو پراگندہ سووے وہ شخص کہ ظاہر

نبود وجہ بامدادانش
نہووے روزی صبح کو اوس کی

مور گرد آورد بتابستان[۳]
چیونٹی جمع لاوے بیچ گرمیوں کے

تا فراغت بود زمستانش
تو فراغت ہووے جاڑوں میں اس کو

فراغت با فاقہ نہ پیوندد و جمعیت در تنگدستی صورت نہ بندد یکے تحریمۂ[۴] عشا
فراغت ساتھ فاقہ کے نہ ملے اور خاطر جمع بیچ مفلسی کے صورت نہ باندھے ایک نے تحریمہ نماز عشا کا

بستہ و دیگرے منتظر عشا[۵] نشستہ ہرگز این بدان کی ماند بیت
باندھا اور دوسرا منتظر روٹی رات کا بیٹھا ہرگز یہ ساتھ اوس کے کب مانند ہووے

خداوند روزی بحق مشتغل
صاحب روزی کا ساتھ حق کے مشغول

پراگندہ روزی پراگندہ دل
پریشان روزی پریشان دل

پس عبادت ایشان بقبول نزدیکتر ست کہ جمع اند و حاضر نہ پریشان
پس عبادت اون کی ساتھ قبول کے نزدیک زیادہ ہے کہ خاطر جمع ہیں اور حاضر نہ پریشان

[۱] مزکی مال پاک کردہ شدہ از زکوٰۃ است برآوردہ باشند بخلاف فقیر کہ مال مزکی ندارد بلکہ ہاں زکوٰۃ کہ چرک مال است باو میرسد ۱۲ [۲] عرض بالفتح متاع خانہ و بالکسر حسب و آبرو ۱۲ انتہے [۳] تابستان موسم گرما مرکب او تاب بمعنے گرمی و ستان . . . . بمعنے انبوہ ۱۲ [۴] تحریمہ در لغت بمعنے حرام کردن و در اصطلاح فقہا تکبیر افتتاح نماز و گویند باین سبب کہ او حرام کند ہمہ کارہائے دنیا وے را کہ منافی نماز ست ۱۲ [۵] در لفظ عشا و عشا تجنیس تام ست عشا بالکسر نماز شب و وقت خفتن عشا بالفتح طعامیکہ بعد غروب تا بشب خورند و مراد اینجا طعام شب ست پس تقابل ظاہر ست فافہم ۱۲

۱۲

وپراگندہ خاطر اسباب معیشت ساختہ وباوراد عبادت پرداختہ عرب گوید

اور پراگندہ خاطر اسباب زندگانی کار درست کئے ہوئے اور ساتھ وظیفوں عبادت کے مشغول ہوئے عرب کہتا ہے.

٢ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ وَجَوَارِ مَنْ لَا یُحِبُّ در

پناہ چاہتا ہوں طرف اللہ کے اس محتاجی سے کہ اوپر زمین کے اوندھا گرانیوالی ہے اور ہمسایگی سے ساتھ اس شخص کے کہ نہیں دوست رکھتا ہے مجھ کو

خبرست اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ گفت این شنیدی

حدیث میں ہے کہ فقیری روسیاہی ہے بیچ دونوں جہان کے فقیر نے کہا یہ سُنا تو نے

وآن نشنیدی کہ فرمود اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ گفتم خاموش کہ اشارت

اور وہ نہ سُنا تو نے کہ فرمایا ہے فقیر ہے فخر میرا کہا میں نے چپ رہ کہ اشارہ

سیّد عالم علیہ السّلام بفقر طائفہ الیست کہ مرد میدان رضا اند وہدف

سیّد عالم علیہ السّلام کا ساتھ فقر اوس گروہ کے ہے کہ مرد میدان رضا کے ہیں اور نشانہ

تیر قضا نہ اینان کہ خرقہ ابرار پوشند ولقمہ ادرار فروشند رباعی

تیر قضا کے نہ یہ لوگ کہ گودڑی بزرگوں کی پہنیں اور لقمہ روز ینے کا بیچیں

ای طبل بلند بانگ در باطن ہیچ	بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ
اے طبل بلند آواز بیچ باطن کے خالی	بے توشہ کیا تدبیر کریگا تو وقت مرنے کے
روی طمع از خلق بہ پیچ ار مردی	تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ
منہ طمع کا پھیر خلق سے اگر مرد ہے تو	تسبیح ہزار دانے کی بیچ ہاتھ کے مت پھیر

درویش بی معرفت نیارامد تا کارش بکفر بینجامد کہ کَادَ الْفَقْرُ

فقیر بے معرفت نہ آرام کرے جب تک کام اوسکا بیچ کفر کے نہ ملے کہ قریب ہے فقیری

اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا ونشاید جز بوجود نعمت برہنہ را پوشیدن یا در

ہووے کفر اور نچاہیے سوائے ساتھ ہونے نعمت کے ننگے کے تئیں پہنانا یا بیچ

استخلاص گرفتاری کوشیدن وابنای جنس ما را بمرتبہ ایشان کہ رساند

چھوڑانے ایک گرفتار کے کوشش کرنا اور بیٹو جنس ہمارے کے تئیں بیچ مرتبے اُنہوں کے کون پہونچا وے

ا ضمیر فاعل راجع بسوی من موصولہ باشد و در بعضے نسخ بجائے من لا احب واقع شدہ درین صورت ضمیر مفعول راجع بطرف من محذوف الکباب انفعال ست لازم آمدہ وسر کب خبرش متعدی برین تقدیر توصیف از عالم صفتہ راضیتہ خواہد بعد گوئید الکباب متعدی ہم آمدہ درین صورت حاجت توجیہ نیست ونسخہ لا احب فصیح تر دیدہ می شود ١٢ ٥٢ ای در مفلسی کار دین درست نشود نہ کار دنیا پس پیش ہیچشان وہم بد برد حق سبحانہ وتعالی بجبر شرمندگی ہیچ حاصل نشود ١٢ ٥٢ بر دلیل قولہ تعالی دیان ہو الا غنا الخ یعنی خود را تابع ارادہ الٰہی ورانند و ہر چہ مشیت اوست خوشنود باشند ١٢ ٥٢ کاد الفقر الخ ای نزدیک ست کہ فقر بمعنے اول کفر شود ١٢ ١٢ ١٢

وید علیا بہ ید سفلی چہ ماند نہ بینی کہ حق جلّ شناہ دُر محکم تنزیل از نعیم

اور ہاتھ اوپر کا ساتھ ہاتھ نیچے کے کیا مانند ہوئے نہیں دیکھتا ہے تو کہ حق بزرگ ہے تعریف اُسکی بیچ آیات قرآنی کے

اہل بہشت خبر میدہد اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فرد

اہل بہشت کی نعمت سے خبر دیتا ہے وہ لوگ ہیں واسطے اُنکے رزق معلوم ہے بہشت میں

تشنگان را نماید اندر خواب پیاسوں کے تئیں دکھلائی دیتا ہے بیچ خواب کے	ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب تمام عالم بیچ آنکھ کے چشمہ پانی کا

حالیکہ من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست تحمل برفت

جسوقت کہ یہ بات کہی میں نے باگ طاقت فقر کی ہاتھ برداشت سے گئی

تیغ زبان برکشید و اسپ فصاحت بمیدان وقاحت[1] جہانید و گفت

تلوار زبان کی کھینچی اور گھوڑا فصاحت کا بیچ میدان بے شرمی کے دوڑایا اور کہا

چندان مبالغت در وصف ایشان بکردی و سخنہائی پریشان بگفتی

اتنا مبالغہ بیچ وصف اُنہوں کے کیا تونے اور باتیں پریشان کہیں تونے

کہ وہم تصور کند کہ تریاقند یا کلید خانہ ارزاق مشتی[2] متکبر مغرور معجب[3] نفور[4] مشتغل مال

کہ وہم خیال کرتا ہے کہ زہر مہرہ ہیں یا کنجی خانہ روزی کی ہیں قوم تکبر کرنے والی مغرور خود پسند نفرت کرنے والی مشغول

و نعمت و مفتتن جاہ و ثروت[5] کہ سخن نگویند الا بسفاہت[6] و نظر نہ

مال اور نعمت کے اور فریفتہ مرتبے اور دولت کے کہ بات نہ کہیں مگر ساتھ حماقت کے اور نظر نہ

کنند الا بکراہت علما را بگدائی منسوب کنند و فقرا را بہ بی سر و پائی طعنہ

کریں لیکن ساتھ کراہت کے عالموں کے تئیں ساتھ گدائی کے نسبت کریں اور فقیروں کے تئیں ساتھ بے سر و پائی کے طعنہ ماریں

زنند بعلت مالی کہ دارند و عزت جاہیکہ پندارند برتر از ہمہ نشینند نہ آن در سر دارند

بسبب اس مال کے رکھتے ہیں اور وہ عزت اور مرتبہ کہ جانتے ہیں برتر سب سے بیٹھیں نہ وہ بات بیچ سر کے رکھتے ہیں

کہ سر بکسی[8] بردارند بی خبر از قول حکیمان کہ گفتہ اند ہر کہ بطاعت از

کہ سر بات کسی کے اٹھاویں بے خبر قول حکیموں کے کہا ہے جو شخص کہ بیچ عبادت کے اوروں

---

1 وقاحت بالفتح بمعنے بیحیائی ۱۲ 2 مشتی بالضم بمعنے جماعت قلیل و بے اعتبار آمدہ و این جملہ شائقہ است بعد اعراض از قول و تریاقند الخ بدان شروع کردہ ۱۲ اس 3 معجب بالضم و کسر جیم بمعنے خود بین و خود پسند ۱۲ 4 نفور بفتح نون بمعنے گریزندہ از صحبت نیکاں ۱۲ 5 ثروت بفتح مثلثہ بمعنے مال بسیار ۱۲ م 6 بدانکہ نسخہ سفاہت بمعنے احمق و حماقت قوی ترست از شفاعتُ شفاعت بمعنی بخشائیدگی و خاطر و واسطہ دیگرے معنی آنکہ با کسے سخن نگویند مگر بلا سطہ چہ رسم است کہ بواسطہ بیگی کلام کنند ۱۲ 7 متعلق است مابعد خود است برخانہ ہمہ نشستند ۱۲ 8 سر بکسے بردارند اے بسبب کسے کہ برداشتہ کنند ۱۲

دیگران کم ست و بنعمت بیش بصورت توانگرست و بمعنی درویش بیت

سے کم ہے اور بیچ نعمت کے زیادہ ظاہر میں دولتمند ہے اور باطن میں محتاج

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم	کون خرش شمار اگر گاو عنبرست
جو بے ہنر ساتھ مال کے کرے تکبر اوپر حکیم کے	کون خراس کو جان اگر گاؤ عنبر ہے

گفتم مذمت اینان روا مدار که خداوند کرمند گفت غلط گفتی که بندهٔ درمند

کہا میں نے مذمت انہوں کی روا مت رکھ کہ صاحب بخشش کے ہیں کہا غلط کہا تو نے کہ بندے درم کے ہیں

چه فائده که ابرند و نمیبارند و چشمهٔ آفتاب اند و کس نمی تابند و بر مرکب

کیا فائدہ کہ مانند بدلی کے ہیں اور نہیں برستے اور چشمہ آفتاب کے ہیں اور اوپر کسی کے نہیں چمکتے ہیں اور اوپر

استطاعت سوارند و نمیرانند قدمی بهر خدا ننهند و درمی بی من و اذی

گھوڑے مقدور کے سوار ہیں اور نہیں دوڑاتے ہیں اور ایک قدم واسطے خدا کے نہ رکھیں اور ایک درم بے احسان اور

ندهند مالی بمشقت فراهم آرند و بخست نگهدارند و بحسرت بگذارند چنانکه

اذیت کے نہ دیں ایک مال ساتھ مشقت کے جمع لادیں اور ساتھ خست کے نگاہ رکھیں اور ساتھ حسرت کے چھوڑیں جیساکہ

بزرگان گفته اند سیم بخیل از خاک وقتی بر آید که وی در خاک رود شعر

بزرگوں نے کہا ہے چاندی بخیل کی خاک سے اس وقت نکلے کہ وہ بیچ خاک کے جاوے

برنج و سعی کس نعمتے بچنگ آرد	دگر کس آید و بی رنج و سعی بردارد
رنج اور کوشش سے کوئی نعمت بیچ ہاتھ کے لاوے	اور دوسرا آوے اور بے رنج اور کوشش سے اٹھاوے

جواب گفتمش بر بخل خداوندان نعمت وقوف نیافته الا بعلت گدائی و گرنه

جواب کہا میں نے اسکو اوپر بخل صاحبوں نعمت کے وقوف نہ پایا تو نے لیکن لبسب گدائی کے ورنہ

هر که طمع یکسو نهد کریم و بخیلش یکے نماید محک داند که زر چیست و گدا داند

جو کوئی کہ طمع ایک طرف رکھے کریم اور بخیل اسکو ایک معلوم ہو کسوٹی جانے کہ سونا کیا ہے اور فقیر جانے

که ممسک کیست گفتا بتجربت آن میگویم که متعلقان بر در بدارند و غلیظان شدید

کہ ممسک کون ہے کہا ساتھ آزمایش اسکی کے کہتا ہوں میں کہ دربانوں کو اوپر دروازے کی رکھیں اور غلیظوں سخت

۱؎ درویش اینجا بمعنی محتاج است ۱۲ ۲؎ کبر بکسر کاف تازی بمعنے غرور ۱۲ ۳؎ کون خر معروف کنایه از احمق باشد ۱۲ ۴؎ گاو عنبر گاوے که سرگینش عنبر است و آں در دریائے باشد ۱۲ ۵؎ نمی بارند اے فیض نمیرسانند ۱۲ ۶؎ اے مردم بعد مردنش خرج کنند و اینجا خوش نسخه گوش زدست لیکن در کتب موجوده یافته نشد امنی او در آید که با وصف اختصار و متانت مضمون نسخه کتاب با حسن وجوه ادا مے کند ۱۲ ۷؎ محک بکسر اول و فتح آں هر دو راست اما بالکسر افصح است نور الله ۱۲ ۸؎ ممسک بالضم و کسر سین مهمله بمعنے لئیم بخیل ۱۲ ۹؎ متعلقان کنایه از خدام و حجاب و در بعضے نسخ متعلقان از تصنیف بمعنے بدرشتی پیش آمدن دیده شد ۱۲ ۱۲ ۱۲

رابر گمارند تا بار عزیزان نہند و دستِ جفا بر سینۂ صالحان و اہل تمیز
کے تئیں مقرر کریں تو دخل عزیزوں کو نہ دیں اور ہاتھ ظلم کا اوپر سینے نیکوں اور صاحب تمیز کے رکھیں

نہند و گویند کس اینجا نیست و بتحقیق راست گفتہ باشند بیت
اور کہیں کہ کوئی اس جگہ نہیں ہے اور حقیقت میں سچ ہی کہا ہووے

آنرا کہ عقل و ہمت و تدبیر و رائی نیست ۔ خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرائی نیست
اس کے تئیں کہ عقل اور ہمت اور تدبیر اور رائے نہیں ہے۔ کسی پردہ دار نے اچھا کہا کہ گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے

گفتم بعد از انکہ از دست متوقعان بجان آمدہ اند و از رقعہ گدایان بفغان
کہا میں نے بعد اسکے کہ ہاتھ سے امیدواروں کے جان سے تنگ آئے ہیں اور رقعہ فقیروں سے ہیچ شور کے

و محال عقلست کہ اگر ریگ بیابان دُر شود چشم گدایان پُر شود شعر
اور محال عقل ہے کہ اگر بالو جنگل کی موتی ہووے آنکھ فقیروں کی پُر ہووے

دیدۂ اہل طمع بنعمت دنیا ۔ پُر نشود ہمچنانکہ چاہ بہ شبنم
آنکھ اہل طمع کی ساتھ نعمت دنیا کے ۔ پُر نہ ہووے جیسا کہ کنواں اوس سے

ہر کجا سختی دیدہ تلخی کشیدہ را بینی خود را بشرہ در کارہائی مخوف اندازد
یہاں کہیں سختی دیکھے ہوئے اور تلخی کھینچے ہوئے کے تئیں تو وہ اپنے تئیں ساتھ حرص ہیچ کاموں خوف کیے ہوئے کے

و از عقوبت نہ ہراسد و حلال از حرام نشناسد قطعہ
ڈالے اور عذاب آخرت سے نہ ہراس کرے اور حلال حرام سے نہ پہچانے ۔

سگے را گر کلوخے بر سر آید ۔ ز شادی بر جہد کان استخوانیست
کتے کے تئیں ایک ڈھیلا اوپر سر کے آوے ۔ خوشی سے کودے کہ وہ ہڈی ہے

اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند ۔ لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست
جو ایک نعشے آدمی کی اوپر کندھے کے لیویں ۔ کنگال طبیعت والا معلوم کرے کہ خوان ہے

اما صاحب دنیا کہ بعین عنایت حق ملحوظست و بحلال از حرام محفوظ من
لیکن دولتمند کے ساتھ آنکھ بخشش خدا کے ملاحظہ کیا گیا ہے اور بسبب حلال کے حرام سے پناہ دیا گیا

۱ بائے موحدہ و رائے مہملہ بمعنے دخل ۱۲ ۲ زیرا کہ در حقیقت او کس نباشد ۱۲ ۳ شرہ بکسر شین معجمہ و فتح رائے مہملہ بمعنے حرص ۱۲ ۴ مخوف اگر اسم فاعل از تخویف باشد بمعنی ترسانیدہ شدہ بود ۱۲ ۵ و حلال از حرام نشناسد اے تمیز نکند در حلال و حرام ۱۲ ۶ نعش بفتح نون و سکون عین مہملہ و در آخر شین معجمہ تابوتیکہ بر آں مردہ باشد و وجہ پنداشتن خوان اینست کہ دالوقت خوان را شکل کشتی میساختند ۱۲ ۷ لئیم الطبع آنرا گویند کہ خود نہ کرد و نہ بہ دیگراں دہد ۱۲

همانا انگار که تقریر این سخن بکردم و دلیل و برهان نیاوردم انصاف از تو

یہی معلوم کر کہ تقریر اس بات کی نہ کہی میں نے اور بیان اور دلیل نہ لایا میں انصاف تیرے امید

توقع دارم که هرگز دیدی دست دغائی بر کتف بسته یا بینوائی بزندان

رکھتا ہوں میں کہ ہرگز دیکھا تونے ہاتھ ایک دغاباز کا اوپر مونڈھے کے بندھا ہوا یا ایک مفلس بیچ قید خانے

در نشسته یا پردهٔ معصومی دریده یا کفے از معصم[1] بریده الا بعلت درویشی

کے بیٹھا ہوا یا پردہ ایک معصوم کا پھٹا ہوا یا ہاتھ پہنچے سے کٹا ہوا مگر بسبب فقیری کے

شیر مردان[2] را بحکم ضرورت در نقبها گرفته اند و کعبها[3] سفته و محتمل است اینکه

شیر مردوں کے تئیں ساتھ حکم ضرورت کے بیچ سیندوں کے پکڑا اور ٹخنے پردیئے ہوئے اور احتمال یہ ہے کہ

یکے از درویشان نفس اماره مرادی طلب کند چون قوت احصانش[4] نباشد

ایک کے تئیں فقیروں سے نفس حکم دینے والا ایک مراد طلب کرے جو قوت نگاہ رکھنے اسکے کی نہ ہووے

بعصیان مبتلا گردد که بطن و فرج توامند یعنی دو فرزند یک شکم ما دام

ساتھ گناہ کرنے کے گرفتار ہووے کہ پیٹ اور فرج دو بچے ایک پیٹ کے ہیں یعنے وہ لڑکے ایک پیٹ

که این یکے بر جایست آن دیگر بر پائے شنیده ام که درویشی را با حدثے[5] بر

سے جبتک کہ یہ ایک اوپر جگہ کے ہے وہ دوسرا قائم سنا ہے میں نے کہ ایک فقیر کو ساتھ ایک جوان نو

خبثے بدیدند با آنکه با شرمساری بردبیم سنگسارے بود گفت ای مسلمانان

خواستہ کے اوپر ایک بدی کے دیکھا باوجود اسکے کہ شرمندگی لے جاوے دہشت سنگساری کی تھی کہا اے مسلمانو

قوت ندارم که زن کنم و طاقت نه صبر چه کنم لَا رَهْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ[6]

قوت نہیں رکھتا ہوں میں کہ جورو کروں میں اور طاقت نہیں کہ صبر کیا کروں میں نہیں ہے رہبان ہونا بیچ اسلام کے

و از جملهٔ مواجب سکون و جمعیت درون که توانگران را میسر میشود یکے آنکه هر شب

اور تمام ناجیات اطمینان سے اور جمعیت دل کے کہ امیروں کے تئیں نصیب ہوتی ہے ایک وہ کہ ہر رات کو

صنمے در بر گیرند و هر روز جوانی از سر که صبح تابان را دست از صباحت او

ایک معشوق بیچ بغل کے لیتے ہیں اور ہر روز شروع جوانی کا سر سے لیتے ہیں کہ صبح تاباں کے تئیں ساتھ خوبصورتی اُس

---

[1] معصم بکسر میم و سکون عین و فتح صاد جهملکین جائے است بر بغن از ساعد تا باریکی بند دست ۱۲ اس [2] یعنی شیر مردان از جهت اضطرار بخانه مردم نقیب زنند و اینها را در عین حالت مذکوره گرفته اند که معابد و ساکن بزرگ را سوراخ کرده اند ۱۲ [3] کعب شتالنگ را گویند و آن استخوان بلند ست بالائے پاشنه ۱۲ مس [4] احصان بالکسر دعاء دعا بفتحتین یعنی نگاهداشتن از بدی نفس را بنگاه کردن ۱۲ [5] حدث بفتح حا و دال نوخاسته کنایه از کودک ۱۲ گ

[6] لا رهبانیة آه ای نیست روا کفار که نفس کشی خلاف شرع سازند در اسلام ۱۲

برد دل و سرو خرامان راپای از خجالت او در گل بیت

کی ہے اوپر دل کے اور سرو خراماں کے تئیں شرمندگی اسکی سے بیچ کیچڑ کے

بخونِ عزیزان فرو برده چنگ

بیچ خون عاشقوں کے پہنچے لے گئے چنگل

سرانگشتہا کردہ عناب رنگ

سرانگلیوں کا کئے ہوئے عناب کی سی رنگت

شعر ولیکہ حور بہشتی ربود و یغما کرد

وہ دل کہ حور بہشتی لے گیا اور لوٹا کیا

کی التفات کند بر بتان یغمایٔ شعر

کب مہربانی کرے اوپر معشوقوں یغما کے

مَنْ کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ مَا اشْتَھیٰ رُطَب

وہ شخص کہ ہووے روبرو اسکے جسقدر کہ چاہے خرمائے تر

یُغْنِیْہِ ذٰلِکَ مِنْ رَّجْمِ الْعَنَاقِیْدِ

بے پرواہ کرتا ہے اسکے تئیں وہ خرما پتھر مارنے خوشہ انگور سے

اغلب تہیدستان دامن عصمت بمعصیت آلایند و گرسنگان نان ربایند بیت

اکثر مفلس آدمی پاکیزگی کا ساتھ زنا کے آلودہ کرتے ہیں اور بھوکے روٹی لے جاتے ہیں

چون سگِ درنده گوشت یافت نپرسد

جو کتے پھاڑنیوالے نے گوشت پایا نہ پوچھے

کین شترِ صالحست یا خرِ دجال

کہ یہ اونٹنی حضرت صالح کی ہے یا گدھا دجال کا

چہ مایۂ مستوران بعلتِ درویشی در عین فساد افتاده اند و

کس واسطے کہ اکثر عورتیں پاکدامن بسبب فقیری کے بیچ نہایت فساد کے پڑی ہیں اور

عرض گرامی را بباد زشت نامی برباد داده فرد

آبرو بزرگ کے تئیں ساتھ ہوا بدنامی کے برباد دیا

با گرسنگی قوتِ پرہیز نماند

سامنے بھوکے کے طاقت پرہیزگاری کی نہ رہے

افلاس عنان از کفِ تقویٰ بستاند

مفلسی باگ ہاتھ پرہیزگاری سے لے جاوے

آنکہ گفتی در بروی مسکینان ببند حاتم طائی کہ بیابان نشین بود

وہ کہ کہا تونے دروازہ اوپر منہ غریبوں کے باندھیں حاتم طائی کہ جنگل کا بیٹھنے والا تھا

اگر شہری بودی از جوش گدایان بیچاره شدی و جامہ برد

اگر شہر کا رہنے والا ہوتا زیادتی فقیروں سے بیچارہ ہوتا اور کپڑے اوپر اس کے

[1] سرو خراماں را آہ یعنی بر سبیل دعا میگو کہ سرو بیش ازین خراماں بوده است لکنوں کہ پائے او در گل است دیار اے خرامیدن ندارد بسبب خجالت است ۱۲ [2] یغما بمعنے غارت و نام شہیدے منسوب بخوبان اصل اول ست و دوم دوم ۱۲ خیابان ۱۲ [3] درنده بتشدید را و اسقاط تائے گوشت دیافت چہ در صورت اجتماع سہ ساکن اگر خواہند یکے را مد تقطیع حذف و دوم را متحرک کنند و بیت از بحر منسرح مطوی منحور محذوف است مفتعلن فاعلات مفتعلن فع یا فاع ۱۲ مولوی محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ [4] اے کسیکہ ادرا چنین صحبت میسر گردد پس شاغل گویا مذکور است ۱۲

پارہ کردندے چنانکہ در طیبات آمدہ است شعر
ٹکڑے کرتے جیسا کہ بیچ کتاب طیبات کے آیا ہے۔

در من منگر تا دگران چشم ندارند	کز دست گدایان نتوان کرد ثوابے[1]
بیچ میرے مت دیکھ تو اور امید نہ رکھیں	کہ ہاتھ فقیروں سے نہ سکے کرنا ایک اجر

گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت[2] می برم گفتم نہ کہ بر مال ایشان
کہا نہ کہ میں اوپر حال انہوں کے رحمت لے جاتا ہوں میں کہا میں نے کہ اوپر مال انہوں نے
حسرت میخوری ما درین گفتار و ہر دو بہم گرفتار ہر بیذقے کہ براندے
افسوس کھاتا ہے تو ہم بھی اس گفتگو کے اور دونوں آپس میں گرفتار جو پیادہ کہ دوڑاتا تھا
بدفع آن کوشیدمے و ہر شاہی کہ بخواندے بفرزین بپوشیدمے
بیچ دفع کرنے اسکے کوشش کرتا میں اور جو بادشاہ کو بلاتا تھا ساتھ وزیر کے چھپاتا تھا میں یہاں
تا نقد کیسۂ ہمت درباخت و تیر جعبۂ[3] محبت ہمہ بینداخت قطعہ
تک کہ نقد تھیلی ہمت کا ہارا اور تیر ترکش دلیل کے سب گرائے

ہان تا سپر نیفگنی[4] از حملۂ فصیح	کورا جزین مبالغۂ مستعار نیست
جبتک سپر نہ ڈالے تو حملے فصاحت کرنیوالے سے	وہ کہ اسکے تئیں سوائے مبالغہ مانگے ہوئے کے نہیں ہے
دین ورز و معرفت کہ سخندان سجع[5] گوے	بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست
دین قبول کر اور معرفت کی بات جاننے والا مقفےٰ کہنے والا	اوپر دروازے کے ہتھیار رکھتا ہے اور کوئی بیچ قلعے کے نہیں ہے

تا عاقبۃ الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم دست تعدّی دراز کرد
آخر کو دلیل اس کی نہ رہی ذلیل اسکو کیا میں نے ہاتھ ظلم کا بڑھانا کیا اور بیہودہ وہ
و بیہدہ گفتن آغاز و سنت جاہلان ست کہ چون بدلیل از خصم فرومانند
کہنا شروع اور طریقہ جاہلوں کا ہے کہ جو بیچ دلیل کے دشمن سے عاجز رہیں
سلسلۂ خصومت جنبانند چون آزر بت تراش کہ بحجت با پسر برنیامد
زنجیر دشمنی کی ہلادیں جیسے آزر بت کا تراشنے والا کہ بیچ حجت کے ساتھ بیٹے کے سربر نہ ہوا

[1] کز دست گدایان آہ ثواب بفتح مثلثہ بمعنے جزائے چیزے وسبب بطلان صدقہ از دست گدایاں اینست کہ ہرگاہ ایشان توانگر را تنگ میسازند و سخت میگیرند او بمقتضائے بشریت البتہ آزردہ شود و آزردگی مصدق باعث صدقہ شود بدلیل قولہ تعالےٰ لَا تُبْطِلُوا صَدَقٰتِكُم بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى یعنے ضائع مے سازید صدقہائے خود را بسبب منت نہادن و آزار نہادن بر مصدق علیہ ۱۲ [2] رحمت می برم چرا کہ مالدار اند و ثواب مزید مسازند ۱۲ [3] جعبہ بفتح جیم و سکون عین مہملہ و فتح موحدہ بمعنے ترکش ۱۲ [4] سپر افگندن بمعنے عاجز ماندن ۱۲ [5] سجع بالفتح در شعر الکلام مقفی را گویند ۱۲

بجنگ برخاست آیۃ لَئِن لَّم تَنتَہِ لَأَرجُمَنَّکُمْ و دشنامم
واسطے لڑائی کے اٹھا تحقیق اگر باز نہ آویگا تو سنگسار کروں گا میں تیرے تئیں گالی مجھ کو دی
داد و سقطش گفتم گریبانم درید زنخدانش شکستم قطعہ
برا اُسکو کہا میں نے گریبان میرا پھاڑا ٹھوڑی اسکی توڑی میں نے

اودر من و من در وفتادہ
وہ بیچ میرے اور میں بیچ اُسکے پڑا
انگشت تعجب جہانے
انگلی تعجب ایک جہان کی

خلق از پئے ما دوان و خندان
خلق پیچھے ہمارے دوڑتی ہوئی اور ہنستی ہوئی
از گفت و شنیدِ ما بدندان
گفتگو ہماری سے بیچ دانتوں کے

القصہ مرافعت این سخن پیش قاضی بردیم و بحکومت عدل قاضی راضی
آخر کو رفع کرنا اسبات کا آگے قاضی کے لے گئے ہم اور حکم دینے صاحب انصاف پر راضی
شدیم تا حاکم مسلمانان مصلحتے بجوید و میان توانگران و درویشان فرقے
ہوئے ہم تو حاکم مسلمان کا ایک صلح ڈھونڈھے اور درمیان امیروں اور فقیروں کے کچھ فرق
بگوید قاضی چون حالت ما بدید و منطق ما بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و
کہے قاضی نے جو حالت ہماری دیکھی اور گفتگو ہماری سنی سر بیچ فکر کے لے گیا اور
پس از تامل بسیار سر برآورد و گفت ایکہ توانگران را ثنا گفتی و بر درویشان جفا
پیچھے تامل بہت سے سر اٹھایا اور کہا اے کہ امیروں کے تئیں تعریف کہی تو نے اوپر فقیروں کے ظلم
روا داشتی بدانکہ ہر جا کہ گل ست خارست و با خمر خمارست و بر سر گنج مارست
رکھا تو جان کہ جس جگہ کہ پھول ہے کانٹا ہے اور شراب کے ساتھ خمار ہے اور اوپر خزانے کے سانپ ہے
و آنجا کہ درِ شاہوارست نہنگ مردم خوارست لذت عیش دنیا را لدغۂ اجل
اور اس جگہ کہ موتی شاہوار ہے مگر جانور آدمی کھانے والا ہے لذت عیش دنیا کے تئیں ڈنگ موت کا
درپے ست و نعیم بہشت را دیوار مکارہ درپیش بیت
پیچھے ہے اور نعمت بہشت کے تئیں دیوار مکروہات کی آگے

۱ لئن لم آہ اے اگر باز نخواہی آمد اے ابراہیم ہر آئینہ سنگسار کنم ترا و این حکایت قول آزر بت تراش است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲
۲ سقط بفتحتین دراصل بمعنے غلط اغلاط و مجاز بمعنے بدگفتن مستعمل ۱۲ ۳ مرافعت آہ بر داشتن معاملہ بسوئے حاکم و این سخن از
انضلیت غنایہ فقر نہ مرافعۂ جنگ و زد و کوب و بحکومت عدل اے بحکم بودن مرد عادل ۱۲ از یں و خ و غیرہ ۱۲ ۴ لدغہ بفتح لام و
سکون دال مہملہ و عین معجمہ در آخر بنش زدن مار و کژدم ۱۲ ۵ دیوار مکارہ بدلیل حدیث شریف حفت النار بالشہوات و حفت الجنۃ بالمکارہ کردہ
باشد است بہشت بہ مکروہات و دوزخ بہ خواہشہائے نفس امارہ ۱۲

جورِ دشمن چہ کند گر نکشد طالبِ دوست | گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہمند

ظلم دشمن کا کیا کرے جو نہ کھینچے طالب دوست کا | خزانہ اور سانپ اور پھول اور کانٹا اور غم اور خوشی باہم ہیں

نظر نکنی در بستان کہ بید مشک ست و چوب خشک ہمچنین در زمرۂ توانگران

نظر نہیں کرتا ہے تو بیچ باغ کے کہ بید مشک ہے اور لکڑی خشک اور ایسے ہی بیچ گروہ دولتمندوں کے

شاکرند و کفور و در حلقۂ درویشان صابرند و ضجور[1] شعر

شکر کرنیوالے ہیں اور کفر کرنیوالے اور بیچ حلقہ فقیروں کے صبر کرنیوالے اور دلتنگ

اگر ژالہ ہر قطرۂ درشدی | چو خرمہرہ بازار ازو پر شدی

اگر اولہ ہر قطرہ موتی ہوتا | مانند کوڑیوں کے بازار اُس سے بھرا ہوتا

مقربانِ[2] حضرت جل و علا توانگرانند درویش سیرت و درویشانند

نزدیک رہنے والے حضرت بزرگ اور برتر کے دولتمند ہیں درویش خصلت اور درویش ہیں

توانگر ہمت و مہین توانگران آنست کہ غم درویش خورد و بہین

تونگر ہمت اور بہتر امیروں میں وہ ہے کہ غم فقیر کا کھاوے اور بہتر

درویشان آنکہ کم[3] توانگران نگیرد و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

فقیروں میں وہ ہے کہ کم دولتمند سے نہ لے اور جو شخص کرتا ہے توکل اوپر اللہ کے پس وہ کافی ہے اُسکو

پس روی عتاب از من بجانب درویش کرد و گفت ای کہ گفتی

پس منہ غصّے کا مجھ سے طرف فقیر کے کیا اور کہا اے کہ کہا تونے

توانگران مشتغل اند بمناہی[4] و مست ملاہی[5] نعم[6] طائفہ ہستند برین

دولتمند مشغول ہیں کار ممنوع دنیا میں اور مست اور بھولے ہوئے بازیوں کے بیچ ہے ایک گروہ ہیں اوپر اس

صفت کہ بیان کردی قاصر ہمت کافر نعمت کہ ببرند و بنہند و نخورند

صفت کے کہ بیان کیا تونے چھوٹی ہمت اور کفر کرنیوالے نعمت کے کہ لیجاویں اور رکھیں اور نہ کھاویں

و ندہند و اگر بمثل باران نبارد و یا طوفان جہان را بر دارد

اور نہ دیویں اور جو ساتھ مثل کے مینہ نہ برسے اور یا طوفان جہان کو اُٹھاوے

[1] ضجور بفتح ضاد معجمہ وجیم وواو ساکن و آخر رائے مہملہ بمعنے تنگدل ۱۲ [2] یعنے مقرب نزد خدائے تعالےٰ کسانے ہستند کہ تونگر بحال و فقیر اند در احوال کہ اگر فقیر اند در احوال و تونگر در افعال یعنے فقر خود بر مردم ظاہر نکنند بلکہ تصدق مے کنند چنانچہ گفتہ اند السخاوۃ نفی الفلۃ ۱۲ [3] کم بفتح کاف تازی وسکون میم بمعنے میم معروف و بمعنے ترک و نادر ہم ملکہ است ۱۲ اب [4] مناہی بالفتح جمع منہی بالفتح اے چیزہائے کہ شارع ازاں منع فرمودہ ۱۲ [5] ملاہی بالفتح جمع ملہی بالضم یعنے چیزیکہ از یاد خدائے تعالےٰ غافل سازد یعنے بازیہائے تا شروع ۱۲ [6] نعم بفتحتین کلمہ ایجاب است بمعنی آرے قبول کردم ۱۲

باعتماد مکنتِ خویش از محنتِ درویش نپرسند و از باریتعالےٰ نترسند و گویند شعر

ساتھ اعتبار مال اپنے کے محنت فقیر کی نہ پوچھیں اور خدا سے نہ ڈریں اور کہیں

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک | **مرا ہست[1] بط را[2] از طوفان چہ باک شعر**

جو نیستی سے دوسرا ہوا ہلاک | مجھ کو مال ہے بط کو طوفان سے کیا دہشت

وَرَاکِبَاتِ نِیَاقٍ فِیْ ھَوَادِجِھَا | **مَالَمْ یَلْتَفِتْنَ اِلٰی مَنْ غَاصَ فِی الْکُثُبِ**

اور بہت عورتیں ہیں سوار اونٹوں کی بیچ ہودجوں کے | التفات نہیں کرتی ہیں طرف اس شخص کے کہ جاتا ہے ریگ کے تودوں میں

شعر دونان چو گلیم خویش بیرون بردند | **گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند**[۳]

کمینے جو کملی اپنی باہر لے گئے | کہیں کیا غم جو مرتا م عالم سرا

قومی بدین نمط مستند کہ شنیدی و طائفہ خوانِ نعمت نہادہ و دستِ کرم

ایک قوم ساتھ اسطرح کے ہیں کہ سُنا تونے اور ایک گروہ نے خوان نعمت کا رکھا اور ہاتھ کرم کا

کشادہ طالبِ[۴] نام اند و مغفرت و صاحبِ[۵] دنیا و آخرت چون بندگانِ حضرت

کھولا چاہنے والے نام کے ہیں اور مغفرت کے اور صاحب دنیا اور آخرت کے جیسا کہ بندے حضرت بادشاہ تمام

پادشاہ عالم عادل موید مظفر مالک ازمۂ انام حامی ثغورِ اسلام وارثِ ملک

عالم کے عدل کرنیوالے کے امداد پایا گیا فتح پایا گیا مالک لگاموں خلق کا حمایت کرنیوالا سرحدوں اسلام کا وارث

سلیمان اعدل ملوکِ زمان مظفر الدنیا والدین اتابک ابوبکر بن سعد

ملک سلیمان کا عادل زیادہ بادشاہوں زمانے کا فتح پایا گیا دنیا اور دین کا اتالیق یعنی ادب دینے والا ابوبکر بیٹا سعد

زنگی اَدَامَ اللہُ اَیَّامَہٗ وَنَصَرَ اَعْلَامَہٗ قطعہ

زنگی کا ہمیشہ رکھے اللہ زمانہ اُس کا اور یاری دے نیزوں اسکے کو

پدر بجای پسر ہرگز این کرم نکند | **کہ دستِ تو با خاندانِ آدم کرد**

باپ بیچ جگہ بیٹے کے ہرگز یہ کام نہ کرے | کہ ہاتھ بخشش تیرے نے ساتھ گھرانے آدم کے کیا

خدائی خواست کہ بر عالمی ببخشاید | **ترا برحمتِ خود پادشاہِ عالم کرد**

خدانے چاہا کہ اوپر ایک عالم کے بخشش کرے | تیرے تئیں ساتھ مہربانی اپنی کے بادشاہ عالم کا کیا

---

[۱] مرا ہست اے ہست مال ۱۲ [۲] داد بمعنے رب لے برائے تکثیر است راکبات جمع راکبتہ بمعنے زن سوار نیاق بالکسر و تحتانی جمع ناقہ بمعنے شتر مادہ ہوادج جمع ہودج و غاص بعین معجمہ و صاد مہملہ اے فرو رفت و کثب بضم کاف تازی و ثائے مثلثہ و آخر یائے موحدہ جمع کثیب بضم کاف تازی بمعنے تودہ ریگ ۱۲ [۳] بصیغہ جمع نظر بمعنے ہمہ علم کہ معنے جمعیت ازاں حاصل مے شود ۱۲ خیابان [۴] یعنے میخواہند ذکر خیر و غفران [۵] صاحب دنیا باعتبار مال و دولت صاحب آخرت باعتبار جود و عطا کہ مزدے ازاں در عقبےٰ خواہند یافت ۱۲ [۶] ازمہ بالفتح و کسر زائے معجمہ و تشدید میم جمع زمام رسی کہ در بینی شتر کنند و اعراب میگویند ۱۲ [۷] ثغور بضم ۱۲

قاضی چون سخن بدین غایت برسانید و از حد قیاس ما اسپ مبالغت
قاضی نے جو بات اس نہایت کو پہنچائی اور حد قیاس ہماری سے گھوڑا مبالغے کا

درگذرانید بمقتضای حکم قضا رضا دادیم و از ما مضیٰ درگذشتیم و بعد از
گذرانا موافق حکم قضا کے راضی ہوئے ہم اور جو چیز کہ گذری تھی اس سے درگذرے ہم اور بعد

مجاذا[1] طریق مدارا گرفتیم و سر بتدارک[2] بر قدم یکدیگر بنهادیم و بوسه بر سر و روی
سختی کے راہ ملاپ کی لی پکڑنے اور سر ساتھ بدلا لینے کے اوپر قدم کے آپس میں رکھا ہم نے اور بوسہ اوپر سر اور منہ

ہم دادیم و ختم سخن برین دو بیت کردیم قطعه
آپس کے دیا ہم نے اور ختم بات کا اوپر اس دو بیت کے کیا ہم نے

مکن ز گردش گیتی شکایت ای درویش
مت کر گردش زمانے سے گلہ اے فقیر

توانگرا چو دل و دست کامرانت هست
اے مالدار جو دل اور ہاتھ تیرا مقصود ور ہے

که تیره بختی اگر[3] همبرین نسق مردی
کہ کمبخت ہے تو اگر اسی طرح سے مرا تو

بخور ببخش که دنیا و آخرت بردی
کھا بخش دے کہ دنیا اور آخرت لے گیا تو

باب هشتم در آداب صحبت
باب آٹھواں بیچ آداب صحبت کے

حکمت مال از بهر آسایش عمر است نه عمر از بهر گرد کردن مال عاقلی را پرسیدند نیکبخت کیست
مال واسطے آرام عمر کے ہے نہ عمر واسطے جمع کرنے مال کے ایک عاقل کے تئیں پوچھا نیکبخت کون ہے

و بدبخت چیست گفت نیکبخت آنکه خورد و کشت و بدبخت آنکه مرد و هشت[4] شعر
اور بدبخت کیا ہے کہا نیکبخت وہ کہ کھایا اور بویا اور بدبخت وہ کہ مرا اور چھوڑ گیا

مکن نماز بران هیچکس که هیچ نکرد
مت کر ناز اوپر ایسے کہ جس نے کچھ نہ کیا

که عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد
کہ عمر بیچ خیال تحصیل مال کے کی اور نہ کھایا

[1] مجاذا مخفف مجازات بمعنی سزا دادن باہم ہچو مدارا مخفف مدارات و این حذف از تصرف فارسیاں است ۱۲ [2] از باب تفاعل بمعنے در یافتن رفتہ اکنوں بمعنے عوض مستعمل است لفظ ہم گاہے برائے استمرار مے آید معنے آنکہ اگر ہمبریں نمط در شکایت گیتی مردے تیرہ بخت ہستی زیرا کہ شکایت از گردش گیتی نہ کند مگر تیرہ بخت ۱۲
[3] گاہ است کہ چیست کہ بمعنے نیست مستعمل شود ۱۲ [4] یعنے ہم بر خود صرف کرد و ہم در راہ خدا اتفاق نمود ۱۲ ہشت بالکسر از ہشتن بمعنے گذاشتن از دست بر ۱۲

حکمت موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ اَحسِن کَمَا
موسےٰ نے اوپر اسکے سلام قارون کے تئیں نصیحت کی کہ نیکی کر جیسا کہ نیکی کی

اَحسَنَ اللّٰہُ اِلَیکَ نشنیدہ عاقبتش شنیدی قطعہ
اللہ نے طرف تیرے نہ سنا انجام اسکا سنا تونے

آنکس کہ بدینار و درم خیر بیندوخت
اس شخص نے کہ ساتھ دینار اور درم کے نیکی نہ جمع کی

خواہی متمتع شوی از دنیا و عقبیٰ
چاہتا ہے تو کہ فائدہ کیا گیا ہو تو دنیا اور عقبےٰ سے

سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد
سر آخر کو بیچ خیال دینار اور درم کے کیا

باخلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد
ساتھ خلق کے کرم کر جو خدا نے ساتھ تیرے کرم کیا

عرب گوید جُد وَلَا تَمنُن لِاَنَّ الفَائِدَۃَ اِلَیکَ عَائِدَۃٌ -
عرب کہتا ہے بخشش کر اور احسان مت رکھ اسواسطے کہ تحقیق فائدہ تیری طرف پھرنے والا ہے

یعنی ببخش و منت منہ کہ نفع آن بتو باز می گردد قطعہ
یعنے بخشدے اور احسان مت رکھ کہ نفع اسکا تیرے طرف پھرنے والا ہوتا ہے -

درختِ کرم ہر کجا بیخ کرد
درخت کرم نے جہاں کہیں جڑ کی

گر امیدواری کزو بر خوری
جو امیدوار ہے تو کہ اس سے پھل کھاوے تو

گذشت از فلک شاخ و بالائی او
گذری فلک سے شاخ اور بلندی اس کی

بمنت منہ ارّہ بر پائی او قطعہ
ساتھ احسان کے مت رکھ آرہ اوپر پاؤں اسکے کے

شکرِ خدای کن کہ موفق شدی بخیر
شکر خدا کا کر کہ توفیق کیا گیا ہو تو ساتھ خیر کے

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمیکنی
احسان مت رکھ کہ خدمت بادشاہ کی کرتا ہے تو

ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت
انعام اور بزرگی اپنی سے نہ معطل چھوڑا تجھ کو

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت
احسان جان اس سے کہ بیچ خدمت کے رکھا تجھ کو

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفائدہ کردند یکے آنکہ
دو شخص رنج بیہودہ لے جائیں اور کوشش بے فائدہ کریں ایک وہ کہ

۱؎ سرور سر چیزے دن خود را بکشتن دادن است در طلب آن چیز ۱۲ خیابان ۲؎ بمنت منہ آرہ اے بسبب منت نہادن آرہ بر پائے درخت کرم منہ چنانچہ حق سبحانہ و تعالےٰ فرمودہ لَا تُبطِلُوا صَدَقَاتِکُم بِالمَنِّ وَالاَذٰی اے باطل نہ کنید صدقہائے خود را بسبب منت نہادن و رنج دادن بآنکہ صدقہ گرفتہ پس معلوم شد کہ منت دادن بسبب بطلان صدقہ مے باشد ۱۲

۳؎ موافق از توفیق بمعنے مدد کردن کسے را بکارے ۱۲ رسیدیہ ۱۲

اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ آموخت و عمل نہ کرد مثنوے
جمع کیا اور نہ کھایا اور دوسرا وہ کہ سیکھا اور نہ کیا

علم چندانکہ بیشتر خوانی
علم جتنا کہ زیادہ پڑھے تو
چون عمل در تو نیست نادانی
جو عمل تجھ میں نہیں ہے نادان ہے تو

نہ محقق بود نہ دانشمند
نہ محقق ہووے نہ دانشمند
چارپائے[1] برو کتابے چند
ایک جانور اوپر اسکے کتابیں کتنی

آن تہی مغز را چہ علم و خبر
اُس بیوقوف کو کیا علم اور خبر
کہ برو ہیزم ست یا دفتر
کہ اوپر اسکے لکڑی ہے یا دفتر

حکمت علم از بہر دین پروردنست نہ از بہر دنیا خوردن شعر
علم واسطے دین پالنے کے نہ واسطے دنیا کھانے کے

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت
جوکہ پرہیز اور علم اور پرہیزگاری بیچے
خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت
ایک کھلیان جمع کیا اور صاف جلایا

پند عالم ناپرہیزگار کور مشعلہ دارست یُہدٰی بِہٖ وَھُوَ لَا یَھتَدِی بیت
عالم ناپرہیزگار اندھا مشعلچی ہے راہ دکھائی جاتی ہے بسبب اُسکے اور وہ راہ نہیں پاتا ہے

بیفائدہ ہر کہ عمر درباخت
بے فائدہ جس نے کہ عمر ہار دی
چیزے[2] نخرید و زر بینداخت
کوئی چیز نہ خرید کی اور زر ڈالا

پند[3] ملک از خردمندان جمال گیرد و دین از پرہیزگاران
مُلک داناؤں سے زینت پکڑے اور دین پرہیزگاروں سے

کمال یابد پادشاہان بہ نصیحتِ خردمندان
کمال پاوے بادشاہ ساتھ نصیحت عقلمندوں کے

ازان محتاج تر اند کہ خردمندان بقربتِ پادشاہان قطعہ
اس سے محتاج زیادہ ہیں کہ عقلمند ساتھ نزدیکی بادشاہوں کے

[1] چارپائے آہ این مضمون موافق آیت شریف است وَمَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰۃَ اے مثل آن کسان کہ بردا شتند توریت را پس ازان عمل بران نکردند مانند خراند کہ بردارندہ کتابہا ۱۲ [2] چیزے نخرید اے ہیچ نفع آخرت از علم و عمر حاصل نہ کردہ پس زر عمر درباخت ۱۲ [3] چراکہ اگر پادشاہان ازایشان نصیحت نہ پذیرند و طریق سیاست و تدابیر ملکی نیاموزند مملکت شان خراب شود و بدنامیے ایشان از ملکے بملکے رود اگر خردمندان بسلاطین رسند حرزے برائے ایشان متصور نیست نکرے از معاش برائے ذات خود خواہند ہشت ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پندی اگر بشنوی ای پادشاہ
ایک نصیحت اگر سنے تو اے بادشاہ

در ہمہ دفتر بہ ازین پند نیست
بیچ تمام دفتر کے بہتر اس سے نصیحت نہیں

جز بخردمند مفرما عمل
سوائے عقلمند کے مت فرما کام

گرچہ عمل کارِ خردمند نیست
اگرچہ کام کام عقلمند کا نہیں ہے

حکمت سہ چیز بے سہ چیز پائدار نماند مال بے تجارت
تین چیزیں بے تین چیزوں کے قائم نہیں رہتی ہیں مال بے سوداگری کے

و علم بے بحث و ملک بے سیاست[1] قطعہ
اور علم بے بحث کے اور ملک بے دہشت کے

وقتی بلطف گوی و مدارا و مردمی
ایک وقت ساتھ لطف کے کہہ اور تواضع اور مروت کے

باشد کہ در کمند قبول آوری دلے
یقین ہے کہ بیچ کمند قبول کے لاوے ایک دل

وقتی بقہر گوی کہ صد کوزۂ نبات
ایک وقت ساتھ غصے کے کہہ کہ سو کوزے مصری کے

گہ گہ چنان بکار نیاید کہ حنظلے[2]
کبھی کبھی ایسا بیچ کام کے نہ آوے کہ پھل اندرین کا

حکمت رحم آوردن بر بدان ستم ست بر نیکان و عفو
رحم لانا اوپر بُروں کے ظلم ہے اوپر نیکوں اور بخشنا

کردن از ظالمان جور ست بر درویشان بیت
ظالموں سے ظلم ہے اوپر فقیروں کے

خبیث را چو تعہد[3] کنی و بنوازی
خبیث کے تئیں جو ذمہ داری کرے اور سرفراز کرے تو

بدولتِ تو گنہ می کند بانبازی
ساتھ دولت تیری کے گناہ کرتا ہے ساتھ شرکت کے

پند بر دوستی پادشاہان اعتماد نتوان کرد و بر آوازِ خوش کودکان
اوپر دوستی بادشاہوں کے اعتبار نہ چاہیے کرنا اور اوپر آواز اچھی لڑکوں کے

کہ آن بخیالے مبدل شود و این بخوابے متغیر گردد شعر
کہ وہ ساتھ ایک خیال کے تبدیل ہووے اور یہ ساتھ ایک خواب کے متغیر ہووے

۱؎ ملک بے سیاست لے ملک بے حکومت بر رعیت باقی نماند پس بادشاہاں را باید کہ ترک عقوبت ہم نکنند در حق کسیکہ سزاوار آنست ۱۲ ۲؎ حنظلے بالفتح مشہور ست صاحب منتخب بکسر تحقیق کردہ و آں ثمریست معروف کہ بفارسی خربزۂ تلخ و بہندی اندراین را گویند ۱۲ خیابان ۳؎ تعہد سرداری و محافظت و حمایت و لفظ بدولت بمعنے بسبب مستعمل است چنانکہ گویند بدولت فلانی این کار بسر رسید گرفت پس مراد آنکہ بسبب تو گنہ میکند بشرکت تو و بہتر آنکہ بدولت تو بمعنے در دولت تو باشد و تواں گفت کہ بانبازی متعلق گنہ میکند و بیان گنہ است از گناہ بازینباری می کند یعنے خود را شریک دولت تو می شمارد چنانچہ در بعض نسخ گنہ میکند واقع شدہ از در دولت و بیشمار دم سرایت کند ۱۲ خیابان وغیرہ ۱۲

معشوق ہزار دوست را دل ندہی
معشوق ہزار دوست کے تئیں دل نہ دے تو

ور میدہی آن دل بجدائی بنہی
اور جو دیتا ہے تو وہ دل اوپر جدائی کے رکھے تو

پنہان ہر آن سرّ یکہ داری با دوست درمیان منہ واگرچہ دوست مخلص
وہ بھید کہ رکھتا ہو تو ساتھ دوست کے درمیان میں مت رکھ اور اگرچہ دوست خالص

باشد چہ دانی کہ وقتے دشمن گردد وہر گزند یکہ توانی بدشمن
ہووے کیا جانے تو کہ کس وقت دشمن ہووے اور کوئی آزار جو سکے تو دشمن کو

مرسان کہ باشد کہ وقتے دوست گردد
مت پہنچا کہ شاید کسی وقت دوست ہووے

پند راز یکہ نہان خواہی باکس درمیان منہ واگرچہ دوست باشد
وہ بھید کہ پوشیدہ رکھنا چاہے تو ساتھ کسی کے درمیان میں مت رکھ اور اگرچہ دوست ہووے

کہ مر آن دوست را نیز دوستان باشند وہمچنین مسلسل قطعہ
اسلئے کہ اُس دوست کے تئیں بھی دوست ہوویں اور اس طرح مسلسل

خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش
چپ رہنا بہتر کہ بھید دل اپنے کا

ای سلیم آب ز سر چشمہ ببند
اے درست مزاج پانی سر چشمے سے باندھ

فرد سخنے در نہان نباید گفت
وہ بات بیچ پوشیدگی کے نچاہیئے کہنا

با کسے گفتن و گفتن کہ مگوی
ساتھ کسی کے کہنا اور کہنا کہ مت کہہ تو

کہ چو پر شد نتوان بستن جوی
کہ جو پر ہوا نسکے باندھنا ندی کا

کاین سخن برملا نشاید گفت
کہ وہ بات برملا نہ چاہیئے کہنا

حکمت دشمن ضعیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصود وے
دشمن کمزور کہ بیچ فرمانبرداری کے آوے اور دوستی ظاہر کرے مقصد اُسکا

جز این نیست کہ دشمن قوی گردد وگفتہ اند بر دوستی دوستان اعتماد
سوائے اسکے نہیں ہے کہ دشمن زور آور ہووے اور کہا ہے اوپر دوستی دوستوں کے اعتماد

۱ دربیدہی یعنے آہ اے اگر عاشق چنیں کے معشوق دل را بجدائی وفراق آن بگذاری اے در رنج ہجا جرت انداری چراکہ معشوق مطیع وراضی عاشق نشود پس مفارقت شدن ضرور افتد ۱۲ ۲ وہمچنیں مسلسل اے ہمچنیں دیستے را دوستت و دوست دوستے را دوستے تا آنکہ سلسلہ منتہی نگردد وایں منافی اخفا ست ۳ ضمیر یعنے درون دل وکنایہ از راز ست ۱۲ ۴ سلیم بروزن کلیم بمعنے درست مزاج اگر ارادہ بستن آب داری ابتدائے جریان چشمہ کہ ہنوز قلیل است بہ بند والا چون پر شد سر از بستن بتوانی ۱۲ ۶ درمیان آہ اے آن سخن کہ آشکارا گفتن مناسب نیست ماہم نباید گفت کہ چوں از یک سخن برآید بر کسے پوشیدہ نماند ۱۲

نیست تا بہ تملق دشمنان چہ رسد وہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد
نہیں ہے تو ساتھ خوشامد دشمنوں کے کیا پہنچے اور جو کوئی کہ دشمن چھوٹے کو ناچیز گنے ساتھ
بدان ماند کہ آتش اندک را مہمل مے گذارد قطعہ
اُس کے مشابہ ہے کہ آگ تھوڑی کو بیکار چھوڑتا ہے

امروز بکش چو میتوان کشت
آج کے دن بجھا جو سکے تو بجھانا
مگذار کہ زہ کند کمان را
مت چھوڑ کہ چلّہ کرے کمان کے تئیں

کآتش چو بلند شد جہان سوخت
کہ آگ جو بلند ہوئی جہان کو جلایا
دشمن کہ بہ تیر میتوان دوخت
دشمن کہ ساتھ تیر کے سکے سینا

حکمت سخن در میان دو دشمن چنان گوئی کہ اگر دوست گردند شرمزدہ نباشے
بات درمیان دو دشمن کے ایسی کہے کہ اگر دوست ہوویں شرمندہ نہ ہووے تو

ابیات میانِ دو کس جنگ چون آتش ست
درمیان دو آدمیوں کے لڑائی مانند آگ کے ہے
کنند این و آن خوش دگر بارہ دل
کریں یہ اور وہ خوش دوسری بار دل
میانِ دو کس آتش افروختن
درمیان دو آدمی کے آگ روشن کرنا
قطعہ در سخن با دوستان آہستہ باش
بیچ سخن کے ساتھ دوستوں کے آہستہ رہ
پیش دیوار آنچہ گوئی ہوش دار
آگے دیوار کے جو کچھ کہے تو ہوش رکھ

سخن چین بدبخت ہیزم کش ست
بات بنانے والا بدبخت لکڑی ڈالنے والا ہے
وی اندر میان کوربخت و خجل
وہ درمیان میں کوربخت اور شرمندہ
نہ عقلست و خود درمیان سوختن
نہیں عقل ہے اور آپ درمیان میں جلنا
تا نہ دارد دشمنِ خونخوار گوش
تو نہ رکھے دشمن خونخوار کان
تا نباشد در پسِ دیوار گوش
تو نہ ہووے پیچھے دیوار کے کان

حکمت ہر کہ با دشمنان صلح میکند سر آزار دوستان دارد شعر
جو ساتھ دشمنوں کے صلح کرتا ہے خیال آزار دوستوں کا رکھتا ہے

۱ مہمل بمعنی فروگذاشتہ شدہ و اینجا بمعنی ضائع و بیکار و بیہودہ مستعمل میشود ۱۲ ۲ میان دو کس آہ دریں بیت تعقید است و معنی اینست کہ در دو کس آتش جنگ افروختن و خود درمیان آں سوختن مقتضائے عقل نیست ۱۲ ۳ ضمیر این و آن راجع بسوئے دو کس و ضمیر مے راجع بسخن چین حاصل آنکہ چوں ہر دو باہم راضی و خوشدل شوند سخن چین آں وقت شرمندہ شوند ۱۲ مولانا حاجی حافظ محمد عبدالغفار صاحب مرحوم ۱۲ ۴ قولہ پیش دیوار آہ دریں شعر مبالغہ است در نہفتن راز کہ پیش کسے اگرچہ دیوار باشد راز دل خود ظاہر نباید کرد زیرا کہ شاید پس دیوار کسے گوش داشتہ باشد ۱۲ مولانا حاجی حافظ محمد عبدالغفار صاحب مرحوم و مغفور ۱۲

بشوای خردمند زان دوست دست | که با دشمنانت بود ہم نشست

دھو اے دانا اُس دوست سے ہاتھ | کہ ساتھ دشمنوں تیرے کے ہووے ہم صحبت

پند چون در امضائے کاری متردد باشی آن طرف اختیار کن کہ بی آزار تو بر آید شعر

جو بیچ جاری کرنے کسی کام کے متردد ہووے تو وہ طرف اختیار کر کہ بے آزار تیرے کے بر آوے

با مردم سہل گوی دشوار مگوی | با آنکه در صلح زند جنگ مجوی

ساتھ آدمی سہل کہنے والے کے مشکل مت کہہ | ساتھ اسکے کہ دروازہ صلح کا ملے لڑائی مت ڈھونڈھ

حکمت تا کار بزر بر مے آید جان در خطر افگندن نشاید

جبتک کام ساتھ زر کے نکلتا ہے جان بیچ خطرہ کے ڈالنا نہ چاہیئے

عرب گوید اٰخِرُ الحِیَلِ السَّیْفُ شعر

عرب کہتا ہے آخر تمام حیلوں کی تلوار ہے

چو دست از ہمہ حیلتی در شکست | حلال ست بردن بشمشیر دست

جب ہاتھ تمام حیلوں سے ٹوٹا | حلال ہے لے جانا اوپر تلوار کے ہاتھ

حکمت بر عجز دشمن رحمت مکن کہ اگر قادر شود بر تو نبخشاید بیت

اوپر عاجزی دشمن کے رحم مت کر کہ اگر قادر ہووے وہ اوپر تیرے نہ بخشش کرے

دشمن چو بینی ناتوان لاف از بروت خود مزن | مغزیست در ہر استخوان مردیست در ہر پیرہن

دشمن کو جو تو دیکھے ناتواں لاف مونچھ اپنی سے مت مار | ایک مغز ہے بیچ ہر ہڈی کے ایک مرد ہے بیچ ہر لباس کے

حکمت ہر کہ بدی را بکشد خلق از بلائے وی برہاند و ویرا از عذاب خدائے قطعہ

جو کوئی ایک بُرے کے تئیں مارے خلق کے تئیں آزار اسکے سے چھڑاوے اور اُسکے تئیں عذاب خدا سے

پسندیدست بخشایش ولیکن | منہ بر ریش خلق آزار مرہم

پسندیدہ ہے بخشش ولیکن | مت رکھ اوپر زخم خلق آزار کے مرہم

ندانست آنکه رحمت کرد بر مار | کہ آن ظلم ست بر فرزند آدمؑ

نہ جانا اس نے کہ رحمت کی اوپر سانپ کے | کہ وہ ظلم ہے اوپر اولاد آدمؑ کے

ف ١ یعنے اگر صد سہل گوئی و سخت گوئی و صلح و جنگ متردد باشی نرم گوئی صلح اختیار کن کہ این بے آزار خاطر است و جائز کہ مردم بکسر آخر موصوف باشد و صفا بجنانکہ فہمیدہ اند و سہل گوئی صفت ترکیبی آن اے مرد سہل گوئندہ دریں صورت تمام شعر بحقیقت یک مضمون ست در حالت کہ بسکون آخر خوانند تا معنے چنیں باشد با مردم سخن نرم بگو و دشوار مگو تاکید آن دریں صورت ہر مصرع منفی علیحدہ بود گویا داد نصیحت است شاید سروری ہمیں جہت این معنے اختیار کردہ کہ تاسیس از تاکید بہتر است ١٢ مولانا محمد ہادی علی مرحوم ١٢ ف ٢ آخر الحیل آہ اے آخر ہمہ حیلہا کہ در ساختیار شد شمشیر کشیدن است حاصل اینکہ اگر کارے تو بے جنگ بر آید دست بر شمشیر بردن نشاید ١٢

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطا ست ولیکن شنیدن رواست
نصیحت دشمن سے قبول کرنا خطا ہے ولیکن سننا روا ہے
کہ بخلافِ آن کار کنی کہ عین صواب ست **مثنوی**
کہ برخلاف اس کے کام کرے تو کہ نہایت صواب ہے

حذر کن زانچہ دشمن گوید آن کن
پرہیز کر اُس بات سے کہ دشمن کہے وہ کر
کہ بر زانو زنی دستِ تغابن
کہ اوپر زانو کے مارے تو ہاتھ افسوس کا
گرت راہی نماید راست چون تیر
جو تجھکو ایک راہ دکھلاوے سیدھی مانند تیر کے
ازان برگرد و راہ دست چپ گیر
اُس سے پھر اور راہ بائیں ہاتھ کی لے

پند خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد و لطف بیوقت ہیبت ببرد نہ چندان
غصہ زیادہ حد سے کرنا وحشت لاوے اور لطف بیوقت کا رعب لے جاوے
درشتی کن کہ از تو سیر گردند و چندان نرمی کہ بر تو دلیر **ابیات**
نہ اتنی سختی کر کہ تجھ سے آسودہ ہوویں نہ اتنی نرمی کہ اوپر تیرے دلیر

درشتی و نرمی بہم در بہ است
سختی اور نرمی آپس میں بہتر ہے
چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است
مانند فصد کھولنے والے کے کہ زخم کرنیوالا اور مرہم رکھنے والا
درشتی نگیرد خردمند بیش
سختی نہ پکڑے عقلمند زیادہ
نہ سستی کہ نازل کند قدرِ خویش
نہ سستی کہ کم کرے قدر اپنی
نہ مر خویشتن را فزونی نہد
نہ خاص کے اپنے تئیں زیادتی رکھے
نہ یکبارتن در مذلت دہد **نظم**
نہ ایک بارتن بیچ ذلت کے دے
جوانے با پدر گفت ای خردمند
ایک جوان نے ساتھ باپ کے کہا اے عقلمند
مرا تعلیم دہ پیرانہ یک پند
میرے تئیں تعلیم دے بڈھوں کی طرح ایک نصیحت
بگفتا نیکمردی کن نہ چندان
کہا نیک مردی کر نہ اتنی
کہ گردد چیرہ گرگ تیز دندان
کہ ہووے غالب بھیڑیا تیز دانت

ا؎ خطاست از برائے آنکہ رہبری خیر نخواہد کرد چرا کہ صلاح خیر دادن کار دشمن نیست ۱۲ ؎ تغابن از باب تفاعل بمعنی زیان کاری دیجا زاً بمعنی افسوس مستعمل ۱۲ ؎ گردام از گرد یدن و آنکہ بمعنی اعراض کن نوشت معنی لفظ نیابا وا ۱۲ ؎ ہم ؎ یعنی اکثر مردم را از خشم گیرند و متنفر و گم دو خصوصیت کسے نیست کہ بر خشم گیرد چہ اگر خشم بجا باشد ہر یکے فہمیدہ صبر کند اما نزدیک او نزدو ۱۲ ع دس ؎ یعنی آنقدر نرمی نکند قدر خود را پست کر داند و کسے در نظر نیارد ۱۲ ؎ فاصد بفا و صاد مہملہ مکسور بمعنے فصد کنندہ ورگ زنندہ و جراح یعنے زخم زنندہ و در بعضے نسخ بجائے فہمہ رگ زن دیدہ شدہ ۱۲ ؎ چیرہ چیرہ بمعنے غالب و غالب شدن و ظفر یافتن ۱۲

حکمت دو کس دشمن ملک و دین اند پادشاہ بیحلم و زاہد بی علم شعر

دو آدمی دشمن ملک اور دین کے ہیں بادشاہ بے تحمل اور زاہد بے علم

بر سر ملک مباد آن ملک فرماندہ
اوپر سر ملک کے مت ہووے وہ بادشاہ حکم دینے والا

کہ خدا را نبود بندۂ فرمانبردار
کہ خدا کے تئیں نہ ہووے بندہ حکم اٹھانے والا

پند پادشاہ را باید کہ تا حدی خشم بر دشمنان نراند کہ دوستانرا اعتماد نماند

بادشاہ کے تئیں چاہیئے کہ ہاں تک غصہ اوپر دشمنوں کے نہ چلاوے کہ دوستوں کے تئیں اعتماد نہ رہے

آتش خشم[1] اول در خداوند خشم افتد پس انگہ زبانہ بخصم رسد یا نرسد مثنوی

آگ غصے کی پہلے بیچ صاحب غصے کے پڑے پس اسوقت شعلہ طرف دشمن کے پہنچے یا نہ پہنچے

نشاید بنی آدم خاک زاد
نہ چاہیئے اولاد آدم ع خاک پیدائش کو

کہ در سر کند کبر و تندی و باد
کہ بیچ سر کے کرے غرور اور غصہ اور ہوا

ترا با چنین تندی و سرکشی
تیرے تئیں ساتھ ایسے غصے اور زبردستی کے

نہ پندارم از خاکی از آتشی[3] قطعہ
نہیں جانتا ہوں میں خاک سے ہے تو یا آگ سے

در خاک بیلقان[2] برسیدم بعابدے
بیچ شہر بیلقان کے پونچا میں پاس ایک عابد کے

گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
کہا میں نے میرے تئیں ساتھ تربیت کے جہالت سے پاک کر

گفتا برو چو خاک تحمل کن ای فقیہ
کہا جا مانند خاک کے بردباری کر اے عالم

یا ہر چہ خواندۂ ہمہ در زیر خاک کن
یا جو کچھ پڑھا ہے تو نے سب نیچے خاک کے کر

حکمت بدخوی[4] بدست دشمنی گرفتارست کہ ہر جا کہ رود از چنگ عقوبت او خلاص نیابد

بدخو بیچ ہاتھ ایک دشمن کے گرفتار ہے کہ جہاں کہیں جاوے چنگل عذاب اس کے سے رہائی نہ پاوے

بیت اگر ز دست بلا بر فلک رود بدخوے
اگر ہاتھ سے اوپر آسمان کے جاوے بدخو

ز دست خوی بد[5] خویش در بلا باشد
ہاتھ بدخوئی اپنی سے بیچ بلا کے ہووے

حکمت چو بینی کہ در سپاہ دشمن تفرقہ افتاد تو جمع باش

جو دیکھے بیچ سپاہ دشمن کے تفرقہ پڑا تو جمع رہ

---

[1] خشم بکسر خاو شین ساکن منجستین معروف کہ در عربی آن را غضب نامند ۱۲ [2] بیلقان بفتح بای موحدہ و یای مجہول گفتہ اند و آن شہریست از ایران مابین شروان کہ اذربائجان و مولف گوید کہ چون قاف از فارسی نباشد ظاہراً معرب بیکان است و در عربی یای مجہول نباشد کہ مقتضی بکسرہ ماقبل است پس اغلب کہ مفتوح باشد یا بہ تحتانی معروف خواندہ شود ۱۲ ع [3] یعنی باور ندارم از خاک باشی بلکہ از آتشی و شیطانے نہ آدم خاکی و در بعض نسخ نہ پندارم از خاک یا ز آتشی واقع شد - - - - - - یعنی انم از خاک جود شدہ یا آتش ۱۲ ان عفی عنہ [4] بدخوی آہ اے ہمان خوی آہ اے ہمان خوی بد دشمن اوست ہر جا کہ رود ہمراہی [5] نگہدار ۱۲ اخ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

واگر جمع شوند از پریشانی اندیشہ کن قطعہ
اور اگر جمع ہوویں پریشانی سے اندیشہ کر

بر و با دوستان آسودہ بنشین
جا پاس دوستوں کے آسودہ بیٹھ
وگر بینی کہ باہم یک زبانند
اور جو دیکھے تو آپس میں ایک زبان ہیں

چو بینی در میان دشمنان جنگ
جو دیکھے تو درمیان دشمنوں کے لڑائی
کمان را زہ کن و بر بارہ بر سنگ
کمان کے تئیں چلّہ کر اور اوپر قلعے کے لیجا پتھر

حکمت دشمن چو از ہمہ حیلتے فرو ماند سلسلۂ دوستی بجنباند آنگہ بدوستی
دشمن جو تمام حیلوں سے عاجز رہے زنجیر دوستی کی ہلاوے اسوقت ساتھ دوستی
کارہائے کند کہ ہیچ دشمن نتواند کرد پند سر مار بدست دشمن بکوب کہ از احدے
کے ایسے کام کرے کہ کوئی دشمن کر نسکے سر سانپ کا ساتھ ہاتھ دشمن کے کوٹ کہ ایک
الحسنیین خالی نباشد اگر این غالب آمد مار کشتی و اگر آن از دشمن رستی فرد
دو نیکیوں سے خالی نہ ہووے اگر یہ غالب آیا سانپ مارا تو نے اور اگر وہ دشمن سے چھوٹا تو

بروز معرکہ ایمن مشو ز خصم ضعیف
روز معرکے کے بیخوف مت ہو دشمن ضعیف سے
کہ مغز شیر بر آرد چو دل ز جان برداشت
کہ مغز شیر کا نکالے جو دل جان سے اٹھا

حکمت خبرے کہ دانی کہ دلے بیازارد تو خاموش باش تا دیگری بیارد فرد
جس خبر کو جانے تو کہ دل کو آزار دے تو خاموش رہ تو دوسرا لاوے

بلبلا مژدۂ بہار بیار
اے بلبل خوش خبری بہار کی لا
خبر بد بہ بوم شوم گذار
خبر بری ساتھ الو نحس کے چھوڑ

نکتہ پادشاہ را بر خیانت کسی واقف مگردان مگر آنگہ کہ بر قبول کلے
پادشاہ کے تئیں اوپر چوری کسی کے واقف مت کر مگر اسوقت کہ اوپر قبول تمام کے
واثق باشی و اگر نہ در ہلاک خود سعی مے کنی مثنوی
اعتماد ہووے تجکو اور جو نہیں بیچ مرنے اپنے کے سعی کرتا ہے تو

ا از پریشانی اے از پراگندہ شدن خود ۱۲ ۲ کمان را زہ اے کمان کشیدہ بر احاطہ حصار بر دو سنگ کہ کنایہ از آلات حرب است در آنجا ببر کہ بکار آید یعنی تدبیر محافظت خود شاید ۱۲ ۳ سر مار بدست دشمن کوفتن کنایہ از آنست کہ دست دشمن را آلت کشتن مار قرار دادہ خلاصہ اینکہ اگر دشمنی پیش آید آنرا با دشمنی دیگر مقابل کن چہ این معنی از یک خبر و نیکوی خالی نباشد اے کشتہ شدن دشمنے ازاں دو دشمن ۱۲ ۴ خبرے کہ اے آن خبر کہ بہ گفتن وے دل آزردہ شود تو خاموش باش و مگو آن خبر را تا کس دیگر آن خبر را برساند ۱۲ ۵ بر قبول کلی اے اگر دانی کہ بادشاہ مانی ۱۲ عوض
تو بر قول تو اعتماد کلی خواہد کرد و تعجیل خواہد آورد البتہ اظہار خیانت کسے مضائقہ ندارد الا سعی بہلاک خود کنی ۱۲

۱۲

بہ پیچ سخن گفتن آنگاہ کن
قصد بات کرنے کا اُسوقت کر

کہ بینی کہ در کار گیرد سخن
کہ دیکھے تو بیچ کام کے اثر کرے بات

کمال ست در نفس انسان سخن
کمال ہے بیچ ذات انسان کے بات

تو خود را بگفتار ناقص مکن
تو اپنے تئیں ساتھ باتوں کے ناقص مت کر

پند ہر کہ نصیحت خود رائی میکند او خود بنصیحت گرے محتاج ست
جو کوئی نصیحت خود رائے کو کرتا ہے وہ آپ نصیحت کا محتاج ہے

پند فریب دشمن مخور و غرور مداح مخر کہ این دام زرق نہادہ است و آن دامن طمع کشادہ
فریب دشمن کا مت کھا اور غرور تعریف کرنے والے کا مت مول لے کہ یہ جال مکر کا رکھے ہوئے ہے اور وہ دامن طمع کا کھولے ہوئے

پند احمق را ستایش خوش آید چون لاشہ کہ در کعبش دمی فربہ نماید **قطعہ**
احمق کے تئیں تعریف اچھی معلوم ہوتی ہے مانند ایک گدھے کے کہ بیچ ٹخنے اس کی کے پھونکے تو موٹا نظر آوے

الا تا نشنوی مدح سخن گوے
خبردار ہو تو نہ سنے تو تعریف بات کہنے والے کی

کہ اندک مایہ نفعے از تو دارد
کہ تھوڑی پونجی نفع کی تجھ سے رکھتا ہے

اگر روزی مرادش بر نیاری
اگر ایک دن مراد اس کی نہ نکالے تو

دو صد چندان عیوبت بر شمارد
دو سو کتنے عیب تیرے گنے

حکمت متکلم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد **شعر**
بات کرنیوالے کے تئیں جبتک کوئی عیب نہ پکڑے بات اس کی صلاحیت نہ قبول کرے

مشو غرہ بر حسن گفتار خویش
مت ہو غرور کرنیوالا اوپر خوبی بات اپنی کا

بتحسین نادان و پندار خویش
ساتھ تحسین نادان اور عزت اپنی کے

حکمت ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال **نظم**
سب کے تئیں عقل اپنی کامل معلوم ہووے اور بیٹا اپنا بیچ خوبصورتی کے

۱ بگفتار بے اضافت بسوئے ناقص اے بگفتار بے اثر ۱۲ ۲ ہر کہ نصیحت خود رائی آہ اے ہر کہ خود رائے را نصیحت کند او خود محتاج نصیحت ناصح است چرا کہ نصیحت ہمچنین کس نادانی است ۱۲ ۳ چو لاشہ آہ بدانکہ دستور قصابان است کہ کعب گوسپند ندبوجہ را دمند تا فربہ نماید در حقیقت ہیچ نباشد و لاشہ صفت خر واقع شود چون خر لاشہ و لاشہ خر ۱۲ ۴ الا کلمہ تنبیہ است در طرب فارسیان نیز بہماں معنے استعمال کنند بمعنی آگاہ باش و تا درینجا بمعنے ہرگز ۱۲ ۵ مرادش ضمیر شین راجع بسوئے سخنگو یعنی اگر حاجت مداح نباری مذمت تو نماید معلوم شد کہ مدح دل بغرض راست بمطابق واقع ۱۲ ۶ مشو غرہ آہ اے بر حسن کلام خود مغرور مشو چرا کہ عیب او ترا معلوم نیست از ماہر دیگر باید پرسید چنانکہ دیگر را عیب تو معلوم ست ترا معلوم نیست ۱۲

یکے جہود و مسلمان مناظرہ کردند
ایک یہود اور مسلمان لڑائی کرتے تھے
بطنز گفت مسلمان اگر این قبالۂ من
ساتھ طعنے کے کہا مسلمان نے اگر یہ قبالہ میرا
جہود گفت بتوریت میخورم سوگند
یہود نے کہا ساتھ کتاب توریت کے کھاتا ہوئیں قسم
گر از بسیطِ زمین عقل منعدم گردد
جو چوڑائی زمین سے عقل ناپید ہووے

چنانکہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
ایسا کہ ہنسی نے پکڑا لڑائی انہونکی نے مجھ کو
درست نیست خدایا جہود میرانم
درست نہیں ہے اے خدا یہود مار مجھ کو
وگر خلاف بود ہمچو تو مسلمانم
اگر خلاف ہووے مانند تیرے مسلمان ہوں میں
بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم
اوپر اپنے گمان نہ لیجاوے کوئی آدمی کہ نادان ہوں میں

حکمت دہ آدمی بر سفرۂ بخورند و دو سگ بر مردارے بہم بسر نبرند حریص بجہانے گرسنہ است و قانع بنانے سیر حکما گفتہ اند درویشی بقناعت بہ از توانگری ببضاعت شعر
دس آدمی اوپر ایک دسترخوان کے کھاویں اور دو کتے اوپر ایک مردار کے آپس میں بسر نہ لیجاویں حرص کرنیوالا ساتھ ایک جہان کے بھوکا ہے اور صبر کرنیوالا ساتھ ایک روٹی کے آسودہ حکیموں نے کہا ہے ایک فقیر ساتھ قناعت کے بہتر ایک دولتمند با اسباب سے

رودۂ تنگ بیک نان تہی پر گردد
معدہ تنگ ساتھ ایک روٹی خالی کے بھر جاوے
نعمت روی زمین پر نکند دیدۂ تنگ
نعمت روی زمین کے پر نکرے دیدہ تنگ کو
مثنوی پدر چون دور عمرش منقضی گشت
باپ جو زمانہ عمر اس کی کا گذرا
مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت
میرے تئیں یہ ایک نصیحت کی اور گذرا
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز
کہ شہوت آگ ہے اس سے پرہیز کر
بخود بر آتش دوزخ مکن تیز
اوپر اپنے آگ دوزخ کی مت کر تیز
دران آتش نداری طاقت سوز
بیچ اس آگ کے نہیں رکھتا ہے تو طاقت جلنے کی
بصبر آبی برین آتش زن امروز
ساتھ صبر کے پانی اوپر اس آگ کے ڈال آج کے دن

پند ہر کہ در حال توانائی نکوئی نکند در وقت ناتوانی سختی بیند شعر
جو شخص کہ بیچ حال توانائی کے نیکی نہ کرے بیچ وقت ناتوانی کے سختی دیکھے

۱ بسیط در لغت بمعنی گسترده شده واینجا بمعنی فرش آمده ۱۲ ۲ منعدم بالضم وکسر دال مہملہ بمعنی نیست شود ۱۲ ۳ قانع بکسر نون کسیکہ راضی باشد بآنچہ او را برسد ۱۲ ۴ دیدہ تنگ کنایہ از حریص ۱۲ ۵ شہوت اینجا بمعنی خواہش نفس ست آتش بودن آن باین معنی است کہ انسان بسبب خواہش نفس امارہ البتہ مرتکب مناہی گردد وہمیں اسباب دوزخ است ۱۲ ۶ ہر کہ در حال آہ اے ہر کہ در وقت مقدور نکوئی نکند وحاجت کسے برنیارد وقتیکہ تنگ دست شود دیگران ہم باو نکوئی نکنند واین معنی معنے موجب دیدن سختی است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بداختر تر از مردم آزار نیست
بداختر زیادہ آدمی کے آزار دینے والے سے نہیں ہے

کہ روز مصیبت کسش یار نیست
کہ دن مصیبت کے کوئی اُس کا یار نہیں ہے

حکمت

ہرچہ[1] زود بر آید دیر نپاید قطعہ
جو کچھ جلد پیدا ہو بہت نہ ٹھیرے

خاک[2] مشرق شنیدہ ام کہ کنند
خاک پورب کی سُنا ہے میں نے کہ کرتے ہیں

صد بروزے کنند در بغداد
سو ایک دن میں بنا دین بیچ بغداد کے

مرغک از بیضہ برون آید و روزی طلبد
مُرغ کا بچہ انڈے سے باہر آوے اور روزی مانگے

آنکہ ناگاہ کسی گشت بچیزے نرسید
وہ کہ یکایک ایک چیز ہوا کسی رتبے کو نہ پہنچا

آبگینہ ہمہ جا یابی از آن بیقدر است
شیشہ سب جگہ پاوے تو اس سبب سے بیقدر ہے

چہل سال کاسۂ چینی
چالیس برس میں برتن چینی کا

لاجرم قیمتش ہمی بینی قطعہ
ضرور کر قیمت اُس کی دیکھتا ہے تو

آدمی زادہ ندارد خبر و عقل و تمیز
آدمی کا بچہ نہ رکھے خبر اور عقل اور تمیز

وین بتمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز
اور یہ ساتھ تمکنت اور فضیلت کے گذرا سب چیز سے

لعل دشوار بدست آید ازانست عزیز
لعل مشکل سے ہاتھ آوے اُس سبب سے ہے عزیز

حکمت

کارہا بصبر بر آید و مستعجل بسر در آید مثنوی
سب کام صبر سے نکلیں اور جلدی کرنے والا سر کے بل گرے

بچشم خویش دیدم در بیابان
آنکھ اپنی سے دیکھتا ہوں میں بیچ جنگل کے

سمند[3] بادپا از تگ فرو ماند
گھوڑا ہوا کا دوڑنے سے عاجز رہا

کہ آہستہ سبق برد از شتابان
کہ آہستہ سبقت لیگیا دوڑنے والے سے

شتربان ہمچنان آہستہ می راند
اونٹ کا نگہبان ویسے ہی آہستہ چلا جاتا ہے

پند نادان را بہ از خاموشی نیست و اگر این مصلحت بدانستی نادان نبودی
نادان کے تئیں بہتر خاموشی سے نہیں ہے اور اگر یہ جانتا نادان نہ ہوتا

---

[1] اے ہرچہ در اندک زمان حاصل شود پایدار نبود و بدین سبب قدر و قیمتش البتہ کمتر باشد ۱۲ [2] یعنی در خاک مشرقی کہ عبارت از ملک مشرق ست برین تقدیر کنند بمعنی سازند باشد و این بقرینہ بیت آیندہ کہ کردن در آن محض بمعنے ساختن است مناسب تر میتواند کہ خاک مشرق مفعول کنند باشد و کلمہ را محذوف یعنی شنیدہ ام کہ خاک مشرق را چہل سال کاسہ چینی کنند اے سرپوش تیار کنند لہذا قیمتش گرانست بخلاف کوزہای مردشتی کہ دریک روز طیار نمایند لاجرم قیمتش می بینی ارزانست و مردشت بالفتح نام جائے متصل شیراز کہ دران اوندگی میسازند و عمل سکونت کوزہ گرانست [3] سمند بمعنے اسپ زرد رنگ یا برنگ سرخ یا آنکہ بروزین باشد کذافی سروری و اینجا مطلق است مرادست و باد بمعنے تیز رو ۱۲ ۱۲

قطعه چون نداری کمال و فضل آن به | که زبان در دهان نگهداری
جو نہ رکھے تو کمال فضل وہ بہتر | کہ زبان کو بیچ منہ کے نگاہ رکھے تو

آدمی را زبان فضیحه کند | جوز بیمغز را سبکساری ابیات
آدمی کو زبان رسوا کرے | اخروٹ بے مغز کے تئیں ہلکا پن

خرے را ابلہے تعلیم میداد | برو بر صرف کردی سعی دائم
ایک گدھے کے تئیں ایک احمق تعلیم دیتا تھا | اوپر اس کے خرچ کرتا کوشش ہمیشہ

حکیمے گفتش ای نادان چه کوشی | درین سودا بترس از لوم لائم
ایک دانا نے کہا اسکو اے نادان کیا کوشش کرتا ہے تو | بیچ اس خیال کے ڈر ملامت ملامت کرنیوالے سے

نیاموزد بهائم از تو گفتار | تو خاموشی بیاموز از بهائم ابیات
نہ سیکھے جانور تجھ سے بات کہنا | تو خاموشی سیکھ جانوروں سے

هر که تأمل نکند در جواب | بیشتر آید سخنش ناصواب
جو کہ تامل نہ کرے بیچ جواب کے | اکثر آوے بات اسکی نالائق

یا سخن آرای چو مردم بهوش | یا بنشین همچو بهائم خموش
یا بات آراستہ کر مانند آدمیوں کے ساتھ ہوش کے | یا بیٹھ مانند جانوروں کے چپ

پند هر که با داناتر از خود جدل کند تا بدانند که داناست بدانند که نادانست
جو شخص کہ دانا زیادہ اپنے سے لڑائی کرے تو جانیں کہ دانا ہے جانیں کہ نادان ہے

فرد چون در آید مه از تو بسخن | گرچه به دانی اعتراض مکن
جو آوے بڑا تجھ سے بیچ کلام کے | اگرچہ بہتر جانتے تو اعتراض مت کر

حکمت هر که با بدان نشیند نکوئی نه بیند ابیات
جو کہ ساتھ بدوں کے بیٹھے نیکی نہ دیکھے

گر نشیند فرشته با دیو | وحشت آموزد و خیانت و ریو
جو بیٹھے کوئی فرشتہ ساتھ دیو کے | وحشت سیکھے اور چوری اور مکر

لے صاحب مدار الافاضل لفظ سودا را در ذیل لغات عربیه آورده گفت میانه دل و نیز بمعنی سیاه پارسیان سودا را در تجارت و خیال و مایه خلل دماغ استعمال کرده اند ۱۲ کے لوم لائم بالفتح هر دو لام و بکسر همزه بعد الف که مبدل از یا باشد بمعنی ملامت ملامت کننده ۱۲ کے بهائم بالفتح جمع بهیمه ای چارپایه ۱۲ کے مه از توئی الغ مه بکسر میم ای بزرگ از تو بعضے از بزرگ خود اعتراض مکن اگرچه تو از آں بهتر دانی ۱۲ فے نکوئی نه بیند یعنے صلاح و فلاح نیابد مراد آنکه بدشود زیراکه اگر نیک بودے بجزای آن فلاح دیدے ۱۲ کے خیانت بالکسر بمعنی ناراستی ۱۲ کے ریو بالکسر و یای مجهول بمعنی مکر و فریب ۱۲

از بدان جز بدی نیاموزی بروں سے سوائے برائی کے نہ سیکھے تو	نکند گرگ پوستین دوزی نہ کرے بھیڑیا چمڑے کا سینا

پند مردمانرا عیب نہانی پیدا مکن کہ مرایشانرا رسوا کنی وخودرا بی اعتماد
آدمیوں کا عیب چھپا ہوا ظاہر مت کر کہ خاص کر ان کے تئیں رسوا کرے تو اور اپنے تئیں بے اعتبار

پند ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بدان ماند کہ گاو راند و تخم نیفشاند از تن بیدل طاعت
جس نے کہ علم پڑھا اور عمل نہ کیا شبیہ اس کے ہے کہ ہل جوتا اور دانے نہ بکھیرے تن بے دل سے عبادت

نیاید و پوست بیمغز بضاعت را نشاید نہ ہر کہ در مجادلت چست در معاملت درست
نہ آوے اور پوست بے مغز اسباب کے تئیں نہیں لائق ہے نہ جو کوئی کہ بیچ لڑائی کے چالاک بیچ معاملے کے درست

بیت بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد بہت اچھا قد کہ نیچے چادر کے ہووے	چون باز کنی مادر مادر باشد جو کھولے تو ماں ماں کے ہووے

حکمت اگر شبہا ہمہ شب قدر بودے شب قدر بیقدر بودے شعر
اگر سب راتیں شب قدر ہوتیں شب قدر بے قدر ہوتی

گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے جو سب پتھر لعل بدخشاں کے ہوتے	پس قیمت لعل و سنگ یکساں بودے پس قیمت لعل اور پتھر کی یکساں ہوتی

حکمت نہ ہر کہ بصورت نکوست سیرت زیبا دروست کار اندرون دارد نہ پوست قطعہ
نہ جو کوئی صورت میں نیک ہے خصلت اچھی بیچ اس کے ہے کام باطن رکھتا ہے نہ ظاہر

توان شناخت بیکروز در شمائل مرد سکئے پہچانتا ایک دن میں صورت آدمی کی	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم کہ کہاں تک اس کا پہونچا ہے مرتبہ علم کا
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو لیکن باطن اسکے سے بیخوف مت ہو اور غرہ مت کر	کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم کہ برائی ذات کی برسوں میں نہ ہوگی معلوم

پند ہر کہ با بزرگان ستیزد خون خود می ریزد قطعہ
جو کہ ساتھ بزرگوں کے لڑتا ہے خون اپنا گراتا ہے

لہ نکند گرگ آہ اے از گرگ کار پوستین دوزی نیاید چراکہ کار او دریدن پوست باشد نہ دوختن ۱۲ ؎۲ بے اعتماد
از انکہ مردم در امانت اسرار خود بر تو اعتماد نہ نمانند ۱۲ ؎۳ گاو راند یعنی کشت زار ا سیار کردہ تخم ریزی نکرد پس عملش ضائع
شدہ ہو اس ۱۲ ؎۴ از بیدل آہ در نسخہ مولوی مخدوم از تن بیدل است لے از تن بے قوت روحانی و دلی عبادت نشود چراکہ عبادت
بدنی موقوف بر نیت دلست تا ارادت واثق بر کاری نداری ہر گز سر انجام آن بخوبی نشود ۱۲ ؎۵ پوست بے مغز کنایہ از پوست
میوہ کہ خالی از مغز باشد ہر مت کہ آن پوست را ہیچ قیمت و قدر نباشد ؎۶ مجادلت بالضم و فتح دال یعنی باہم جنگ کردن
۱۲ ؎۷ مادر مادر مراد از عجوز کہن ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲ ۱۲ ۱۲

خویشتن را بزرگ پنداری
اپنے تئیں بزرگ جانتا ہے تو

راست گفتند یک دو بیند لوچ[1]
سچ کہتے ہیں ایک کو دو دیکھتا ہے بھینگا

زود بینی شکستہ پیشانی
جلد دیکھے تو شکستہ پیشانی

تو کہ بازی بسر کنی با غوچ[2]
تو کہ کھیلا کرتا ہے تو سر سے ساتھ مینڈھے کے

حکمت پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کار خردمندان نیست **بیت**
پنجہ شیر کے ساتھ ڈالنا اور مٹھی اوپر تلوار کے مارنا کام عقلمندوں کا نہیں ہے

جنگ و زور آوری مکن با مست
لڑائی اور زور آزمائی مت کر ساتھ مست کے

پیش سر[3] پنجہ در بغل نہ دست
آگے زبردست کے بیچ بغل کے رکھ ہاتھ

پند ضعیفے کہ با قوی دلاوری کند یار دشمنست در ہلاک خویش **قطعہ**
جو بڈھا ساتھ زبردست کے بہادری کرے یار دشمن کا ہے بیچ ہلاک اپنی کے

سایہ پروردہ را چہ طاقت آن
سایہ کے پلے ہوئے کے تئیں کیا طاقت وہ

کہ رود با مبارزان بقتال
کہ جائے ساتھ لڑنیوالوں کے بیچ قتلگاہ کے

سست بازو بجہل میفگند
سست بازو ساتھ جہالت کے ڈالتا ہے

پنجہ با مرد آہنین چنگال
پنجہ ساتھ مرد لوہے کے چنگل کے

حکمت ہر کہ نصیحت نشنود سر ملامت شنیدن دارد **شعر**
جو کہ نصیحت نہ سنے خیال ملامت سننے کا رکھتا ہے

چو نیاید نصیحتت در گوش
جو نہ آئے نصیحت تیرے بیچ کان کے

اگرت سرزنش کنم خاموش
جو تجھ کو ملامت کروں میں چپ رہ

حکمت بی ہنران ہنرمندان را نتوانند دید ہمچنان سگان بازاری
بے ہنر ہنرمندوں کے تئیں نہیں دیکھ سکتے ہیں ویسے ہی کتے بازار کے

سگ صیدی را مشعلہ بر آرند و پیش آمدن نیارند یعنی سفلہ
کتے شکاری کے تئیں شور برلاویں اور آگے آتا نہیں سکتے ہیں یعنی کمینہ

---

[1] در سروری و برہان لوچ بجلم عربی بمعنی احول نوشتہ و ہمچنین شارح فاضل گفتہ اما خان آرزو گوید لوچ بلام و واو معروف و جیم فارسی کسیکہ یک را دو بیند کذا فی دار الافاضل ۱۲ [2] غوچ بضم غین معجمہ و آخر جیم فارسی بمعنی نر میش و بقاف ہم و بظاہر این لفظ ترکی ست ۱۲ [3] سر پنجہ بودن یا بمعنی قوی ست و ظاہر شخصے بود کہ مشق زور سر پنجہ رسانیدہ باشد ۱۲ [4] مراد ازان ہمان قوی ست کہ ضعیف با وی دلاوری کند ۱۲ [5] یعنی ہمان دم بسبب آنکہ نصیحت نشنیدن خود عیب ست یاد فہمکہ از نا شنیدن نصیحت نقصانے ببیند و از کردہ خود پشیمان گردد ۱۲ - ۱۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم و مغفور ۱۲

چون بہنر با کسے بر نیاید بہ خبثش در پوستین افتد بیت
جو ساتھ ہنر کے ساتھ کسی کے بر نہ آوے ساتھ بدی اس کی کے بیچ عیب کے پڑے

کند ہر آئینہ غیبت حسود کوتہ دست
کرے تحقیق غیبت دشمن کم طاقت

کہ در مقابلہ گنگش بود زبان مقال
کہ بیچ مقابلے کے گونگی اس کی ہووے زبان گفتگو کی

حکمت اگر جور شکم نیستی ہیچ مرغ در دام صیاد نیفتادے بلکہ صیاد خود دام ننہادے
جو ظلم پیٹ کا نہ ہوتا کوئی چڑیا جال میں صیاد کے نہ پڑتی بلکہ صیاد آپ جال نہ رکھتا

بیت شکم بندِ دست ست و زنجیر پائے
پیٹ قید ہاتھ کی ہے اور زنجیر پاؤں کی

شکم بندہ نادر پرستد خدائے
شکم بند نادر پوجے خدا کو

پند حکیمان دیر دیر خورند و عابدان نیم سیر زاہدان سد رمق[1] و جوانان تا طبق
حکیم دیر دیر کھاتے ہیں اور عبادت کرنیوالے آدھے پیٹ اور زاہد واسطے روکنے جان کے اور جوانان طباق

برگیرند و پیران[2] تا عرق بکنند اما قلندران[3] چندان بخورند کہ در معدہ جائے
بھر لیتے ہیں اور بڈھے جبتک عرق نہ کریں لیکن قلندر اتنا کھاتے ہیں کہ بیچ پیٹ کے جگہ

نفس نماند و بر سفرہ روزی کس شعر
دم کی نہ رہے اور اوپر دسترخوان کے روزی کسی کی

اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب
قیدی قید شکم کے تئیں دو رات نہ پکڑے خواب

شبے[4] ز معدہ سنگی شبے ز دلتنگی
ایک رات بوجھ پیٹ سے ایک رات فکر بھوک سے

حکمت مشورت بازنان تباہ ست و سخاوت با مفسدان گناہ شعر
مشورہ ساتھ عورتوں کے تباہ ہے اور سخاوت مفسدوں سے گناہ

ترحم بر پلنگِ تیز دندان
رحم اوپر چیتے تیز دانت کے

ستمگاری بود بر گوسفندان شعر
ظلم ہووے اوپر بکریوں کے

خبیث[5] را چو تعہد[6] کنی و بنوازی
بدکے تئیں جو حمایت کرے تو اور سرفراز کرے تو

بدولتِ تو گنہ میکند با انبازی
بدولت تیرے گناہ کرتا ہے ساتھ انبازی کے

[1] سد رمق اے بقدر باقی ماندن جان ۱۲ [2] پیران آہ یعنی پیران تا بحدے خورند کہ از مشقت خوردن عرق آید ۱۲ [3] در مدار الافاضل و برہان و مؤید الفضلا وغیرہ لغات معارفہ بمعنی صاحب تجرید و تفرید کہ در اصطلاح فقرا مقامات اندکہ چون سالک طریق حق بدانجا برسد از قیود تکلفات رسمی بکلی رہائے یافتہ واصل باقی بحق گردیدہ باشد دیدہ شد و اینجا مراد از قلندران آن کسانند کہ پابند شرع نباشد و مشرب رندانہ دارند ۱۲ [4] شبے ز معدہ آہ معدہ سنگی کنایہ از گرانی معدہ بسبب امتلاء و از دلتنگی گرسنگی مراد است ۱۲ [5] خبیث را آہ [6] تعہد بمعنی حمایت انبازی بمعنی ہمسری ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

حکمت ہر کرا دشمن پیش ست اگر نکشد دشمن خویش ست بیت
جس کے تئیں دشمن آگے ہے اگر نہ مارے دشمن اپنا ہے

سنگ در دست و مار بر سر سنگ
پتھر ہاتھ میں اور سانپ اوپر پتھر کے

خیرہ رائی بود قیاس و درنگ
بیوقوفی ہووے کرے خیال اور دیر

وگروہے بخلافِ این مصلحت دیدہ اند و گفتہ اند کہ در کشتن بندیان تامّل
اور ایک گروہ نے برخلاف اس کے مصلحت دیکھی ہے اور کہا ہے کہ بیچ مارنے قیدیوں کے تامل

اولیٰ ترست بحکم آنکہ اختیار باقیست توان کشت و توان ہشت اما
بہتر زیادہ ہے موافق اس بات کے کہ اختیار باقی ہے سکیے مارنا اور سکیے چھوڑنا لیکن

اگر بے تامّل کشتہ شود محتملست کہ مصلحتے فوت شود و تدارک مثل آن ممتنع باشد
اگر بے تامل مارا جاوے احتمال ہے کہ ایک مصلحت گذر جاوے اور تدارک مثل اسکے منع کیا گیا ہووے

مثنوی نیک سہل ست زندہ بیجان کرد
بہت ہی سہل ہے جیتے ہوئے کو بیجان کرنا

کشتہ را باز زندہ نتوان کرد
مرے ہوئے کو پھر زندہ نہ سکیے کرنا

شرطِ عقلست صبر تیر انداز
شرط عقل کی ہے صبر کرنا تیر انداز کا

کہ چو رفت از کمان نیاید باز
کہ جو گیا کمان سے نہ آوے پھر

حکمت حکیمیکہ باجہّال درافتد باید کہ توقع عزت ندارد و اگر جاہلے
ایک حکیم کہ ساتھ جاہلوں کے بڑے چاہیے کہ امید عزت کی نہ رکھے اور اگر ایک جاہل

بزبان آوری بر حکیمے غالب آید عجب نیست کہ سنگیست کہ گوہر را می شکند
ساتھ زبان آوری کے اوپر ایک حکیم کے غالب آئے عجب نہیں ہے کہ ایک پتھر ہے کہ گوہر کے تئیں توڑتا ہے

بیت نہ عجب گر فرو رود نفسش
کیا عجب جو بند ہووے دم اُس کا

عندلیبی غراب ہم قفسش قطعہ
ایک بلبل کوا ہووے ایک پنجرے میں

گر ہنرمندے ز اوباش جفائی بیند
جو ایک ہنرمند حرامزادے سے ایک ظلم دیکھے

تا دلِ خویش نیازارد و درہم نشود
ہرگز دل اپنا آزردہ نکرے اور درہم نہ ہووے

لہ خیرہ رائے اے مغلوبیت عقل کنایہ از حماقت ۱۲ ؎ تدارک بے اضافت پس مفعول محذوف باشد وائی اشارت
بکشتہ کہ از عبادت برمی آید یعنی تدارک دباز یافتن مصلحت فوتے مثل تدارک کشتہ دشوار باشد چنانکہ گفتہ اند اضافت طرف
مثل کہ مفعول ست وآن اشارہ بہ مصلحت وابن ظاہر ترست ۱۲ ؎ ۳ اے بند شود دم آن وضمیر شین جانب عندلیب راجعست
واضمار قبل ذکر در فارسی مطلقاً جائز داشتہ اند و عندلیب بفتح اول وسوم ہزار داستان موصوف وغراب بہتدا ہم قفش
خبر آن جملہ صفت ویا در موصوف بکلام متقدمین آمدہ ازان درس وغیرہ ۱۲ ؎ اوباش مردم فرومایہ جمع بیر وبش بطریق قلب ہمچو
آبار جمع بیر بمعنی چاہ واین از فوائد حرف ست ۱۲ ؎ ۵ تا دل خویش لفظ تا اینجا بمعنے ہرگز آمد ۱۲

سنگِ بدگوہر اگر کاسۂ زرّین شکند
پتھر بدگوہر اگر پیالہ سونے کا توڑے

قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود
قیمت پتھر نہ بڑھے اور زر کم نہ ہووے

حکمت خردمندی را کہ در زمرۂ اوباش سخن[1] بہ بند[2] شگفت مدار کہ
ایک عقلمند کے تئیں کہ بیچ گروہ کمینوں کے بات باندھے تعجب مت رکھ کہ
آواز بربط با غلبۂ دہل برنیاید و بوئی عنبر از گندسیر[3] فرو ماند مثنوی
آواز بربط کی ساتھ غلبہ ڈھولوں کے برنہ آوے اور بوئی عنبر کی لہسن کی بدبو سے عاجز رہے

بلند آوازِ نادان گردن افراخت
آواز بلند بے عقل نے گردن بلند کی

کہ دانا را بہ بیشرمی بینداخت
کہ دانا کے تئیں ساتھ بیشرمی کے ڈالا

نمیداند کہ آہنگ حجازی
نہیں جانتا کہ آواز حجاز کی

فرو ماند ز بانگِ طبل[4] غازی
عاجز رہے آواز ڈھول نٹ سے

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہمان نفیس ست و غبار اگر بر فلک رود
جوہر جو بیچ کیچڑ کے گرے ویسا ہی نفیس ہے اور غبار اگر اوپر آسمان کے جاوے
ہمان خسیس استعداد[5] بی تربیت دریغ ست و تربیت نامستعد ضائع خاکستر
ویسا ہی کمتر ہے طاقت بے سکھلانے کے افسوس ہے اور تربیت نامستعد کی بے کام راکھ
نسبتے عالی دارد کہ آتش جوہر علوست ولیکن چون بنفس خود ہنری ندارد
ایک نسبت برتری کی رکھتی ہے کہ آگ جوہر برتر کی ہے ولیکن جو بیچ نفس اپنے کے ہنر نہ رکھے
با خاک برابرست و قیمت شکر نہ از نی ست کہ آن خود خاصیت وے ست مثنوی
ساتھ خاک کے برابر ہے اور قیمت شکر کی نے سے نہیں ہے بلکہ وہ آپ خاصیت اُس کی ہے

چو کنعان[6] را طبیعت بے ہنر بود
جو کنعان کے تئیں طبیعت بے ہنر تھی

پیمبر زادگی قدرش نیفزود
پیغمبر زادگی نے قدر اس کی نہ بڑھائی

ہنر بنمای اگر داری نہ گوہر
ہنر دکھلا اگر رکھتا ہے تو نہیں موتی

گل از خارست و ابراہیم از آزر
پھول کانٹے سے ہے اور ابراہیم آزر سے ہے

[1] سخن بہ بند والے سخن کردن نتواند ۱۲ [2] گند بفتح کاف فارسی بمعنی بوئے بد ۱۲ اب [3] طبل غازی طبلے ست کہ امراء سلاطین دارند و آن از دیگر طبلہا بلند آواز باشد و خان آرزو گفتہ از غازی رسن باز ارادہ کردن نشاید کہ آنہا دہل دارند نہ طبل مگر در حاشیہ مطبوعہ سابقہ و راقم میگوید کہ بدعوے نبودن طبل بمعنی دہل غلط ست چہ طبل بمعنی دہل در صراح موجود تخصیص طبل بر رسن باز بے سبب کلام بیہودہ ناداں باواز طبل او ست ۱۲ [4] غازی بمعنی دہلے بجشین اینجا مراد بازیگر ست کہ بہندی نٹ نام اند ۱۲ [5] استعداد یعنی ہر کہ قوت فہمیدن ندارد و کسے او را تربیت کند جای افسوس ست و ہمچنین تربیت کردن کسیکہ استعداد و قبول تربیت را ندارد ضائع ست ۱۲ [6] کنعان نام پسر حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت مُشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید دانا چون طبلهٔ
مشک وہ ہے کہ آپ خوشبو دے نہ اس وقت کہ عطار بتاوے دانا مانند طبلے
عطارست خاموش و ہنر نمائی و نادان چون طبل غازی بلند
یعنے ڈبے عطار کے ہے خاموش اور ہنر دکھلانے والا اور نادان مانند ڈھول نٹ کے بلند
آواز و میان تہی قطعہ
آواز اور درمیان ہیں خالی

عالم اندر میانِ جاہل را عالم درمیان جاہل کے تئیں شاہدے درمیانِ کورانست ایک معشوق درمیان اندھوں کے ہے	[illegible]	مثلے گفتہ اند صدیقان ایک مثل کہی ہے سچوں نے مصحفے درمیانِ زندیقان[1] ایک قرآن درمیان کافروں کے

پند دوستی را کہ بعمری فراچنگ آرند نشاید کہ بیک دم بیازارند[2] بیت
ایک دوست کے تئیں کہ مدت میں ہاتھ میں لاویں نہ چاہیئے کہ ایک دم میں آزار دیویں

سنگے بچند سال شود لعل پارهٔ ایک پتھر منج کتنے برس کے ہووے لعل کا ٹکڑا	زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ ہرگز ایک دم میں اسکو نہ توڑے تو پتھر سے

حکمت عقل در دست نفس چنان گرفتارست کہ مرد عاجز در دستِ زن گربز[3]
عقل بیچ ہاتھ نفس کے ایسی گرفتار ہے کہ مرد عاجز بیچ ہاتھ عورت مکار کے

شعر در خرمی بر سرائے ببند دروازہ خوشی کا اوپر اس گھر کے باندھ	کہ بانگِ زن ازوی بر آید بلند کہ آواز عورت کی اس سے باہر آوے بلند

پند رائی[4] بی قوت مکر و فسونست و قوت بی رائی جہل و جنون شعر
عقل بے قوت مکر اور جادو ہے اور قوت بے عقل جہالت اور جنوں

تمیز باید و تدبیر و عقل و آنگہ ملک تمیز چاہیئے اور تدبیر اور عقل اور اسوقت ملک	[illegible] سلاح	کہ ملک و دولتِ نادان سلاح جنگِ خداست کہ ملک اور دولت نادان کی ہتھیار لڑائی خدا کا ہے

[1] زندیق بالکسر فرقہ ایست از کفار کہ قائل دو صانع اند یکے را نور و دیگرے را بظلمت با ہرمن و یزدان تعبیر کنند و نیز آنکہ ایمان
بخدا و آخرت نداشتہ باشد و نیز و بباطن کافر باشد و صحیح معنی اول ست چہ زندیق معرب زندیست یعنی آنکہ اعتقاد بر زند
کتاب زردوشت آتش پرست کہ قائل یزدان و اہرمن بود و اہد ۱۲ [2] یعنی سزاوار آنست کہ دوست قدیم را از دست ندہد ۱۲
ش ۱۲ [3] گربز بکاف فارسی ہر دو فارسی و مضموم یعنی فریبندہ و مکارہ دہر دو تازے ہم آمدہ ۱۲ مولوی انور علی رحمۃ اللہ
علیہ ۱۲ [4] رائے بے قوت اے عقل کسیکہ قوت ندارد و مفلس باشد ۱۲ کشف ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

حکمت جوانمرد کہ بخورد و بدہد بہ از عابدے کہ ببرد و بنہد
جوانمرد کہ کھائے اور دے بہتر اس عابد سے کہ لے جاوے اور رکھے

پند ہر کہ ترک[۱] شہوت از بہر قبول خلق دادہ است از شہوت حلال
جو شخص کہ چھوڑنا شہوت کا واسطے قبول کرنے خلق کے کرتا ہے شہوت حلال سے

در شہوت حرام افتادہ است **شعر**
بیچ شہوت حرام کے پڑا ہے

عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند
عابد کہ نہ واسطے خدا کے گوشے میں بیٹھے

بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند
بیچارہ بیچ آئینہ تاریک کے کیا دیکھے

حکمت اندک اندک خیلی شود و قطرہ قطرہ سیلے گردد یعنی آنانکہ دست قوت
تھوڑا تھوڑا بہت ہووے اور قطرہ قطرہ دریا ہووے یعنی وہ شخص کہ ہاتھ قوت کا

ندارند سنگ خردہ نگاہ میدارند تا بوقت فرصت دمار از دماغ خصم برآرند
نہ رکھے پتھر کا ریزہ نگاہ رکھتا ہے تو بیچ وقت فرصت کے ہلاکی دماغ دشمن سے لاوے

قَطْرٌ عَلٰی قَطْرٍ اِذَا اتَّفَقَتْ نَهْرٌ
قطرہ اوپر قطرے کے جس وقت جمع ہوا نہر ہوئی

وَ نَهْرٌ اِلٰی نَهْرٍ اِذَا اجْتَمَعَتْ بَحْرٌ
اور نہر طرف نہر کے جب جمع ہوئی دریا ہوا

شعر اندک اندک بہم شود بسیار
تھوڑا تھوڑا آپس میں ہووے بہت

دانہ دانہ است غلہ در انبار
دانہ دانہ ہے غلہ بیچ انبار کے

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی[۲] بحلم در گذارد کہ ہر دو طرف
عالم کے تئیں نچاہیئے کہ حماقت بے علم سے ساتھ بردباری کے گذرانے کہ دونوں طرف کے

را زیان دارد کہ ہیبت این کم شود و جہل آن مستحکم **شعر**
تئیں نقصان رکھتا ہے ڈر اس کا کم ہووے اور جہالت اس کی مضبوط

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی
جو ساتھ کمینے کے کہے تو ساتھ لطف اور خوشی کے

فزون گردد ش کبر و گردن کشی
زیادہ ہووے غرور اُس کو اور سرکشی

[۱] چراکہ ترک شہوت از برائے قبول خلق و رجوع شان شرک خفی ست و آن حرام ست [۲] عامے یعنی جاہل ۱۲ ک و این قائل ست از عمی بمعنے نابینائے کہ با جہل مناسبت دارد چنانچہ شیخ خود میفرماید ع کان نابینائی از راہ او فتاد و کسیکہ بتشدید میم و یای نسبت گفتہ راقم را ازان اطلاع نیست کہ در کدام لغت قائل آن دیدہ است ۱۲ واللہ اعلم ۱۲
۱۲ ۱۲

حکمت معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسند ست و از علما ناخوب تر کہ علم سلاح
گناہ جس شخص سے کہ صادر ہووے زبون سے اور عالموں سے بڑا زیادہ کہ علم ہتھیار
جنگِ شیطانست و خداوند سلاح را چون باسیر برند شرمساری بیش تر شود **مثنوی**
لڑائی شیطان کا ہے اور صاحب ہتھیار کے تئیں جو بیچ قید کے لیجائیں شرمندگی زیادہ ہووے

عامیٔ نادان پریشان روزگار
جاہل نادان پریشان زمانہ
کان بنا بینائی از راہ اوفتاد
کہ وہ ساتھ نابینائی کے راہ سے گرا

بہ ز دانشمندِ ناپرہیزگار
بہتر دانا ناپرہیز گار سے
وین دو چشمش بود و در چاہ اوفتاد
اور دو آنکھیں اسکی تھیں اور بیچ کنوئیں کے گرا

حکمت جان در حمایت یکدم ست و دنیا وجودی میان دو عدم[1]
جان بیچ حمایت ایک دم کے ہے اور دنیا ایک وجود درمیان دو نیستی کے
دین بدنیا فروشان خرند[2] یوسف را فروشند تا چہ خرند آیۃ
دین ساتھ دنیا کے بیچنے والے گدھے ہیں یوسف کے تئیں بیچیں تو کیا خرید کریں
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ **بیت**
آیا نہیں قول کیا میں نے طرف تمہارے اے اولاد آدم کی ساتھ اسبات کے کہ نہ عبادت کرو تم شیطان کی

بقولِ دشمن[3] پیمانِ دوست بشکستی
ساتھ قول دشمن کے پیمان دوست کا توڑا تو نے

ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی
دیکھ کس کے ساتھ توڑا تو نے اور ساتھ کسکے ملا تو

حکمت شیطان رجیم[4] با مخلصان بر نیاید و سلطان با مفلسان **مثنوی**
شیطان رجیم ساتھ دوستوں کے بر نہ آوے اور بادشاہ ساتھ فقیروں کے

وامش مدہ آنکہ بے نماز ست
قرض مت دے اس شخص کو کہ بے نماز ہے
کو فرضِ خدا نمی گذارد
کہ وہ فرض خدا کا نہیں ادا کرتا

گرچہ دہنش ز فاقہ باز ست
اگرچہ منہ اس کا فاقے سے کھلا ہے
از قرضِ تو نیز غم ندارد **فرد**
قرض تیرے سے بھی غم نہیں رکھتا ہے

[1] اے عدم سابق کہ نبود و عدم لاحق کہ فنا شد نیست پس چنین وجود اعتبار را نشاید کہ در حکم عدم ست گفتہ اند الوجود بین العدمین عدم کما ان الطہر بین الدمین ۱۲ ن وغیرہ [2] خرند اے احمق ہستند و مراد از یوسف ۲ عزیز و محترم کہ ہماں دین باشد ۱۲ [3] مراد از دشمن شیطان و از دوست متکلم آیہ کریمہ کہ خدا ہست ۱۲ [4] رجیم بمعنی راندہ شدہ ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

امروز دو مرده پیش گیر و مرکن
آج کے دن موافق دو مرد کے آگے پکڑے لگن
فردا گوید ترے از ینجا برکن
کل کہے ایک مولی یہاں سے اکھیڑے

حکمت ہر کہ بزندگی نانش نخورند چون بمیرند نامش نبرند لذت انگور بیوه
جو شخص کہ بیچ زندگی کے روٹی اسکی ناکھاینگے جو مرے نام اسکا نہ لیجاینگے مزه انگور کا بیوه
داند نہ خداوند میوه یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال سیر نخوردے تا گرسنگان را فراموش نکند
جانے نہ صاحب میوے کا یوسف سچا اوپر اسکے سلام بیچ قحط سال مصر کے سیر ہو کر نہ کھاتا اسواسطے کہ بھوکوں کے تئیں بھولا نہ کرے

مثنوی
آنکہ در راحت و تنعم زیست
وہ شخص کہ بیچ آرام اور نعمت کے جیا
او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
وہ کیا جانے کہ حال بھوکے کا کیا ہے
حال درماندگان کسے داند
حال عاجزوں کا وہ شخص جانے
کہ باحوال خویش درماند **قطعہ**
کہ بیچ حال اپنے کے عاجز ہے
ایکہ بر مرکب تازنده سواری ہشدار
اے کہ اوپر گھوڑے دوڑنے والے کے سوار ہے تو ہشیار رہ
کہ خر خارکش سوختہ در آب و گلست
کہ گدھا لکڑہارے غریب کا بیچ پانی اور کیچڑ کے ہے
آتش از خانہ ہمسایہ درویش مخواه
آگ گھر ہمسائے مفلس سے مت مانگ
کانچہ از روزن او میگذرد دود دلست
کہ جو کچھ روزن اسکی سے گذرتا ہے دھواں دل اسکے کا ہے

پند درویش ضعیف حال را در تنگی خشک سال مپرس کہ چونی الا بشرط
فقیر ضعیف حال کے تئیں بیچ خشکی تنگسال کے مت پوچھ کہ کیونکر ہے تو مگر بہ شرط
آنکہ مرہمے بر ریش نہی و معلومی پیش **قطعہ**
اس بات کے کہ کوئی مرہم اوپر زخم اسکے کے رکھے تو یا کوئی دینار آگے

خرے کہ بینی و باری بگل در افتاده
ایک گدھا کہ دیکھے تو اور ایک بوجھ بیچ کیچڑ کے پڑا ہوا
بدل برو شفقت کن ولے مرو بسرش
دل سے اوپر اسکے مہربانی کر لیکن مت جا اوپر سر اسکے کے
کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چون افتاد
اب کہ گیا تو اور پوچھا تو نے اس کو کہ کیونکر گرا
میان بہ بند و چو مردان بگیر ذنب خرش
کمر باندھ اور مانند مردوں کے پکڑ دم گدھے اسکے کی

۱ دو مرده اے بقدر دو مرد و مرکن بکسر اول و فتح ثالث لگن و ترے از ینجا برکن اشاره بکندن پشم یعنے وقت حاجت خود لگن طعام بسیار بقدر خوراک دو کس قرض گیرد و ہنگام بازخواست ہیچ ندہد و نخشی گوید ۱۲ ۲ اے ہر کہ مردم احسانش ندیده باشند بعد مرگش بخیر یاد نکنند و نان دادن و احسان کردن باکسے باید کہ خاستن داشتہ باشد چہ لذت انگور بیوه داند کہ محتاج است و اورا میسر نمیشود بخلاف صاحب میوه کہ دلش ازان سیر ست ۱۲ ۳ خارکش اے ہیزم کش ۴ معلوم اینجا بمعنی زر درم و دینار مستعمل ست بدان جہت کہ زرا بقدر شہرت دارد کہ حاجت نام گرفتن نیست چنانچہ لفظ الیقین بمعنی مرگ در کلام مجید ست واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اے عبادت کن پروردگار خود را تا وقتیکہ آید ترا مرگ غایت اینکہ عبادت خدا از ذمہ بندگان تا زیست ساقط نشود ۱۲

حکمت دو چیز مخالف عقل ست خوردن بیش از رزقِ

دو چیزیں خلاف عقل کے ہیں کھانا زیادہ رزق

مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم **قطعہ**

قسمت کے (لکھے ہوئے) سے اور مرنا آگے وقت معلوم سے

قضا دگر نشود در ہزار نالہ و آہ — بشکر یا بشکایت بر آید از دہنے

قضا متغیر ہنووے ہزار نالے اور آہ سے — ساتھ شکر اور شکایت کے برآوے ایک منہ سے

فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائن باد — چہ غم کند کہ بمیرد چراغ پیرزنے

وہ فرشتہ کہ وکیل ہے اوپر خزانے ہوا کے — کیا غم کرے کہ بجھے چراغ کسی بڑھیا کا

پند ای طالب روزی بنشین کہ بخوری وای مطلوب اجل مرو کہ جان نبری **قطعہ**

اے مانگنے والے روزی کے بیٹھ کہ کھاوے تو اے طلب کئے گئے موت کے مت جا کہ جان نہ لے جاویگا تو

جہد رزق ار کنی و گر نہ کنی — برساند خدائے عزّ و جل

کوشش روزی کی جو کرے تو اور اگر نہ کرے تو — پہنچاویگا خدائے غالب اور بزرگ

در روی در دہانِ شیر و پلنگ — نخورندت مگر بروزِ اجل

اور جو بیچ منہ شیر اور چیتے کے جاوے تو — نہ کھاویں گے تجھ کو مگر روز اجل کے

حکمت نانہادہ دست نرسد و چیزیکہ نہادہ ست ہر جا کہ ہست برسد **بیت**

نہ رکھا ہوا نہ ملے اور رکھا ہوا جہاں کہیں ہو خواہ مخواہ پہنچے

شنیدۂ کہ سکندر برفت در ظلمات — بچند محنت و آنگہ نخورد آب حیات

تونے سنا ہے کہ سکندر گیا تاریکی میں — کتنی محنت سے پھر بھی آبحیات پی نہ سکا

حکمت صیاد بی روزی در دجلہ ماہی نگیرد و ماہی بی اجل در خشکی نمیرد **بیت**

شکاری بغیر روزی کے بیچ دجلے کے مچھلی نہ پکڑے اور مچھلی بغیر موت کے خشکی میں نہ مرے

مسکین حریص در ہمہ عالم ہمی دود — او در قفای رزق و اجل در قفای او

غریب حرص کرنیوالا تمام جہان میں دوڑتا ہے — وہ پیچھے رزق کے اور موت پیچھے اسکے

۱ یعنی قضا مبرم و آن عبارت است از ارادہ الٰہی کہ متعلق بامرے دیگر نباشد و این ارادہ برنگردد بخلاف قضا معلق ۱۲ ف ۲ اگر گفتہ شود کہ این خلاف آنست کہ سابق در حکایت ہشت زن ست و این قول اوست قطعہ رزق ہر چند بیگمان برسد شرط عقلست جستن از درہا ورچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدہا گویم آنچہ سابق ذکر کردیم از بیت اول معنی آن اینست کہ طلب رزق برائے اہل عقل کثرت مال ست نہ موجب رزق بلکہ بیش ...... و اینجا آن ہست کہ توکل مستحب است و رزق مقسوم بر ہر دو البتہ میرسد و آنچہ سابق ذکر کردیم از بیت ثانی معنیش آنکہ از مہلکہ محترز است قولہ تعالیٰ و لا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از دیوار کہ مائل بود فرار نمودہ آنچہ ذکر کردیم از بیت ثانی افتادن در مہلکہ موجب موت نیست ۱۲ اجل م۔ س ۳ این ہر دو حکمت در نسخہ سروری وا قشدہ لیکن حکمت دوم بدون شعر سابق در حکایت صیاد از باب دوم ۱۲

حکمت توانگر فاسق کلوخ زر اندود ست و درویش صالح شاہد
دولتمند بدکار ڈھیلا زر کا ملمع کیا ہوا ہے اور فقیر نیک معشوق

خاک آلود این یکے دلق موسیٰؑ است مرقع وآن ریش فرعون مرصع
خاک کا بھرا ہوا ہے یہ ایک گوڑی حضرت موسےؑ کی ہے ٹکڑے جوڑے ہوئے اور وہ داڑھی فرعون کی ہے جڑاؤ

ثروت نیکان روی در بلندی دارد و دولت بدان سر در نشیب قطعہ
اور لیکن سختی نیکوں کی منہ بیچ کشادگی کے رکھتی ہے اور دولت بدوں کی سر بیچ پستی کے

ہر کرا جاہ و دولت ست بدان
جس کسی کے تئیں مرتبہ اور دولت ہے ساتھ اُسکے

خبرش دہ کہ ہیچ دولت و جاہ
خبر اُسکو دے کہ کوئی مرتبہ اور دولت

خاطر خستہ در نخواہد یافت
خاطر پریشان کو نہ دریافت کرے گا

بسرائے دِگر نخواہد یافت
بیچ گھر دوسرے کے نہ پاوے گا

حکمت حسود از نعمت حق بخیل ست و بندۂ بیگناہ را دشمن میدارد قطعہ
حسد کرنیوالا نعمت خدا سے بخیل ہے اور بندۂ بے گناہ کے تئیں دشمن رکھتا ہے

مردکے خشک مغز را دیدم
ایک مردک احمق کے تئیں دیکھا میں نے

گفتم اے خواجہ گر تو بدبختی
کہا میں نے اے صاحب اگر بدبخت ہے تو

اُلا تا نخواہے بلا بر حسود
آگاہ ہو تو بچا ہے تو بلا اوپر حسد کرنے والے کے

چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی
کیا حاجت کہ ساتھ اسکے کرے تو دشمنی

رفتہ در پوستین صاحب جاہ
گیا ہوا بیچ عیب ایک صاحب مرتبہ کے

مردم نیکبخت را چہ گناہ قطعہ
آدمی نیکبخت کے تئیں کیا گناہ

کہ آن بخت برگشتہ خود در بلاست
کہ وہ کمبخت آپ بیچ بلا کے ہے

کہ وی را چنان دشمن اندر قفاست
کہ اسکے تئیں ایسا دشمن پیچھے ہے

حکمت تلمیذ بی ارادت عاشق بے زر ست و روندۂ بیمعرفت مرغ بی پر
شاگرد بے اعتقاد عاشق مفلس ہے اور سالک بے شناسائی کے مرغ بے پر

۱ این یکے اشارہ ہست بسوے درویش صالح و دریں فقرہ لف و نشر غیر مرتب ست ۱۲ ۲ یعنی در فرج دارد ادرکشادگی دارد و خرج بفتحتین و جیم تازی بمعنے کشادگی ۱۲ ۳ خاطر خستہ آمد بدانکہ معنے این قطعہ چنان باشد کہ ہر کس را رو اداری دولت حاصل است ہاں سبب پاس خاطر شکستہ نخواہد داشت آن را خبر دہ ہیچ دولت جاہ در آخرت نخواہد یافت ۱۲ ۴ از نعمت حق بخیل ست یعنے چنانچہ خود یکے لمید بد ہمچنان بد خواہ میخواہد کہ سبحانہ تعالےٰ کسے را چیزے ندہد ۵ مردکے آہ کان در مردک برائے تحقیر است و بائے وحدت و خشک مغز دیوانہ را گویند ۱۲ ۶ گفتم اے خواجہ اے ہاں مردک گفتم کہ اے صاحب اگر تو بدبختی مردم نیکبخت را چہ گناہ کہ عیش وے کنی ۱۲

وعالمِ بےعمل درخت بےبر و زاہد بےعلم خانۂ بی در مراد از نزول قرآن تحصیل

اور عالم بے عمل درخت بے پھل اور زاہد بے علم خانہ بے در مراد نازل ہونے قرآن سے حاصل کرنا

سیرت خوبست نہ ترتیل[1] سورت مکتوب عامی[2] متعبد پیادہ رفتہ است و عالم

خصلت خوب کا ہے نہ قرأت کرنا سورت لکھی گئی کا جاہل عبادت کرنے والا پیادہ گیا ہے اور عالم

متہاون[3] سوار خفتہ عاصی کہ دست بردارد بہ از عابدی کہ کبر در سر[4] دارد بیت

سستی کرنیوالا سوار سویا ہوا گنہگار کر ہاتھ اُٹھائے اور دعا مانگے بہتر اُس عابد سے کہ غرور رکھے

سرہنگ لطیف خوئی دلدار پیادہ پاکیزہ خو اور دل رکھنے والا	بہتر ز فقیہ مردم آزار بہتر عالم مردم آزار سے

قول یکے را گفتند کہ عالم بےعمل بچہ ماند گفت بزنبور بےعسل بیت

ایک کے تئیں کہا کہ عالم بے عمل کس کے مانند ہے کہا ساتھ بھڑ بے شہد کے

زنبور درشت بی مروت را گوی بھڑ سخت بے مروت سے کہہ دے	بارے چو عسل نمیدہی نیش مزن کہ بارے تو شہد نہیں دیتی ڈنگ نہ مار

قول مرد بی مروت زن ست و عابد با طمع راہزن قطعہ

مرد بے مروت عورت ہے اور عابد لالچی ٹھگ

اے بناموس[5] جامہ کردہ سپید اے ساتھ مکاری کے جامہ کیا ہوا اُجلا	بہر پندار خلق نامۂ سیاہ واسطے جاننے خلق کے نامۂ اعمال سیاہ
دست کوتاہ باید از دنیا ہاتھ کوتاہ چاہیئے دنیا سے	آستین چہ دراز و چہ کوتاہ آستیں خواہ بڑی خواہ چھوٹی

حکمت دو کس[7] را حسرت از دل نرود و پای تغابن[6] از گل بر نیاید

دو آدمی کے تئیں افسوس دل سے نہ جاوے اور پاؤں جھگ کا کیچڑ سے نہ نکلے

تاجر کشتی شکستہ و وارث با قلندران نشستہ قطعہ

تاجر کشتی ٹوٹا ہوا اور میراث پانے والا ساتھ قلندروں کے بیٹھا ہوا

---

[1] ترتیل بہموار دارمیدہ و پیدا خواندن و سخن را تالیف خوب دادن ۱۲ [2] عامی بعین مہملہ و میم مکسور بمعنے جاہل ۱۲ [3] متہاون بالضم و کسر واو بمعنے سست روندہ ۱۲ [4] در سر دماغ غرور در سر ۱۲ خیابان ۱۲ [5] یعنے اے کسیکہ برائے حصول عزت بمکر و حیلہ محبت دانستن خلق جامۂ سفید پوشیدہ نامۂ اعمال او سیاہ است دست از دنیا کوتاہ باید آستیں بداند کوتاہ ہر دو برابر است بظاہر ہر چہ خواہی بپوش ۱۲ [6] تغابن بالفتح و ضم موحدہ بمعنی زیان کار [7] تاجر کشتی شکستہ دریں فقرہ الف و نشر است برائے تفصیل دو کس لے بکر تاجر آں کشتی شکستہ باشد و مالش ذرق شدہ و دیگرے وارث کہ آنچہ از وارث خود یافتہ در صحبت قلندران تلف کردہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پیش درویشان بود خونت مباح | گر نباشد در میان مالت سبیل[1]
آگے فقیروں کے ہووے خون تیرا روا | جو نہ ہووے درمیان میں مال تیرا وقف

یا مرو با یار ازرق پیرہن | یا بکش بر خان و مان انگشت[3] نیل
یا مت جا ساتھ یار پہنے پیرہن کے | یا کھینچ اوپر گھر بار کے انگلی نیل کی

یا مکن با پیلبانان دوستی | یا بنا کن خانہ در خورد پیل
یا مت کر مہاوتوں کے ساتھ دوستی | یا بنا کر گھر لائق ہاتھی کے

حکمت خلعت سلطان اگرچہ عزیزست جامہ خلقان خود ازان بعزت
خلعت بادشاہ کا اگرچہ عزیز ہے جامہ پرانا اپنا اُس سے عزت میں زیادہ

تر و خوان بزرگان اگرچہ لذیذ خردہ انبان خویش ازان بلذت تر
اور خوان بزرگوں کا اگرچہ مزہ دار ہے ریزہ جھولی اپنی کا اُس سے لذت میں زیادہ

بیت سرکہ از دست[3] رنج خویش و ترہ | بہتر از نان دہ خدای و برہ
سرکہ ہاتھ رنج اپنے سے اور ساگ | بہتر روٹی گاؤں کے مالک اور بچہ بکری سے

حکمت خلاف راہ صواب است و عکس رائے اولو الالباب فراز گمان خوردن و راہ نادیدہ
خلاف راہ نیک کے ہے اور برخلاف عقل صاحبوں دانائی کے دوا ساتھ گمان کے کھانا اور راہ نہ دیکھی ہوئی

بی کاروان رفتن امام مرشد محمد غزالی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ چگونہ رسیدے بدین
بے قافلے کے جانا پیشوا پیر محمد غزالی کے تئیں رحمۃ اللہ کی اوپر اُسکے پوچھا کہ کیوں کر پہنچا تو اس

منزلت در علوم گفت بدانکہ ہرچہ ندانستم از پرسیدن آن ننگ نداشتم قطعہ
مرتبے کو بیچ علموں کے کہا معلوم کر کہ جو کچھ نہ جانا میں نے پوچھنے اسکے سے شرم نہ رکھی میں نے

امید عافیت آنگہ بود[4] موافق عقل | کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی
امید عافیت کی اسوقت ہووے موافق عقل کے | کہ نبض کے تئیں حکیم کو دکھاوے تو

بپرس ہرچہ ندانی کہ ذل[5] پرسیدن | دلیل راہ تو باشد بعزّ[6] و دانائے
پوچھ جو کچھ نہ جانے تو کہ ذلت پوچھنے کی | دلیل راہ تیری کی ہو ساتھ عزت اور دانائی کے

۱ سبیل بمعنی راہ و فارسیان بمعنی وقف ہر چیز عموماً نیز استعمال کنند خصوصاً آب و شربت در ماہ محرم ۱۲ ۲ نفائس ۱۲ ۳ انگشت نیل کشیدن در مدار الافاضل کنایہ از نشان تحقیر و در جہانگیری بمعنی ترک دادن نوشتہ خیابان ۱۲ ۳ درست ـ رنج ترکیب مقلوب اے رنج و محنت دست و عمل خود یعنی از مزدوری خود سرکہ و ترہ بہتر است از نان غذائے دہ و برہ و ترہ برگ کاہو وغیرہ را گویند ۱۲ ۴ اے طریقہ عقل امید صحت ہمیں صورت است واگر بے رجوع بر طبیب زوال مرض گردد آن امر دیگر است ۱۲ ۵ ذل بالضم و تشدید لام بمعنی خواری ۱۲ ۶ بعزہ بالکسر بمعنی ارجمندی ۱۲

حکمت ہر چہ دانی کہ ہر آئینہ معلوم تو خواہد شد بپرسیدن
جو کچھ جانے تو کہ تحقیق معلوم تجھ کو ہوگا پوچھنے میں
آن تعجیل[1] مکن کہ ہیبت سلطنت را زیان دارد قطعہ
اُسکے جلدی مت کر کہ دہشت سلطنت کے تئیں زیان رکھتا ہے

چو لقمان دید کاندر دست داؤد
جو لقمان نے دیکھا کہ بیچ ہاتھ داؤد کے
ہمین آہن[2] بمعجز موم گردد
لوہا اعجاز ہے موم ہووے
نپرسیدش چہ میسازی کہ دانست
نہ پوچھا اُسکو کیا کرتا ہے ترک جانا
کہ بے پرسید نش معلوم گردد
کہ بے پوچھنے اسکے معلوم ہووے

پند از لوازم صحبت یکے آنست کہ تا خانہ بپردازی تا با خانہ خدائے درسازی قطعہ
ایک لوازم سے فقیری کے یہ ہے کہ اپنے گھر کو ویران کرے تو اور خدا کے گھر میں بیٹھ رہے تو

حکایت برمزاج مستمع گوہے
بات موافق مزاج سننے والے کے کہ
اگر دانی کہ دارد با تو میلے
اگر تو جانتا ہے کہ تیری طرف اُس کی توجہ ہے
ہر آن عاقل کہ با مجنون نشیند
جو عاقل کہ مجنوں کے پاس بیٹھے
نشاید کردنش جز ذکر لیلے
نہ کہے سوائے ذکر لیلے کے

قول ہر کہ با بدان نشیند اگرچہ طبیعت ایشان نگیرد لیکن بطریق ایشان
جو کہ ساتھ بدوں کے بیٹھے اگرچہ طبیعت انہوں کی بیچ اسکے اثر نہ کرے لیکن ساتھ طریق انہوں کے تہمت
متہم گردد چنانکہ اگر شخصی بخرابات[3] رود بنماز کردن منسوب گردد بخمر خوردن مثنوی
کیا گیا ہووے یہانتک کہ اگر ایک شخص بیچ خرابات کے جاوے واسطے نماز کے نسبت کیا گیا ہو ساتھ شراب کھانے کے

رقم بر خود بنادانی کشیدی
رقم اوپر اپنے ساتھ نادانی کے کھینچی تونے
کہ نادان را بصحبت برگزیدی
کہ نادان کے تئیں بیچ صحبت کے قبول کیا تونے
طلب کردم ز دانایان یکے پند
طلب کی میں نے داناؤں سے ایک نصیحت
مرا گفتند با نادان مپیوند[4]
میرے تئیں کہا ساتھ نادان کے مت مل

---

[1] تعجیل از باب تفعیل بمعنے شتابی کردن ۱۲ [2] ہمیں آہن بمعجز موم گردد بدانکہ بکرم ایزدی آہن در دست داؤد علیہ السلام موم مے شد و آنحضرت از آں زرہ مے ساختند ۱۲ [3] چوں میخانہ در اکثر دیار اسلام ویرانہ مے باشند لہذا میخانہ را خرابات نام کردند ۱۲ کشف
[4] یعنے از صحبت نادان پرہیز کن زیرا کہ دانائے عالم در صحبت ایشاں خرمی شود پس در صورت صحبت داشتن خرشوی واگر نادانے پس نادان تر شوی در صورت مخالطت ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

کہ گر دانای دہری خر بباشی | وگر نادانی ابلہ تر بباشی

کہ اگر دانا زمانے کا ہے تو گدھا ہووے تو | اور جو نادان ہے تو احمق زیادہ ہووے تو

حکمت حلم شتر چنانکہ معلومست اگر طفلے مہارش گیرد و صد فرسنگ

بردباری اونٹ کی جیسا کہ معلوم ہے اور اگر ایک لڑکا مہار اُسکی لے اور سو کوس لیجاوے

برد گردن از متابعتش برنپیچد اما اگر درۂ ہولناک پیش آید کہ موجب

گردن طاعت اُسکی سے نہ پھیرے لیکن اگر درہ ہولناک آگے آوے کہ سبب

ہلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواہد رفتن زمام از کفش در گسلاند

ہلاک کا ہووے اور لڑکا اُسجگہ ساتھ نادانی کے جانا چاہے باگ ہتھیلی اسکی سے تڑائے

و دیگر مطاوعت نکند کہ ہنگام درشتی ملاطفت مذمومست و گویند

اور پھر اطاعت نہ کرے کہ وقت سختی کے مہربانی بری ہے اور کہتے ہیں

دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکہ طمع دشمنی زیادت کند **قطعہ**

کہ دشمن ساتھ مہربانی کے دوست نہ ہووے بلکہ طمع دشمنی کی زیادہ کرے

کسیکہ لطف کند با تو خاک پایش باش | وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک

وہ شخص کہ مہربانی کرے ساتھ تیرے خاک پاؤں اُسکی کا رہ | اور جو خلاف کرے بیچ دونوں آنکھوں اس کی کے ڈال خاک

سخن بلطف و کرم با درشت خوئے مگوی | کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بسوہن پاک

بات ساتھ لطف و کرم کے ساتھ درشت خو کے مت کہ | کہ زنگ کھایا ہوا نہ ہووے مگر سوہن سے پاک

(حاشیہ: آگن — ڈال؛ زنگ — مورچہ؛ سوہن — ریتی)

حکمت ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہ فضلش بدانند پایہ جہلش شناسند

جو کہ آگے بات اوروں کے پڑے تو مایہ فضیلت اسکا جانیں مرتبہ جہالت اسکی کا پہچانیں

قطعہ ندہد مرد ہوشمند جواب | مگر آنگہ کز و سوال کنند

نہ دے مرد ہوشیار جواب | مگر اُسوقت کہ اُس سے سوال کریں

گرچہ برحق بود فراخ سخن | حمل دعویش بر محال کنند

اگرچہ برحق ہووے کشادہ بات | حمل دعوے اُس کی کا اوپر مشکل کے کریں

ف۱ کہ گر دانائے دہری آہ این کاف تعلیل مضمون بیت اول است یعنے نہ پیوستن با نادان نیست کہ اگر دانا ہستی در صحبت نادان خر شوی در بعض نسخ بنون نفی در آخر بیت کہ قلیل از عدم گارست و در خیابان مردری بصیغہ ثبات در ہر دو مصرع است ۱۲ ف۲ مہار بالکسر چوبے کہ بینی شتر کنند و در عرف بمعنے رایانی کہ بداں چوب بند خوش کع ارت د فرسنگ فصار سہ میل و میل چہار ہزار گز ہر گز بہست چار انگشت ۱۲ ف۳ درہ بفتح دال در ائے آن درمیان دو کوہ دری ۱۲ ف۴ آگن بمد الف و کاف فارسی صیغہ امر اند آگندن و در بعضے نسخ بجائے آگن مگن دیدہ شد ۱۲ ۱۲

حکمت ریشی درون جامہ داشتم و شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پرسیدے کہ چون ست و
ایک زخم اندر جامے کے رکھتا تھا میں اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پوچھتا تھا کہ کیونکر ہے اور
نپرسیدے کہ بر کجاست دانستم کہ ازان احتراز میکند کہ ذکر ہمہ عضوے روا نباشد
نہ پوچھتا کہ کہاں پر ہے جانا میں نے کہ اس سے پرہیز کرتا ہے کہ ذکر تمام عضو کا روا نہ ہووے
و خردمندان گفتہ اند ہر کہ سخن نسنجد از جواب برنجد **قطعہ**
اور عقلمندوں نے کہا ہے جو کوئی سخن نہ تولے جواب سے آزردہ ہووے

تا نیک ندانی کہ سخن عین صواب ست
جبتک نیک نجانے تو کہ بات نہایت نیک ہے
باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی
چاہیے کہ بیچ کہنے کے منہ آپس میں نہ کھولے تو
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی
جو سچ بات کہے تو اور بیچ قید کے رہے تو
بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی
بہتر اُس سے کہ جھوٹ دیوے تجہ کو قید سے رہائی

حکمت دروغ گفتن بضربت لازم ماند کہ اگر نیز جراحت درست شود نشان بماند
جھوٹ کہنا ساتھ ضرب کے لازم رہے کہ اگر زخم بھی درست ہووے نشان رہے
نہ بینی کہ برادران یوسف علیہ السلام بدروغے موسوم شدند بر راست گفتن
نہیں دیکھا ہے تونے کہ بھائی یوسف علیہ السلام کیساتھ اس جھوٹ کے نام رکھے گئے ہوئے اوپر سچ کہنے
ایشان اعتماد نماند قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا **قطعہ**
انکے تکیہ نہ رہا کہا نہیں بلکہ بنالی ہے تمہارے جیون نے ایک بات

یکے را کہ عادت بود راستی
ایک کے تئیں کہ عادت ہووے سچائی کی
خطائے رود در گذارند ازو
خطا جاوے معاف کریں اُس سے
وگر نامور شد بقول دروغ
اور جو مشہور ہوا ساتھ قول جھوٹ کے
دگر راست باور ندارند ازو
جو سچ کہے اعتبار نہ رکھیں اُس سے

حکمت اجل کائنات از روی ظاہر آدمی ست و اذل موجودات سگ
بزرگ تر پیدائش کا ازروئے ظاہر کے آدمی ہے اور ذلیل تر موجودات کا کتّا

ا؎ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اشارہ است بسوے شیخ شہاب الدین سہروردی کہ پیر و اُستاد شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بودند ۱۲ ۲؎ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ آہ اے گفت حضرت یعقوبؑ با برادران حضرت یوسفؑ وقتیکہ یوسف را در چاہ انداختہ پیش پدر ظاہر ساختند کہ گرگ خوردہ اغلب کہ آراستہ برآشناات ہائے شما کارے را دروغ را بصورت صدق آراستہ میگوئید و در حقیقت دروغ گفتہ بودند و جائے دیگر وقت نگاہداشتن یوسفؑ برادر خود بنیامین را بسبب اتہام دبے بہانہ نیز حضرت یعقوبؑ درجواب فرزنداں ہمیں فرمودہ ہر چند کہ ایں قول شاں راست بود چہ بسبب دروغ سابق اعتماد شاں نماندہ بود مراد اینجا ثانیہ است ۱۲ ۱۲

وباتفاقِ خردمندان سگِ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس قطعہ

اور ساتھ اتفاق عقلمندوں کے کتا حق شناس بہتر ہے آدمی ناشکر سے

سگے را لقمۂ ہرگز فراموش | **نگردد ورزنی صد نوبتش سنگ**

کتے کے تئیں لقمہ ہرگز بھلانا | نہ ہووے اور جو مارے تو سو مرتبہ اسکو پتھر

دگر عمرے نوازی سفلۂ را | **بکمتر چیزے آید باتو در جنگ**

اور جو ایک عمر نوازے تو کمینے کے تئیں | ساتھ کمتر چیز کے آوے ساتھ تیرے بیچ لڑائی کے

حکمت از نفس پرور ہنر پروری نیاید و بی ہنر سروری را نشاید مثنوی

نفس پرور سے ہنر پالانہ آوے اور بے ہنر سرداری کے تئیں نہ چاہیے

مکن رحم بر گاوِ مردِ بسیار خوار | **کہ بسیار خوارست بسیار خوار**

مت کر رحم اوپر آدمی بہت کھانیوالے کے | کہ بہت ذلیل ہے بہت کھانے والا

چو گاؤ ار ہمی بایدت فربہی | **چو خر تن بجورِ کسان در دہی**

مانند بیل کے جو چاہتا ہے موٹائی | مانند گدھے کے بیچ ظلم آدمیوں کے دیوے تو بدن

حکمت در انجیل آمدہ است کہ ای فرزندِ آدم اگر توانگری دہمت

بیچ انجیل کے آیا ہے کہ اے فرزند آدم کے جو دولتمندی دوں میں تجھ کو

مشتغل[1] شوی بمال از من و اگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس

شغل کرنے والا ہووے تو ساتھ مال کے مجھ سے اور جو مفلس کروں میں تجکو تنگدل بیٹھے تو پس

حلاوت[2] ذکرِ من کجا دریابی و بعبادتِ من کے شتابی قطعہ

مزا یاد میری کا کہاں پاوے تو اور ساتھ عبادت میری کے کب دوڑے تو

گر اندر نعمتے مغرور[3] و غافل | **گر اندر تنگدستی خستہ و ریش**

کبھی درمیان نعمت کے ہے تو مغرور اور غافل | کبھی درمیان تنگدستی کے ہے تو زخمی اور گھائل

چو در سرّا[4] و ضرّا[5] حالت اینست | **ندانم کے بحق پردازی از خویش**

جو بیچ خوشی اور عسر کے حال تیرا یہ ہے | نہ جانوں میں کب ساتھ حق کے مشغول ہوئے تو اپنے سے

[1] مشتغل شوی اے بے پرواہ شوی بسبب مال از من ۱۲ [2] حلاوت بمعنے لذت ۱۲ [3] مغرور بمعنے فریفتہ شدہ و در مدارالافاضل ست غرور بالضم فریفتن و در حل لغات است چیزے متاع دنیوی ۱۲ [4] سرا و ضرا ہردو بفتح اول و تشدید را مہملہ و بالالف ممدودہ در عربی بمعنے خوشی و سختی ولیکن در استعمال فارسیان ہمزہ آخر ظاہر نشود نصاب ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ارادت بیچون یکے را از تخت شاہی فرود آرد
تقدیر خدا کی ایک کو تیئں تخت بادشاہی سے نیچے لاوے اور
یکے را در شکم ماہی نیکو دارد بیت
ایک کے تیئں بیچ پیٹ مچھلی کے نیک رکھے

وقتست خوش آنرا کہ بود ذکر تو مونس
وقت ہے خوش اُسکے تیئں کہ ہووے یاد تیری اُنس کرنیوالی
ور خود بود اندر شکم حوت چو یونس
اور جو تحقیق کہ ہووے بیچ پیٹ مچھلی کے مانند یونس کے

حکمت اگر تیغ قہر برکشد نبی و ولی سر درکشد و اگر غمزۂ
اگر تلوار قہر کی کھینچی نبی اور ولی سر نیچے جھکالیں اور جو ناز کرنا
لطف بجنباند بدان را بہ نیکان دررساند قطعہ
مہربانی کا ہلاوے بدوں کے تیئں ساتھ نیکوں کے پہنچاوے

گر بمحشر خطاب قہر کند
جو بیچ محشر کے خطاب قہر کا کرے
انبیا را چہ جائی معذرتست
نبیوں کے تیئں کیا جگہ عذر کرنے کی ہے
پردہ از روی لطف گو بردار
پردہ روی لطف سے کہہ اٹھا
کاشقیا را امید مغفرتست
کہ بدوں کو امید بخشش کی ہے

حکمت ہر کہ بتادیب دنیا راہ صواب برنگیرد بتعذیب عقبی گرفتار
جو شخص کہ ادب دینے دنیا کے راہ صواب کی نہ لے ساتھ عذاب عاقبت کے گرفتار
آید ولنذیقنہم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر۔ فرد
ہووے اور ہر آئینہ چکھاوینگے ہم کافروں کو عذاب تھوڑا دنیا میں نہ عذاب بڑا کہ وہ واسطے آخرت کے ہے

پندست خطاب مہتران آنگہ بند
نصیحت ہے خطاب بزرگوں کا اسوقت قید
چون پند دہند نشنوی بند نہند
جو نصیحت دیں نہ سنے تو قید رکھیں

پند نیک بختان بحکایت و امثال پیشینگان پند گیرند
نیک بخت ساتھ کہانیوں اور مثالوں اگلے لوگوں کے نصیحت لیں

۱ بیچوں بے مانند مراد از حق سبحانہ و تعالیٰ ۱۲ ۲ مراد از حضرت سلیمان علیہ السلام ۱۲ ح ۱۲ ۳ بمعنے ماہی و نام برج ہم شکل ماہے ۱۲ ش ۴ یونس بہر سہ حرکت نون نام پیغمبر ۱۲ ص ۵ تادیب دنیا اے تنبیہیکہ او را از دنیا واقع شود از این مضرات کفر و عصیان ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

۱۲

ازان پیش کہ پیشینان بر واقعۂ او مثل زنند وروان دست
اس سے آگے کہ پچھلے لوگ اوپر واقعہ اسکے کے مثل ماریں چور ہاتھ
کہ تہ نکنند تا دستِ شان کوتہ نکنند قطعہ
چھوٹا نہ کریں چوری سے جب تک کہ ہاتھ انکا چھوٹا کریں یعنی نہ کاٹیں

نرود مرغ سوئے دانہ فراز
نہ جاوے مرغ طرف دانے کے نزدیک
چون دگر مرغ بیند اندر بند
جو اور مرغ دیکھے بیچ قید کے

پندگیر از مصائب دگران
نصیحت لے سختی اوروں کی سے
تا نگیرند دیگران بتو پند
تو نہ لیں اور لوگ تجھ سے نصیحت

حکمت آن راکہ گوش ارادت گران آفریدہ اند چون کند کہ
اسکے تئیں کہ کان خواہش کے بھاری پیدا کئے ہیں کیا کرے کہ
بشنود آنرا کہ کمندِ سعادت می برد چہ کند کہ نرود قطعہ
سنے اور اسکے تئیں کہ کمند سعادت کی لے جاتی ہے کیا کرے کہ نہ جائے

شب تاریک دوستانِ خدائے
رات اندھیری دوستوں خدائی
می بتابد چو روزِ رخشندہ
چمکتی ہے مانند روز روشن کے

وین سعادت بزور بازو نیست
اور یہ سعادت ساتھ زور بازو کے نہیں ہے
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ رباعی
جب تک نہ بخشے خدا بخشنے والا

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست
تجھ سے ساتھ کسکے نالہ کروں میں کہ اور خدا نہیں ہے
وز دستِ تو ہیچ دست بالاتر نیست
اور ہاتھ تیرے سے کوئی ہاتھ بلند زیادہ نہیں ہے

آن راکہ تو رہ دہی کسی گم نکند
اسکے تئیں کہ تو راہ دے کوئی گم نہ کرے
وانراکہ تو گم کنی کسی رہبر نیست
اور اسکے تئیں کہ تو گم کرے تو کوئی رہبر نہیں ہے

حکمت گدائے نیک انجام بہ از پادشاہ بدفرجام بیت
فقیر نیک انجام بہتر بادشاہ برے انجام سے

لہ ازان پیش آہ ای آزان پیش کہ پیشینان بگویند کہ این واقعہ مثل واقعہ وحکایت فلان ست در خبر یا شعر ۱۲ - ۱۲ لہ آنراکہ تو رہ دہی آہ بدانکہ درین اشارت ست مضمون حدیث کہ فرمود من یہدی اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ہادی لہ یعنی ہر کرا او راہ نماید خدا پس نیست گمراہ کنندہ او و ہر کہ آنرا گمراہی کند خدا پس نیست کسے رہنمایندہ او ۱۲ لہ در مدار الافاضل ست فرجام نکوئے در آخر کار پس فرجام نکوئے در آخر کار پس تا فرجام خلاف قیاس باشد از عالم ناہنجار و ناہموار و در رشیدی فرجام و انجام آخر کار گذشتہ پس نافرجام نگر عاقبت نداشتہ باشد و این کنایہ است از عالم حسن عاقبت ۱۲ اخ ۱۲ ۱۲ ۱۲

غمی کز پیش شادمانی بری | به از شادیے کز پیش غم خوری
وہ غم کہ پیچھے اُسکے خوشی لے جاوے تو | بہتر اس خوشی سے کہ غم کھاوے تو

حکمت زمین را از آسمان نثارست و آسمان را از
زمین کے تئیں آسمان سے نثار ہے اور آسمان کے تئیں

زمین غبار کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ فرد
زمین سے غبار ہر برتن ٹپکاتا ہے اسچیز کو کہ بیچ اسکے ہے

گرت خوئے من آمد ناسزاوار | تو خوئے نیک خویش از دست مگذار
جو تجھ کو خو میری آئی نالائق | تو خوئے نیک اپنے ہاتھ سے مت چھوڑ

حکمت خداوند تبارک و تعالیٰ می بیند و می پوشد و
صاحب پاک و برتر دیکھتا ہے اور چھپاتا ہے اور

ہمسایہ نمی بیند و می خروشد بیت
پڑوسی نہیں دیکھتا ہے اور غل مچاتا تھا

نعوذ باللہ اگر خلق غیب دان بودے | کسے بحال خود از دست کس نیاسودے
پناہ خدا کی اگر خلق غیب کی جاننے والی ہوتی | کوئی ساتھ حال اپنے کے ہاتھ کسی سے نہ آسودہ ہوتا

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دست
سونا کان کھودنے سے باہر آوے اور ہاتھ

بخیل بجان کندن قطعہ
بخیل سے ساتھ جان کھودنے کے

دو نان نخورند و گوشہ دارند | گویند امید بہ کہ خوردہ
کمینے نہ کھائیں اور کان رکھیں | کہیں امید بہتر کہ کھایا ہوا

روزے بینی بکام دشمن | زر ماندہ و خاکسار مردہ
ایک دن دیکھے تو بیچ مقصد دشمن کے | سونا رہا ہوا اور عاجز مرا ہوا

ل نثار بالکسر ریختن و بالضم آنچه ریزند و اینجا ہر دو معنی درست می آید و مراد ازان باران است ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ گرت آه این بیت تلمیح ست بقوله تعالیٰ اذا مروا باللغو مروا کراما اے ہرگاه بگذرند بر بیہوده بگذرند از رعایت کرم ۱۲ ۳ پناه میخواہیم از خدا و این کلمہ در مقام خوف گویند پس اشاره باشد باینکه نسبت علم غیب بطرف غیر خدا روا نیست ایا در قول او بحال ظرفیہ است و آنکہ سلبیہ گفته معنی نه فہمید قائل از مرورے وغیره ۱۲ ۵ گوش داشتن حفاظت کردن و نگہداشتن دکاف در مصرع دوم برای نفی یا بمعنی او یعنی گویند امید بہتر ست نه خورده یا از خوراک زیرا که امید خوردن لذت روحانی است و این لذت جسمانی از بہار وغیره ۱۲ رب اغفر لکاتبه ولوالدیه ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ہر کہ بر زیردستان نبخشاید بجور زبردستان
جو کوئی اوپر کمزوروں کے نہ بخشش کرے بیچ ظلم زبردستوں کے

گرفتار آید **مثنوی**
گرفتار آوے

نہ ہر بازو کہ دروی قوتے ہست
نہ ہر بازو کہ بیچ اُس کے ایک قوت ہے

ضعیفان را مکن بر دل گزندے
کمزوروں کے تئیں مت کر اوپر دل کے ایک رنج

بمردی عاجزان را بشکند دست
ساتھ مردی کے عاجزوں کے تئیں توڑے ہاتھ

کہ درمانی بجور زورمندے
کہ عاجز رہے تو ساتھ ظلم ایک زورمند کے

حکایت درویشے بمناجات[1] در می گفت یارب بر بدان رحمت
ایک فقیر ساتھ مناجات کے کہتا تھا یارب اوپر بدوں کے رحمت

کن کہ بر نیکان خود رحمت کردۂ کہ مر ایشان را نیک آفریدۂ
کر کہ اوپر نیکوں کے آپ رحمت کی ہے تو نے کہ خاص کو انکے تئیں نیک پیدا کیا ہے تو نے

حکمت عاقل[2] چون خلاف درمیان بیند بجہد و چون صلح
عاقل جو جھگڑا درمیان میں دیکھے کودے اور جو صلح

بیند لنگر بنہد کہ[3] آنجا سلامت بر کنار ست و اینجا حلاوت درمیان
دیکھے لنگر رکھے کہ اس جگہ سلامت اوپر کنارے کے ہے اور اس جگہ حلاوت درمیان ہیں

حکمت مقامر[4] را سہ شش[5] ببباید ولیکن سہ یک[6] بر می آید **بیت**
جواری کے تئیں اٹھارہ چاہیئے ہیں اور لیکن تین کانے آتے ہیں

ہزار بار چراگاہ خوشتر از میدان
ہزار مرتبہ چراگاہ خوش زیادہ میدان سے

ولیکن اسپ ندارد بدست خویش عنان
ولیکن گھوڑا نہیں رکھتا ہے بیچ ہاتھ اپنے کے باگ

حکایت اول کسیکہ علم[7] بر جامہ کرد و انگشتری در دست چپ
اول جس کسی نے کہ نقش لباس پر کئے اور انگوٹھی بیچ ہاتھ بائیں کے

---

[1] مناجات بالضم بمعنی باہم راز گفتن واینجا مراد دعا ۱۲ [2] عاقل چوں آہ اے خردمند چوں جنگ درمیان مردم بیند ازان برکنار شود ولنگر نہادن کنایہ از استقامت ۱۲ [3] کہ آنجا آہ کاف اینجا تعلیلیہ باشد و آنجا اشارہ است بسوئے بجہد ۱۲ [4] مقامر بضم میم اول وکسر میم ثانی بمعنی قمار باز ۱۲ واللہ اعلم [5] سہ شش کنایہ از ہیژدہ کہ نقش کامل ست از نقوش چیزے کہ بہندی اٹھارہ پانسہ نامند نیز کنایہ است از نقش مراد ۱۲ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ [6] سہ یک کمترین نقشے از نقوش یا بند کہ خلاف بمقصود بازباشد ۱۲ [7] علم نقش در ینجا بمعنی نقش و نشان کہ جامہ سازند برائے زینت ۱۲

جمشید بود گفتندش چرا زینت بچپ دادی و فضیلت راست
جمشید بادشاہ تھا کہا اُس کو لوگوں نے کس لئے تو نے زینت ساتھ بائیں کے دی اور بزرگی داہنے

راست گفت راست را زینتِ راستی تمام ست قطعہ
کو ہے کہا داہنے کے تئیں سیدھا ہونا زینت کافی ہے

فریدون گفت نقاشانِ چین را
فریدوں نے کہا نقاشانِ چین کے تئیں

کہ پیرامون خرگاہش بدوزند
کہ گرد خیمے اُس کے کے سییں

بدان را نیک دار ای مردِ ہشیار
بدوں کے تئیں نیک رکھ اے مرد ہشیار

کہ نیکان خود بزرگ و نیک روزند
کہ نیک خو بزرگ اور نیک روز ہیں

حکایت بزرگے را پرسیدند کہ چندین فضیلت کہ دست راست
ایک بزرگ کے تئیں پوچھا کہ اتنی فضیلت دست راست

راست خاتم[1] در دست چپ چرا می کنند گفت ندانی کہ اہل
کے تئیں ہے انگوٹھی بیچ ہاتھ چپ کے کس لئے پہنتے ہیں کہا نہیں جانتا ہے توکہ

فضیلت ہمیشہ محروم باشند شعر
اہل فضیلت ہمیشہ بے نصیب رہتے ہیں

آنکہ حظ[2] آفرید و روزی سخت
اس شخص نے کہ نصیبا پیدا کیا اور روزی سخت

یا فضیلت ہمی دہد یا بخت
یا بزرگی دیتا ہے یا نصیبہ

حکمت نصیحت پادشاہان مسلّم کسی راست کہ بیم سر ندارد و امید[3] زر مثنوی
نصیحت بادشاہوں کی مسلّم واسطے اُسکے ہے کہ دہشت سر کی نہ رکھی اور امید زر کی

موحّد[4] چہ در پای ریزی زرش
صاحب توحید کو برابر ہے گرا وے تو زر اُسکے پاؤں پر

چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
یا تلوار ہند کی رکھے تو اوپر سر اُسکے کے

امید و ہراسش نباشد ز کس
امید اور دہشت اُس کو نہ ہووے کسی سے

بر ہمیست بنیاد توحید و بس
اوپر اُس کے ہے بنیاد توحید کی اور بس

[1] ختم بمعنی مہر کردن و خاتم بفتح تا انگشتری چہ فاعل بفتح عین بمعنی ما یفعل بہ مستعمل میشود و مثل عالم بمعنی ما یعلم بہ پس خاتم بمعنی ما یختم بہ باشد ۱۲ [2] آنکہ حظ آفریدہ آہ حظ بفتح حای حطی و تشدید ظای معجمہ بمعنی بہرہ و نصیب خوش و روزی سخت کنایہ از تنگدستی و فاعل آفرید خداوند تعالیٰ باشد و از فضیلت بزرگی علم و ے ارادہ کردہ و از بخت کثرت مال و دولت و دنیا ارادہ کردہ ۱۲ [3] در بعض نسخ یا امید زرائے یا امید زر ندارد ۱۲ [4] موحد اسم فاعل از توحید بمعنی خدا را واحد دانستن و از خوف ضرر و امید نفع نداشت ہر کہ باین صفت موصوف باشد آنرا موحد گویند ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت شاہ از بہر دفع ستمگاران ست و شحنہ برای خونخواران

بادشاہ واسطے دور کرنے ظالموں کے ہے اور کوتوال واسطے حرامزادوں کے

و قاضی مصلحت جوی طراران[1] ہرگز دو خصم[2] بحق راضی پیش

اور قاضی مصلحت ڈھونڈھنے والا گرہ کاٹنے والوں کا ہرگز دو دعوے کرنیوالے ساتھ حق کے راضی آگے

قاضی نروند **قطعہ**

قاضی کے نہ جاویں

چو حق معاینہ دانی کہ می بباید داد جو حق دیکھتا ہے تو کہ چاہیئے دینا خراج اگر نگذارد کسی بطیب نفس خراج جو نہ ادا کرے کوئی ساتھ خوشی ذات کے	بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی ساتھ لطف کے بہتر کہ بیچ لڑائی کے لاوے تو اور دلتنگی کے بقہر ازو بستانند و مزد سرہنگی[3] ساتھ قہر کے اس سے لیویں اور دستک کے

حکمت ہمہ کس را دندان بترشی کند گردد مگر قاضیان را کہ بشیرینی شعر

سب کے تئیں دانت ساتھ ترشی کے کند ہوویں مگر قاضیوں کے تئیں ساتھ شیرینی کے

قاضی کہ برشوت بخورد پنج خیار قاضی کہ ساتھ رشوت کے کھاوے پانچ ککڑی	ثابت کند از بہر تو صد خربزہ زار ثابت کرے واسطے تیرے سو کھیت خربزہ کے

حکمت قحبۂ[4] پیر از نابکاری چہ کند کہ توبہ نکند و شحنۂ معزول

قحبہ بڑھیا نابکاری سے کیا کرے کہ توبہ نہ کرے اور کوتوال تغیر کیا گیا۔

از مردم آزاری **بیت**

مردم آزاری سے

جوان گوشہ نشین شیر مرد راہ خداست جوان گوشہ بیٹھنے والا شیر مرد راہ خدا کا ہے فرد جوانے سخت می باید کہ از شہوت بپرہیزد جوان سخت ہٹا چاہیئے کہ شہوت سے پرہیز کرے	کہ پیر خود نتواند ز گوشۂ برخاست کہ بڈھا آپ نہ سکے گوشہ سے اوٹھنا کہ پیر سست رغبت را خود آلت برنمی خیزد کہ بڈھے سست رغبت کے تئیں آپ آلت نہیں اٹھتا ہے

[1] طراران جمع طرار بفتح طای مہملہ و رای مہملہ مشدد و آخر نیز رای مہملہ بمعنے کسے کہ کیسہ بگرہ مردمان برد ۱۲ [2] خصم بحق آہ چراکہ اگر بحق راضی شوند خصومت از میان برخیزد و چون خصومت نماند حاجت رفتن پیش قاضی چیست ۱۲ [3] مزد سرہنگی در سہر درے بمعنے مزد سرہنگے بے واو عطف نوشتہ و افرادہ فاعل با جمعیت فعل محض بضرورت شعر ست و در بعضے نسخ و مزد سرہنگے بضم میم و سکون زای معجمہ کنایت از دستگاہ نہ سپاہی آمدہ ۱۲ [4] قحبہ بالضم ماخوذ از قحاب بالضم بمعنی سرفہ چون بخواہش عرب بہ رہگذر را بسرفہ جانب خود می کشیدند مجازاً نام قحبہ نہادہ شدہ و در طرح این کلمہ مولدہ نوشتہ معلوم شد کہ ادب خالف نیست ۱۲ ش

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت حکیمی نامور را پرسیدند کہ درختان را کہ خدای عزّ وجل
ایک حکیم نامور کے تئیں پوچھا کہ درختوں کے تئیں خدائے عزّ وجل نے
آفریدہ است وبرومند ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند مگر سرو را کہ
پیدا کیا ہے اور پھل دار کسی ایک کے تئیں آزاد نہیں کیا ہے مگر سرو کے تئیں کہ
ثمرہ ندارد گوئی درین چہ حکمت ست گفت ہر یکے را دخلے معین ست
پھل نہیں رکھتا ہے کہ تو بیچ اس کے کیا حکمت ہے کہا ہر ایک کے تئیں ایک آمدنی معین ہے
بوقت معلوم گہے بوجود آن تازہ اند وگاہی بعدم آن پژمردہ سرو را
بیچ ایک وقت معلوم کے کبھی ساتھ ہونے اُسکے کے تازہ ہیں اور کبھی ساتھ نہ ہونے اُسکے کے پژمردہ اور سرو کے تئیں
ہیچ ازین نیست وہمہ وقت خوش ست اینست صفت آزادگان قطعہ
کچھ اس سے نہیں ہے اور سب وقت خوش ہے اور یہ ہے صفت آزادوں کی

بر انچہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسی اوپر اُسکے کہ گذرتا ہے دل مت رکھ کہ دجلہ بہت گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم جو تجھ کو ہاتھ سے برآوے مانند درخت خرمی کے رہ کریم	پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد پیچھے خلیفہ سے گذرے گا بیچ بغداد کے ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد اور جو تیرے ہاتھ سے نہ آوے مانند سرو کے رہ آزاد

حکمت دو کس مُردند وتحسّر بردند یکے آنکہ داشت ونخورد و
دو شخص مرے اور حسرت لے گئے ایک وہ کہ رکھا اور نہ کھایا اور
دیگر آنکہ دانست ونکرد قطعہ
دوسرا وہ کہ جس نے جانا اور نہ کیا

کس نہ بیند بخیل فاضل را کوئی نہ دیکھے بخیل فاضل کے تئیں ور کریمے دو صد گنہ دارد اور جو ایک سخی دو سو گنہ رکھے	کہ نہ در عیب گفتنش کوشد کہ نہ بیچ عیب کہنے اُسکے کے کوشش کرے کرمش عیبہا فرو پوشد کرم اس کا سب عیب چھپا وے

ل ہیچ ازین نیست ای چرا کہ ہیچ درنے وصرفی سرو را نیست وہمہ وقت خواہ بہار باشد خواہ خزان سرسبز می باشد وتغیر درا دراہ نمی یابد وہمیں صفت آزادان باشد ۱۲ ؎ دجلہ بالکسر نہریست در شہر بغداد ۱۲ ؎ خلیفہ لقب سلاطین عباسیہ کہ در بغداد می ماندند ۱۲ ؎ کہ خرما می دہد بلکہ جمیع اشجار الیش ۱۲ سرو ری وغیرہ ؎ کس نہ بیند آہ بدال کہ دریں شعر روئے ست در تعیین فاعل کوشد چہ اگر مرجع ضمیر کوشد کس باشد نہ بیندبے فاعل می ماند پس مناسب می نماید کہ بجائے نہ بیند نہ بینی کہ مخاطب خواندہ یعنی بیت چنان است شود کہ کس را نہ بینی کہ عیب فاضل بخیل نہ کوشد ۱۲

خاتمۃ الکتاب

تمام شد کتاب گلستان واللّٰہ المستعان بتوفیق باری عزّ اسمہٗ

تمام ہوئی کتاب گلستان اور خدا مددگار ہے ساتھ رفیق اللہ کے برتر ہے اسم اُس کا

درینجملہ چنانکہ رسم مؤلفان ست از شعر متقدمان بتلفیق[1] نرفت بیت

اِس جملے میں جیسی کہ رسم تالیف کرنیوالوں کی ہے شعر قدیموں سے کچھ التفات نہ کیا

کہن خرقۂ خویش پیراستن	به از جامہ عاریت خواستن
پرانا کپڑا اپنا آراستہ کرنا	بہتر جامہ مانگے ہوئے کے پہننے سے

غالب گفتار سعدی طرب انگیزست وطیبت[2] آمیز کوتہ نظران را

اکثر باتیں سعدی کی طرب انگیز ہیں اور خوشی لی ہوئی کوتہ نظروں کے تئیں

بدین زبان طعن[3] دراز گردد کہ مغز دماغ بیہودہ بردن ودود چراغ

ساتھ اُسکے زبان طعن کی دراز ہووے کہ مغز دماغ کا بیہودہ لے جانا اور دھواں چراغ کا

بیفائدہ خوردن کار خردمندان نیست ولیکن برائی روشن

بیفائدہ کھانا کام عقلمندوں کا نہیں ہے اور لیکن اور عقل روشن

صاحبدلان کہ روی سخن در ایشان ست پوشیدہ[4] نماند کہ در موعظتہای شافی

صاحبدلوں کے کہ منہ سخن کا بیچ انکے پوشیدہ نہ رہے کہ موتی نصیحتوں آرام دینے والے کے

در سلک عبارت کشیدہ است وداروی تلخ نصیحت بشہد ظرافت برآمیختہ تا طبع

بیچ لڑی عبادت کے کھینچے ہیں اور دوا کڑوی نصیحت کی ساتھ شہد خوش طبعی کے ملی ہے تو طبیعت

ملول انسان از دولت قبول محروم نماند الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین رباعی

رنجیدہ انسان کی دولت پسندیدگی سے محروم نہ رہے اور جمیع حمد ثابت ہیں اللہ کیلئے کیسا اللہ کہ پالنے والا سب عالم کا ہے

ما نصیحت بجائی خود کردیم	روزگارے درین بسر بردیم
ہمنے نصیحت موافق اپنے کی ہمنے	ایک زمانہ بیچ اسکے آخر لے گئے ہم

[1] تلفیق بقابر وزن تحقیق دو دو بند جامہ یا دو سخن فراہم آوردن ۱۲ [2] وایں طعن بلاحظہ صورت قصہ وظاہر افسانہ است چہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نقل صحبتہای گذشتہ یا حتہہائے بوقوع آمدہ از جملہ فضائد الستہ تمردہ وتضیع وقت گفتہ وجمع بلیغ از گفتن وشنیدن آن کردہ فی الواقع جائیکہ غرض شخص مشغولی وقطع وقت باشد چنانکہ اکثر مردم لازم دارند خود ان ہم نیست کہ از عالم عبث میشود وعبث حرام ست با آنکہ اکثر تفاوت در نقل واقع میشود وبلائے دیگرے بر سرمی آید وگناہ بے گناہے مخلوط می گردد اگر غرض ہمی از قسم وعظ ونصائح وایضاح مطلبے وکشف تحقیقی در نظر باشد البتہ مفید بود ۱۲ [3] ۱۲ [4] ۱۲ ارب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲

گر نیاید بگوش رغبت کس؎
جو نہ آوے بیچ کان رغبت کسی کے
بر رسولان پیام باشد وبس
اوپر قاصدوں کے پیام ہووے اور بس

یَا نَاظِرًا فِیْہِ سَلْ بِاللّٰہِ مَرْحَمَۃً
اے دیکھنے والے کتاب کے خدا سے چاہ رحمت
عَلَی الْمُصَنِّفِ وَاسْتَغْفِرْ لِصَاحِبِہٖ
مصنف پر اور بخشش طلب کر اُسکے لئے

وَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ مِنْ خَیْرٍ تُرِیْدُ بِھَا
اور مانگ اپنے لئے جو بہتری چاہے تو
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ غُفْرَانًا لِکَاتِبِہٖ
بعد اوسکے چاہ بخشش اُسکے کاتب کے لئے

لَوْ اَنَّ لِیْ یَوْمَ التَّلَاقِ مَکَانَۃً
جو بتحقیق میرے لئے قیامت کو کوئی مرتبہ ہو
عِنْدَ الرَّؤُوْفِ لَقُلْتُ یَا مَوْلَانَا
نزدیک خدای مہربان کے البتہ کہوں میں اے مولا ہمارے

اَنَا الْمُسِیْئُ وَاَنْتَ مَوْلٰی مُحْسِنٌ
میں گنہگار ہوں اور تو مولا نکوکار
ھَا قَدْ اَسَاْتُ وَاطْلُبُ الْاِحْسَانَا
ہاں بیشک خطا کی میں نے اور مانگتا ہوں احسان

تمت

قصائد سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان در پند و نصیحت مناسب مضمون باب ہشتم گلستان

قصیدے حضرت سعدی کے اُن پر رحمت اور رضامندی خدا کی سمجھوتی اور نصیحت میں لائق مقصد باب آٹھواں گلستان کے

خوش ست عمر دریغا کہ جاودانی نیست؎
اچھی ہے عمر اے افسوس کہ ہمیشہ نہیں ہے
پس اعتماد برین پنجروز فانی نیست
پھر بھروسا اس پانچ دن فانی پر نہیں ہے

درخت قدِ صنوبر خرام انسان را
درخت سروقد چلنے والے انسان کو
مدام رونقِ نوبادۂ جوانی نیست
ہمیشہ رونق پودھا جوانی کی نہیں ہے

گلی ست خرم وخندان وتازہ وخوشبوی
ایک پھول ہے خوش اور کھلا ہوا اور تازہ اور خوشبودار
ولے امیدِ ثباتش چنانکہ دانی نیست
مگر امید اُسکے ٹھہرنے کی جیسا کہ جانتا ہے تو نہیں ہے

؎۱ جزائے محذوف است بقرینۂ مصرعۂ دوم کہ دلیل وقائم مقام آنست یعنی بر ما گنا ہست چہ بر رسلان بجز پیام رسانی ہیچ نباشد وچون امر معروف ونہی منکر تا مقدور بر ہمگنان خصوصاً بر علماے امت واجب ست گویا برین کار فرستادہ شدہ انداز مولوی ہادیعلی مرحوم ۱۲ ؎۲ این قطعہ از بحر بسیط مجنون ست ارکانش مستفعلن فاعلن چہار بار اول بجین مفاعلن گردد فعلن بحرکت عین ۱۲ ؎۲ دریغا در دریغ بمعنی افسوس ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ۱۲ ۱۲

دوام پرورش اندر کنارِ مادرِ دہر
ہمیشہ پرورش کی گود ماں زمانے میں
مباش غرّہ و غافل چو نیش در سرِ پیش
مت رہ فریفتہ اور بیخبر مثل بھیڑ کے سر آگے
چہ حاجتست عیان را باستماع بیان
کیا حاجت ہے ظاہر کو ساتھ سننے اور بیان کے
کدام بادِ بہاری وزید در آفاق
کون سی ہوا بہار کی چلی جہان میں
اگر ممالکِ روئے زمین بدست آری
جو ملک تمام زمین کے قبضہ کرے تو
اگر جہان ہمہ کام ست دشمن اندر پے
جو تمام جہان کا مقصد حاصل ہے دشمن پیچھے ہے
چو بُت پرست بصورت چنان شدے مشغول
مانند بت پوجنے والے کے صورت سے ایسا ہوا تو مشغول
جہان ز دست بدادند دوستانِ خدائے
دنیا کو ہاتھ سے دیا دوستوں خدا نے
عمل بیار و علم بر مکش کہ مردان را
عمل کر اور شہرت نہ کر کہ مردوں کو
طریقِ حق رو و از ہر کجا کہ خواہی باش
راہ حق کی چل اور جس جگہ چاہ تو رہ
کفِ نیاز بدرگاہِ بی نیاز بر آر
ہاتھ عاجزی کا درگاہ خدا میں اٹھا

طمع مکن کہ در و بوی مہربانی نیست
حرص نہ کر اسلیئے کہ اسمیں بو محبت کی نہیں ہے
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
کہ طبیعت اس بھیڑیے زمانے میں نگہبانی نہیں ہے
کہ بیوفائی دورِ فلک نہانی نیست
اسواسطے کہ بیوفائی زمانے کی پوشیدہ نہیں ہے
کہ باز در عقبش آفتِ خزانی نیست
کہ اسکے پیچھے آفت خزان کی نہیں ہے
بہائے دولتِ یکروز زندگانی نیست
قیمت دولت ایک دن زندگی کی نہیں ہے
بدوستی کہ جہان جائے کامرانی نیست
قسم دوستی کی کہ دنیا جگہ حصول مقصد کی نہیں ہے
کہ دیگرت خبر از لذتِ معانی نیست
کہ پھر تجھ کو خبر مزے باطن سے نہیں ہے
کہ پائے بند جہان را خبر این جہانی نیست
اسلیئے کہ پھنسے ہوئے دنیا کو سوائے اس دنیا کے کچھ نہیں ہے
رہی سلیم تر از کوئی بے نشانی نیست
کوئی راہ سیدھی زیادہ بے نشانی سے نہیں ہے
کہ کنج خلوت صاحبدلان مکانی نیست
کہ گوشہ تنہائی اہل دل کا کوئی مکان نہیں ہے
کہ کار مرد خدا جز خدائے خوانی نیست
اسلیئے کہ کام مرد خدا کا سوائے پکارنے خدا کے نہیں ہے

۱ؒ در شعر اول کہ دہر را مادر تعبیر نمودہ لہذا میگوید کہ این مادر ست اما خوے گرگ دارد و از گرگ گلہ بانی محال ست ۱۲ ۲ؒ ای اگر کام ہمہ جہان را ہمہ مقصد ہای دنیا حاصل است تاہم دشمن در پس تست و بائی بدوستی قسمیہ است ۱۲ ۳ؒ جہان ر دست براد ندآہ ای ترک جہان کردند ۱۲ ۴ؒ علت مصرع اول ۱۲ ۵ؒ علم بر مکش ای مشہور مشو ۱۲ ۶ؒ ای سالم و درست امر و سادہ اول و درین جا مراد از رہ راست ست ۱۲ ۷ؒ طریق حق مراد ۱۲ ۸ؒ علت ست ۱۲ ۱۲ ۱۲

مخور چوبی ادبان کار تخم کایشان را

نہ کھا مثل بے ادبوں کے بونیج اسلیئے کہ انکو

امید خرمنِ اقبال آنجہانی نیست

امید کھلیاں بانی آخرت کی نہیں ہے

مکن چہ عیب بود دوست بر خود آزردن

نہ کر کہ عیب ہووے دوست کو اوپر اپنے آزردہ کرنا

علی الخصوص بر آن دوست کہ ثانی نیست

خصوصاً وہ دوست کہ مثل اس کا نہیں ہے

چہ سود ریزشِ بارانِ وعظ بر سرِ خلق

کیا فائدہ گرانا مینھ نصیحت کا خلق پر

کہ مرد را بارادت صدف دہانی نیست

جو مرد کو سیپی کا سا منہہ ارادے کا نہیں ہے

زمین بتیغ بلاغت گرفتی ای سعدی

زمین تلوارِ خوش گفتاری سے لی تونے اے سعدی

سپاس دار کہ جز فیض آسمانی نیست

شکر کر کہ سوائے فیض خدا کے نہیں ہے

بدین صفت کہ در آفاق صیت شعر تو رفت

اسطرح سے شہرہ تیرے شعر کا عالم میں گیا

نرفت دجلہ کہ آبش بدین روانی نیست

نہ بہے ندی بغداد کی کہ پانی اسکا ایسا روان نہیں ہے

نہ ہر کہ دعوی زور آوری کند با ما

نہ جو شخص کہ دعوے زور کا کرے ہم سے

بسر برد کہ سعادت بپہلوانی نیست

غالب آوے کہ یہ سعادت پہلوانی سے نہیں ہے

ولی بخواجہ عطار گو ستایش مشک

لیکن صاحب عطار سے کہ تعریف مشک کی

مکن کہ بوی خوش از مشتری نہانی نیست

مکر اسلیئے کہ بو اچھی خریدار سے چھپی نہیں ہے

دیگر در موعظت

دوسرا قصیدہ نصیحت میں

صاحبا عمر عزیز است غنیمت دانش

اے یار عمر عزیز ہے غنیمت جان اس کو

گوی خیری کہ توانی ببر از میدانش

گیند بھلائی کا جو ہو سکے لیجا اسکے میدان سے

چیست دوران ریاست کہ فلک باہمہ قدر

کیا ہے زمانہ سرداری کا کہ آسمان ساتھ تمام مرتبے کے

حاصل آنست کہ دائم نبود دورانش

حاصل اُسکا یہ ہے کہ ہمیشہ نہ ہووے گردش اسکی

آن خدایست تعالی ملک الملکِ قدیم

وہ خدا برتر ہے مالک ملک ہمیشہ کا

کہ تغیر نکند مملکتِ جاویدانش

کہ نہ بگڑے بادشاہت ہمیشہ اُس کی

۱؎ مکن ای چنان کن کہ دوست از تو آزردہ شود ۱۲ ۲؎ وعظ را بطریق استعارہ باران گفتہ شدہ در نفع رسانی ۱۲ ۳؎ ای قبول نمودن ۴؎ بلاغت بمعنی آوردن کلام حسب اقتضای مقام بہ شرط فصاحت ۱۲ ۵؎ صیت بمعنی آوازہ شہرہ ۱۲ ۶؎ دجلہ رود در بغداد ۱۲ ۷؎ ای روانی آوازہ شعر او ۱۲ ۸؎ بسر بردن با تمام رسانیدن ۱۲ ۹؎ بخواجہ عطار این امر بگو کہ وصف مشک مکن چرا کہ بوی خوش از خریدار پوشیدہ نیست ۱۲ ۱۰؎ یای تنکیر ای ہر چیز ۱۲ ۱۱؎ یعنی دوران سروری ہمیشہ نباشد زیرا کہ دور فلک کہ علت امر است خود دوا نیست ۱۲

جائی گریہ ست برین عمر کہ چون غنچۂ گل
جگہ رونے کی ہے اِس زندگی پر کہ مانند کلی پھول کے

پنجروز[ل] ست بقائی دہن خندانش
پانچ دن ہے باقی منہ خوش اُس کا

دہنی[ب] شیر بمادر ندہد ما در دہر
ایک گھونٹ دودھ نہ دیوے ہمکو ماں زمانے کی

تا بدندان نبرد بارد گر پستانش
جب تک دانتوں سے نہ کاٹے دوسرے بار پستان اُس کی

مقبل[ج] امروز کند درد دلِ خویش دوا
اقبال والا آج کرتا ہے درد دل اپنے کی دوا

کہ پس از مرگ میسّر نشود درمانش
کہ پیچھے موت سے میسّر نہ ہووے علاج اُسکا

ہر کہ دانہ[د] نفشاند بزمستان[ہ] در خاک
جو کوئی دانہ بووے جاڑے میں بیچ خاک کے

نا امیدی برد از دخلِ بتابستانش[و]
نا امیدی لے جاوے آمدنی سے گرمی میں اُسکو

دست در دامنِ مردان زن و اندیشہ مکن
ہاتھ دامن میں مردوں کے مار اور فکر نہ کر

ہر کہ با نوح[ز] نشیند چہ غم از طوفانش
جو شخص نوح کے ساتھ بیٹھے کیا غم طوفان سے اُسکو

معرفت داری و سرمایۂ بازرگانی
پہچان رکھتا ہے تو اور پونجی سوداگری کی

چہ از نعمتِ باقی بدہ[ح] و بستانش
کیا بہتر نعمت باقی سے دے اور ثواب لے اُسکا

دولتت باد کہ از روی حقیقت برسی
دولت تجھے ہوجیو کہ حق کو پہونچے تو

دولت آنست کہ محمود[ط] بود پایانش
دولت وہ ہے کہ اچھا ہوا انجام اُس کا

خوی سعدی ست نصیحت چہ کند گر نکند
عادت سعدی کی نصیحت ہے کیا کرے جو نصیحت نہ کرے

مشک دارد نتواند کہ کند پنہانش
مشک رکھتا ہے نہیں ہوسکتا کہ چھپا دے اُس کو

ایضاً در نصیحت

یہ قصیدہ بھی نصیحت میں

ایکہ پنجاہ رفت و در خوابی
اے شخص کہ پچاس سال گذرے اور تو سوتا ہے

مگر این پنج روز دریابی
لیکن یہ پانچ دن پاوے تو

ل بقائی پنجروز بجہت اینکہ چون از ہفتہ دو روز یعنی تولد و موت در حساب نیست پنج روز باقی ماندند ۱۲ ب دہنی آہ ارا شیر مقدار یک دہن اگر در ایشان حاصل می شود گزند دندان طفل بدومی رسد ۱۲ ج مقبل بضم میم و کسر با قبول کنندہ فرمان حق و صاحب اقبال ۱۲ د مراد از عمل نیک ۱۲ ہ ۱۲ سرما مراد از دنیا ۱۲ و بمعنے آمد ۱۲ ز سرما مراد از آخرت ۱۲ ح امر از ستاندن ۱۲ ط ای انجام آن نیک بود ۱۲ ی ای عمر بسیار گذشت ۱۲ - ۱۲ ل در غفلت ۱۲ م ب اغفد لکا تبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

تا کے این باد کبر و آتش خشم
کب تک یہ ہوا غرور اور آگ غصے کی
کہل گشتی و ہمچنان طفلے
ادھیڑ ہوا تو اور اسی طرح بچہ ہے تو
تو ببازی نشستہ و زچپ و راست
تو کھیل میں بیٹھا اور بائیں اور داہنے سے
تا درین گلہ گوسفندے ہست
جب تک اس گلے میں ایک بکری ہے
تو چراغے نہادہ بر رہِ باد
تو نے ایک چراغ رکھا سر راہ ہوا پر
گر برفعت سپہر و کیوانے
جو بلندی میں آسمان اور تارۂ زحل ہے تو
ور بمشرق روی بسیاحے
اور جو مشرق کو جاوے تو سیر کرنے میں
ور بتمکین ابن عفانے رض
اور جو مرتبے میں مثل حضرت عثمان کے ہے تو
ور بنعمت شریک قارونی
اور جو دولت میں مثل قارون کے ہے تو
ور میسر شود کہ سنگِ سیاہ
اور جو ہو سکے کہ پتھر کالا
ور بمردی ز باد در گذرے
اور جو مردانگی میں سے ہوا سے گذرے تو

شرم بادت کہ قطرۂ آبے
شرم ہووے تجھ کو کہ بوند پانی کی ہے تو
شیخ گشتی و ہمچنان شابے
بوڑھا ہوا تو اور ویسا ہی جوان ہے تو
می رود تیر چرخ پرتابی
جاتا ہے تیر تیز آسمان کا
نہ نشیند اجل ز قصابی
نہ بیٹھے موت ذبح کرتے سے
خانہ در ممر سیلابے
ایک گھر جگہ گذرنے بہاؤ کے
ور بحسن آفتاب و مہتابے
اور جو حسن میں سورج اور چاند ہے تو
ور بمغرب روی بجلابے
اور جو پچھم کو جاوے تو کھینچنے کو
ور بنیروے ابن خطابے رض
اور جو طاقت میں مانند حضرت عمر رض کے ہے تو
ور بقوت عدیل سہرابے
اور جو زور میں برابر سہراب کے ہے تو
زر خالص کنی بقلابے
سونا خالص کرے تو بدل کر
ور بشوخی چو برق بشتابی
اور جو شوخی میں مانند بجلی کے دوڑے تو

[1] شیخ بالفتح بمعنی خواجہ و پیر ۱۲ از شرح نصاب [2] شاب مشدد و در استعمال فارسی مخفف بمعنی مرد جوان ۱۲ کشف [3] صفت تیر پرتاب نوعے از تیر کہ بسیار دور سیر دو ۱۲ برہان [4] قصب بفتح اول و سکون ثانی بمعنی بریدن و قصاب فاعل اوست [5] ممر بمعنی جائے مرور و گذر ۱۲ [6] تیز رفتارے ۱۲ [7] جلاب بسیار کشندہ کہ چیزے را از جائے بجائے برد ۱۲ [8] مراد از حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یعنی مانند پسر عفان ہستی ۱۲ [9] مراد از حضرت عمر رضی اللہ عنہ [10] عدیل بمعنی برابر و سہراب نام پسر رستم بود ۱۲ [11] قلاب گر وند ۱۲ رب اغفر لکاتبہ و لوالدیہ ۱۲

ملک الموت را بحیلہ دفن
فرشتۂ موت کو کسی حیلے اور مکر سے

منتہائے کمال نقصان ست
انتہا ہر کمال کی نقصان ہے

تو کہ مبدا و مرجعت این ست
تیری کہ ابتدا اور انجام یہ ہے

خشت بالین گور یاد آور
اینٹ سرہانے قبر کی یاد کر

خفتنت زیر خاک خواہد بود
سونا تیرا نیچے خاک کے ہوگا

بانگ طبلت نمیکند بیدار
آواز ڈھول کی نہیں کرتی تجھ کو جگاتا

بس خلائق فریفتہ است این سیم
بہت خلق دیوانی ہے اس چاندی پر

بس جہاندیدہ این درخت کہن
بہت جہاندیدہ یہ درخت پرانا

بس بگردید و بس بخواہد گشت
بہت پھیرا اور بہت پھرے گا

تو ممیز بعقل و ادراکے
تو تمیز والا عقل اور سمجھ سے ہے تو

ابلہے صد دبیقی و دیبا
ایک احمق سو کپڑے ریشمی

نتوانی کہ پنجہ بر تابی
نہ سکے تو کہ پنجہ پھیرے تو

گل بریزد بوقت سیرابی
پھول گرے وقت سیرابی کے

نہ سزاوار کبر و اعجابے
نہیں لائق تکبر اور غرور کے ہے تو

اے سر بر کنار احبابے
اے شخص کہ سر دوستوں کے پہلو پر رکھتا ہے

ایکہ در خوابگاہ سنجابے
اے شخص کہ بستر تیرا پوستین ہے

تو مگر مردہ نہ در خوابے
مگر تو مردہ ہے نہ سونے میں ہے تو

کہ تو لرزان بر و چو سیمابے
کہ تو بیقرار اُس پر مثل پارے کے ہے تو

کہ تو پیچان بر و چو لبلابے
کہ تو لپٹا ہوا اسپر مانند عشق پیچان کے ہے تو

بر سر سپہر دولابے
ہمارے سر پر آسمان پھرنیوالا

تو مکرم بجاہ و انسابے
تو بزرگ مرتبہ اور نسب سے ہے تو

گر بپوشد خریست عنابے
اگرچہ پہنے ایک گدھا ہے رنگین

۱؎ این شعر جزاے شعر اول قطعہ است یعنی گر برو فحت الخ ۱۲ ۲؎ اعجاب بالکسر و تکبر و غرور اندوختن و تکبر کردن و بر چیزے تعجب آوردن وغیرہ از منتخب ۱۲ ۳؎ در اینجا سزاوار بمعنی ثانی ست ۱۲ ۴؎ یعنی تو کہ برکنار دوستان سر بر تکیہ می کنی ۱۲ ۵؎ ایکہ اے بستر پوستین ۱۲ ۶؎ بمعنی آوازاہل در اینجا سزاوار رحلت ۱۲ ۷؎ اے حب جاہ و دولت یعنی دنیا ۱۲ ۸؎ لبلاب بالکسر و بہر دو باے موحدہ نام گیاہ ہے کہ آنرا عشق پیچان گویند ۹؎ دولاب بالضم و واو معروف بفتح تیز چرخ کہ بآن از چاہ آب کشند ۱۲ از منتخب ۱۰؎ ممیز بمعنی جدا ساز ۱۱؎ انساب جمع نسب

نقش دیوارِ خانۂ تو ہنوز
تصویر دیوار گھر کی ہے تواب تک
اے مرید ہوائی نفس حریص
اے مرید خواہش نفس کا حرص کرنے والا
قیمتِ خویشتن خسیس مکن
قیمت اپنی ناقص مت کر
دست وپائی بزن بچارۂ وجہد
ہاتھ اور پاؤں مار علاج اور کوشش میں
عہدہائے شکستہ را چہ طریق
وعدے ٹوٹے ہوؤں کی کیا راہ
بدرِ بے نیاز نتوان رفت
دروازے خدائے بے نیاز پہ نہ سکیے جانا
تو درِ خلق میزنی ہمہ وقت
تو دروازہ خلق کا ٹھونکتا ہے سب وقت
کے دعائی تو مستجاب شود
کب دعا تیری قبول ہووے
یارب از جنس ماچہ خیر آید
اے پروردگار ہم ایسوں سے کیا نیکی ہووے
غیب دان ولطیف وبیچونی
غیب جاننے والا اور مہربان اور بیمثل ہے تو
سعدیا راستی ز خلق مجوے
اے سعدی سچائی خلق سے نہ ڈھونڈ

گر ہمیں صورتے والقابے
جو یہی صورت اور نام مشہور ہے تو
تشنہ بر زہر ہمچو جُلّابے
پیاسا ساز ہر پر مانند شربت نوش کے ہے تو
کہ تو در اصل جوہر نابے
اسلیئے کہ تو اصل میں جوہر خالص ہے تو
کہ عجب درمیان غرقابے
کہ عجب ڈباؤ میں ہے تو
چارہ ہم توبہ است وشتابے
علاج بھی توبہ ہے اور پناہ
جز بمستغفری واوّابے
سوائے بخشش چاہنے اور رجوع کرنے کے
لاجرم بی نصیب ازین بابے
ناچار بے نصیب دروازہ خداسے ہے تو
کہ ہمیگردی در دو محرابے
کہ پھرتا ہے تو دو محراب میں یعنی دنیا اور آخرت میں
تو کرم کن کہ ربّ اربابے
تو بخشش کر کہ پروردگار پروردگاروں کا ہے تو
ستر پوش وکریم وتوّابے
عیب چھپانیوالا اور بزرگ اور توبہ قبول کرنیوالا ہے تو
چون تو در نفس خود نمی یابے
جو اپنی ذات میں اسکو نہیں پاتا ہے تو

۱؎ اے اگر در غفلت ستی ۱۲ ۲؎ جلاب بمعنی شربت ۱۲ ۳؎ در فارسی خالص وصاف وبیغش وبعربی شتر مادہ پیر ۱۲ ۴؎ اداب انکہ در ہر چیز بسوی خدائی عزوجل باز گردد ۱۲ ۵؎ یائے ہمیگردی در تقطیع مے شود این نادرست ۱۲ ۶؎ در طلب دنیا وطلب خدا ۱۲ ۷؎ رب ار باب پرورندہ پرورندگان ۱۲ ۸؎ اسم فاعل بمعنے ستار ۱۲ ۹؎ تواب بفتح اول تو بہ تشدید داد تو بہ پزیرندہ از منتخب ۱۲ ۱۰؎ سعدیا راستی آہ اے سعدے چوں در نفس خود راستی نمی یابی پس از خلق امید راستی قبول ست ۱۲ رب اغفر لکاتبہ ۱۲

جای گریہ است بر مصیبتِ پیر
رونے کی جگہ ہے مصیبت بڈھے پر

با ہمہ عیبِ خویشتن ہمہ روز
باوجود سب عیبوں اپنے کے تمام دن

گر ہمہ علم عالمت باشد
جو سب علم کا عالم تو ہووے

پیش مردان آفتاب صفت
آگے آدمیوں آفتاب کے مانند کے

پیر گشتی و رہ ندانستی
بوڑھا ہوا تو اور راہ حق کی نہ جانی تو نے

چو تو کودک ہنوز کعّابی[۱]
جو تو مثل لڑکے کے ابھی تک کھیلنے والا ہے

در تکاپوے عیب اصحابی
تلاش میں عیب یاروں کے ہے تو

بے عمل مدّعی و کذّابی[۲]
بے عمل کے دعوے کرنے والا اور بڑا جھوٹا ہے تو

باضافت[۳] چو کرم شب تابی
نسبت سے مثل جگنو کے ہے تو

تو نہ پیری کہ طفل کتّابی[۴]
تو نہیں بوڑھا ہے تو بلکہ لڑکا مکتب کا ہے تو

۱ه کعاب بمعنی بازی کنندہ لعب ۱۲ ۲ه کذاب بالکسر بتشدید ذال معجمہ دروغ گفتن و بالفتح وتشدید ذال معجمہ دروغگو از منتخب ۱۲ ۳ه اضافت ای نسبت کردن ۴ه کتاب بالضم وتشدید بمعنے نویسندگان یعنی مکتب و دبیرستان منتخب وصراح ۱۲

خاتمۃ الطبع

شادابی گلستان سخن بآبشاری حمد و شکر بہار آفرینی ست کہ باغ جہان و جنان را بریاحین بوقلمون مزین فرمود و سیرابی بوستان کلام بآبیاری صلوٰۃ و سلام برسید انامی ست کہ گلزار رسالت را بہ ثمرات قوانین صلاح و فلاح دارین مرتب نمود اَمّا بعد این بہارستان عالم یعنی گلستان مترجم کہ نقل منتقش از نسخہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی و انتخاب ترجمہ و حواشی او از نسخہ مطبوعہ کلکتہ وغیرہ نمودہ شد بار دہم تصحیح تمام بماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۸ھ حسب ایمای جناب حاجی ملک دین محمد صاحب اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار و مالکان کتب خانہ دین محمدی بل روڈ لاہور و مالک مطبع دین محمدی الیکٹرک پریس سرکلر روڈ لاہور کہ دوکان ایشان قرآن مجید مترجم و معرا حمائل شریف و پنجسورہ و جملہ کتب عربی۔ فارسی ہر قسم بقیمت ارزان دستیاب میشود باہتمام خود چاپ شدہ بصارت افزای چشم منتظران گردید ✤ چوہدری فضل احمد کاتب قصبہ جمیاری ضلع امرتسر

تفاسیر

تفسیر الحسنات جلد اول مجلد	ابو الحسنات سید محمد احمد قادری	۱۰/-
تفسیر الحسنات جلد دوم مجلد		۱۰/-
تفسیر موضح القرآن مجلد	شاہ عبد القادر صاحب	۱۲/-
تفسیر قادری کامل مجلد	مولانا فخر الدین صاحب	۱۶/-
تفسیر بیان القرآن مجلد	مولانا اشرف علی	۴۵/-
تفسیر سورۂ مزمل		۳/-
تفسیر سورۂ یوسف		۱.۵۶ روپے
تفسیر سورۂ فاتحہ		۵۰ نئے پیسے

(ناشران)

ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور

مستند احادیث

مظاہر حق ترجمہ و شرح مشکوٰۃ شریف اردو	۴ جلدیں مجلد	روپے ۴۰.۰۰
تجرید البخاری مترجم اردو	امام بخاری	۱۲.۰۰
تجرید صحیح مسلم مع ترجمہ و شرح اردو	۲ جلدیں مجلد	۲۴.۰۰
حقوق و فرائض اسلام	مولوی فیروز الدین	۶.۰۰
اللہ اور رسول کے احکام	امین الدین	۵.۰۰
احکام دین محمدی اردو		۷۵ نئے پیسے
چہل احادیث		۳۷ نئے پیسے

(ناشران)

ملک دین محمد اینڈ سنز۔ لاہور